يؤتی الحكمة من يشآء ومن يؤت الحكمة فقد اوتی خيرا كثيرا

(البقرة)

نہج الاسرار

من کلام

حیدر کرار علیہ السلام

(جلد اول)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے وہ خطبات، ارشادات، احتجاجات اور کلمات قصار جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں اور علمائے اعلام کے مصدقہ ہیں متعدد مستند کتب سے جمع کئے گئے ہیں۔ یہ حمد باری تعالیٰ۔ علوم معرفت الٰہیہ، منقبت رحمۃ للعالمین، منزلت محمدؐ و آل محمدؑ، اسرار ربانی اور علایم الظہور وغیرہ کا ایک بحر بیکراں ہے جو نطق لسان اللہ سے معرض وجود میں آیا۔ ہر طالب علم معرفت اور تحقیق و بصیرت کے شیدا کو چاہیئے کہ ان ارشادات سے فیض حاصل کرے۔

تالیف

سلطان العلماء مولوی سیّد غلام حسین رضا آقا مجتہد

(حیدر آباد دکن)

پیشکش: محمد بشارت علی مؤلف "امت اور اہلبیت" منتخب فضائل اہلبیت و خطبۂ غدیر

سنہ ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین

پیش لفظ

زمانہ کی موجودہ طرزِ تعلیم نے نوجوانوں کو عربی اور فارسی سے بالکل ناآشنا کر دیا اور مذہبی تعلیم کے نقدان نے نئی نسل کو مذہب سے جو بیگانہ کر دیا محتاج بیان نہیں۔ ارشادات معصومین کا کثیر ذخیرہ ہزاروں کتب خانوں کی تباہی اور لاکھوں کتب کے نذرِ آتش کیے جانے کے بعد اب بھی متعدد عربی کتب میں موجود ہے مگر صاحبانِ علم کی توجہ ان کا ترجمہ کرنے اور دُنیا کے سامنے پیش کرنے پر بہت کم منعطف ہوئی۔ اس لیے دُنیا علوم آلِ محمدؑ سے کم سے کم واقف ہو سکی۔

بنی اُمیہ اور بنی عباس نے علوم آلِ محمدؐ اور اُن کے اسمائے مبارک کو دُنیا سے مٹانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ واگذاشت نہ کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد آلِ محمدؐ پر ایسا انقلاب آیا کہ ان کی شان میں سبّ و شتم جزوِ عبادت بنا دیا گیا۔ علیؑ، حسنؑ، اور حسینؑ نام رکھنا ایسا جرم تھا کہ اس کی کم سے کم سزا موت تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ آلِ محمدؐ سے تحصیلِ علم کرتا۔ سال ہا سال ایسے گذرے کہ معصومینؑ قید خانوں کی زینت بنے رہے اور بالآخر زہرِ خطائی نے ان کی رہائی کا سامان کیا۔ اتنی سختیوں کے باوجود جب کبھی کسی معصوم کو کچھ مہلت ملی۔ رشد و ہدایت اور تعلیم میں کوتاہی نہ کی۔ اس طرح علوم آلِ محمدؐ کی بے حساب کتابیں تیار ہوئیں تھیں جنھیں دُنیائے اسلام کے سیاست دانوں نے دریا برد کر دیا یا جلا کر نابود کر دیا۔ چند کتب جو اب بھی دستیاب ہیں ان میں ہزاروں صفحات علوم آلِ محمدؐ کی بلندی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ تمام علوم جدیدہ جن پر مغربی سائنس دان مفتخر ہیں۔ اُن کی ابتدائی تعلیم اور اصول آلِ محمدؐ ہی کے مرہون منت ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد چار سو سے زائد تھے جنھوں نے مختلف علوم پر سینکڑوں کتابیں لکھیں۔ آپ کے ایک شاگرد جابر بن حیان کی اکثر کتابیں علمِ کیمیا وغیرہ پر ہیں جس سے مغربی سائنس دانوں نے بہت کچھ استفادہ کیا اور اقبال کیا کہ اگر ان کی کتابیں نہ ہوتیں تو آج علمِ کیمیا کی اتنی ترقی نہ ہوتی۔ امام علی رضا علیہ السلام نے جن علوم کی تعلیم اپنے شاگردوں کو دی تھی۔ وہ بھی اسی زمانہ میں کتب میں محفوظ کر دی گئی تھیں۔ ایسی تمام کتب روس، جرمنی وغیرہ کے سائنسدان لے گئے۔ ڈاکٹر محمد نقی خاں (پی ایچ ڈی) سابق پرنسپل نظام کالج حیدرآباد دکن نے اپنی توسیعی تقاریر کے سلسلہ میں کچھ عرصہ قبل جب مغربی جرمنی کے دارالسلطنت بان (BON) گئے تھے۔ وہاں امام رضا علیہ السلام

کی تصنیفات دیکھیں جن میں جوہری توانائی اور جوہری بم کے کلیات سمجھائے گئے ہیں۔ ان کتابوں کا ترجمہ جو جرمنوں نے کیا اور ان ہی کی مدد سے جوہری بم، ہائیڈروجن بم وغیرہ تیار کیے گئے۔ آج دُنیا اپنی جن ایجادوں پر نازاں ہے۔ آج سے بارہ سو سال قبل ان کے نظریات کو ہمارے معصومینؑ نے سمجھا دیا تھا۔

اپنی بے بضاعتی کے باوجود ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے خطبات و ارشادات جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں اور متعدد قدیم کتب میں منتشر حالت میں موجود ہیں۔ جمع کر کے دُنیا کے سامنے پیش کیے جائیں۔ تاکہ دُنیا مستفید ہو اور اس غلط فہمی کو دور کرے کہ حضرت امیرالمومنینؑ کا کلام نہج البلاغہ تک محدود ہے۔ سلطان العلماء کی اعانت و کاوش سے تقریباً بارہ سال میں ایک مجموعہ تیار ہو سکا۔ جس کا حصہ اوّل، ہدیہ ناظرین ہے اور 'حصہ دوم' زیر طباعت ہے۔

یہ مجموعہ حضرت کے فصیح و بلیغ ترین چالیس خطبات، اسراری ارشادات جاذب فکر مفاہم موثر مواعظ شریعت و طریقت کی تعلیم آل اطہار کے حقیقی فضائل چند قضایا اور علایم الظہور پر مشتمل ہے زیادہ تر ارشادات ذیل کی کتب سے لیے گئے ہیں۔

(۱) کتاب السقیفہ از سلیم ابن قیس:۔ مذہب شیعہ کی یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس کی تدوین حضرت امیرالمومنینؑ کے زمانہ میں ہی ہو چکی تھی۔ اس کی مندرجہ تمام احادیث سلیم ابن قیس نے ماٰب رسالت مآب اور حضرت امیرالمومنینؑ سے سُن کر تحریر کیا تھا۔ حکومت وقت کے خوف سے یہ کتاب شائع نہ کی جا سکی اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک پوشیدہ ہی رہی۔ سلیم کے پوتے نے حضرتؑ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی تو حضرتؑ نے اُسے پڑھکر اس پر تحریر فرما دیا کہ اس کتاب میں ہمارے کچھ اسرار ہیں۔ اس کتاب کو ہمارے ہر محب کے گھر میں رہنا چاہیئے۔ سلیم کا انتقال ۹۰ھ میں ہوا۔ حال ہی میں یہ کتاب نجف اشرف سے طبع ہوئی ہے اور پاکستان میں اُردو میں اس کا ترجمہ بھی ہوا ہے۔

(۲) موسف اصول کافی محمد بن یعقوب کلینی ۳۲۹ھ محتاج تعارف نہیں۔ علمائے شیعہ میں بڑے پائے کے عالم تھے۔

(۳) حلیۃ الاولیا حافظ ابونعیم نے لکھی ان کا شمار قدیم بڑے علماء میں کیا جاتا ہے۔ ان کا انتقال ۴۳۰ھ میں ہوا۔

(۴) ینابیع المودۃ:۔ یہ کتاب شیخ سلیمان بلخی حنفی المذہب کی تالیف ہے سلیمان ترکی کے قاضی القضاۃ اور مفتی اعظم تھے۔ بہت بڑے محقق تھے ان کا انتقال سنہ میں ہوا۔

(۵، ۶) علامہ محمد باقر مجلسی اور علامہ صدوق کا شمار مشہور حوثیؒ کے علماء میں ہوتا ہے۔ جو محتاج تعارف نہیں۔

(۷) بحر المعارف کے مصنف ملا عبدالصمد ہمدانی (۱۲۱۶ھ) تفضیلیہ تھے اُن کا شمار علمائے طریقت میں ہے بہت بڑے محقق تھے۔

محمد بشارت علی

تعارف

نہج الاسرار من کلام حیدر کرار علیہ السلام کی جلد اوّل پیش نظر ہے۔ اس میں کلام امیرالمومنین علیہ السلام کے وہ ارشادات اور کنز ہائے مخفی شامل ہیں جنھیں علامہ رضیؒ جامع نہج البلاغہ نے اپنے انتخاب میں شامل نہیں فرمایا۔ علامہ رضیؒ کے دیباچہ سے یہ بات واضح ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا سارا کلام نہج البلاغہ میں نہیں ہے۔ بلکہ علامہ کا انتخاب مخصوص عنوانات سے متعلق ہے۔ اس میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا سارا کلام علم و حکمت کا ایک بحرِ بیکراں ہے۔ جس میں فصاحت و بلاغت کے نمونوں کو ایک کوزہ کی حد تک لے لیا گیا ہے۔ جیسا کہ خود "نہج البلاغہ" کے نام سے ظاہر ہے۔ قطب راوندی کی روایت کے بموجب مصر میں کلام امیرالمومنین سے بیس جلدیں تھیں۔ علامہ شیخ محمد بن یعقوب کلینیؒ کے مجموعۂ احادیث 'اصول کافی' میں امیرالمومنین سے جو خطبے یا احادیث روایت کی گئی ہیں۔ بعض نہج البلاغہ میں شامل نہیں ہیں۔ علامہ رضی کا انتخاب ان کے اپنے زمانے کے مذاق کے لحاظ سے تھا۔ آج کے علوم جدیدہ اور سائینس کے انکشاف کے اعتبار سے طبیعات کیمیا۔ نباتیات۔ معاشیات۔ نفسیات۔ سیاسیات اور روحانیات وغیرہ جیسے عنوانات بھی علامہ کے پیش نظر رہتے تو نہج البلاغہ میں ایسے علوم و مسائل سے متعلق بھی ہمیں کافی ارشادات ملتے۔ اس لیے ایسے مباحث کے لیے امیرالمومنین کے مزید کلام کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح ایک نازک اور دقیق موضوع "اسرار" یا سرّیت (باطن) ہے۔ اور اسرار الٰہیہ کے موضوع سے متعلق جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے چند مشہور خطبے ایسے ہیں جو نہج البلاغہ میں شامل نہیں ہیں۔ علامہ رضیؒ نے غالبًا وہی جواہر پارے چن لیے جن پر ان کے خیال میں قاریوں کی نگاہ ٹھہر سکتی ہو۔ ان انمول جواہر کو انھوں نے شامل نہیں فرمایا جن کو دیکھ کر نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہوں۔ چنانچہ یہ خطبے کنزِ مخفی کی طرح عوام الناس کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔ اور نہج البلاغہ کی شہرت سے منسلک نہ ہو سکے۔ چونکہ اب ایسے خطبے اردو زبان میں ترجمہ کے ساتھ منظر طباعت و اشاعت پر آ رہے ہیں۔ اس لیے جامع خطبات نے بجا طور پر اس کا نام نہج الاسرار رکھا ہے۔

سرّیت | اس موضوع کی حد تک یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ فلاسفہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حقیقت تک پہونچنا عقل انسانی کے لیے ناممکن ہے۔ اسی کو اصطلاح فلسفہ میں سرّیت کہا گیا ہے۔ ولیم ارنسٹ ہاکنگ

اپنی کتاب TYPES OF PHILOSOPHY میں انواع فلسفہ سے بحث کی ہے اور اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ انتہائی ذہنی کوشش کے باوجود انکشاف حقیقت میں کچھ کسر باقی رہ جاتی ہے اور یہی سرّیت ہے۔ ایک ماہر اور عارف سرّیت ہی سرّیت کی بات ٹھیک سمجھ سکتا ہے۔ ادراک حقیقت جو نادر لمحوں کی مخصوص بصیرت سے حاصل ہوتا ہے۔ سارے شعور پر محیط ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر میر ولی الدین سابق صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن و رفیق اعزازی ندوۃ المصنفین دہلی نے اپنی کتاب " فلسفہ کیا ہے " میں یہ صراحت کی ہے کہ سائنس کا سارا نظام عالم مظاہر سے ہے۔ جس کو قرآن کی زبان میں عالم شہادت کہا جاتا ہے۔ فلسفہ عالم شہادت کی انتہائی حقیقت یا ماہیت کو معلوم کرنا چاہتا ہے جو غیب کا دائرہ ہے۔ جس کو قرآن کی زبان میں " غیب " قرار دیا جا سکتا اور انسان کی اتنی ترقی کے باوجود " غیب الغیب " تک رسائی ممکن نہیں۔

قرآن اور سرّیت

قرآن کا دعویٰ ہے کہ کتاب ہدایت (صامت ہو یا ناطق) انہی متقیوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ جن کا غیب پر ایمان ہو۔ (بقرہ ۲) کتنے ہی شہود ہیں جن کے باطن کی ہمیں اطلاع نہیں۔ کتنے باطن ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے۔ ہم بظاہر پھل کو دیکھتے ہیں لیکن اس کا ذائقہ اس کا باطن ہے۔ تخم ظاہر ہے مگر درخت کو اگانے والا جوہر لطیف اس کے باطن میں ہے۔ جو نظر نہیں آتا۔

قولہ : " عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول " وہی اللہ غیب دان ہے۔ اور اپنے غیب کی بات ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند فرمائے (جن ۲۷) قرآن میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں سرّیت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ حضرت موسیٰ کی حضرت خضر سے ملاقات، پکی ہوئی مچھلی کا پانی میں چلا جانا۔ حضرت خضر کا کشتی میں سوراخ کرنا، لڑکے کا قتل گرتی ہوئی دیوار کو منہدم کر کے بنانا۔ یہ سب حضرت موسیٰ جیسے پیغمبر اولوالعزم کے لیے معمہ بنے رہے جس کی وضاحت حضرت خضر نے اس وقت فرمائی جب ھذا فراق بینی و بینک فرما کر جدا ہوئے۔ اس کے علاوہ جلوۂ طور۔ ید بیضا۔ عصا کا اژدھا بن جانا۔ بنی اسرائیل کے لیے چشموں کا جاری ہونا۔ قارون کا زمین میں دھنس جانا۔ دریائے نیل کو بنی اسرائیل کا عبور کرنا۔ اور فرعون کا ہلاک ہونا۔ اس کی لاش کا عبرت کے لیے محفوظ رہنا۔ حضرت جرجیس کا پانچ مرتبہ شہادت پانا۔ حضرت یونس کا شکم ماہی میں تسبیح پڑھنا۔ اصحاب کہف کا غار میں سو جانا۔ حضرت ابراہیم کا نار نمرود میں سلامت رہنا۔ حضرت اسمٰعیل کے بجائے دنبہ کا ذبح ہونا۔ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔ آپ کا اندھوں کو بینا اور مردوں کو زندہ کرنا یہ سب اسرار الٰہیہ ہیں۔ سائنس کی اتنی ترقی اور اسباب مادّی کی فراوانی کے باوجود انسان ایسے مظاہرے کرنے سے آج بھی قاصر ہے۔ رسول کریمؐ کے معجزات بالخصوص آپ کی معراج جسمانی۔ رجعت شمس، شق القمر وغیرہ کو مفہوم " کن " سے غافل و بے بصیرت

انسان تسلیم کرنے اور اپنے عجز کا اعتراف کرنے کے بجائے من گھڑت تاویلات کا سہارا لیتا ہے۔ قرآن ایک ہے مگر تفسیروں کی بہتات ہے اور ایک دوسرے سے متناقض۔ ایک تفسیر لکھے تو دوسرا اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرے

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق ✤ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

راسخون فی العلم کا ایک دروازہ چھوڑنے سے دربدری حاصل ہوئی۔ انتہائے حقیقت کا علم اور مافوق الفہم اسرار کی تفہیم اگر حاصل ہو سکتی ہے۔ تو صرف اس طرح کہ ہم ظن۔ تخمین و حرص کو چھوڑ کر ارشادات معصومین علیہم السلام کی طرف رجوع کریں جو مبداء ہیں علم حقیقی کے اور شک و ریب و قیاس و وہم و تخمین سے منزہ ہیں۔ یہیں ہمیں وہ نور ہدایت حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کو عقل نظری ہمیں عطا نہیں کر سکتی۔

اب جبکہ اسرار الہٰیہ کو جاننے والا ابھی راز بنا ہوا ہے اس تک ہماری رسائی ممکن نہیں۔ غیب کا پردہ ہٹے تو شعور کو وہ جلوہ حاصل ہو جس کا انتظار ہے۔ اس وقت تک "انتہائے حقیقت" کا علم یا انتہائے علوم حقائق پر مطلع ہونے کا ذریعہ ارشادات معصومین اور امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ قولہ تعالیٰ: وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ و رسلہ۔ یعنی اللہ تم کو غیب کی خبر دینے والا نہیں۔ البتہ جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے اس غیب کی اطلاع کے لیے منتخب کر لیتا ہے۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ (آل عمران ۱۷۹)

مدینۃ العلم | باب مدینۃ العلم۔ اور ان کے اوصیائے معصومین علیہم السلام کے ارشادات ہی ہمارے لیے علوم غیب کا خزانہ ہیں۔ یہی صاحبان علم لدنی ہیں۔ یہی مشیت اللہ۔ حجاب اللہ اور اسماء اللہ الحسنیٰ ہیں۔ یہ مظہر صفات الہٰی ہیں اور مشیت کی کارفرمائی ان ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اور مشیت کی کارفرمائی کے لیے ہمیں قرآن سے سہارا ملتا ہے۔

مشیت کی کارفرمائی | اللہ خالق کائنات ہے تخلیق کائنات میں دو اصول کارفرما ہیں۔ تخلیق و تکوین۔ تخلیق کے لیے اسباب مادی کا ہونا اور ایک "مقررہ عمل" ضروری ہے۔ تکوین صرف حکم "کُن" کی کارفرمائی ہے یہ قضاء امر ہے۔ بغیر اسباب مادی نفاذ مشیت ہو جاتا ہے۔ نگاہ ظاہر تخلیق دیکھ سکتی ہے سمجھ سکتی ہے لیکن حقیقت تکوین باطن اور راز غیب ہے۔ جس کا علم صرف اللہ کو ہے یا جنھیں اللہ نے علم عطا فرمایا ہے۔ تخلیق و تکوین میں مجاز و حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تخلیق کے لیے اسباب مجازی سے انسان کے لیے استفادہ ممکن ہے۔ البتہ جو اسباب مجازی مشیت کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان میں مشیت حقیقت ہے۔

تخلیق و تکوین | قول خدا "انی جاعل فی الارض خلیفہ" مشیت الہٰی کا اظہار ہے۔ کارفرمائی اس طرح ہوئی کہ زمین کے مختلف حصوں سے مٹی لائی گئی۔ آدم کے پتلے کی تعمیر و تخلیق ہوئی۔ ساکت و

صامت پُتلا ابھی آدم نہ ہوا تھا۔ کہ ارادۂ کُن نے نفخِ روح سے سرفراز کیا تو وجودِ آدم مکمل ہوگیا۔ تکوین نے خاک کے پتلے کو گوشت و پوست کی شکل عطا کر دی۔ رگوں میں خون دوڑنے لگا۔ قلب میں حرکت پیدا ہوگئی۔ لیکن اس غیب (روح) کے علاوہ ایک غیب الغیب بھی ہے جس نے آدم کو مسجودِ ملائک بنایا۔ منصب خلافت کا اہل بنایا۔ یہ اسرارِ الٰہیہ ہیں جنکی تشریح محتاج علم لدنی ہے۔ ایسے اسرارِ الٰہیہ کی ایک طویل فہرست قرآن سے مرتب ہوسکتی ہے جو فہم انسان سے بالاتر ہے اسکو وہی سمجھا سکتے ہیں جو مظہرِ صفاتِ الٰہی ہیں۔ جن سے مشیت کی کارفرمائی ہوتی ہے جو مجازِ حقیقت تکوین ہیں۔

مجاز و حقیقت۔ (۱) ارشادِ خداوندی ہے کہ "ولقد خلقنا الانسان من سُلٰلَۃٍ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرارٍ مّکین" یعنی ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے جوہر سے یوں خلق کیا کہ اس کا ایک قطرہ ایک محفوظ جگہ پر ٹپکا دیا۔ اور اس بوند کو ایک لوتھڑے کی شکل عطا کر دی اور پھر اس لوتھڑے ہی سے گوشت بنایا اور اس سے ہڈیوں کی تخلیق کی اور گوشت کو ان ہڈیوں پر یوں چڑھایا کہ کچھ دنوں میں ایک جیتی جاگتی مخلوق کی صورت گری کر دی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین پس بہت برکت والا ہے وہ اللہ جو سب بنانے والوں سے بہتر ہے۔ (سورہ مومنون: ۱۲ تا ۱۴) سورۂ حج کی آیت نمبر ۵ اور زمر کی آیت نمبر ۶ میں بھی خلقت انسان کا تذکرہ ہے۔

مذکورہ آیت میں مجاز و حقیقت دونوں واضح ہیں۔ نطفہ کا قرار زوجین کے تدبیری عمل سے مشروط ہے۔ رحمِ مادر میں تخلیقی عمل تقدیری ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا احسن الخالقین سب بنانے والوں سے بہتر۔ خالقین کے لفظ میں فضل و عدل الٰہی کا اظہار ہے۔ بچّہ کے والدین مجازی خالق ہیں جو نظر انداز نہیں کیے گئے۔

(۲) وقل ربِّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرا۔ دُعا مانگو کہ اے پالنے والے ان پر (والدین پر) رحم فرما جس طرح انھوں نے مجھے بچپن میں پالا (بنی اسرائیل: ۲۳) اس آیت میں ربوبیت مجازی ہے۔ ماں نے اتنا ہی کیا کہ اپنا دودھ بچہ کے منہ میں دیدیا لیکن چشمۂ شیر اور بچہ کو دودھ چوسنے اور پینے کا ملکہ ربّ حقیقی کا عطیہ ہے۔ اسی لیے ربّ حقیقی نے ربّ مجازی کے حق میں دُعا کا حکم دیا۔

(۳) الذی خلق الموت والحیٰوۃ (الملک: ۲) موت اور حیات کا خالق اللہ ہے۔ خلقت و ربوبیت تو اربابِ مجاز کے وسیلہ سے ہوئی لیکن موت تکوینی ہے۔ قبض روح کے عامل و فاعل ملک الموت ہیں وہ مجازی مارنے والے ہیں۔ ان کا فعل بامرِ رب ہے۔ فاعل حقیقی اللہ ہے۔ مگر تکوین کے لیے بھی فاعل مجازی کا وجود ثابت ہے

قابلِ غور مذکورہ قرآنی مثالیں تخلیق و تکوین اور مجاز و حقیقت سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔ بنظر اختصار مزید دو آیات برائے توجہ پیش ہیں ورنہ قرآن میں ایسے کئی مقامات ہیں۔

(۱) قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدیّ۔ اے ابلیس تجھے کس بات نے سجدہ

کرنے سے روکا - جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا۔ (ص ۷۵) فاعلِ حقیقی تو اللہ ہے مگر اس آیت میں دستِ مجازی کا ذکر ہے صراحت کے ساتھ مجازی طرف اشارہ ہے۔ تخلیق آدم کے فاعل مجازی کونسے دو ہاتھ یہ بنی بتایئں یا خطیب منبر سلونی۔

(۲) طوفان کے حکم کے نافذ ہونے سے پہلے مومنین نوحؑ کی سلامتی کے لیے حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم ملا۔ واصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ۔ تم ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ (ھود ؛ ۳۷) آنکھیں کس کی ؟ یقیناً فاعل مجازی کی ! فاعل حقیقی کو تو آنکھیں نہیں مذکورہ دونوں آیات میں فاعلِ حقیقی یقیناً اللہ ہے ۔ اللہ نے ان آیات میں حقیقت ظاہر کر دی اور مجاز کو راز میں رکھا - ان اسرار کے سمجھنے کے لیے ایمان بالغیب از روئے قرآن لازم ہوگا۔

موت کے فرشتہ کو ہم فاعل مجازی تسلیم کرتے ہیں اور اللہ کو حقیقی پیدا کرنے والا اور مارنے والا - ہم یہ مانتے ہیں کہ بارش کے قطرہ قطرہ کے ملک مقرر ہیں جن کو مشیت الٰہی کے تابع ہم فاعلان مجازی تسلیم کرتے ہیں تو وہ جو مشیت الٰہی ہے۔ اگر فرمائے کہ انا احیی وامیت باذن ربی - یعنی میں زندہ کرتا ہوں - اور مارتا ہوں ۔ اپنے رب کی اجازت سے تو اس مجاز پر کیوں چونک پڑیں - اگر ارشاد ہو کہ میں ہوں زمین و آسمان کو خلق کرنے والا تو مشیت اللہ کو باذن خدا خالق مجازی کیوں نہیں مانتے ۔ یہ فقرہ محض افترا کیوں ؟ مولاؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر پیغمبرؑ کے ساتھ مخفی رہا اور پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاہر بظاہر - ونیز میں نے عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے جھولے میں بات کی تو یہ نئی بات تو نہیں - ایک نباتی مخلوق یعنی درخت حضرت موسیٰ کو آواز دے رہا ہے کہ یا موسیٰ اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ - یعنی میں ہی تو تمام عالموں کا پروردگار اللہ ہوں (قصص ؛ ۳۰) قرآن کی اس آیت پر ہم ایمان لائے اللہ کو فاعل حقیقی و متکلم حقیقی سمجھا اور اپنے اصول دین میں یہ عقیدہ راسخ کر لیا کہ وہ متکلم ہے مگر ارشاد باری ہے کہ اللہ تو خود بات نہیں کرتا شوریٰ ۵۲/

بس مجاز کو حقیقت اور حقیقت کو مجاز فرض کر لینا ہی شرک و کفر ہے۔ مجاز مجاز رہے اور حقیقت، حقیقت کو ماں باپ الٰہ نہیں ہو سکتے - عزرائیل قابل پرستش نہیں۔ کوہ طور کا درخت رب العالمین نہیں۔ یہ فاعلان مجازی ہیں اور تابع مشیت ہیں - مظہر صفات الٰہی وہی انوار مقدسہ ہیں جو مرضی پروردگار یعنی مرضاۃ اللہ ہیں - یہی کلمۃ اللہ ہیں جو حقیقت کنز مخفی کے عرفان کے لیے عالم مجاز میں سبب بنے ۔ یہ وہ اولوالامر ہیں جن کا امر واجب القضا ہے وہ جب کہدیں کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے ۔ وہ جب وضو کے لیے آستین الٹیں تو سورج پلٹ آئے سا اشارہ کر دیں تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے جب ہاتھ دھو کر کہدیں کہ پانی نہیں جواہر ہیں تو پانی جواہر بن جائے ۔ وہ جب چاہیں مردہ زندہ ہو جائے یہ وہ ہیں کہ شیر قالین کو حکم دیں تو شیر قالین حقیقت بن جائے ۔

ان انوار مقدسہ کے علوئے مرتبت اور اسرار الٰہیہ کے ان پردوں کو جو مولائے متقیان نے اٹھائے ہیں۔ سمجھنا چاہیں تو اس تالیف "نہج الاسرار" کو چشم بصیرت سے بنظر عمیق مطالعہ کریں۔

اگر اس کتاب کے قاریوں کا عقیدہ لا الہ الا اللہ بشرطہا و شروطہا معصومین علیہم السلام شروطہا پر نہیں ہے۔ وہ حدیث سلسلۃ الذہب امام رضا علیہ السلام کی تکذیب کر رہے ہیں۔ ایسے قاریوں سے درخواست کرونگا۔ کہ کتاب ہذا ملاحظہ نہ فرمائیں۔ صفات الٰہی کو عین ذات ماننے اور انوار مقدسہ کو مظہر صفات ماننے والا کبھی مشرک ہو ہی نہیں سکتا۔ جس طرح قرآن کے محکمات و متشابہات میں محکمات تو صاف و واضح ہیں لیکن قرآن گواہ ہے کہ آیات متشابہات لوگوں کی کج دلی کی بھی پہچان ہیں۔ اسی طرح امیرالمومنین علیہ السلام کے کلام میں بھی محکمات و متشابہات" دونوں ملیں گے۔ کلام خطیب منبر سلونی میں جن کے علم و یقین پر غیب کے پردے کبھی حائل نہیں رہے ایسے خطبات اور ارشادات ملیں گے جن میں اسرار الٰہیہ کے پردے اٹھائے گئے ہیں۔ آپ کی ذات اقدس کے علوئے مرتبت کے انکشاف سے بیگانے تو بیگانے اپنوں کی بھی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ احتیاط کا تقاضا سمجھ کر کسی نے چپ سادھ لی کسی نے تصوف کا نام دیا اور کسی نے وہی کہا جو سابقہ امتوں نے اپنے انبیاء۔ اوصیاء اور اولیاء کے بارے میں کہا تھا۔ حالانکہ غور کریں تو ان کلمات میں عرفان الٰہی کے متلاشیوں کے لیے وہ منزلیں ملیں گی جن کو طے کرانے کا مولائے کائنات کے سوا کوئی دوسرا مالک و رہنما دعویٰ بھی نہیں کر سکتا۔ مولائے کائنات کے جو خطبے اس کتاب میں ملیں گے وہ سرمہ ہیں چشم بصیرت کے لیے۔ ذات واجب الوجود کا عرفان ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ذات علیؑ کے عرفان کا ایک حصہ بھی ہم کو مل جائے تو یہی ہماری کامیابی ہے۔ ارشاد رسالت ہے کہ یا علیؑ نہیں پہچانا کسی نے تمکو سوائے میرے اور خدا کے۔

کتاب کی ترتیب کا نہج " جامع نہج الاسرار " نے جو لکھا ہے وہ فہرست مضامین سے معلوم ہو گا لیکن ایسے اردو دان مومنین سے جو پہلی بار ان خطبوں کو پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہوں۔ عرض کروں گا۔ کہ امام مدبر الامور" صفحہ (۱۰۷) کی بحث اور حدیث طارق (صفحہ ۱۰۹) ملاحظہ فرما کر آگے بڑھیں۔ حدیث نورانی (صفحہ ۸۸) میں یہ فقرہ ملے گا " میں ابراہیم ہوں، " میں موسٰی ہوں، " میں عیسٰی ہوں اور میں محمدؐ ہوں۔ جس صورت میں چاہوں اپنے کو بدل لیتا ہوں۔ جس نے مجھے دیکھا ان صورتوں کو دیکھا۔ اور ہم اللہ کا وہ نور ہیں جس میں دائماً کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ میں ایک بندہ ہوں بندگان خدا سے"۔ اس پورے جملے میں آپ نے اپنی ذات اقدس کے باطن و ظاہر۔ حقیقت و مجاز اپنے اختیارات اور اپنی عبدیت کی وضاحت فرما دی ہے۔ لا ریب فیہ۔ آپ عالم نور میں اسوقت بھی تھے جب ابوالبشر خلق بھی نہ ہوئے تھے۔ آپ کا نور اول مخلوق ہے۔

بڑا اعتراض خطبۃ البیان پر کیا جاتا ہے کہ اس کے بہت سے فقرے خلاف روایت ہیں۔ کہنا آسان ہے ثابت کرنا مشکل۔ انا خالق السموات والارض کو محض افترا قرار دیا جاتا ہے۔ خلق تو صفت کا اظہار ہے۔ ہم قرآن کا حوالہ دے چکے ہیں کہ درخت سے ذات کے اظہار انی انا اللہ رب العالمین پر ایمان

لائیں اس لیے کہ قرآن میں ہے اور "اَنَا خالق" پر ایمان نہ لائیں۔ اس لیے کہ سید رضی نے لکھا ہے نہ صاحب اصول کافی نے نہ علامہ مجلسی نے یہ عذر ہمارے لیے اسلیئے قابلِ تسلیم نہیں کہ ان تینوں بزرگواروں نے پورے کلام امیرالمومنینؑ کا احاطہ نہیں کیا۔ مولا نے اپنی دُعاؤں میں فرمایا ہے کہ وہ مدبر بلا وزیر ہے۔ اُسے مشورہ کی ضرورت نہیں لیکن تنزیہ توحید کے خلاف ہوگا اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ چھ دن تک وہ سماوات والارض کی تخلیق میں مثل کاریگر کے مصروف رہا پھر عرش پر ایسے متمکن ہوگیا جیسے کوئی بادشاہ یا صدر مملکت اپنے تختِ حکومت یا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوتا ہے۔ قرآن نے مجازی ہاتھ۔ مجازی آنکھیں اور مجازی چہرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ معمہ ہی رہ جاتا۔ اگر مولاؑ نے نہ فرماتے انا خالق السماوات والارض۔

قرآن کا ایک اور مقام غور طلب ہے کہ قیامت کے روز صور پھونکے جانے پر جب سب فنا ہو جائیں گے صرف ربّ ذوالجلال والاکرام کا چہرہ باقی رہ جائے گا اور آواز آئے گی کہ لمن الملک الیوم پھر اس کے جواب کی آواز آئے گی کہ للہ الواحد القھار۔ قابلِ غور یہی مقام ہے کہ خُدا کو نہ کوئی عضو ہے اور نہ چہرہ و زبان پھر باقی رہ جانے والا چہرہ کون ہوگا۔ اور یہ سوال وجواب کرنے والا کون ہوگا۔ حسبِ آیت نمبر ۵۲ سورہ شوریٰ خُدا تو بات نہیں کرتا۔ امام کا ارشاد ہے کہ "نحن وجہ اللہ نحن لسان اللہ"۔

ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ جو اپنے کو منبر پر صاف خلیفہ بلا فصل نہ کہہ سکتا ہو وہ ایسے جملوں کو برسرِعام کیونکر استعمال کرسکتا ہے۔ (قصص العلما رتنکابینی) ایسے معترض پر بجز اظہارِ حیرت وافسوس کے کچھ کہنا نہیں چاہتے جو تاریخ کا بھی گلا گھونٹ رہے ہوں۔ اللہ ہمارے قلوب کو زیغ و کجی سے محفوظ رکھے کیا خطبہ شقشقیہ نہج البلاغہ میں نہیں ہے دوسری دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ علامہ مجلسی نے مشارق الانوار والیقین میں حافظ شیخ رجب برسی کو ساقط الاعتبار کیا ہے۔ ہم تسلیم کرلیتے اگر یہ خطبے صرف مشارق الانوار میں ہوتے دوسری کتابوں میں نہ ہوتے۔ مشارق الانوار بھی ایک مجموعہ ہے۔ تصنیف ذاتی نہیں بلکہ تلاش وتالیف ہے۔ بہت اچھا ہوا جو اس کتاب کے آغاز میں تدوین کلام علی علیہ السلام کے عنوان سے بالتفصیل صراحت کردی گئی ہے۔

جہاں تک تصوّف کا تعلق ہے فاضل شہیر سبط الحسن ہنسوی نے منہاج نہج البلاغہ میں تحریر فرمایا کہ "بے شک علی ابن ابی طالب کو اس تصوّف سے کوئی لگاؤ نہیں جو صوفیانِ شوم کے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور دراصل جس کی تاسیس بحیثیت ایک ادارہ، اہلِ بیت رسول کی مخالفت میں اموی وعباسی حکومتوں کے زیر سایہ ہوئی اور جس کے دجل وفریب کے مرقع ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں پیش کئے ہیں"

تصوّف کی جو تعریف امام جعفر صادقؑ نے فرمائی ہے وہ یہ ہے:

من عاش فی باطن الرسول فھو صوفی۔ جو باطن رسول پر زندگی بسر کرے وہ صوفی ہے، باطن رسول کیا ہے

اس کے حلیۃ الاولیا حافظ ابونعیم پر تکیہ کرنے کے بجائے نہج الاسرار ملاحظہ فرمائیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے بڑھ کر کون باطن رسول جانتا ہے۔ بس علیؑ جانیں یا اللہ۔ علامہ سبط الحسن ہنسوی نے خوب فرمایا کہ یہ اعتراض "نہج البلاغہ میں تصوّف کی جھلک ہے" جہل مرکب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک یہی جواب کافی ہے منہاج نہج البلاغہ میں بہت صراحت سے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ نہج الاسرار کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ باطنِ رسولؐ کیا ہے باطن رسولؐ کو وہی بہتر جانتا ہے جو معدن حکمت رسولؐ و رازدار رسولؐ ہے۔ (خطبہ افتخاریہ صفحہ ۱۲۸) ان خطبات کو پڑھ لینے کے بعد ہی باطن رسول کا انکشاف ہوگا اس لئے کہ جو باطن علیؑ ہے وہی باطنِ رسولؐ۔

جامع نہج الاسرار نے اس مجموعہ میں اسرار الٰہیہ کے علاوہ ایسے خطبے بھی شامل فرمائے ہیں جو خود ایک مومن کو غلامی مولائے متقیان کا اہل بنا دے۔ خطبہ بدعت ورائے وقیاس صفحہ (۱۵۴) اور شیعہ کی تعریف و مومن کی صفات و علامات (صفحہ ۵۸ تا ۶۱) ہم پڑھ لیں اور ان صفات سے متصف ہو جائیں تو حضرت سلمان کے دنیا کی سیر صفحہ ۲۴۱ اور حدیث غمامہ صفحہ ۲۳۲ پر یقین کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ اس کتاب میں ادعیہ ماثورہ اور قضایائے امیرالمومنین کے اضافہ نے باطن وظاہر دونوں روشن باب سامنے رکھ دیئے ہیں۔ بقدر ذوق و بقدر آرزو چشم بصیرت کو چراغ ملتے جائیں گے۔ ع "دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر"

اردو زبان میں یہ مجموعہ ایک اسراری اضافہ ہے۔ فلسفہ اسرار الٰہی کے وہ متلاشی جو فارسی و عربی نہ جاننے کی مجبوری کی وجہ سے اب تک کما حقہٗ واقف نہ تھے اب ان خطبات کے ترجموں کو پڑھیں، اپنی پیاس بجھائیں اور جامع و ناشر کے حق میں دعائے خیر کریں کہ ان کی خدمات دینی کا سلسلہ جاری رہے۔ آمین۔ میں خود سوچتا تھا کہ قرآن میں حضرت سلیمان کے وزیر (حضرت آصف بن برخیا) کا ذکر ہے کہ تخت بلقیس چشم زدن میں پہنچا دیا جو "علم من الکتاب" یعنی کتاب کے کچھ علم کا حامل تھا تو جو "علم کتاب" کا کاملاً عالم ہو اس کے تصرفات آفاق و انفس کی انتہا کیا ہوگی۔ اس کتاب نہج الاسرار نے میرے ذوق یقین کو تسکین بہم پہنچا دی۔

ارشادِ رسولؐ: "حب علیؑ ایمان و بغضہ کفر" یعنی حب علیؑ و بغض علیؑ کی پہچان بھی اس کتاب سے ضرور ہو جائے گی۔

قدردانوں کے احساسات اور ناقدین کے تبصروں سے اس کا اندازہ ہوگا لیکن جذبۂ خدمتِ دینی اس کتاب کی اشاعت کردار رہی ہے۔ نہ ستائش کی تمنا نہ منافع کی پروا۔

محترم جامع نہج الاسرار سلطان العلماء مولانا سید غلام حسین رضا آقا صاحب قبلہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے جدِ امجد سرکار صدر العلماء مولانا سید غلام حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ نے زنجبار میں تبلیغ دین کا جو کارنامہ انجام دیا ایک خطۂ ظلمات کو نور ایمان بخشا، وہاں کے لوگ اور خوجہ جماعت آج بھی مدح خواں ہیں۔ آپ حیدرآباد میں مولائے متقیانؑ کے شیدائوں کے مقتدا تھے۔ ان کے فرزند یعنی مولانا رضا آقا صاحب قبلہ کے پدر بزرگوار مولانا سید آقا صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ کو ایک طرف حضور

نظام سے تقرب حاصل تھا تو دوسری طرف علمائے اہلِ سُنّت بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔ شیعیان حیدرآباد کے لئے مرکز تھے۔ مولانا علی نقی صاحب نجفی اعلیٰ اللہ مقامہٗ اور مولانا بہادر علی صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے بعد سید آقا صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی ذات سے مومنین حیدرآباد کی مرکزیت وابستہ ہو چکی تھی اور قومی معاملات میں آپ کا حکم حرفِ آخر رہتا تھا۔ افسوس کہ یہ مرکزیت اب باقی نہیں رہی۔ اس زمانہ میں جبکہ حیدرآباد میں عزاداری پر پابندیاں تھیں، آزادی سے زبان کھولنے کی جرأت کا فقدان تھا، کمال یار جنگ پیلیس میں سید آقا صاحب قبلہ کا گھن گرج، ہمہمہ پر وقار، پرزور نورانی و ایمانی مجالس ہمارے دل و دماغ پر اس زمانہ کی نزاکت کے تصورات کے ساتھ مرتسم ہیں۔ سلطان العلماء مولانا رضا آقا صاحب قبلہ کی نجف اشرف سے واپسی کے بعد یہ ان کی پہلی قلمی کاوش ہے جو انتخاب و ترجمہ کی صورت میں منظر طباعت و اشاعت پر آرہی ہے۔ اہلِ حیدرآباد و ہندوستان کے لئے ان تعارفی کلمات کی ضرورت نہ تھی چونکہ اس کتاب کی اشاعت پاکستان سے عمل میں آرہی ہے لہٰذا اختصار کے ساتھ اس تعارف کی جسارت کی گئی۔

مولانا کی یہ توشیق کہ ارشاداتِ امیرالمومنین علیہ السلام جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں اور علمائے اعلام کے مصدقہ ہیں متعدد مستند کتب سے جمع کئے گئے ہیں، ہمارے یقین کے لئے ضمانت ہیں۔

اس کتاب کے پبلشر محترم جناب محمد بشارت علی صاحب حیدرآباد کے لئے متعارف ہیں۔ حیدرآباد کا علمی طبقہ آپ کی مشہور تالیف "امت اور اہلِ بیت" کی وجہ سے آپ کا قدردان ہے۔ محترم بشارت علی صاحب نے ہر دنیاوی صحیفہ سے اپنا منہ موڑا اور صحیفہ علویہ سے دین کا رشتہ جوڑا۔ بارگاہ مظہر العجائب والغرائب سے انہیں انعام ملا اور نہج الاسرار تک رسائی ہوئی جس کی اشاعت کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔

میں اس کتاب کے لئے مقدمہ لکھنے کا کسی طرح اہل نہیں۔ یہ مقدمہ لکھوا کر موصوف نے میری بے بضاعتی کے باوجود مجھ پر کرم فرمایا ہے۔ میں نے یہ مقدمہ اردو داں صاحبان ذوق کے لئے لکھا ہے۔ حضرات متکلمین میرے مخاطب نہیں۔ یہ میرے نصیب کہ انشاء اللہ تعالےٰ جب یہ مقدمہ شاملِ کتاب ہوگا تو ایک ناچیز و حقیر سنگریزہ کو درِ نجف سے نسبت حاصل ہو جائے گی۔

بیت العزا

۱-۹-۳-۲۲

دار الشفاء۔ حیدرآباد (ہند)

سید ظہور حیدر زیدی

(موظف ڈپٹی کلکٹر)

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

حضرت علیؑ کے علمی کارنامے اپنے اور بیگانوں کی نظر میں

دنیا کی قوموں میں صرف عرب ہی ایک ایسی قوم ہے جو فصاحت و بلاغت اور طلاقت و خطابت میں کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتی اس لئے وہ اپنے کو عرب یعنی فصاحت سے کلام کرنے والے اور دوسری قوموں کو عجم یعنی گونگا کہتی تھی۔ تمام عرب میں شیریں زبانی اور طلاقت لسانی کے لحاظ سے قریش افصح العرب تھے اسی لئے تمام قبائل عرب نے قریش سے عربی زبان حاصل کی۔

(کتاب المزھر فی علوم اللغۃ جز اوّل طبع مصر ۱۲۸۲ھ)

قریش کے سرتاج فصحاؑ، ادباؑ، خطباؑ، بلغاؑ قصی ہاشم عبدالمطلب اور ابوطالب تھے ان میں بنی ہاشم اپنی آپ مثال تھے۔ جناب عبدالمطلب اور ابوطالب کے خطبات و اشعار جو فصاحت و بلاغت کی روح تھے آج تک کتابوں میں محفوظ ہیں۔ بنی ہاشم میں عبدالمطلب کی اولاد سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی اور نہ گذرا اسی آسمان فصاحت و بلاغت و خطابت کے آفتاب افصح الخلق علی الاطلاق رسالت مآبؐ اور حضرت علیؑ تھے۔

آنحضرتؐ کے متعلق علمائے ادب لکھتے ہیں کہ فصاحت قول اور بلاغت لسان کے اعتبار سے افضل ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ کی سلاست طبع اور بے نظیر و مافوق الطاقت اقتدار، فصیح ترین و مختصر جملے اور بلیغ ترین و مختصر کلمات آپ کی خصوصیات تھیں آپ جوامع الکلم اور بدائع الحکم کے ساتھ مخصوص تھے آپ دنیا کی تمام زبانوں سے واقف تھے۔ ہر قوم و قبیلے کے آدمی سے اسی کی زبان میں اس طرح کلام فرماتے تھے کہ آپ سب سے زیادہ بلیغ تھے (المجمل فی تاریخ العرب العربی ص۷۱ مصر)

تاریخ الادب کے صفحہ ۱۰۱ اور ۱۸۶ پر عہد حاضر کے مشہور مورخ الاستاذ احمد حسین الزیات لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد سلف و خلف میں گفتگو و کلام اور تقریر و خطابت میں حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ فصیح تر ہم نے کسی کو نہ پایا۔ آپ ایسے حکیم و فلسفی تھے کہ آپ کے بیان سے حکمت کے چشمے جاری ہوتے اور آپ کی زبان سے خطابت کے دریا ابلتے تھے۔ آپ ایسے واعظ تھے کہ سامعین کے قلب و دماغ کو اپنے وعظ سے مسحور کر دیتے تھے۔ آپ کے مکاتیب و رسائل دلائل کی بے پناہ گہرائیوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ حضرت کے وہ خطبے جن میں آپ نے لوگوں کو جہاد کے لئے برانگیختہ کیا اور وہ رسائل جو معاویہ کے نام تحریر فرمائے اور وہ خطبے جن میں طاؤس چمگادڑ اور دنیا کے اوصاف بیان فرمائے اور وہ فرمان جو مالک اشتر کا موسومہ ہے سب بدائع عقل بشری

اور معجزات زبان عربی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے چند خطبوں کے متعلق جو آئندہ صفحات پر مرقوم ہیں علمائے عظام لکھتے ہیں کہ یہ سب اسرار ہی اسرار پر مشتمل ہیں جن کی معنی کی معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔

حضرت علیؑ کی علمیت

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیٌ عَیبۃُ عِلمی یعنی علی میرے علوم کے ظرف ہیں۔ عیبہ اس ظرف کو کہتے ہیں جس میں انسان نفیس اور عمدہ چیزوں کو محفوظ رکھتا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ علی میرے کلام و اسرار کے سمجھنے والے میرے رازدار اور میرے نفائس علوم کے معدن ہیں۔ ابن درید لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا یہ ایسا بلیغ کلام ہے کہ اس سے پہلے کسی نے بھی اس مطلب کو اس طرح ادا نہ کیا تھا حضرت علیؑ کی یہ ایسی بلند مدح ہے جس کی وجہ سے دشمنوں کے قلوب بھی آپ کی عظمت کے مقر ہو گئے۔ (فیض القدیر از حافظ مناوی جلد ۴ صفحہ ۳۰۶)

علم الکلام

عالم اسلام میں حکمت و فلسفہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علیؑ ہی ہیں آپ ہی سے متکلمین نے علم کلام سیکھا۔ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حکمت و فلسفہ اور مسائل الٰہیات پر بحث و نظر کرنا نہ ہی عربوں کا فن تھا اور نہ اس موضوع پر ان کے بزرگوں نے کچھ لکھا تھا۔ یہ علم یونانیوں اور اوائل حکما سے مخصوص تھا۔ عربوں میں جس نے سب سے پہلے حکمت و فلسفہ میں موشگافی کی وہ حضرت علیؑ ہی ہیں توحید و عدل کے دقیق مسائل کی تفہیم و تسہیل آپ ہی کے بساط کلام اور خطبوں سے ہوئی۔ صحابہ و تابعین کے کلام میں اس موضوع پر نہ ہی ایک کلمہ ملتا ہے اور نہ ان کے کلام میں اس کا تصور ہی پایا جاتا ہے اگر وہ اس کو کچھ سمجھے بھی تھے تو کسی کو سمجھانے کے قابل نہ تھے۔ (شرح ابن الحدید ج ۲ صفحہ ۱۲۸ مصر)

علامہ جاحظ جیسا ناقد بصیر اپنی ایک تالیف "فضل ہاشم علی عبد شمس" میں حضرت علیؑ کی ایک خصوصیت و امتیاز کو تحریر کرتا ہے کہ فقہ، تنزیل و تاویل قرآن کا علم مستحکم دلائل فصاحت وطلاقت لسانی و طولانی خطبوں کے ارشاد کرنے میں حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے مقابلہ پر دنیا کسی کو پیش نہیں کر سکتی۔

علم نحو

حضرت کے خطبوں اور تقریروں سے عربوں میں علمی بیداری پیدا ہوئی آپ ہی نے سب سے پہلے علم نحو اور قواعد تیار کی۔ اس کے اصول و قواعد اپنے مشہور شاگرد ابوالاسود الدؤلی کو سمجھائے اور ایک مستقل کتاب تیار کروائی۔

(ملاحظہ ہوں محاضرات راغب اصفہانی اصابہ ابن حجر عسقلانی، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۷ منہاج نہج البلاغہ)

عربی قواعد کی ایجاد سے حضرت علیؑ نے عربی زبان کو حیات جاوداں بخش دی۔ حضرت نے عربی زبان میں نہ صرف بہت سے الفاظ و کلمات تراکیب محاورات ضرب الامثال کا اضافہ فرمایا بلکہ بہت سے غیر زبان کے الفاظ بھی عربی میں شامل فرمائے، جیسا کہ قرآن مجید میں بھی غیر عربی الفاظ طور، ربانیون، صراط، قسطاس، فردوس، مشکاۃ، سجیل، تنور، سراب وغیرہ استعمال ہوئے ہیں۔

حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء، جلد اول صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا۔ ہر حرف ظاہر و باطن پر مشتمل ہے، یہ صرف حضرت علیؑ کی ذات تھی کہ جو تمام علوم ظاہر و باطن سے واقف تھی۔

جب معاویہ کو حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر ملی تو کہہ دیا کہ ابو طالب کے فرزند کی موت سے علم و فقہ کا خاتمہ ہو گیا۔

(استیعاب ابن عبدالبر ج ۳ ص ۴۵)

خلفاء کی مدد

یہ علیؑ ہی ہیں جنہوں نے تمام مشکلات میں خلفاء کی مشکل کشائی کی۔ چنانچہ خلیفہ دوم نے بہتر فیصلوں میں لولا علی لھلک عمر کہا و نیز حضرت عمر و حضرت عثمان نے کئی مشکلات کے حل کئے جانے پر کہا کہ خدا ہمیں اس روز کے لئے زندہ نہ رکھے جب علیؑ ہماری مشکل کشائی کے لئے نہ ہوں۔ (ریاض النفرہ ج ۲ ص ۱۹۶)

تعلیم و ہدایت

کوفہ کو دارالحکومت بنانے کے بعد یہ حضرت علیؑ ہی کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ اولین فقہا متکلمین و فلاسفہ اور اسلامی مفکرین کی یہاں سے نشوونما ہوئی جنہوں نے علوم فلسفہ، طبعیات، کیمیا، حساب، ہیئت، وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈال کر دنیائے اسلام کے تمام بڑے بڑے شہروں میں علوم و فنون کو پہونچایا کوفہ ہی سے مدرسوں اور تعلیم گاہوں کا رواج ہوا جہاں ظلمت کدہ یورپ کے تشنگان علوم سیراب ہونے آتے تھے۔ علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغہ کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ اولین مفکرین اسلام جنہوں نے علوم الہیات پر بحث کی اور توحید و عدل، جبر و اختیار اور قضاء و قدر کے مسائل حل کئے وہ سب حضرت علیؑ ہی کے شاگرد تھے۔ (شرح ابن الحدید ج ۱ ص ۶)

حارث ہمدانی نے فقہ و فرائض اور علم حساب میں کمال حاصل کیا تھا جن سے دوسرے فقہا نے اخذ کیا۔ (حلیۃ الاولیا جلد ہم ذیل الذیل)

حضرت علیؑ نہ صرف علوم شریعت کے استاد تھے بلکہ علم طریقت، معرفت و حقیقت کے بھی استاد اعلیٰ تھے۔ طریقت کے تمام سلسلے آپ ہی پر منتہی ہوتے ہیں جس کا اعتراف شبلی، جنید، سری سقطی، ابویزید بسطامی، معروف کرخی اور دیگر تمام علمائے طریقت نے کیا۔

(شرح ابن الحدید ج ۱ طبع مصر)

حضرت امیرالمومنینؑ کی یہ خصوصیت تھی کہ تعلیم و رشد و ہدایت کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں آمادہ رہتے تھے۔ تعلیم و ہدایت کے لئے کوئی وقت مخصوص نہ تھا۔ منبر تو تعلیم و ہدایت کے لئے مخصوص ہی تھا مگر اس کے علاوہ بھی حضرت روز و شب سفر و حضر میں ہر موقع پر تشنگان علوم کو سیراب فرماتے رہتے تھے۔ انتہا ہو گئی کہ جنگ جمل کے موقع پر جبکہ میدانِ کارزار گرم تھا دفعتاً ایک اعرابی نے حضرت کے قریب آکر سوال کیا یا امیرالمومنین اتقول ان اللہ واحد" یعنی اے امیرالمومنینؑ کیا آپ بتلائیں گے کہ خدا کیا ایک ہے۔ مجاہدین اسلام بھڑ کر کہنے لگے کہ اے اعرابی کیا تو نہیں دیکھتا کہ اس وقت امیرالمومنینؑ حالت جنگ میں ہیں تجھے کس طرح جواب دیں گے۔ حضرت نے اپنے فوجیوں سے فرمایا کہ "اس کو چھوڑ دو اس اعرابی کا وہی مقصد ہے جس مقصد کے لئے ہم اس وقت دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں (حضرت کا مطلب یہ تھا کہ تعلیم علوم معرفت ہمارا مقصد ہے اور یہ لوگ جو ہم سے برسرپیکار ہیں ہماری غرض کو پورا نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں اسی لئے بغاوت کرکے ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ تعلیم و تلقین ہم پر ہر حالت میں فرض ہے) اس کے بعد حضرت نے اعرابی کے سوال کا جواب ارشاد فرمایا جو تفصیلاً آئندہ ابواب میں لکھا جائے گا۔

(کتاب التوحید از شیخ ابوجعفر بن بابویہ متوفی ۳۸۱ھ باب سوئم طبع ایران، منہاج البلاغہ ص ۳۵)

حکمت و فلسفہ

حضرت کا کلام علم و معرفت اور فلسفہ و حکمت سے معمور رہتا تھا جس کا اقرار ہر سننے والا کرتا تھا۔ چنانچہ استاد مصطفیٰ جواد اپنے تحقیقی مضمون "فلسفہ تاریخ اسلامی" کے ذیل میں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی

عالم نے حضرت امیرالمومنینؑ سے عرض کیا کہ اے فرزند ابوطالب اگر آپ فلسفہ بھی سیکھے ہوتے تو آپ کا بڑا مرتبہ ہوتا یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ :۔

وما تعنی بالفلسفہ الیس من اعتدل طباعہ صفا مزاجہ ومن صفا مزاجہ قوی اثر النفس فیہ ومن قوی اثر النفس فیہ سما الیٰ ما یرتقیہ ومن سما الیٰ ما یرتقیہ فقد تخلق بالاخلاق النفسانیۃ ومن تخلق بالاخلاق النفسانیۃ فقد صار موجوداً بما ھو انسان دون ان یکون موجوداً بما ھو حیوان فقد دخل فی الھیاکل الملکی الصوری ولیس لہ من ھٰذہ الغایۃ مسیر۔

ترجمہ ": فلسفہ سے تیری مراد کیا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ جس کی طبیعت میں اعتدال ہو۔ اس کا مزاج خودبخود پاکیزہ ہو جاتا ہے اور جس کے مزاج میں پاکیزگی راسخ ہوتی ہے اس کے نفس کے اثرات قوی ہو جاتے ہیں اور جو اپنے نفس کے اثرات میں قوت حاصل کر لیتا ہے وہ انسانیت کے منتہائے کمال پر پہونچ جاتا ہے۔ وہ فضائل نفسیہ سے آراستہ ہو جاتا ہے اور جو فضائل نفس سے مزین ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں انسانیت کے تمام کمال موجود رہتے ہیں (بجائے اس کے کہ اس میں خاصۂ حیوانی موجود ہو کر اپنا اثر دکھلائیں) اس حالت میں ایسا انسان ملکوتی صفات بن جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ انسانی عروج کا تصور نہیں۔"

یہ سن کر یہودی عالم بیساختہ کہنے لگا۔ اے فرزند ابوطالب آپ نے سارا فلسفہ ان کلمات میں بیان کر دیا۔ (العرب ص۹ از عبدالمنعم مصری) منہاج نہج البلاغہ ص۴۰)

خطبوں کی تعداد

مورخ مسعودی لکھتا ہے کہ حضرت کے خطبوں کی تعداد جو آپ نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا تھا" چار سو اسی سے زائد ہیں جنہیں لوگوں نے یاد و محفوظ کر لیا تھا (مروج الذہب حصہ دوم ص۳۳ مصر)

کلام کا داخل نصاب ہونا

حضرت کے خطبے حفظ کر کے خطباء داد با فخر کرتے تھے۔ کوئی ادیب اس وقت تک ادیب نہیں بن سکتا تھا جب تک کہ اس کے نظام درس میں حضرت کے خطبات شریک نہ ہوتے تھے اور وہ انہیں پڑھ نہ لیتا تھا علامہ جاحظ سے پہلے بھی ہر ادیب و دبیر کے درس میں حضرت کا کلام داخل نصاب تھا۔ (ادب الجاحظ ص۱۹۶ مصر)

عمر بن بحر الجاحظ متوفی ۲۵۰ھ نے لکھا ہے کہ حضرت کے خطبے مدون و مرتب محفوظ و مشہور ہو کر بقائے دوام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ (البیان والتبیین جلد اول ص۱۷۴ مطبوعہ مصر)

عبدالحمید بن یحییٰ سے دریافت کیا گیا کہ کس چیز نے تمہیں بلاغت پر اس قدر اقتدار بخشا کہ تم ایک با کمال ادیب بن گئے اس نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ کے کلام کو حفظ کرنے سے مجھے یہ کمال حاصل ہوا۔

حضرت علیؑ کے کلام کی تدوین

حضرت امیر المومنینؑ کے اقوال و خطب خود آپ ہی کے زمانے میں لکھے جا کر محفوظ کر لئے گئے تھے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ سلف صحابہ و تابعین میں تدوین و تالیف اور کتابت علوم کے متعلق سخت اختلاف تھا سوائے حضرت علیؑ اور آپ کے فرزندوں کے جو اس کو مباح سمجھتے تھے اور خود تالیف و تدوین فرماتے تھے۔ (تدریب الراوی)

صدرِ اوّل

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت امیر المومنینؑ ہی سے خطابت و تحریر و تصنیف کا فن سیکھا دنیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ حضرت نے ذیل کے مصنفین و مؤلفین کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا تھا جنہوں نے لسانیات، سیر و احادیث اور علوم قرآن پر کتابیں لکھیں۔ حضرت کے افراد خاندان اور اصحاب سے مندرجہ ذیل وہ اصحاب قلم ہیں جنہوں نے امیر المومنینؑ کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جن سے دنیا آج بھی فیضیاب ہو رہی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے رجال نے اپنی اپنی کتابوں میں کی ہے۔

امام حسن علیہ السلام۔ امام حسین علیہ السلام، عمر بن علیؑ، محمد حنفیہ، عبداللہ ابن عباس، ابی بن کعب صحابی، جابر بن عبداللہ صحابی، ابو رافع، علی بن ابی رافع، عبیداللہ بن ابی رافع، اصبغ بن نباتہ، سلیم بن قیس ہلالی، میثم بن یحییٰ ابو صالح التمار، حارث بن عبداللہ ہمدانی۔ ابو الاسود الدئلی، کمیل ابن زیاد، عبیداللہ ابن الحر، ربیعہ بن سمیع، یعلی بن مرہ، زید بن وہب وغیرہ۔

جب کبھی حضرت کوئی خطبہ ارشاد فرماتے حکماء، فقہاء، ادبا اور خطباء اور سینکڑوں آدمی لکھتے جاتے اور اس کو محفوظ کر لیتے تھے۔

(۱) اصحاب میں سب سے پہلے حضرت امیر المومنینؑ کے خطبوں کو جمع کرنے کا فخر جس کو حاصل ہے وہ زید بن وہب ہے جن کا انتقال تقریباً ۹۰ھ میں ہوا۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ زید اس قدر جلیل القدر اور قابل اعتماد آدمی تھے کہ ان کی روایت گویا اصل صاحب روایت کی زبانی سننے کے برابر سمجھی جاتی تھی۔

(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۶۲،۳۲ طبع مصر)

زید بن وہب اجلہ تابعین و ثقات میں سے تھے۔

(۲) شیخ صدوق ابن بابویہ متوفی ۳۸۱ھ کتاب التوحید میں اپنے سلسلہ اسناد سے لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیؑ نے خدا کی عظمت و جلالت کے مضامین پر ایک خطبہ فرمایا تھا۔ ابو اسحٰق نے ایک مرتبہ حارث سے پوچھا کہ آیا وہ خطبہ تمہیں یاد ہے تو حارث نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ حضرت کے خطبے لکھ لیا کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب سے اس خطبہ کو پڑھ کر سنایا۔

(۳) ایک مرتبہ ایک یہودی عالم نے چند سوالات کئے تھے ان کے مفصل جوابات حارث ہمدانی نے لکھ کر محفوظ کر لیا۔

(کتاب الفہرس شیخ ابوجعفر طوسی)

حارث نے امیرالمومنینؑ کے آثار علم اس کثرت سے مدون و مرتب کئے تھے کہ ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام نے اس ذخیرہ کو ان سے طلب فرمایا تو حارث نے ایک عظیم ذخیرۂ کتب بھیجا جو ایک اونٹ کا بار تھا (ذیل المذیل از ابو جعفر محمد بن جریر الطبری صفحہ ۱۴۳۔ طبع قاہرہ)

۴۔ حضرت کے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع نے حضرت کے قضایا مدون کئے (الفہرس طوسی ص ۲۰۳)

(۵) اصبغ بن نباتہ نے حضرت کے آثار سے کئی چیزوں کو مدون کیا جن میں حضرت کا وہ فرمان بھی شریک تھا جو مالک اشتر کو لکھا گیا تھا (منہج المقال، الفہرس طوسی) اس کے علاوہ حضرت کے وہ وصایا بھی جمع کئے جو محمد حنفیہ کے نام تھے۔

۶۔ سلیم ابن قیس ہلالی نے ایک کتاب مدون کی جس میں حضرت کے چند خطب و رسائل اور مکتوب بھی درج ہیں۔ یہ کتاب حال ہی میں مطبع حیدریہ نجف اشرف سے طبع ہوئی ہے اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

۷۔ کمیل ابن زیاد نے حضرت کی ایک طویل اور جلیل القدر دعا کو محفوظ کیا جو آج تک شب ہائے جمعہ وغیرہ میں پڑھی جاتی ہے۔ جو دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہے

صدر دوم اصحاب امیرالمومنینؑ کے بعد دیگر ائمہ اطہار علیہم السلام کے اصحاب اور اہل علم و ادب نے بھی حضرت کے اقوال و خطب اور رسائل وغیرہ کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھا اور اس کی تالیف و تدوین میں مشغول رہے اور مستقل کتابیں لکھیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔:

(۱) ہشام بن محمد کلبی صحابیٔ امام محمد باقر علیہ السلام نے امیرالمومنینؑ کے بہت سے خطبے جمع کئے۔ (الفہرس از ابن الندیم ص ۱۴۰ مصر

(۲) محمد بن قیس البجلی صحابی امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام نے امیرالمومنین کے قضایات جمع کئے۔
(کتاب الرجال النجاشی و منہج المقال)

(۳) محمد بن قیس ابو نصر اسدی صحابی امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام امیرالمومنینؑ کے قضایا جمع کئے۔
(کتاب الرجال النجاشی و منہج المقال)

(۴) ابراہیم بن حکم الفزاری نے خطبات جمع کئے۔ (الفہرس طوسی، کتاب الرجال نجاشی)

(۵) ابو محمد مسعدہ صحابی امام جعفر صادق و موسیٰ کاظم علیہم السلام نے خطبات جمع کئے (کتاب الرجال نجاشی)

(۶) ابراہیم بن ہاشم ابو اسحٰق قمی صحابی امام رضا علیہ السلام نے قضایا جمع کئے (منہج المقال)

(۷) مورخ ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے اپنی مصنفات میں خطبات و رسائل کو وارد کیا۔

(۸) نصر بن مزاحم کوفی معاصر امام محمد باقر تا امام علی رضا علیہم السلام نے خطبات و مکتوبات کو کتاب الصفین میں تحریر کیا۔

(۹) ابو القاسم عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی متوفی تقریباً ۲۵۰ھ صحابی امام علی نقی علیہ السلام نے خطبات جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۰) صالح بن ابی حماد صحابی امام علی نقی علیہ السلام نے خطبات جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۱) علی بن محمد متوفی ۲۲۵ھ نے خطبوں اور ان مکاتیب کو جمع کیا جو حضرت نے اپنے عمال کو تحریر فرمایا تھا۔

(معجم الادباء یاقوت الحموی ج ۴ ص ۱۳۴ طبع مصر)

(۱۲) ابراہیم بن محمد کوفی متوفی ۲۸۳ھ نے "کتاب رسائل امیرالمومنین" میں حضرت کے فرامین اور خطوط جمع کئے۔

(معجم الادباء ج ۱ ص ۲۲۳ طبع مصر)

(۱۳) ابوالقاسم عبداللہ بن احمد نے قضایا جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۴) ابوالحسن علی بن محمد بصری نے قضایا جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۵) چوتھی صدی کے مشہور مورخ عبدالعزیز ابن یحیٰی جلودی متوفی ۳۳۰ھ نے آثار امیرالمومنینؑ سے ہر موضوع سے متعلق آپ کے کلام کو علیحدہ علیحدہ کتابی شکل میں جمع کیا۔

(۱) کتاب رسائل علیؑ (خطوط و فرامین کا مجموعہ)

(۲) کتاب خطب علیؑ (خطبوں کا مجموعہ)

(۳) کتاب مواعظ علیؑ (مواعظ کا مجموعہ)

(۴) کتاب خطب علیؑ فی الملاحم (ان خطبات کا مجموعہ جس میں آئندہ ہونے والے واقعات اور فتنہ و فساد کی خبر دی گئی ہے۔)

(۵) کتاب دعاء علیؑ (ادعیہ کا مجموعہ)

(۶) کتاب شعر علیؑ (اشعار کا مجموعہ) (الفہرس طوسی، کتاب الرجال نجاشی)

(۱۶) ابو محمد حسن بن علی متوفی ۳۳۶ھ مشہور شیعی علماء محدثین سے تھے۔ موصوف نے اپنی کتاب "تحف العقول عن آل الرسول" میں حضرت کے کلمات حکمیہ اور امثال و خطب جمع کئے اور لکھا ہے کہ اگر صرف ان خطبات کو جمع کریں جن میں حضرت نے صرف مسائل توحید بیان فرمائے ہیں تو یہ مجموعہ تحف العقول کے برابر ہو جائے گا۔ (خیال رہے کہ تحف العقول کا حجم نہج البلاغہ سے زیادہ ہے)

(۱۷) ابو طالب عبداللہ بن ابی زید متوفی ۳۵۶ھ نے حضرت کی دعاؤں کو کتاب الادعیہ الائمہ میں جمع کیا۔

(۱۸) علامہ سید رضی نے ۴۰۰ھ میں نہج البلاغہ مرتب کیا۔ جس کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہزاروں مرتبہ طبع ہوا۔

کثرتِ کلام

چھٹی صدی کے مشہور عالم ابوالحسن محمد بن الحسین بیہقی اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ موسوم بہ حدائق الحقائق میں قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ کی کتاب منہاج البلاغہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قطب الدین راوندی نے حجاز میں علماء سے سنا تھا کہ انہوں نے مصر میں امیرالمومنینؑ کے کلام کے ایسے مجموعہ کو دیکھا تھا جو بیس مجلدات سے زیادہ تھا۔

(روضات الجنات باب العین ص ۴۶۴ طبع ایران)

نہج البلاغہ سے پہلے

یہ تو ان اہل علم کی فہرست تھی جنہوں نے حضرت امیرالمومنین کے اقوال وخطب اور دیگر آثار علمیہ پر مستقلاً کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ مورخین، محدثین، اور علمائے اسلام کی ایک کثیر تعداد ہے جنہوں نے اپنے کتب و تصانیف میں حضرت کے خطبوں اور دیگر آثار کو وارد کیا جس میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱) ابوالحسن علی بن محمد متوفی ۲۲۵ھ نے تاریخ الخلفاء اور کتاب الاحداث والفتن میں۔

(۲) ابوعثمان عمر بن بحر الجاحظ متوفی ۲۵۹ھ نے کتاب البیان والتبیین میں چند خطبات اور "کلمات حکمیہ" میں ایک سو منتخب کلمات کو جمع کیا۔

(۳) ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ نے عیون الاخبار اور غریب الحدیث میں۔

(۴) ابن واضح یعقوبی کاتب عباسی متوفی ۲۷۸ھ نے اپنی تاریخ میں۔

(۵) ابوحنیفہ دینوری متوفی ۲۸۱ھ نے اخبار الطوال میں۔

(۶) ابوالعباس المبرد متوفی ۲۸۶ھ نے کتاب المبرد میں۔

(۷) مورخ محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے اپنی تاریخ میں۔

(۸) ابوبکر محمد بن حسن بصری متوفی ۳۲۱ھ نے کتاب المجتبیٰ میں۔

(۹) ابن عبدربہ متوفی ۳۲۸ھ نے عقد الفرید میں۔

(۱۰) محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ نے کتاب الکافی کے مجلدات کتاب الاصول والفروع اور کتاب الروضہ میں۔

(۱۱) مورخ مسعودی متوفی ۳۴۶ھ نے مروج الذہب میں۔

(۱۲) ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ نے کتاب الاغانی میں

(۱۳) ابوعلی القالی متوفی ۳۵۶ھ نے نوادر میں۔

(۱۴) شیخ ابوجعفر ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ نے کتاب التوحید اور اپنی دوسری کتب میں۔

(۱۵) شیخ مفید استاد سید رضی متوفی ۴۱۳ھ نے کتاب الارشاد اور کتاب الجمل میں۔

(۱۶) ابن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ نے تجارب الامم میں۔

(۱۷) حافظ ابونعیم متوفی ۴۳۰ھ نے حلیۃ الاولیاء میں۔ ارشادات جلد دوم وسوم میں درج ہیں۔)

(۱۸) شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (۳۸۵ھ تا ۴۶۰ھ) نے کتاب التہذیب اور کتاب الامالی میں۔

نہج البلاغہ کے مخالفین

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ نہج البلاغہ جس کی تالیف ۴۰۰ھ میں مکمل ہوئی حضرت علی علیہ السلام کا کلام نہیں ہے بلکہ سید رضی متوفی ۴۰۶ھ کا کلام ہے۔ حوالہ جات بالا سے واضح ہوگا کہ یہ خیالات بالکل بے اصل اور غلط ہیں کیونکہ نہج البلاغہ کے خطبے سید رضی سے پہلے مذکورہ بالا متعدد کتب میں موجود تھے۔ اگر ایسا

نہ ہوتا تو خود ان کے زمانے میں جب کہ بغداد میں دیگر مذاہب کا غلبہ تھا جن کے اجلہ علماء و حفاظ حدیث اور راویان اخبار بکثرت موجود تھے فوراً سید رضی کو مورد الزام قرار دیتے اور حاکم وقت سے مبتلائے عذاب و عقاب کرتے۔

حضرت امیر المومنین کے تمام خطبات تواتر کا حکم رکھتے ہیں جن سے انکار ضعف ایمان کی دلیل ہوگی دیگر یہ کہ کلام اور نہج بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے سوائے کوئی اور انسان اس انشاء پر قادر نہیں ہو سکتا۔ حضرت کے کلام میں بہت سے اسرار و رموز ایسے ہیں جن کے معنی و شرح آج تک کسی سے نہ ہو سکی مثلاً اذا صاح الناعوس، اناجانیوثا۔۔۔۔ وغیرہ ان کی صحیح قرات و تلفظ سے علماء بھی قاصر ہیں۔

پس نہج البلاغہ کے لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے مندرجہ خطبے حضرت علیؑ کا کلام نہیں بلکہ سید رضی کا کلام ہے نہج البلاغہ کے مقدمہ میں سید رضی لکھتے ہیں کہ "حضرت کا کلام ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جس کی انتہا و گہرائی تک نہ کوئی پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کی موجوں پر تسلط پا سکتا ہے۔" سید رضی نے حضرت کے کلام کو تین ابواب نمبر ۱ : خطب و اوامر ۲ : کتب و رسائل ۳ : حکم و مواعظ میں تقسیم کر کے صرف ایسے کلام کو مرتب کیا جس کی تفہیم آسان ہو اور یہ تحریر فرمایا کہ جو کچھ وہ منتخب کر کے جمع کئے وہ اس کلام کے مقابلہ میں بہت کم ہے جس کو انہوں نے اس مجموعہ میں شریک نہیں کیا۔

علامہ سید رضی سے پہلے جن علماء نے حضرت کے اقوال و خطب جمع کئے تھے ان کی تدوین و تالیف کا ایسا اچھا انداز نہ تھا جیسا کہ نہج البلاغہ کا ہے اسی لئے وہ تالیفات نہج البلاغہ کی طرح شہرت و قبولیت حاصل نہ کر سکیں۔

نہج البلاغہ کے بعد علامہ سید رضی نے نہج البلاغہ کو ؁۴۰۰ھ میں مکمل کیا۔ اس کے بعد غالباً آپ کو مزید کلام کے تدوین کے لئے وقت نہ مل سکا اور ؁۴۰۶ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

نہج البلاغہ کی تالیف کے بعد علمائے دین حضرت کے کلام کی تدوین و جمع سے غافل نہ ہوئے بلکہ اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ان جامعین کلام میں سے مندرجہ ذیل علماء قابل ذکر ہیں۔

(۱) عبدالواحد بن محمد تمیمی معاصر علامہ سید محمد رضی نے ایک مجموعہ حضرت امیر المومنینؑ کے کلمات قصار کا جمع کر کے اس کا نام غرر الحکم و درر الکلم رکھا۔ اس میں دس ہزار سے زائد کلمات حروف تہجی کے لحاظ سے مرقوم ہیں۔ یہ کتاب متعدد مقامات پر طبع ہو چکی ہے اور اس کا ترجمہ بھی فارسی میں ہو چکا ہے۔

(۲) عزیز الدین بن ضیاء الدین، فضل اللہ راوندی نے حضرت کے اقوال و کلمات جمع کئے اور اس کا نام نثر اللآلی رکھا۔

(۳) ابو سعید منصور بن الحسین متوفی ؁۴۲۲ھ نے بھی حضرت کے نکت کلام کو "نزہۃ الادب" اور نثر الدرر میں جمع کیا (کشف الظنون باب النون)

(۴) قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامہ شافعی متوفی ؁۴۵۳ھ نے حضرت کے خطب و حکم و مواعظ و وصایا اور اشعار جمع کئے اور اس کا نام "دستور معالم الحکم" رکھا۔ (یہ کتاب مصر میں طبع ہو چکی ہے) (اس کتاب کے ارشادات جلد سوم میں مرقوم ہیں)

(۵) عزالدین ابن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ متوفی سنہ ۶۵۵ھ نے حضرت کے ایک ہزار کلمات کو جمع کیا۔

(۶) شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزغلی حنفی معروف بہ سبط ابن جوزی متوفی ۶۰۶ھ "تذکرۃ خواص الائمہ" میں حضرت کے اقوال وخطب جمع کئے۔

(۷) قاضی ابو یوسف یعقوب بن سلیمان نے حضرت کے کلمات قصار جمع کئے اور اس کا نام "الفرائد والقلائد" رکھا اس کا ایک قدیم خطی نسخہ جو چھٹی صدی کا لکھا ہوا ہے۔ کتب خانہ مدرسہ مروی طہران میں محفوظ ہے۔

(۸) علی بن محمد واسطی (چھٹی صدی) نے ایک کتاب تالیف کی جو تیس ابواب اور اکیانوے فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت کے مواعظ ادعیہ، مکاتبات، مناجات اور ۱۲۲۸ کلمات حکمیہ ہیں اس کتاب کا نام "عیون الحکم والمواعظ وذخیرۃ المتعظ والواعظ" رکھا۔

کتاب کے مقدمہ میں مولف لکھتے ہیں کہ "میں نے اس کتاب کے مضامین حضرت کے ایسے فصیح وبلیغ مجموعۂ کلام سے جمع کئے جو حکمت وادب، مواعظ ومناجات اور اوامر ونواہی پر مشتمل ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے حکما و بلغاء عاجز ہیں۔

اس کتاب کے دو قلمی نسخے کتب خانہ مدرسہ سپہ سالار طہران میں موجود ہیں (فہرست کتاب خانہ مدرسہ سپہ سالار جلد اول ص۲۸۳ و جلد دوم ص۴۷ طبع ایران)

(۹) مولی خلف بن مطلب بن حیدر نے حضرت کا وہ کلام جو نہج البلاغہ میں جمع نہ ہو سکا تھا اس کو جمع کیا اور اس کا نام "النہج القویم فی کلام امیر المومنین" رکھا۔

(روضات الجنات باب الخاء ص۲۶۶ آثار الشیعہ ج ۴ ایران)

(۱۰) مولی میر القادری جیلانی معاصر شاہ عباس صفوی نے کتاب زبدۃ الحقائق میں حضرت کے کلمات کثیرہ کو جمع کیا۔

(۱۱) شیخ عبداللہ بن صالح نے حضرت کے ادعیہ مناجات اور اذکار کو جمع کرکے اس کا نام "الصحیفۃ العلویہ والتحف المرتضویہ" رکھا۔

(۱۲) محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۷ میں حضرت کے چند خطب وکلمات جمع کئے۔

(۱۳) مسیحی ادیب الاب لویس شیخو نے حضرت کے اقوال کے ایسے مجموعہ کو شائع کیا جو ۴۰۲ھ کا مخطوطہ تھا (ترجمہ علی ابن ابی طالب ص۱۱۹ مصر)

(۱۴) شیخ احمد رضا العاملی نے خطب ومواعظ کے ایک ایسے مجموعہ کو مجلہ العرفان ۱۹۲۳ء میں شائع کیا جو نہج البلاغہ میں نہیں ہے۔ (ترجمہ علی ابن ابی طالب ص۱۱۹ مصر)

(۱۵) در المنظم میں کمال الدین ابو سالم محمد نے بہت سے خطبے جمع کئے۔

(۱۶) توضیح الدلائل میں شہاب الدین نے بہت سے خطبے جمع کئے۔

(۱۷) منتخب البصائر از علامہ حلی۔

(۱۸) بصائر الانوار۔

(۱۹) علی ابن ابی طالب شعرہ وحکمہ از علامہ تیمور پاشا مصری۔ ان تینوں کتب میں بھی حضرت امیرالمومنینؑ کے بہت سے ارشادات مرقوم ہیں۔

(۲۰) علامہ شیخ ہادی نجفی آل کاشف الغطائ نے ایسے خطبے و مکاتیب اور اقوال جمع کئے جو نہج البلاغہ میں نہیں۔ یہ کتاب ۱۳۵۴ھ میں نجف اشرف میں "مستدرک نہج البلاغہ" کے نام سے شائع ہوئی۔

(۲۱) حکیم نبی احمد حنفی رام پوری نے بھی ایسے مکاتیب و رسائل جمع کئے جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں اور اس کا نام مکتوبات حضرت علی رکھا۔

(۲۲) کتاب معمیات علیؑ۔

(۲۳) جواہر المطالب

(۲۴) امثال الامامہ علیؑ بن ابی طالب۔

نہج البلاغہ کے قدیم نسخے

نہج البلاغہ کے چند قدیم نسخے آج بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ ایک نسخہ جو قدیم ترین ہے طہران میں دکتر سید صدر الدین نصیری کے محفوظات میں موجود ہے یہ نسخہ ۴۹۴ھ میں لکھا گیا تھا۔

۵۳۳ھ کا لکھا ہوا ایک مخطوط نسخہ لٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔

ایک نادر مخطوط نسخہ موصل میں مدرسہ حسن پاشا میں موجود ہے جو حریر پر قدیم رسم الخط میں لکھا ہوا ہے اس کے حواشی مختلف رنگوں سے مزین ہیں۔ یہ نسخہ بنی عباس کے مشہور کاتب یاقوت المستعصمی نے غالباً ۶۵۶ھ کے بعد لکھا تھا۔

۵۶۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ بغداد میوزیم میں موجود ہے۔

۶۷۴ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے۔

۶۰۶ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ نجف اشرف میں موجود ہے۔ (منہاج نہج البلاغہ)

ان کے علاوہ آپ کے چند مشہور خطبے جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں مگر دوسری معتبر اور قدیم کتب میں ملتے ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

(۱) **خطبۃ الاستسقاء** :۔ حضرت امیرالمومنین کا یہ ایک مبسوط خطبہ ہے جس کو علامہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں باب صلوٰۃ الاستسقا کے تحت درج کیا ہے۔

مولانا محمد تقی مجلسی (ر ۱۰۷۰ھ) نے اپنی مشہور شرح اللوامع میں اس خطبہ کا ترجمہ کیا ہے۔

(۲) **خطبۃ الاقالیم** : یہ بھی حضرت کا ایک مبسوط خطبہ ہے جس کا ابن شہر آشوب نے مناقب میں ذکر کیا ہے اس

کا ایک مخطوط کتب خانہ رضویہ مشہد میں موجود ہے جس کے ساتھ حضرت کے دوسرے خطبے مثلاً خطبۃ البیان، الدرۃ الیتیمہ، خطبہ مولفہ وغیرہ بھی ہیں۔ ان کا جامع احمد بن یحییٰ بن احمد بن ناقہ ہے۔ یہ ۶۲۹ھ میں لکھے گئے تھے۔

(۳) خطبۃ البالغۃ :۔ علامہ محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۱۱۲ پر اس کو نقل کیا ہے۔ کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۴) خطبۃ التطنجیہ : اس خطبہ کو علامہ برسی نے مشارق الانوار الیقین مولفہ ۸۱۳ھ میں لکھا ہے اور بارجینی نے الزام الناصب میں نقل کیا ہے۔ و نیز عبد الصمد ہمدانی نے بحر المعارف میں درج کیا ہے اور کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۵) خطبۃ الزہراء : ابو مخنف لوط بن یحییٰ (۱۵۷ھ) نے اپنی تالیف میں اور طوسی نے فہرست میں لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو الذریعہ ج ۷ ص ۲۰۳) یہ ایک طویل خطبہ ہے۔

(۶) خطبۃ الطالوتیہ : محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب الروضہ میں خطبہ وسیلہ کے بعد نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ خطبہ مدینہ میں انشاء فرمایا تھا۔ یہ خطبہ نہج الاسرار جلد دوم میں درج ہے۔

(۷) خطبۃ الوسیلہ : یہ ایک مشہور طویل خطبہ ہے جس کو کلینی نے فروع کافی (کتاب الروضہ) میں درج کیا ہے۔ یہ خطبہ کتاب ہذا میں درج ہے۔

(۸) خطبۃ المخزون :۔ شیخ حسین بن سلیمان حلّی نے یہ خطبہ اپنی کتاب منتخب البصائر میں درج کیا ہے اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں حجۃ میں اس کو پورا نقل کیا ہے۔ و نیز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۹) خطبۃ المنبریہ :۔ ابن جوزی (۶۵۴ھ) نے تذکرۂ خواص الائمہ کے چھٹے باب میں "المختار من کلامہ" کے زیر عنوان حضرت کے کئی خطبے درج کئے ہیں ان میں یہ خطبہ بھی ہے۔ علامہ مجلسی نے اسی کتاب سے بحار الانوار جلد ۷ میں یہ خطبہ نقل کیا ہے۔ و نیز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۱۰) خطبۃ البیان : حضرت کا یہ ایک مشہور خطبہ ہے جس میں حضرت نے توحید عیانی و شہودی کے مقام کو سمجھایا ہے سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار النعمانیہ کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ اس خطبہ میں سب اسرار ہی اسرار ہیں جن کی معنی کی معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔ اس خطبہ کو عبد الصمد ہمدانی نے بحر المعارف میں تحریر کیا ہے و نیز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۱۱) خطبہ افتخاریہ :۔ اس خطبہ کا انداز خطبۂ بیان کا ہے۔ یہ بحر المعارف و مشارق الانوار میں بھی مرقوم ہے و نیز اس کتاب میں درج ہے ان کے علاوہ اور بہت سے خطبے دیگر کتب میں ملتے ہیں ان میں سے جو کچھ دستیاب ہو سکے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ کے چند علمی کارنامے

حضرت علی علیہ السلام کی چند تصانیف جن کا حوالہ قدیم کتب میں ملتا ہے درج ذیل ہیں۔

(۱) **صحیفہ جامعہ** :- یہ صحیفہ پوست آہو پر لکھا گیا تھا جس کا طول ستر ہاتھ بیان کیا گیا ہے اصول کافی جلد اوّل میں لکھا ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے املا کرایا تھا اور حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس میں معاش و معاد سے متعلق تمام احکام و فرائض کا بیان ہے صحیفہ جامعہ امام عصر علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے۔

(۲) **قرآن مجید** : نزول آیات کی ترتیب میں تالیف کیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر کے پاس پیش کیا گیا تھا کہ تمام مملکت اسلامیہ میں اس کی نقلیں لکھوا کر بھیجی جائیں مگر حضرت ابوبکر کے اس قرآن کے قبول کرنے سے انکار پر حضرت علیؑ واپس لے گئے اور فرمایا تھا کہ اس قرآن کو اب کوئی نہ دیکھے گا جب تک کہ میرے بارھویں فرزند کا ظہور نہ ہو اور وہ اس کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔

(۳) **مصحف فاطمہ** : اس میں امثال حکمت کی باتیں مواعظ، نصائح، اخبار و نوادر جمع کئے گئے تھے حضرت امیرؑ نے مصحف فاطمہ جناب سیدہؑ کے لئے اپنے پدر بزرگوار کا غم غلط کرنے کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ یہ بھی امام عصر علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے۔

(۴) **کتاب التفسیر** : اس کتاب میں علوم قرآن کی ساٹھ سے زیادہ اقسام کا مخصوص مثالوں کے ساتھ بیان ہے مثلاً امر[1]۔ زجر[2]۔ ترغیب[3]۔ ترہیب[4]، جدل[5]۔ ناسخ و منسوخ[6]، محکم و متشابہ[7]۔ خاص و عام[8]۔ عزائم[9]۔ رخص[10]۔ حلال و حرام[11]۔ فرائض و احکام[12]۔ حرف مکان و حرف زماں[13]۔ لفظ خاص معنی عام[14] لفظ عام معنی خاص[15] لفظ واحد با معنی جمع[16]۔ لفظ جمع با معنی واحد[17]، لفظ ماضی و معنی مستقبل[18]۔ لفظ جو کسی خبر پر دلالت کرے اور معنی دوسروں کی حکایت کریں[19]۔ تاویل در تنزیل[20]۔ تاویل قبل از تنزیل[21]۔ تاویل بعد از تنزیل[22]۔ وہ آیات جن کا ایک حصہ ایک سورہ میں اور بقیہ دوسرے سورہ میں ہو[23]۔ وہ آیات جن کا نصف منسوخ اور نصف متروک علی الحال ہو[24]۔ آیات مختلف اور لفظ متفق[25]۔ آیات متفق اور لفظ مختلف[26]۔ مخاطب کوئی اور مقصود کوئی اور[27]، مخاطب پیغمبر اور مقصود امت[28]، وہ آیات جن[29] کی حرمت بغیر ان کی تحلیل کے نہیں سمجھی جاسکتی، آیات[30] مشتمل بر زنادقہ، دہریہ، ثنویہ۔ قدریہ، مجبرہ۔ ملحدین و مشرکین، احتجاج بر نصاریٰ و یہود[31]۔ رد منکرین[32]، ثواب و عقاب بعد موت[33]۔ آیات فضیلت پیغمبر[34]۔ معراج نبوی[35]۔ مشیت خداوندی[36]۔ فضیلت[37] اہلبیت طاہرین۔ آیات دربارہ[38] امیر المومنین۔ آیات دربارہ وصی پیغمبر[39]۔ پیش گوئیاں[40]۔ دربارہ[41] حروف مقطعات۔ اسرار و رموز[42]۔ علاج الامراض[43]۔ توحید[44]۔ عدل خداوندی[45]۔ نبوت[46]۔ امامت[47]۔ قیامت[48]۔ ظہور[49]۔ رجعت[50]۔ تصفیہ قلب و تزکیہ نفس[51]۔ معرفت نفس[52]۔ معرفت خدا[53] و رسول و امام۔ دربارہ جنت[54]۔ دربارہ جہنم[55]۔ دربارہ اعراف[56]۔ دربارہ نماز[57]، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد، امر بالمعروف،

نہی عن المنکر، تولا، تبرا، حقوق والدین[58]، اولاد، نساء، ہمسایہ، یتاما، مساکین وغیرہ، حقوق آل محمد[59]، گذشتہ واقعات[60] وقصص وغیرہ۔

(۵) کتاب الجفر: صاحب "مواقف" کا بیان ہے کہ جفر وجامعہ دونوں آثار حضرت امیرالمومنین علی ؑ سے ہیں۔ انقراض عالم تک دنیا کے تمام حوادث کتاب جفر میں مرقوم ہیں۔

(۶) اونٹ کی زکوٰۃ سے متعلق ایک رسالہ۔

(۷) کتاب فی الدیات مسمی بہ الصحیفۃ وکتاب الفرائض۔

یہ کتاب اصول اخبار و فرائض پر مشتمل ہے۔ علامہ صدوق (۳۸۱ھ) نے اس کو اپنی مشہور کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" جلد دوم میں تمام و کمال نقل کیا ہے۔ نیز رئیس طائفہ شیخ ابوجعفر محمد بن حسن (۴۶۰ھ) نے کتاب تہذیب میں اور محمد بن یعقوب کلینی (رحمہ) نے اصول کافی ابواب الایات میں اس سے روایات نقل کی ہیں۔

(۸) کتاب صدقات النعم

(۹) اربع مائۃ باب: یہ چار سو حکیمانہ اقوال کا مجموعہ ہے جس کو شیخ صدوق نے کتاب الخصال میں سلسلۂ اسناد کے ساتھ مفصل نقل کیا ہے۔ (نہج الاسرار جلد دوم میں مرقوم ہے)

(۱۰) رسالہ فی النحو: اہل ادب کا اتفاق ہے کہ علم نحو کے وضع کرنے والے حضرت علی ؑ ہی ہیں۔

(۱۱) احتجاج علی الیہود: یہ امیرالمومنین کا مشہور احتجاج ہے جس کو شیخ صدوق علامہ طبرسی اور شیخ ابوجعفر طوسی نے اپنی اپنی تالیفات میں درج کیا ہے (نیز اس کتاب کی جلد دوم و سوم میں مرقوم ہے۔

(۱۲) احتجاج علی النصاریٰ: یہ احتجاج شیخ ابوجعفر طوسی اور دیلمی (۷۷۱ھ) نے طوسی امالی میں نقل کیا ہے۔ (جلد سوم ملاحظہ ہو)

(۱۳) نوادر احتجاجات: یہ امیرالمومنین ؑ کے مختلف احتجاجات ہیں جن کو علامہ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے اپنی اپنی تالیفات میں لکھا ہے جو معہ ترجمہ کتاب ہذا جلد دوم میں مرقوم ہیں۔

تدوین کلام امیرالمومنین ؑ میں عربوں کا اہتمام

دور جاہلیت کا ادب ایک جاندار ادب تھا جس میں ایک ترقی یافتہ زبان اور ادب کی بہت سی خصوصیات موجود تھیں پھر بھی ایک نمایاں خلا جو نظر آتا ہے وہ نثر کی بے مائیگی ہے۔ جاہلیت کے ادب میں نثر کے آثار کچھ خطبوں کے اقتباسات اور امثال وحکم کی حد تک ملتے ہیں۔ عربی کے بعض مشہور خطیب بھی فصاحت و بلاغت پر کافی عبور رکھتے تھے مگر موضوع کے لحاظ سے ان کے کلام میں کوئی تنوع نہ تھا ان کے خطبوں کا مقصد زیادہ تر باہمی تفاخر قبیلہ کی حمایت یا جنگ کے مواقع پر لوگوں کو ابھارنا ہوتا تھا چند مثالیں پند و نصائح اور امثال وحکم کی بھی ملتی ہیں چونکہ یہ خطبے عموماً وقتی ہوتے تھے اور مقصد و موضوع کے لحاظ سے ان میں کوئی بلندی

نہ ہوتی تھی وقت کے ساتھ ہی فنا ہو گئے۔ سننے والوں نے نہ ان میں کوئی وزن محسوس کیا اور نہ ان کا سلسلۂ روایت آگے بڑھ سکا۔ جو آئندہ چل کر عربی نثر کی تاریخ کا جزء بن سکتا۔

دراصل عربی ادب میں نثر کی تاریخ ظہور اسلام کے بعد شروع ہوئی جس کا سرنامہ اخطب عرب امیرالمومنین حضرت علیؑ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے پہلی مرتبہ اپنے خطبوں میں موضوع کے لحاظ سے بلندی پیدا کی اور ان کو اتنا جاندار بنایا کہ علمی دنیا جس قدر ترقی کرتی جائے ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا رہے۔ چنانچہ آپ کے جس قدر خطبے نہج البلاغہ اور دیگر کتب میں ملتے ہیں ان کو مضامین کے لحاظ سے مرتب کیا جائے تو مختلف علوم و فنون پر ضخیم کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

حضرت امیرالمومنین کا فصیح ترین و بلیغ ترین اور علم و حکمت سے بھرا ہوا کلام عرب کے فصحاء و بلغاء کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کئے بغیر نہ چھوڑا کلام امیرالمومنین سے عربوں کی وابستگی اس حد تک تھی کہ جو لفظ آپ کی زبان سے نکلتا تھا وہ اس کو فوراً قلمبند کر لیتے تھے اس طرح آپ کے کلام کی جمع و تدوین کا سلسلہ آپ کی زندگی ہی میں شروع ہو چکا تھا چنانچہ اس دور کے جامعین کلام میں زید ابن وہب جہنی (۹۰ھ) سلیم ابن قیس ہلالی ۹۰ھ حارث اعور (۶۵ھ) ابو رافع عبید اللہ (۱۱۱ھ) وغیرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتابی شکل میں اپنے آثار چھوڑے ان کے علاوہ ایک کثیر تعداد ایسے اصحاب کی بھی ہے جنہوں نے سینہ بہ سینہ کلام امیرالمومنین سے روایت کرتے رہے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دوسری صدی ہجری تک امیرالمومنین کا کلام پورے طور پر مدون شکل میں وجود میں آ گیا۔

حضرت علیؑ کے آثار علم و ادب کا اعتراف مستشرقین

یہود و نصاریٰ کے علاوہ عرب کے مشہور دہریے اور اکثر یونانی فلسفی مسائل علمیہ و حقائق حکمیہ میں حضرت سے فیضیاب ہوتے تھے جس کا تذکرہ ابو منصور طبرسی نے کتاب الاحتجاج میں اور ابن بابویہ قمی المعروف بہ صدوق نے کتاب التوحید میں کیا ہے۔ یہ شواہد اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بحیثیت ایک مفکر و فلسفی اور حکیم کے بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ چند مسلم و غیر مسلم ادیبوں فلسفیوں اور مفکروں کے خیالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک مستشرق کی گواہی

مستشرق شہیر گبرئیل انکیری (GABRIEL ENKIRI) اپنی کتاب شہسوار اسلام (LECHEVALIER DEL'ISLAM) میں جو اس نے فرانسیسی زبان میں حضرت امیرالمومنین کے حالات میں لکھی ہے لکھتا ہے کہ:-

(۱) علیؑ کی بلند شخصیت میں دو صفتیں حد کمال پر ایسی پائی جاتی ہیں کہ جن کا ایک مقام پر جمع ہونا سمجھ سے باہر ہے تاریخ عالم میں سوائے علیؑ کے کوئی ایسی دوسری مثال نہیں ملتی جس میں ایسا اجتماع ضدین واقع ہوا ہو یہ علیؑ ہی کی ذات تھی جو قہرمان جنگ، فاتح اور

جنرل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبردست عالم اور فصیح و بلیغ ترین خطیب بھی تھی ۔
BAYARD اور ROLAND یورپ کے مشہور شجاع تھے جن میں سے رولنڈ کے متعلق
مشہور تھا کہ جب وہ پتھر کی چٹان پر اپنی تلوار کی ضرب لگاتا تو اس میں شگاف پڑ جاتا تھا آیا
ان کے متعلق تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ تورات و انجیل کی تفسیر بھی کر سکتے تھے ۔ اور بالائے
منبر فصیح و بلیغ تقریر کر کے قانونی مدنی اور قانون تعزیرات کے عقدوں کی گرہ کشائی کر سکتے
تھے آیا یہ ممکن تھا کہ مقدس AGUIN , SAINT THOMESD اور مقدس SAINT
CHRISO STOME TEAM میدان جنگ میں جانباز سپاہی کی حیثیت سے شمشیر بکف دشمنوں
کی صفوں کو خاک و خون میں ملا سکتے تھے جیسا کہ حضرت علی میں یہ دونوں صفات بدرجۂ اتم موجود
تھیں جن کے سوائے کسی اور کو تاریخ پیش نہیں کر سکتی ۔"

(ب) یہ علی ہی ہیں جن کے علم و ادب کے بحر ناپیدا کنار کے احاطہ کا امکان نہیں
اس کا اعتراف صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم ارباب فضل و دانش بھی کرتے ہیں چنانچہ
مستشرق انکیری لکھتا ہے کہ "قاہرہ دمشق استنبول اور یورپ کے تمام کتب خانوں میں ایسے
بے شمار مخطوطات موجود ہیں جو علیؑ کی تصنیفات بتلائی جاتی ہیں ۔ یہ کتابیں مواعظ تاریخ اشعار
خطب قانونی موشگافیوں، قضایا اور تحقیقات علوم الہیہ پر مشتمل ہیں ۔ یہ علمی و ادبی آثار جن کی
نسبت بلا اختلاف علیؑ کی طرف ہے ۔ دنیا میں نفیس ترین گنجینہ علم و ادب کو پیش کرتی
ہیں ۔ علی کی تقریروں اور خطبوں میں یا وہ گوئی فضول لفاظی یا لفظوں کی بھرتی نہیں پائی جاتی
وہ جواہر تراش اور مرصع نگار کی طرح الفاظ کے نگینے جڑتے تھے ۔ آپ کے مختصر اور موجز
جملے سننے والے کو خستہ نہیں کرتے ۔ باتفاق آراء علیؑ قرن اول کے فصیح ترین و بلیغ ترین
خطیب تھے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ علیؑ کے حکیمانہ اقوال و امثال آپ کی بے ہمتائی کا ثبوت
ہیں ۔۔ تاریخ تضاد الفصال مقدمات میں علیؑ نے ایک نیا دور پیدا کیا ۔ اپنی خلافت
کے زمانے میں عسکری و سیاسی مصروفیتوں کے باوجود محکمہ دادگستری یعنی COURT OF
JUDIEATURE کو آپ نے براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھا ۔ محکمہ قانون اور عدالتوں
کی بنیاد سب سے پہلے آپ ہی نے رکھی ۔ خلیفہ چہارم کے یادگار فیصلے اس قابل ہیں کہ ان
کا شمار تاریخ کے محاکمات بزرگ میں کیا جائے ۔ عالم اسلام میں حضرت علیؑ کی حکومت
سے پہلے قانون مدون صورت میں باضابطہ وجود نہیں رکھتا تھا ۔ علیؑ ہی کی حکومت میں

علم فقہ مدون قانون کی حیثیت سے وجود میں آیا۔ عالم مشرق میں علیؑ ہی کی پہلی ذات ہے جس نے فیصلہ کے موقع پر گواہوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے شہادت لینے کا طریقہ جاری کیا۔

(شہسوار اسلام)

(۲) چیف جسٹس پولاس سلاما

(ا) بیروت ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور مشہور مسیحی ادیب و شاعر PAULAS SALAMA اپنے اول ملحمہ عربیہ عید الغدیر میں لکھتا ہے کہ:۔

نہج البلاغہ مشہور ترین کتاب ہے جس سے امام علیہ السلام کی معرفت حاصل ہوتی ہے بسوائے قرآن مجید کے کوئی کتاب بلاغت اور قدر و قیمت میں نہج البلاغہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

(عید الغدیر ص۔ مطبوعہ بیروت)

(۳) فلسفی جبران خلیل لبنانی

عربی دنیا کا مشہور مسیحی مفکر ادیب و فلسفی جبران خلیل لبنان میں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۱ء میں امریکہ میں فوت ہوا۔ نہج البلاغہ سے متاثر ہو کر لکھتا ہے کہ:

(ا) "علیؑ ابن ابی طالب سب سے پہلے عرب ہیں جن میں روح اعظم پائی جاتی ہے اور سب سے پہلے عرب ہیں جن کے ذہن سے ایسے پاکیزہ روحانی نغمے سنے گئے جو ان سے پہلے عربوں نے کسی سے نہ سنا تھا۔ ان نغمات کو سن کر عرب اپنی بلاغت کی شاہراہوں اور اپنی ماضی کی تاریکیوں میں سرگشتہ و حیران ہو گئے اگر کوئی شخص حضرت کی فصاحت و بلاغت سے متحیر ہو جائے تو اس کی یہ حیرانی ایک فطری بات ہوگی۔ اگر کوئی شخص آپ کی بلاغت سے متحیر ہو جائے تو اس کی یہ حیرانی ایک فطری بات ہوگی۔ اگر کوئی شخص آپ کی بلاغت سے خصومت کرے تو ایسا شخص دراصل جاہلیت کی اولاد ہوگا۔

(ملحمہ عربیہ عید الغدیر ص۲۲ بیروت)

(ب) مسیحی ادیب پاؤلاس سلاما اپنی کتاب عید الغدیر کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"علیؑ ابن ابی طالب کا ذکر عیسائی اپنی مجالس میں کرتے اور آپ کے علم و حکمت سے مستفید ہوتے ہیں اور آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کے سامنے تعظیماً جھک جاتے ہیں زہاد اپنے عبادت خانوں میں آپ کے زہد و عبادت کا تصور کر کے اپنے زہد و عبادت کو تقویت پہونچاتے ہیں۔ مفکر و فلسفی اور خطیب کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ اس کوہ خطابت کے نیچے کھڑا ہو کر بلندی کی طرف نظر کرے اور چشمۂ خطابت کی روانی سے سیراب ہو

کر طلیق اللسان خطیب بن جائے۔ (المجمہ عربیہ عبدالغدیر ص۲۷ بیروت)

مسلم علماء کا اعتراف :۔

(۱) عبدالحمید بن یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت کے بے مثل و بے نظیر خطبوں سے میں نے ستر خطبے یاد کئے تو اس سے مجھے اس قدر فیض پہونچا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ (شرح ابن ابی الحدید ج ۱۔ مصر)

(۲) مشہور خطیب عبدالحمید بن یحییٰ (م ۱۳۲ھ) نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کے کلام کو حفظ کرنے سے میں ایک باکمال ادیب بلیغ بن گیا۔ (کتاب الوزراء)

(۳) مورخ ابن خلکان لکھتا ہے کہ ابن نباتہ علوم ادب کا امام تھا۔ اس نے خطابت کا وہ بلند درجہ پایا تھا کہ کوئی شخص اس کے برابر نہ تھا (وفیات الاعیان ج ۱ ص۲۸۳ مصر) اور ابن نباتہ لکھتا ہے کہ میں نے خطابت کا وہ خزانہ محفوظ کیا ہے جو صرف کرنے سے بڑھتا ہی جائے گا۔ مجھے یہ خزانہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے مواعظ سے ایک سو فصلیں یاد کرنے پر حاصل ہوا۔ (شرح ابن الحدید ج ۱)

(۴) علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے جتنے خطبے اور کلمات مدون ہوئے ارباب صحافت و صحابہ میں کسی صحابی کا کلام اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں ہے۔

(۵) علامہ شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (م ۶۵۲ھ) مطالب المسئول میں لکھتے ہیں کہ علم بلاغت و فصاحت میں امیرالمومنین امام ہیں آپ کو اس میدان میں اتنی سبقت حاصل ہے کہ کوئی اور آپ کی گرد راہ تک بھی نہیں پہونچ سکتا۔۔۔۔۔ نہج البلاغہ کے انواع خطب، مواعظ و اوامر و نواہی پر مشتمل ہیں جن سے فصاحت و بلاغت کی روشنی نکلتی ہے اور معانی و بیان کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

(۶) علامہ سید محمود شکری حنفی اپنی کتاب بلوغ الادب ج ۳ ص۱۷۹ پر لکھتے ہیں کہ "یہ خطبے ایسے حکم و اسرار پر مشتمل ہیں جو دنیا و آخرت کی نیکی کا سبب ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا سے قریب کرتے ہیں اور اس کے عذاب سے دور رکھتے ہیں۔

کتاب نہج البلاغہ ان ہی خطبوں پر مشتمل ہے جو حضرت علی علیہ السلام کا کلام ہے۔ یہ کیا ہے؟ نور کلام الٰہی سے دہکتا ہے ایک روشن انگارہ اور ایک خورشید جہاں تاب جو فصاحت گفتار نبویؐ کی ضو سے منور و روشن ہے۔

(۷) علامہ جاحظ جیسا ناقد اپنے رسالہ فضل ہاشم میں لکھتا ہے فقہ تنزیل و تاویل قرآن کا علم، مستحکم دلائل، فصاحت و طلاقت لسانی اور طولانی خطبوں کے ارشاد فرمانے میں کون ہے جو حضرت علیؑ ابن ابی طالب کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اسلامی کتب خانوں کی تباہی

تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اسلامی اور شیعی کتب کے سینکڑوں ذخائر، سوائے مخالف کے ہاتھوں یا تو دریا برد ہوئے یا نذر آتش کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام کے آثار علمیہ کا کثیر ذخیرہ دنیا سے مفقود ہوگیا۔ چنانچہ چند واقعات درج ذیل ہیں۔

(۱) ۵۰۳ھ میں جب عیسائیوں نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے کتب خانوں کو جلا دیا۔

(۲) ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان نے بغداد کو تاراج کرنے کے بعد وہاں کے عظیم الشان کتب خانوں کو دریائے دجلہ میں پھنکوا دیا ان کتابوں کی تعداد جو دریا میں غرق کی گئی تقریباً ۶ لاکھ تھی۔ علامہ سید رضی کا کتب خانہ جہاں نہج البلاغہ کی تالیف ہوئی تھی وہ بغداد میں تھا اور دریا برد ہوگیا۔

(تاریخ ادبیات ایران از پروفیسر براؤن تجلّیات روح ایرانی مطبوعہ برلن ص۸۵)

شبلی نعمانی نے اپنے مضمون " اسلامی کتب خانے " میں لکھا ہے کہ جب تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے تباہ کئے تمام کتابیں دریا میں ڈال دیں جس سے دریا کا پانی سیاہ ہوگیا تھا۔ تاتاریوں کا یہ سیلاب صرف بغداد تک محدود نہ رہا بلکہ ترکستان ماوراء النہر خراسان، فارس، عراق، جزیرہ اور شام سے گزرا اور تمام علمی یادگاروں کو مٹاتا گیا۔ (رسائل شبلی ص۱۵۰ مطبوعہ امرتسر)

(۳) صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں نے مصر، شام، اسپین اور دیگر اسلامی ممالک کے کتب خانوں کو بری طرح جلا کر تباہ و برباد کر دیا۔ ان کتابوں کی تعداد تیس لاکھ سے زائد تھی۔

(تاریخ تمدن اسلام از جرجی زیدان ج ۳)

(۴) اسپین میں جب عیسائیوں کا غلبہ ہوا وہاں کے کتب خانے بری طرح جلا دیئے گئے (ابن خلدون)

کارڈینل زی می نس (CARDINAL XIMENES) نے تو انتہا کر دی کہ ایک ہی دن میں اسی ہزار کتابوں کو نذر آتش کر دیا۔ (مقدمہ ابن خلدون، تاریخ اداب اللغۃ جلد سوم جرجی زیدان ص۱۱۳ تا ۱۱۵ مصر)

شیعہ کتب خانوں کی تباہی

یہ تو مجموعی حیثیت سے مسلمانوں کے کتب خانوں کی تباہی تھی جس میں شیعی کتب بھی ضمناً تباہ ہوئیں ان کے علاوہ وہ کتب خانے جن میں آئمہ اطہار علیہم السلام کے آثار علمیہ کے کثیر ذخائر تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ چند بڑے اور اہم کتب خانوں کی تباہی کا حال درج ذیل ہے۔

(۱) فاطمین مصر کے عدیم النظیر کتب خانہ کے لئے ابن خلدون نے لکھا ہے کہ قاہرہ کے قصر شاہی کا کتب خانہ تمام اسلامی دنیا کے کتب خانوں پر سبقت لے گیا تھا اس کو صلاح الدین ایوبی نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ (کتاب الخطط المقریزی ج ۱ ص۲۵۴ طبع مصر)

(۲) ۴۲۰ھ میں جب سلطان محمود غزنوی نے رے فتح کیا وہاں کے شیعی کتب خانوں کو جلوا دیا۔

(معجم الادبا، یاقوت حموی ج ۶ ص ۲۵۹ مصر)

(۳) قاضی ابن عمار نے طرابلس میں ایک عالیشان کتب خانہ کی تاسیس کی تھی جس میں ایک لاکھ سے زائد کتابیں تھیں۔ یہ کتب خانہ صلیبی جنگوں کے دوران برباد کر دیا گیا۔ (اعیان الشیعہ ج ۱۔ دمشق)

(۴) اسلامی دنیا کے سب سے پہلے عمومی کتب خانہ میں جس کو ابونصر شاپور وزیر بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں بغداد کے محلے کرخ میں قائم کیا تھا اس کتب خانہ میں دس ہزار سے زائد ایسی کتابیں تھیں جو خود مصنفین یا مشہور خطاطوں کی لکھی ہوئی تھیں۔ یاقوت الحموی نے جس نے دنیائے اسلام کے بہتر سے بہتر کتب خانے دیکھے تھے لکھا ہے کہ دنیا میں اس سے بہتر کوئی کتب خانہ نہ تھا۔ اس کتب خانہ کو مورخین نے "دار العلم" کے نام سے موسوم کیا تھا (دنیات الاعیان ابن خلکان ج ۱ مصر) شیعوں کا یہ مایہ ناز کتب خانہ ۴۵۱ھ میں طغرل بیگ سلجوقی نے جلا دیا (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹۔ ۱۰۰ طبع مصر)

(۵) بغداد میں ابوجعفر محمد بن حسن طوسی کا کتب خانہ ۳۸۵ھ تا ۴۲۰ھ کئی مرتبہ جلایا گیا اور آخری مرتبہ ۴۴۸ھ میں اس بری طرح جلایا گیا کہ اس کا نام بھی باقی نہ رہا۔

(الاعلام الزرکلی جلد سوم ص ۸۸۴ طبع مصر، کشف الظنون ج ۲)

(۶) ۵۴۹ھ میں ترکوں کے ایک گروہ نے ماوراء النہر سے آکر نیشاپور کے کتب خانے جلا دیئے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۱۱ ص ۱۰۲ طبع مصر)

(۷) ۵۸۶ھ میں ملک المویدنے نیشاپور کے باقی ماندہ کتب خانوں کو جلا کر تباہ کر دیا۔ (تاریخ کا ابن اثیر ج ۱۱ ص ۱۰۳ طبع مصر)

(۸) صاحب بن عباد وزیر کا عظیم الشان کتب خانہ جو دار الکتب رے کے نام سے مشہور تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے جلا کر تباہ کر دیا۔ (HISTORY OF ROMAN EMPIRE BY GIBBON VOL III)

(۹) محمد بن ابوبکر والئ مصر کی استدعا پر حضرت امیر المومنین نے انہیں ایک عہد لکھ بھیجا تھا جو آداب حکومت اور تعلیمات پیغمبر وغیرہ پر مشتمل تھا جس طرح حضرت نے مالک بن اشتر کو لکھا تھا مگر عمر بن عاص نے جب محمد بن ابوبکر کو قتل کر کے مصر پہ قبضہ کر لیا یہ عہد اس کے ہاتھ لگا اور اس نے معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ مالک اشتر کا موصوفہ عہد اصبغ بن نباتہ کے پاس محفوظ تھا اس لئے علامہ سید رضی کو مل گیا اور آپ نے نہج البلاغہ میں شریک کر دیا۔ (شرح ابن ابی الحدید ج ۲)

حاصل کلام | بہر حال زمانہ کی ناقدر شناسی اور ہوائے مخالف نے علوم آل محمد علیہم السلام کو بڑی حد تک دنیا سے مفقود کر دیا مقام حیرت ہے کہ مسلمانوں نے رسالتمآب کے خطبات آج تک جمع نہ کئے۔ حضرت علی علیہ السلام کے چند خطبات و ارشادات کا مجموعہ علامہ سید رضی نے تالیف کر کے نہج البلاغہ کے نام سے موسوم کیا جو ایک عرصہ دراز تک چند کتب خانوں کی زینت بنا رہا۔

یہاں تک کہ شیخ محمد عبدہ مفتی مصر نے عالم مطبوعات میں نمایاں کیا مزید خطبات و ارشادات متعدد کتب میں محفوظ ہیں۔

امام حسن علیہ السلام کے چند خطبات و مکاتیب چیدہ چیدہ عربی کتب میں موجود ہیں جو آج تک ایک جا جمع نہ کئے جا سکے۔

امام حسین علیہ السلام کے خطبات و ارشادات حال ہی میں ادارۂ اصلاح کھجوا سے " بلاغۃ الحسینؑ " کے نام سے شائع ہوئے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی تعلیمات و ارشادات سے " صحیفہ سجادیہ " کے علاوہ بہت کم آثار ملتے ہیں۔

امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام کے آثار علمیہ کثیر تعداد میں متعدد کتب میں موجود ہیں مگر آج تک کسی کی توجہ اس طرف منعطف نہ ہوئی کہ علوم کے اس زبردست ذخیرہ کو جمع کر کے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ بہت سے علوم حاضرہ مثلاً الجبرا، علم کیمیا طبیعیات، الکمی، نیوٹن کے کلیات، ارشمیدس کے اصول علوم سیاسیات و معاشیات و اقتصادیات علم کلام و تفسیر وغیرہ کے علاوہ تعلیم شریعت و طریقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے سینکڑوں طلاب تھے۔ موجودہ سائنسی دنیا کی ترقی آپ ہی کی تعلیمات کی مرہون منت ہے۔ بحار الانوار ج ۲ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات ایک عنوان "کتاب اہلیلجہ" کے تحت اور فلکیات، نباتیات حیوانیات، طب، طبعیات، اور الہیات پر ارشادات "کتاب مفضل" کے عنوان کے تحت مرقوم ہیں۔ ملاحظہ ہوں ص۵۷ تا ص۲۵۹ سید محمد ہارون زنگی پوری نے "کتاب مفضل" کا ترجمہ توحید الائمہ کے نام سے کیا جو لاہور سے حال ہی میں طبع ہوا ہے۔ صاحبان علم ان ذخائر علم کا ترجمہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں تو ثواب بھی ہوں گے اور اس سے دنیا بھی مستفید ہوگی۔

ساتویں امام سے گیارہویں امام تک آل محمدؐ پر زمانہ کی مخالفت اور سختیاں بہت بڑھ گئی تھیں حکومت بنی عباس کے خون کے آنسو رلانے والے مظالم ائمہ طاہرین کی سالہا سال کی قید اور حبس دوام کی وجہ ان مظہران خدا سے دنیا کم سے کم مفید ہو سکی۔ امام صاحب العصر علیہ السلام کے احکام و توقیعات بحار الانوار ج ۱۴ میں اور چند کتب میں مرقوم ہیں۔

نہج البلاغہ کے خطبے ارشادات و مکتوبات توحید باری تعالیٰ دنیا کی فنائیت چند مشاہد قدرت اور نصائح پر مشتمل ہیں حضرت امیر المومنین کے دیگر خطبات و ارشادات جن میں توحید باری تعالیٰ آل محمدؐ کی حقیقی منزلت، خدا کے خلفائے مطلقہ کی تعریف، ان کا علم و اختیارات، حدود خلافت، عجائبات قدرت اور علائم الظہور مذکور ہیں و نیز حضرت کے ان خطبات میں سے جو اعلان سلونی کے بعد معرض وجود میں آئے اور نہج البلاغہ میں مرقوم نہیں ہیں چند ارشادات کتاب ہذا میں جمع کئے گئے ہیں تاکہ دنیا مستفید ہو سکے۔ اہلبیت طاہرینؑ کے فضائل و مناقب اور حقائق و رموز و معارف اس معدن سے بہتر کسی اور کتاب میں ملنا ممکن نہیں۔

حضرت علیؑ کا تعارف زبان رسالت مآبؐ سے

حضرت علی علیہ السلام کی منزلت میں علمائے اسلام و نصاریٰ، مستشرقین و فلاسفہ کے خیالات گذشتہ صفحات میں پیش کئے

گئے۔ اب رسول خداؐ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) انا وعلیؑ من نور واحدٍ ۔ میں اور علیؑ ایک نور واحد سے ہیں[ع۱]۔

(۲) انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب ۔ یعنی میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے پس جس شخص کو علم حاصل کرنا ہو اس دروازہ پر آئے۔

(۳) انا مدینۃ الحکمۃ وعلی بابھا۔ میں شہر حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

(۴) انا میزان العلم وعلی کفتاہ۔ میں میزان علم ہوں اور علیؑ اس کے پلّے ہیں۔

(۵) لولاک یا علی ما عرف المومنون من بعدی۔ یا علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن کی شناخت نہ ہوسکتی۔

(۶) حبّ علی ایمانٌ[ع۲]۔ علیؑ کی محبت ایمان ہے۔

(۷) النظر الی وجہ علی عبادۃ ۔ علیؑ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے (مروی از حضرت عائشہ)

(۸) ذکر علی عبادۃ۔ علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۹) من ینقص علیًا فقد ینقصنی ۔ جس نے علیؑ کی تنقیص کی میری تنقیص کی۔

(۱۰) من حسد علیًا فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر ۔ جس نے علیؑ سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوگیا۔

(۱۱) من فارق علیًا فارقنی ومن فارقنی فارقہ اللہ عزّوجلّ۔ جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا۔

(۱۲) مَن اذیٰ علیًا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذ اللہ۔ جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

(۱۳) من سبّ علیًا فقد سبّنی۔ جس نے علی کو دشنام دی مجھ کو دشنام دی۔

ع۱: اس حدیث کی تائید میں ارشاد خداوندی ہے کہ "قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" مائدہ یعنی بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی۔ اس آیت میں نور سے مراد رسالت مآب ہیں دیگر ارشاد ہے کہ "فامنوا باللّٰہ ورسولہ والنور الذی انزلنا" تغابن یعنی پس تم خدا اور اس کے رسولؐ اور اس نور پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا۔ اس آیت میں واضح ہے کہ نور رسولؐ اللہ نہیں ہیں تفسیر قمی میں مذکور ہے کہ اس نور سے مراد حضرت علیؑ ہیں اس حدیث کی تائید ان آیات سے ہوئی کہ رسول خداؐ اور حضرت علی دونوں کی خلقت نور سے ہے۔ ع۲: اس ارشاد کے لئے قرآنی حکم ملاحظہ ہو کہ "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین" مائدہ: یعنی جس شخص نے ایمان سے انکار کیا اس کے سب اعمال حبط ہوجائیں گے۔ اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

(۱۴) من احبّ علیًا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن اغض علیًا فقد اغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب اللہ عز وجل۔ یعنی جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی جس نے علیؑ کو غضب ناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے خدائے عز وجل کو غضبناک کیا۔

(۱۵) یا علی من اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی۔ یا علیؑ جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(۱۶) لا یبغض علیًا مومن ولا یحبّہ منافق۔ مومن کبھی علیؑ سے بغض نہ کرے گا اور منافق کبھی اس سے محبت نہ کرے گا۔

(۱۷) علیؑ مع الحق والحق مع العلی۔ اللّٰھم ادر الحق مع علی حیث دار۔ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ۔ خداوندا حق کو اسی طرف گردش دے جدھر علی پھریں۔

(۱۸) اوّلنا محمّد اوسطنا محمّد وآخرنا محمّد وکلّنا محمّد۔ ہمارا اول بھی محمد ہے اوسط بھی محمد اور آخر بھی محمدؐ اور ہم سب محمدؐ ہیں۔

(۱۹) انّ علیًا منّی وانا من علیٍ وھو ولیّ کل مومن من بعدی۔ بہ تحقیق کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد تمام مومنین کا ولی ہوگا۔[۱]

(۲۰) جنگ خیبر میں ارشاد ہوا کہ "اما واللہ لاعطین الرایۃ غدًا رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارًا غیر فرار یاخذھا عنوۃ" خدا کی قسم کل میں یہ علم اس شخص کو دونگا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں وہ مکرر حملے کرنے والا ہوگا اور فرار ہونے والا نہ ہوگا اور وہ اس کو سختی سے فتح کرے گا۔ چنانچہ آپ نے قلعہ فتح کرلیا۔

(۲۱) جنگ خندق میں جب حضرت علیؑ نے عمر ابن عبدود کو قتل کر دیا تو ارشاد ہوا کہ ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنی خندق کے روز کی علیؑ کی ضربت (جس سے عمر بن عبدود مارا گیا) میری امت کے اعمال سے جو

---

[۱]: اس حدیث کی تائید میں ارشاد خداوندی بھی ملاحظ ہو کہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون ۵۵ مائدہ سوائے اس کے نہیں کہ خدا تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور مومنین جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ صرف حضرت علیؑ نے نماز میں رکوع کی حالت میں جب کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا اپنا ہاتھ دراز فرما کر انگشتری عطا فرمائی پس ثابت ہوا کہ تمام لوگوں کا ولی سب سے پہلے اللہ پھر اس کا رسولؐ اور اس کے بعد حضرت علی ہیں۔ تواریخ عالم شاہد ہیں کہ سوائے حضرت علی کے کسی نے بھی حالت رکوع میں خیرات نہیں دی۔

وہ قیامت تک بجالائے کی افضل ہے۔

(۲۲) یا علی انت قسیم النار والجنۃ ۔: یا علیؑ تم جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے ہو۔

(۲۳) علیؑ منّی وانا منہ ولا یودی عنّی الّا انا وعلی ۔ علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں میری اس امانت (رسالت) کو سوائے میرے اور علیؑ کے کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

(۲۴) یا علی لحمک لحمی، ودمک دمی، نفسک نفسی، روحک روحی .....

(۲۵) "مثل علیؑ فی الناس کمثل قل ھو اللہ احد فی القرآن" علیؑ کی مثال لوگوں میں ایسی ہی ہے جیسے قرآن میں سورہ قل ھو اللہ احد ہے[1]۔

(۲۶) لو اجتمع الناس علی حب علی بن ابی طالب لما خلق اللہ النار ۔: اگر لوگ علی ابن ابی طالب کی محبت پر جمع ہو جاتے تو خدا دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔

(۲۷) لا تسبّوا علیاً فانہ ممسوس فی ذات اللہ ۔ علیؑ کو دشنام نہ دو کہ وہ ذات خدا میں گھل مل گئے ہیں (یعنی فنا فی اللہ ہو گئے ہیں۔

(۲۸) یا علیؑ نہیں پہچانا کسی نے خدا کو سوائے میرے اور تمہارے نہیں پہچانا کسی نے مجھ کو سوائے خدا کے اور تمہارے اور نہیں پہچانا کسی نے تم کو سوائے خدا کے اور میرے پھر یہ لوگ کس طرح کہتے ہیں کہ تمہاری معرفت حاصل کرلی۔

(۲۹) ہر نبی کا ایک راز دار ہوتا ہے یا علیؑ میرے راز دار تم ہو۔

(۳۰) یا علیؑ اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ میری امت تمہارے لئے وہی کہنے لگی جو نصاریٰ عیسیٰؑ کیلئے کہتے ہیں تو میں تمہارے چند فضائل بیان کرتا پھر لوگ تمہارے پیر کے نیچے کی مٹی لے کر اپنے بیماروں کے لئے شفا حاصل کرتے[2]۔

---

[1] ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے :-

یا علی ذات تبوت قل ھو اللہ احد — نام تو نقش نگین امر اللہ الصمد

لم یلد از ما در گیتی ولم یولد چو تو — لم یکن بعد از نبی مثلت لہ کفواً احد

[2] حضرت علیؑ کی منزلت کی امام شافعیؒ نے بہت تحقیق کی اور بالآخر لکھا :-

لو ان المرتضیٰ ابدیٰ محلّہ — لصار الناس طرّاً سجداً لہ

کفیٰ فی فضل مولانا علیؓ — وقوع الشّک فیہ انہ اللّٰہ

ومات الشافعیؒ ولیس یدری — علیؓ ربُّہٗ ام ربہ اللّٰہ

ترجمہ :- اگر علی مرتضیٰ اپنا مقام ظاہر کردیتے تو تمام لوگ ان کو سجدہ کرنے جمع ہو جاتے۔ ہمارے مولا علیؑ کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ شک واقع ہوتا ہے کہ یہ اللہ ہیں شافعی مرگیا مگر سمجھ نہ سکا کہ علیؑ اس کے رب ہیں یا اللہ اس کا رب ہے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ :-

ھا علی بشر کیف بشر — ربہ فیہ تجلّی وظہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

بنام آں کہ او نامے ندارد ‏ ‏ ‏ ‏ بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

خلقت نور محمدؐ و حجابات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

ان اللہ تبارک وتعالیٰ خلق نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ قبل ان خلق السموات والارض والعرش والکرسی واللوح والقلم والجنّۃ والنّار وقبل ان خلق آدم ونوحا وابراھیم واسحٰق ویعقوب الی قولہ وھدینا ھم الی صراط مستقیم وقبل ان خلق الانبیاء کلّھم باربعۃ مایۃ والف واربع وعشرین الف سنۃ وخلق عزوجل معہ صلی اللہ علیہ وآلہ اثنی عشر حجابًا حجاب القدرۃ وحجاب العظمۃ وحجاب المنۃ وحجاب الرحمۃ وحجاب السعادۃ وحجاب الکرامۃ وحجاب المنزلۃ حجاب الھدایۃ وحجاب النبوۃ وحجاب الرفعۃ حجاب الھیبۃ وحجاب الشفاعۃ ثم حبس نور محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ فی حجاب القدرۃ اثنی عشر الف سنۃ وھو یقول سبحان اللہ ربی الاعلیٰ وفی حجاب العظمۃ احد عشر الاف سنۃ وھو یقول سبحان عالم السّر وفی حجاب المنۃ عشر الاف سنۃ وھو یقول

بہ تحقیق کہ خدائے بزرگ و برتر نے نور محمدؐ کو آسمانوں زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم اور جنت و جہنم کی خلقت سے پہلے اور آدمؑ و نوحؑ، ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کی خلقت سے پہلے حسب ارشاد باری کہ ہم نے ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی، نیز تمام انبیاء کی خلقت سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال قبل پیدا کیا اور اس نور کے ساتھ خداوند تعالیٰ نے بارہ حجاب یعنی حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت، خلق فرمائے۔ پھر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال قیام عطا فرمایا جہاں وہ سبحان اللہ ربی الاعلیٰ کہتا رہا اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان عالم السر کہتا رہا ——— اور حجاب منت میں دس ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان من ھو قائم لا یلھو کہتا رہا۔

سبحان من هو قائم لا یلهو وفی حجاب الرحمة تسعة الاف سنة وهو یقول سبحان الرفیع الاعلیٰ وفی حجاب السعادة ثمانیة آلاف سنة وهو یقول سبحان من هو دائم لا یسهو وفی حجاب الکرامة سبعة الاف سنة وهو یقول سبحان من هو غنی لا یفتقر وفی حجاب المنزلة ستة الاف سنة وهو یقول سبحان ذی العرش العظیم و فی حجاب النبوة اربعة الاف سنة وهو یقول سبحان رب العزة عما یصفون وفی حجاب الرفعة ثلاثة الاف سنة وهو یقول سبحان ذی الملک والملکوت وفی حجاب الهیبة الفی سنة وهو یقول سبحان الله وبحمده فی حجاب الشفاعة الف سنة وهو یقول سبحان ربی العظیم وبحمده ثم اظهر عز وجل اسمه علی اللوح فکان علی اللوح منوراً اربعة الاف سنة ثم اظهره علی العرش فکان علی ساق العرش مثبتاً سبعة الاف سنة الی ان وضعه الله فی صلب آدم علیه السلام ۔ ؎۱

اور حجاب رحمت میں نو ہزار سال سبحان الرفیع الاعلیٰ کہتا رہا اور حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال سبحان من ہو دائم لا یسہو کہتا رہا۔ اور حجاب کرامت میں سات ہزار سال رہا۔ جہاں وہ سبحان من ھو غنی لا یفتقر کہتا رہا اور حجاب منزلت میں چھ ہزار سال سبحان ربی العلی الکریم کہتا رہا اور حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان ذی العرش العظیم کہتا رہا۔ اور حجاب نبوت میں چار ہزار سال سبحان رب العزت عما یصفون اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال سبحان ذی الملک و الملکوت کہتا رہا اور حجاب ہیبت میں دو ہزار سال سبحان اللہ وبحمدہ کہتا رہا اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہتا رہا پھر خدائے عز وجل نے ان کے نام کو لوح پر ظاہر کیا جہاں یہ چار ہزار سال درخشاں رہا۔ پھر اس نور کو عرش پر ظاہر کیا اور یہ ساق عرش پر سات ہزار سال ثابت رہا یہاں تک کہ خدا نے اس کو صلب آدم میں قرار دیا۔

(بحار المعارف صـ۲۷۳)

؎۱ اس ارشاد میں جن سالوں کا ذکر ہے ان کی تشریح نہیں ہے کہ ہر سال کی وسعت کس قدر تھی۔ چونکہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ نہ آسمان و زمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب لہذا یہ نہ شمسی سال تھے اور نہ قمری بلکہ یہ نوری سال تھے جن کی وسعت کے خداوند عالم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام ہی عالم ہیں۔

حجاب و ماورائے حجاب

زید ابن وہب سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے حجابوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:-

الحجب سبعة غلظ كل حجاب منها ميسرة خمس مائة عام والحجاب الثاني سبعون حجابا بين كل حجابين ميسرة خمسمائة عام حجبت كل حجاب منها سبعون الف ملك قوة كل ملك منهم قوة الثقلين منها ظلمة ومنها نور ومنها نار ومنها دخان ومنها سحاب ومنها برق ومنها رعد ومنها ضوء ومنها رمل ومنها جبل ومنها عجاج ومنها ماء ومنها انهار وهي حجب مختلفة غلظ كل حجاب ميسرة سبعين الف عام ثم سرادقات الجلال وهي ستون سرادقاً في كل سرادق سبعون الف ملك بين كل سرادق ميسرة خمسمائة عام ثم سرادق العز ثم سرادق الكبرياء ثم سرادق القدس ثم سرادق الجبروت ثم سرادق الفخر ثم سرادق النور الابيض ثم سرادق الوحدانية وهو ميسرة سبعين الف عام ثم حجاب الاعلیٰ ۔

حجاب سات ہیں جو بڑے گہرے ہیں ان میں سے پہلا حجاب پانچسو سال کی راہ کے برابر ہے حجاب ثانی ستر حجابوں پر مشتمل ہے جس کے ہر دو حجابوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے ان میں سے ہر حجاب میں ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی قوت ثقلین کی قوت کے برابر ہے یہ حجاب، ظلمت نور، نار، دخان بادل، برق، رعد، ضو ابل (ربالو) پہاڑ گرد، پانی اور انہار کے ہیں یہ حجاب ایک دوسرے سے مختلف اور گہرے ہیں — ہر حجاب کی گہرائی ستر ہزار سال کی مسافت پھر سراوقات جلال (پردے) ہیں۔

جو تعداد میں ساٹھ ہیں۔ ہر پردہ میں ستر ہزار ملک ہیں اور ایک پردہ سے دوسرے پردہ تک پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ پھر سرادق عزت ہے۔ پھر سرادق کبریا پھر سرادق قدس پھر سرادق جبروت پھر سرادق فخر پھر سرادق نور سفید پھر سرادق وحدانیت ہے۔ جس کی گہرائی ستر ہزار سال کی مسافت ہے پھر حجاب اعلیٰ ہے۔

(بحر المعارف صہ ۲۷۲)

اس کے بعد حضرت نے سکوت فرمایا۔ اس وقت حضرت عمر بھی وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ اے ابوالحسن میں اس دن کے لئے زندہ نہ رہوں کہ آپ کو نہ دیکھوں۔

خلقت محمدؐ و آل محمدؐ و میثاق انبیاء

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

ان اللہ تبارك وتعالیٰ احد واحد تفرد فی وحدانیتہ ثم تکلم بکلمۃ فصارت نوراً ثم خلق من ذلك النور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وخلقنی وذریتی ثم تکلم بکلمۃ فصارت روحًا فاسکنہ اللہ فی ذلك الروح واسکنہ فی ابداننا فنحن روح اللہ وکلماتہ وبنا احتجب عن خلقہ فما زلنا فی اظلۃ خضراء حیث لا شمس ولا قمر ولا لیل ولا نھار ولا عین تطرف نعبدہ ونقدسہ ونمجدہ ونسبحہ قبل ان یخلق الخلق واخذ میثاق النبین لما آتیتکم بالایمان والنصرۃ من کتاب وذلك قولہ تعالیٰ " واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔

(بحر المعارف صا۳۵)

بہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ احد اور واحد ہے۔ وہ وحدانیت میں یکا و تنہا ہے پس اس نے ایک کلمہ سے تکلم فرمایا جو سب نور ہی نور تھا پھر اس نے اس نور سے محمد صلعم کو مجھ کو اور میری ذریت کو خلق فرمایا پھر ایک کلمہ میں تکلم فرمایا جو سب روح ہی روح تھا پھر اللہ نے اس روح کو ہمارے ابدان میں ساکن کیا پس ہم روح خدا اور اس کے کلمات ہیں اور ہمارے ہی سبب سے ہم کو مخلوق سے پوشیدہ رکھا اور ہم ہمیشہ (اس کی رحمت کے) سبز سایوں میں رہے اس وقت نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب نہ لیل و نہار تھے اور نہ کوئی آنکھ تھی کہ دیکھ سکے ہم اس وقت اس کی بندگی اور تسبیح و تقدیس بجا لاتے اور اس کی بزرگی کا اقرار کرتے تھے یہ اس وقت تھا جب کہ کوئی مخلوق خلق نہ ہوئی تھی اس نے انبیاء سے اس بات پر میثاق لیا کہ ہم پر ایمان لائیں اور ہماری نصرت کریں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے کہ جس وقت خدا نے انبیاء سے عہد لیا تھا کہ جب تمہیں کتاب و حکمت عطا ہوگی اور ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئے گا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

افضل منزلت حضرت علی علیہ السّلام

سلیم ابن قیس سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک شخص حاضر ہوا اور ہم نے یہ گفتگو سنی۔

سائل : اخبرنی یا امیرالمومنین بافضل منقبۃٍ لک

امیرالمومنین :۔ ما انزل اللّٰہ بکتابہ

سائل: وما انزل فیک

امیرالمومنین :۔ قولہٗ تعالیٰ " افمن کان علیٰ بینۃٍ من ربّہ ویتلوہ شاھد منہٗ " انا الشاھد علی رسول اللّٰہ صلی علیہ وآلہ وقولہٗ " ومن عندہٗ علم الکتاب " ایّای عنی ولم یدع شیئً مما ذکر اللّٰہ فیہ الّا ذکری۔

سائل، فاخبرنی بافضل منقبۃ لک من رسول اللّٰہ۔

امیرالمومنینؑ :۔ نصبہ ایای بغدیر خم بالولایۃ من اللّٰہ عزوجل بامر اللّٰہ تبارک وتعالیٰ وقولہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ و سافرت مع رسول اللّٰہ وذالک قبل ان تؤمر لنسآئہ بالحجاب وانا اخدم رسول اللّٰہ لیس لہ خادم غیری وکان لرسول اللّٰہ لحاف لیس لہ لحاف غیرہٖ ومعہ عائشۃ فکان رسول اللّٰہ نیام بینی و بین عائشۃ ولیس اللحاف الفراش الذی تحتنا ولیقوم رسول اللّٰہ فیصلی فاخذتنی الحمی لیلۃ فاسھرتنی نسھر رسول اللّٰہ لسھری فبات لیلۃ بینی وبین مصلاہ یصلی ما قدر

سائل : یا امیرالمومنین اپنی سب سے افضل منقبت بیان فرمایئے۔

امیرالمومنین : وہی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے

سائل : اس میں کیا نازل فرمایا۔

امیرالمومنین :۔ ارشاد خداوندی ہے کہ " کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے اس میں کا ایک گواہ آیا ہو۔ میں رسول خداؐ کا گواہ ہوں اور قول خدا کہ جس کے پاس علم کتاب ہو۔ خاص کر مجھ ہی سے متعلق ہے اور خدا نے اس آیت میں سوائے میرے اور کسی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

سائل : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے ساتھ جو افضل منقبت ہو بیان فرمایئے۔

امیرالمومنین : رسول خدا نے خم غدیر کے روز مجھ ہی کو ولایت من اللہ کے ساتھ خدائے عزوجل کے حکم سے نصب فرمایا تھا اور ان کا قول ہے کہ تم مجھ سے اسی منزلت پر ہو جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی وینز رسول اللہؐ کے ساتھ میں نے کار رسالت انجام دیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ عورتوں کیلئے پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا میں نے رسول اللہؐ کی سب سے پہلے اس وقت خدمت کی جبکہ کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا۔ رسول اللہؐ کے لئے ایک لحاف تھا کہ اس کے سوا کوئی اور ایسا لحاف نہ تھا اس پر رسول اللہ میرے اور عائشہ (خدیجہ) کے درمیان سوتے تھے اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی بستر نہ تھا۔ رسول اللہؐ نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بخار آگیا جس سے میں جاگتا رہا اور میری وجہ سے

کتابت کی غلطی ہے

له ثم یاتینی فیسئلنی و ینظر الیّ فلم یزل دابہ
ذالک الی ان اصبح فلما اصبح صلّی باصحابه
الغداة ثم قال اللھم اشف علیاً دعافه
فانه قد اسهرنی اللیلة بما به من الوجع
فکانما انشط من عقال ما بی قلته ثم قال
قال رسول الله البشر یا اخی قال ذالک و
اصحابه یسمعون قلت بشرک الله بخیر یارسولؐ
الله وجعلنی فداک قال انی لم اسئل اشیاء الا
اعطانیه و لم اسئل لنفسی شیئاً الا سئلتک مثله
و انی دعوت الله ان یواخی بینی و بینک ففعل
وسئلت ان یجعلک ولی کل مومن بعدی۔

(بحار المعارف ص۲۶۲)

(احتجاج طبرسی ج ۱)

رسولؐ اللہ بھی جاگتے رہے ایک شب مجھے خبر ملی کہ میرے
اور مصلی کے درمیان کوئی نماز پڑھ رہا ہے جس کی مجھے اطلاع
نہ دی گئی تھی پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے سوال کیا اور
میری طرف دیکھتا رہا اور نہیں ہٹا یہ اس وقت تک ہوتا رہا
کہ صبح ہوگئی پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی
پھر فرمایا کہ خداوندا علیؑ کو شفا عطا فرما اور اس کو
محفوظ رکھ کہ اس نے درد کی وجہ سے مجھے شب میں بیدار رکھا
پس گویا کہ اس نے مجھے بندھن سے چھڑایا یہ بات میرے ساتھ
اتفاقی طور پر واقع ہوئی تھی۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے
بھائی بشارت ہو تم کو اس بات کو حضرتؐ کے اصحاب سن
رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ خدا آپ کو خوش
رکھے اور مجھے آپ پر فدا کردے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے
کسی شے کے لئے سوال نہیں کیا مگر یہ کہ وہ مجھے عطا ہوگئی اور
میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی سوال نہ کیا مگر یہ کہ اس کے مثل تمہارے لئے بھی سوال کیا اور میں نے خدا سے دعا کی کہ میرے اور
تمہارے درمیان مواخات پیدا کرے پس خدا نے ایسا ہی کیا اور میں نے سوال کیا کہ تم کو میرے بعد تمام مومنین کا ولی قرار دے۔

محبّت اہل بیتؑ اور اعمال

آیت "من جآء بالحسنة فله خیر منها
وھم من فزع یومئذٍ امنون ○ ومن جآء
بالسیئة فکبّت وجوھھم فی النّار ○
ھل تجزون الا ما کنتم تعملون ○

(نمل پ ۲۰)

ترجمہ: یعنی جس نے ایک نیکی بجا لائی اس کے لئے اس کی جزاء
اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس روز خوف و خطر سے
مامون رہیں گے اور جو ایک گناہ ساتھ لے آئے گا منہ کے
بل جہنم میں جھونک دیا جائے گا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو اس نے دنیا
میں کیا تھا کی تفسیر میں حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے
ابوعبداللہ میں تمہیں ایک نیکی کے متعلق آگاہ کردوں گا جس کو انسان بجا لائے تو خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا نیز ایک برائی
کے متعلق بھی آگاہ کردوں گا جس کا کوئی انسان مرتکب ہو تو خدا اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا اور اس برائی کی وجہ سے اس کا
کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ نیکی ہماری محبت اور وہ برائی ہم سے بغض ہے۔

(مجمع البحرین، ینابیع المودۃ وغیرہ ص۲۵)

اہلِ ذکر اہلِ بیتؑ ہیں

حضرت امیرالمومنین ؑ نے فرمایا کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (نمل) میں جو اہل ذکر مرقوم ہے وہ اہل ذکر ہم اہل بیتؑ ہیں۔ (ینابیع المودۃ وغیرہ)

نوٹ:۔ خدا نے قرآن میں کئی مقامات پر رسول خدا کو ذکر کے نام سے یاد فرمایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو آیت "قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم ایات اللہ مبینٰت (طلاق)

ترجمہ: بیشک خدا نے ذکر کو بھیجا ہے جو رسول ہے جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے پس جب رسول اللہ ذکر ہیں تو اہل ذکر اہلبیت رسول قرار پائے۔

نقطہ

علم نقطہ و دوائر بہت ہی عظیم اور دور از فہم علوم پر مشتمل ہے کیونکہ کلام حروف پر حروف الف پر اور الف نقطہ پر منتہی ہوتے ہیں اور نقطہ وجود مطلق کے ظاہر سے باطن کی طرف اور انتہا سے ابتداء کی طرف نزول سے عبارت ہے یعنی اس ذات ہویت کے ظہور سے جو مبدائے وجود ہے جس کے لئے نہ کوئی عبارت ہے اور نہ اشارہ۔
اللہ کا راز اس کی کتب میں ہے اور اس کی کتب کا راز قرآن میں ہے کیونکہ قرآن جامع اور مانع منہیات ہے اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور قرآن کا راز سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات میں ہے اور حرف کا علم لام اور الف میں اور الف ظاہری و باطنی رازمیں شامل اور اس کا محیط ہے اور لام و الف کا علم الف میں اور الف کا علم نقطہ میں اور نقطہ کا علم اصلیت کی معرفت میں اور قرآن کا راز سورۃ فاتحہ میں اور سورۃ فاتحہ کا راز اس کے مفتاح میں ہے جو بسم اللہ ہے اور بسم اللہ کا راز اس کے ب میں ہے اور ب کا راز اس کے نقطہ میں ہے۔ (مشارق الانوار)
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس علم کی طرف آنحضرتؐ نے دعوت دی تھی وہ علم حروف کے الف کے لام کی تھی الف کے لام کا علم ل میں ہے ل کا علم نقطہ میں ہے اور نقطہ کا علم معرفت اصلیہ میں ہے۔ معرفت اصلیہ کا علم علم ازل میں ہے علم ازل مشیت میں یعنی معلوم میں موجود ہے علم مشیت غیب ہویت میں ہے یہ وہ چیز ہے جس کی طرف اللہ نے اپنے نبیؐ کو اپنے اس قول کے ساتھ دعوت دی تھی۔ "فاعلم انہ لا الہ الا اللہ" انہ میں جو ہ موجود ہے وہ غیب ھو یہ کی طرف راجع ہے۔

(ینابیع المودۃ ص۴۳۵)

تمام اشیاء نقطہ پر منتہی ہوتے ہیں اور نقطہ ذات پر دلالت کرتا ہے یہی وہ نقطہ ہے جو خداوند ذی الجلال کا فیض اول ہے۔ اور حدود عظمت و جلال میں عقل فعال سے موسوم ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس یہ نقطہ سر الاسرار اور نور الانوار ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ "انا نقطۃ باء بسم اللہ انا جنب اللہ الذی فرطتم فیہ وانا اللوح وانا القلم وانا العرش وانا الکرسی وانا السموات السبع والارضون"

ترجمہ: میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں۔ میں وہ جنب اللہ ہوں جس کے ساتھ تم نے تفریط کی میں لوح و قلم ہوں اور عرش و کرسی ہوں میں ساتوں آسمان اور زمینوں (کا مالک و متصرف) ہوں۔ (بحرالمعارف ص۳۳۳)

ایک اور موقع پر حضرت نے فرمایا۔ "میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے۔

علم ایک نقطہ ہے جس کو جاہلوں نے زیادہ کر دیا۔ الف وحدت پر دلالت کرتا ہے جس کو راسخون جانتے ہیں۔ عارف لوگوں نے جا کے ٹکڑے کر دیئے۔ ج ایک گڑھا ہے پہنچنے والوں نے جس میں رہنا اختیار کیا۔" د: ایک درجہ ہے جس کو سچے لوگوں نے مقدس کیا۔ (ینابیع ص۶۴۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اسرار

ظہرت الموجودات عن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فالنبی مظہر الرحمٰن والولی مظہر الرحیم والجامع للمرتبتین مظہر اسم اللہ ومشربہما من الوحی والالہام فالاول من العقل والثانی من النفس واشرفہما واعظمہما الاسم الاعظم وھو اللہ واشرف المظاہر واعظمہا مظہر ھذا الاسم بالفعل دون القوہ لان النوع الانسانی باسرہ مظہر لہ بالقوۃ لکن الشرف والعظمۃ لیس الا للمظہر الفعلی وھو نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ من بین الانبیاء وسائر الانبیاء بعدہ علی الترتیب فلکذا افاد بعضہم وللعبد فیہ نظیر یظہر وجہہ مما اسلفنا فنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ مظہر اسم اللہ باعتبار جمعیتہ ومظہر اسم الرحمٰن

موجودات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ظہور میں آئے پس نبی مظہر رحمٰن اور ولی مظہر رحیم ہیں اور جامع ہیں دونوں مرتبوں کے اور مظہر ہیں اسم اللہ کے اور دونوں کا مشرب وحی و الہام سے ہے یعنی پہلا عقل سے اور دوسرا نفس سے اور ان دونوں سے اشرف و اعظم اسم اعظم ہے جو اللہ ہے اور اس کا اشرف و اعظم مظاہر اس اسم کا مظہر بالفعل ہے مظہر بالقوت نہیں کیونکہ نوع انسانی کل کا کل اس کا مظہر بالقوت ہے لیکن شرف و عظمت نہیں ہے مگر مظہر فعلی کے لئے جو تمام انبیاء میں ہمارے نبیؐ ہیں اور تمام دوسرے انبیاء ترتیب کے ساتھ ان کے بعد ہیں اور تمام اولیاء میں علیؑ مظہر فعلی ہیں اور تمام اولیاء ان کے بعد علی الترتیب ہیں بعض لوگوں نے اسی طرح افادہ حاصل کیا ہے۔ اور بندہ کے لئے اس میں نظیر ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے پس ہمارے نبیؐ باعتبار جمعیت کے اسم اللہ کے مظہر ہیں اور عالم وجود میں تصرف اور خلافت کے اعتبار سے اسم رحمٰن کے مظہر ہیں۔

باعتبار تصرفه في الوجود وخلافته فيه
ومظهر اسم الرحيم باعتبار ولايته
المطلقة فهو العقل الاوّل والنفس
الكلّية وكذالك علیؑ وسائر اولاده الی
خاتم الختم لانهم اصحاب الجمعية
باعتبار اخذها من القطب المحمدی
فكل واحد منهم على الترتيب مظهر
اسم الله باعتبار جمعيته ومظهر اسم
الرحمٰن باعتبار خلافته ومظهر اسم الرحيم
باعتبار ولايته فكلّهم مجمع العوالم
الآفاقيّة والانفسيةؑ۔

اور ولایت مطلقہ کے اعتبار سے اسم رحیم کے مظہر ہیں
پس وہ عقل اول اور نفس کلیہ ہیں اور اسی طرح علیؑ
اور آخری امام تک ان کی تمام اولاد بھی ہے اس لئے کہ
یہ حضرات اس اعتبار سے کہ قطب محمدی سے حاصل کئے
ہوئے ہیں اصحاب جمعیت ہیں پس کل کے کل ایک ہی
ہیں ان میں سے ہر ایک علی الترتیب باعتبار جمعیت مظہر
اسم اللہ اور باعتبار خلافت مظہر اسم رحمٰن اور باعتبار ولایت
مظہر اسم رحیم ہے پس وہ سب کے سب عوالم آفاقیہ اور
انفسیہ کے مقام اجتماع ہیں۔

⁂

نوٹ

فقد برهذه الدقايق فانّها سر من
الاسرار ومن مكنونات علم الله وهذه
نقطة من بحر محيط اسرارهم كما
تقدم في قصة موسیٰؑ وخضر عليهما السلام
بحر المعارف ص ۳

نوٹ

پس ان باریک باتوں پر غور کرو کہ یہ علم خدا کے
خزانوں میں سے اور اسرار میں سے ایک سر ہے اور
ان کے اسرار محیط سے یہ ایک نقطہ ہے جیسا کہ موسیٰؑ وخضرؑ کے قصہ
میں مذکور ہے۔

بائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتب کے اسرار قرآن میں ہیں اور تمام قرآن کا علم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اور بسم اللہ کا علم بائے بسم اللہ میں اور بائے بسم اللہ کا علم بائے کے نقطے میں پس میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے۔ (مشارق الانوار)

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نماز مغربین کے بعد سے بائے بسم اللہ کی تفسیر سنانی شروع کی اور ابھی س تک نہ پہونچے تھے کہ فجر کا وقت ہوگیا تو فرمانے لگے کہ اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کی شرح میں اتنی تفسیر سناؤں کہ چالیس اونٹ کا بار ہو جائے۔

علم کی حقیقت

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:-

العلم نقطة کثّرها الجاهلون وکیفیة الاطلاع عن وجهین امّا ان یکون من الوحدة الی الکثرة من المبدء الی المنتهی الذی هو طریق التنزول والظهور و امّا ان یکون من الکثرة الی الوحدة و من المنتهی الی المبدء الّذی هو طریق الصعود والبطون فان کان الاوّل فهو اعظم فیجتهد فی الاطلاع علی النقطة اولا ثم علی صدر منها من النفس والهیولی والطبیعة والجسم الکلّی والافلاك والعناصر والموالید وان کان الثانی وهو اسهل واشهر فیجتهد فی الاطلاع علی هذه الوجودات بعکس ذلك وذلك لانّ کل من اطلع علی النقطة الوجودیة والذی تحتها کمن اطلع علی الوجود کلّه وعلی ما فی ضمنه من الاسرار والحقائق وعلی الکتب السماویّة، وما فی ضمنها من الاسرار والحقائق والاطلاع نبیّنا صلی الله علیه و آله علی النقطة الوجودیة لیلة المعراج؛

علم ایک نقطہ ہے جس میں جہلاء نے زیادتی کر دی اطلاع کی کیفیت دو طرح سے ہوتی ہے ایک وحدت سے کثرت کی طرف یعنی مبداء سے منتہا کی طرف ہو تو یہ نزول اور ظہور کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ کثرت سے وحدت کی طرف یعنی منتہا سے مبداء کی طرف ہو تو یہ صعود و بطون کا طریقہ ہے پس اگر طریقہ اول ہے تو وہ بہت ہی عظمت والا ہے پس نقطہ اوّل پر پھر اس سے نفس و ہیولیٰ، طبیعت، جسم کلی، افلاک و عناصر اور موالید سے متعلق جو صادر ہوا اس پر اطلاع کی کوشش کی جاتی ہے اگر طریقہ دوم ہے تو وہ بہت ہی سہل اور بہت مشہور ہے پس اس کے برعکس ان موجودات سے اطلاع میں کوشش کی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ہر وہ شخص جو نقطہ وجودیہ سے مطلع ہوا اور وہ شخص جو اس کے تحت ہے اس کے مثل ہے جس نے کل وجود پر اطلاع پائی اور اس چیز پر جو اس کے ضمن میں حقائق و اسرار سے متعلق ہے۔ اور آسمانی کتب پر اور جو کچھ اس کے ضمن میں حقائق و اسرار سے ہے۔ اور نیز شب معراج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقطہ وجودیہ سے اطلاع پانے سے متعلق ہے۔

✣

✣ ✣

✣

قال علّمت علوم الاولین والآخرین وقال ارنا الاشیاء کما هی والاطلاع علیها قال انا النقطة تحت الباء وقال

پھر فرمایا کہ اولین و آخرین کا علم مجھے دیا گیا ہے۔ اللہ نے تمام چیزیں مجھے دکھائیں جس طرح سے کہ وہ ہیں اور ان سے مطلع ہونے کی وجہ فرمائی کہ میں باء کے نیچے

سلونی عما تحت العرش وهٰذا النقطة
هی الموسومة عند القوم بعبادان
فی قولهم لیس وراء عبادان قریة و
هی التی علیها مدار الوجود کالنقطة
المرکزیة التی الیها ینتهی خطوط
الدائرة المحیط المحیط بها وذلک لانّ
الوجود بالاتفاق دوری تقابل النقطتین
المتقابلتین اللّتین هما النقطة المبدئیة
ونقطة المنتهائیة کقوله کما بدأکم
تعودونَ والاوّل والاخر والظاهر والباطن
اسمائه تعالیٰ بهٰذین الاعتبارین
والازل والابد اشارة الیهما وقاب
قوسین او ادنیٰ کذٰلک لانّ القوس
اشارة الی القطع الدائرة الوجودیّة
بالخط الوهمی بینهما الفاصل بین
المطلق والمقید والامکان والوجوب
فی صورة الدائرة والخطّ الوهمی فی
اصطلاحهم هو مقام القرب الاسمائی
باعتبار التقابل بین الاسمآء فی الامر
الالٰهی المسمی بدائرة الوجود کالا
بدآء والاعادة والنزول والعروج والفا
علیّة والقابلیّة وهو الاتحاد بالحق مع
بقآء التمیز والاثنینیة المعبر عنه
بالاتصال ولا اعلیٰ من هٰذا المقام الا مقام
او ادنیٰ وهو مقام احدیته عین الجمع لذاتیة

کا نقطہ ہوں پس سوال کر لو مجھ سے ان تمام چیزوں سے جو
تحت عرش ہیں کہ یہ وہی نقطہ ہے جو قوم کے نزدیک ان کے
قول کے مطابق عبادان سے موسوم ہے رعبادان سے آگے
اور کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ وہی مقام ہے جس پر نقطہ مرکزیہ
کی طرح وجود کا مدار ہے۔ جس کی طرف دائرہ کے خطوط منتہی
ہوتے ہیں جو اس کے محیط ہیں کیونکہ وجود بالاتفاق دونوں
متقابل نقاط کے تقابل کی وجہ جو مبدائیہ اور منتہائیہ ہیں۔ دوری
ہے حسب ارشاد خداوندی کہ جس طرح تمہاری ابتداء ہوئی
ہے تم لوٹو گے۔ خداوند تعالیٰ کے اسماء ان ہی دو اعتبارات
یعنی اول و آخر اور ظاہر و باطن کے لحاظ سے ہیں اور ازل و
ابد ان ہی دو نقطوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور
قابَ قوسین اَو ادنیٰ بھی اسی کی طرح ہے کیونکہ قوس
دائرہ وجودیہ کے خط موہوم کے ساتھ انقطاع کی طرف
اشارہ ہے جو ان کے یعنی مقید و مطلق اور امکان وجوب
کے درمیان دائرہ کی صورت میں فاصل ہے۔ اصطلاحاً امر
الٰہی میں اسماً کے درمیان باعتبار تقابل کے خط
موہوم مقام قرب اَسمائی ہے جو دائرہ وجود
کے نام سے موسوم ہے۔

جیسا کہ خلق کیا جانا اور لوٹایا جانا نزول و
عروج اور فاعلیت و قابلیت ہے اور وہ
بقائے تمیز اور دوئی کے باوجود جو اس کے
اتصال سے تعبیر کی گئی ہے حق کے ساتھ
متحد ہے۔

اس سے بلند تر کوئی اور مقام نہیں مگر
مقام اَو اَدنیٰ جو مقام احدیت ہے

المعبر عنها بقوله او ادنی وھو مقام احدیۃ عین الجمع الذاتیّۃ المعبّر عنھا بقولہ او ادنی لا رتفاع التمیز والا ثنینیّۃ الاعتباریّۃ ھناك بالفناء المحض والطمس للرسوم کلھا وھذہ النقطۃ قد یعبر عنھا بنقطۃ النبوّۃ ونقطۃ الولایۃ اللتین ھما مخصوصتان من حیث الاطلاق بالنبی وعلی لان النبوّۃ المطلقۃ والولایۃ المطلقۃ مخصوصتان بھما۔

(بحر المعارف ص ۶۵)

اس کو بین جمع ذاتیہ سے تعبیر کیا گیا ہے حسب ارشاد خداوندی او ادنی عقل وہوش کے مرتفع ہو جانے اور اعتباری دوی کے فنائے محض اور کل رسوم کے مٹ جانے کا مقام ہے۔ یہ وہ نقطہ ہے جس سے نقطۂ نبوت اور نقطۂ ولایت کی تعبیر لی جاتی ہے یہ دونوں بہ حیثیت اطلاق کے نبیؐ اور علیؑ سے مخصوص ہیں کیونکہ نبوت مطلقہ اور ولایت مطلقہ صرف ان ہی دونوں سے مخصوص ھیں۔

٭ ٭ ٭

مدارج علم

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

العلم ثلثۃ اشبار فمن وصل الی الشبر الاوّل تکبر وادعیٰ ومن وصل الی الشبر الثانی تواضع وذل ومن وصل الی الشبر الثالث افتقر وفنی وعلم انہ ما علم" وقد تقدم من الفتوحات انّ العلم باللہ عین الجھل بہٖ۔

(بحر المعارف ص ۲۶۷)

علم تین بالشت ہے پس جو پہلی بالشت تک پہونچا متکبر ہو گیا اور دعویٰ کرنے لگا اور جو دوسری بالشت تک پہونچا متواضع ہو گیا اور اپنے کو ذلیل سمجھنے لگا اور جو تیسری بالشت تک پہنچا فقر اختیار کیا اور فنا ہو گیا۔ اور اس کو اس بات کا علم ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔

فتوحات میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ کے ساتھ علم اس کے ساتھ عین جہل ہے۔

ذکر و فکر

حضرت علی علیہ السلام کے کلمات قصار بارہ ہزار سے زائد ہیں جن میں سے چند ارشادات معرفت ذکر و تفکر، صلوٰۃ دائمی عالم صغیر و کبیر و شہود سے متعلق درج ذیل ہیں۔

(۱) مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ؕ جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کی۔

(۲) لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا ؕ (تمام حجاب ہائے حدوث امکان میرے اور واجب الوجود کے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں تو جس علم و یقین اور معرفت کی انتہا پر میں فائز ہوں اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی یعنی آپ کے سامنے کوئی حجاب تھا ہی نہیں۔)

ذکر خفی

(۳) کُلُّ نَفْسٍ حَاضِرَۃٌ مِنْ ذِکْرِ الْخَفِیِّ فَھُوَ نَفْسٌ حَیٌّ وَکُلُّ نَفْسٍ غَافِلَۃٌ مِنْ ذِکْرِ الْخَفِیِّ فَھُوَ نَفْسٌ مَیِّتَۃٌ ؕ ترجمہ :۔ ہر نفس جو ذکر خفی میں مشغول ہے وہ زندہ ہے اور ہر نفس جو ذکر خفی سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔

(۴) صلوٰۃ دائمی :۔

سُجُوْدُ الْقَلْبِ فِیْ ذَاتٍ صَلٰوۃٌ دَائِمٌ وَصْلٌ
ھُوَ الْمَسْجُوْدُ فِیْ قَلْبٍ صِیَامٌ صَائِمٌ اَصْلٌ

(۵) حضرت امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام سے ارشاد فرمایا کہ :۔

یَا وَلَدِیْ فِکْرُکَ فِیْکَ یَکْفِیْکَ ۔۔۔ فَلَیْسَ شَیْئٌ خَارِجٌ مِنْکَ
دَوَائُکَ فِیْکَ وَمَا تَشْعُرُ ۔۔۔ وَدَائُکَ مِنْکَ وَلَا تُبْصِرُ
تَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ ۔۔۔ وَفِیْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ
وَاَنْتَ الْکِتَابُ الْمُبِیْنُ الَّذِیْ ۔۔۔ بِاَحْرُفِہٖ یُظْھِرُ الْمُضْمَرُ

ترجمہ :۔ اے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی شے تجھ سے خارج نہیں تیری دوا تجھ ہی میں ہے اور تو نہیں جانتا اور تیرا درد تجھ ہی سے ہے اور تو نہیں دیکھتا اور تجھ کو گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ ایک بڑا عالم تجھ میں سمایا ہوا ہے اور تو وہ کتاب مبین ہے کہ جس کے حروف سے پوشیدہ امور کا ظہور ہوتا ہے۔ (بحر المعارف)

حقیقت ذکر و طریقۂ ذکر

فردوس العارفین میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

" لا تذکر اللّٰہ ساھیًا ولا تنسہ لاھیًا واذکرہ کاملًا یوافق فیہ قلبک لسانک ویطابق اضمارک اعلانک لن تذکرہ حقیقۃ الذکر حتی تنسی نفسک فی ذکرک وتفقدھا فی امرک ؕ (بحر المعارف ص۵۵)

ترجمہ : خدا کا ذکر سہو کی حالت میں نہ کرو اور اس کو لہو و لعب میں نہ بھولو۔ اس کا ذکر کامل طریقہ سے اس طرح کرو کہ تمہارا قلب تمہاری زبان کے موافق ہو اور تمہارا ضمیر تمہارے ظاہر سے مطابق ہو تم اس وقت تک حقیقت ذکر کو ادا نہیں کر سکتے جب

تک کہ ذکر میں خود کو نہ بھول جاؤ اور اپنے امر میں گم نہ ہو جاؤ۔

و نیز فرمایا :۔ من اراد ان یشغل باللّٰہ ذکرًا فلیغتسل ولیتب عن المعاصی ویغسل ثیابہ ویجلس فی الخلوۃ مربعًا مستقبل القبلۃ واضعًا یدیہ علی رکبتیہ غامضًا عینیہ شارعًا فی الذکر بالتعظیم والقوۃ بحیث یطلع لا الٰہ الا اللّٰہ من تحت السرۃ ویضرب علی القلب بحیث یصل تاثیرہ علی الاعضاء مخففًا صوتہ کما قال اللّٰہ تعالیٰ "اذکر ربک تضرعًا وخفیۃ" متفکرًا معناہ فی القلب حتی یحیط الذکر بجمیع الاعضاء ویستغرق فیہا فان ورد وارد بنفیہ بلا الٰہ ویقطع محبتہ ویثبت اللّٰہ ویفرغ القلب عن الخیالات النفسانیۃ ویشغل بمشاہدات الروحانیۃ۔

ترجمہ :۔ جس نے ارادہ کیا کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے گناہوں سے توبہ کرے اپنے کپڑوں کو دھوئے اور رو بہ قبلہ ہو کر خلوت میں چار زانو بیٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے تعظیم و قوت کے ساتھ خفی آواز سے اس طرح ذکر شروع کرے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ مقام سر کے نیچے سے شروع ہو اور قلب پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کی تاثیر تمام اعضاء پر پہنچے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کا ذکر تضرع اور پوشیدگی کے ساتھ قلب میں اس کے معنی کا تفکر کرتے ہوئے کر دیہاں تک کہ اس کا ذکر تمام اعضاء پر محیط ہو جائے اور تو اس میں مستغرق ہو جائے۔ یہ تحقیق کہ اس کا ورد وارد ہوتا ہے اور لا الٰہ کے ساتھ نفی کرتا ہے اس کی محبت کو قطعی قرار دیتا اور اللّٰہ کو ثابت کر دیتا ہے اور قلب کو نفسانی خیالات سے خالی کر کے روحانی مشاہدات کی طرف مشغول کر دیتا ہے۔ (بحر المعارف ص ۶۴)

عالم صغیر و کبیر

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ :۔

(۱) لا یستحق المقام حتی یعلم مراتبہم فاذا علمت ان للحقیقۃ الانسانیۃ ظہورات فی العالم الکبیر تفصیلاً فاعلم ان لہا۔

ترجمہ : کوئی شخص کسی مقام کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس کے مراتب کو نہ جان لے پس جب تو نے جان لیا کہ حقیقت انسانیہ کے لئے عالم کبیر میں تفصیل کے ساتھ ظہورات ہیں پس تو ان کو سمجھ۔

(۲) ظہورات فی عالم الانسانی اجمالاً و اوّل مظاہرہا فیہا الصورۃ الروحیۃ المجردۃ المطابقۃ بالصورۃ العقیلۃ ثم الصورۃ الدخانیۃ اللطیفۃ المساۃ

عالم انسانی میں ظہورات اجمالاً موجود ہیں اور ان کا مظاہر اوّل صورت روحانی مجردہ میں ہے جو صورت عقیلہ کے مطابق ہے پھر صورت دخانیہ لطیفہ ہے جو اطباء کے پاس روح حیوانیہ سے موسوم ہے جو ہیولائے کلیہ کے مطابق ہے

بالرّوح الحيوانية عند الاطباء المطابقة
بصورة الجسم الكلّي ثم صورة الاعضائية
المطابقة لاجسام عالم الكبير وبهذا
التنز في المظاهر الانسانية حصل
التطابق بين النسختين ولهذا اسمى
بعالم الصغير فهو كتاب مشتمل على
الكتب والصحف لانّه من حيث روحه
الجزئي وعقله المجرد كتاب عقلي مسمى
بام الكتاب ومن حيث قلبه لوح المحفوظ والكتاب
المبين ومن حيث نفسه المنطبعة الطبيعية كتاب المحو
والاثبات ومن حيث جسده وبدنه الكتاب المسطور ومن حيث
مجموعية نسخة الكل وجامع الكل فهو
كتاب جامع الكل كاف في مطالعة الكل
والمشاهدة له تحت اياته۔

وليس العجب ان الكل فيه وانّه
جامع الكل بل العجب انّ الكل خلق
لاجله والكل خادم له وهو مخدوم
الكلّ والكلّ ساجد له وهو مسجود
الكل مظهر الذات المقدسة وكمالا
تها المرتبة عليها والعالم مظهر
الاسماء والصفات والافعال المرتبة
على الذات ۵

(بحر المعارف ص۳۳۳)

پھر صورت دمویہ ہے جو جسم کلی کی صورت سے
مطابق ہے پھر صورت اعضائیہ ہے جو عالم کبیر کے
اجسام سے مطابق ہے اور انہی تنزلات سے مظاہر
انسانیہ میں دو نسخوں کے درمیان مطابقت حاصل ہوئی
اس لئے اس کا نام عالم صغیر رکھا گیا پس وہ، وہ کتاب ہے
جو کتب اور صحف پر مشتمل ہے کیوں کہ وہ بحیثیت اس کی
روح جزی کے اور اس کی عقل مجرد کے کتاب عقلی ہے
جس کا نام ام الکتاب ہے اور بحیثیت اس کے قلب
کے لوح محفوظ اور کتاب مبین ہے اور بحیثیت اس کے پیدائشی
نفس طبیعہ کے کتاب محو و اثبات ہے اور بحیثیت اس
کے جسم و بدن کے کتاب مسطور ہے اور بحیثیت
مجموعہ نسخہ کل کے اور کل کے جامع کے وہ کتاب
ہے جو جامع ہے کل کی جو کافی ہے کل کے مطالعہ ومشاہدہ کے لئے جو
اس کی آیات کے تحت ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سب اس کے اندر موجود
ہے اور وہ جامع ہے کل کا بلکہ عجیب یہ ہے کہ کل اس
کی وجہ سے خلق کیا گیا اور کل خادم ہے اس کا اور وہ مخدوم
ہے کل کا اور کل ساجد ہے اس کا اور وہ مسجود ہے کل کا
وہ مظہر ہے ذات مقدسہ کا اور اس کے کمالات کا جو اس
پر مرتب ہوتے ہیں اور عالم مظہر ہے اسماء وصفات کا اور ان
افعال کا جو ذات پر مرتب ہوتے ہیں۔

٭

شہود

ان الکامل الذی اراد اللہ ان یکون قطب العالم وخلیفۃ اللہ فیہ اذا وصل الی العناصر منزلا الی السفر الثالث ینبغی ان یشاھد جمیع مایرید ان یدخل فی الوجود من اول الانسانیۃ الی یوم القیمۃ وبذالک الشھود ۂ
(کتاب الفتوحات)

بہ تحقیق کہ کامل وہ ہے جس کے لئے خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ قطب عالم اور اس کا خلیفہ بن جائے۔ جب سفر ثالث سے عناصر کی طرف ایک منزل پر پہونچے تو سزاوار ہے کہ وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے جو قیامت تک افراد انسانیہ کے وجود میں داخل ہوں۔ پس یہی شہود ہے۔

بدوام ذکر اللہ تنخاف الغفلۃ ۂ ذکر خدا کی مداومت غفلت کو دور کرتی ہے۔

فکر ساعۃ قصیرۃ خیر من عبادۃ طویلۃ (آیات و احکام الٰہی میں) ایک ساعت کی فکر قلیل طویل عبادت سے بہتر ہے۔

من عمر قلبہ بدوام الذکر حسنت افعالہ فی السر والجہر ۂ جس نے اپنے قلب کو ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رکھا اس کے افعال ظاہر و باطن میں نیک ہو جاتے ہیں۔

مداومۃ الذکر قوت الارواح ومفتاح الصلاح ۂ ذکر خدا کی مداومت روح کی غذا اور کلید اصلاح ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ۂ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

یا علی ما عرفک الا اللہ و انا وما عرفنی الا اللہ وانت وما عرف اللہ الا انا وانت فکیف یکون مثل الناس وھم یدعون معرفتہ ۂ

یا علی نہیں پہچانا تم کو کسی نے سوائے اللہ کے اور میرے اور نہیں پہچانا کسی نے مجھ کو سوائے اللہ کے اور تمہارے اور نہیں پہچانا کسی نے اللہ کو سوائے میرے اور تمہارے پھر لوگ کس طرح معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ومعرفت النفس ھو ان یعرف الانسان مبدئہ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ نفس کی معرفت یہ ہے کہ انسان اپنے مبداء و منتہا

ومنتهاه من اين وفي اين والى اين وذلك
موقوف على معرفته الحقيقة التي هي
الوجود المقيد وهو معرفة الفيض الاول
الذي فاض عن حضرة ذي الجلال ثم
فاض عنه الوجود بامر واجب الوجود و
مفيض الجود وذلك هو النقطة الواحدة
التي هي مبدا الكائنات ونهاية الموجودات
وروح الارواح ونور الاشباح وهو اول
العدد وسر الواحد الاحد وذلك لان
ذات الله غير معلومة للبشر فمعرفة
بصفاته والنقطة هي صفة الله والصفة
تدل على الموصوف لان بظهورها عرف
الله وهي لالاء النور الذي شعشع
عن جلال الاحدية في سماء الحضرة
المحمدية واليه الاشارة بقوله لولا
انا ما عرف الله ولولا الله ما عرفنا فهو النور
الذي اشرقت منه الانوار والواحد الذي
ظهرت عنه الاحاد والسر الذي نشأت عنه الاسرار
والعقل الذي فاضت منه العقول والنفس الذي صدرت
عنه النفوس واللوح الحاوي لاسرار
الغيوب والكرسي الذي وسع السموات
والارض والعرش العظيم المحيط لكل
شيءٍ عظمةً وعلما والعين التي ظهر
عنها كل عين والحقيقة التي يهدبها
بالبداء كل موجود كما شهدت هي بالا

کو پہچانے کہ کہاں سے آیا کہاں ہے اور کہاں جائے گا۔
یہ اس حقیقت کی معرفت پر موقوف ہے جو وجود مقید
ہے اور وہ معرفت ہے فیض اول کی جس کا خداوند ذی
الجلال کی جانب سے فیضان ہوا۔ پھر واجب الوجود کے
حکم سے اس وجود کا فیضان کرنے والے کے جود کا
فیضان ہوا۔ یہ وہ نقطۂ واحدہ ہے جو مبدا ہے
کائنات کا اور انتہا ہے موجودات کی اور روحوں
کی روح اور اشباح کا نور ہے۔

وہ عدد اول اور واحد احد کا راز ہے یہ اس لئے
ہے کہ اللہ کی ذات بشر کے لئے غیر معلوم ہے پس اس
کی معرفت اس کی صفات سے کی جاتی ہے نقطہ صفت ہے
اللہ کی اور صفت دلالت کرتی ہے موصوف پر کیونکہ اس
صفت کے ظہور سے اللہ پہچانا جاتا ہے۔ اور وہ نقطہ اس
نور کے نفل سے ہے جو احدیت کے جلال سے آسمان
حضرت محمدیہ میں ضوفشاں ہو رہا ہے اور پیغمبر کے قول
کا اسی طرف اشارہ ہے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا نہ
پہچانا جاتا اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم نہ پہچانے جاتے
پس وہ، وہ نور ہے۔ جس سے تمام انوار نکلے اور وہ
وہ واحد ہے جس سے تمام احاد ظاہر ہوئے۔ اور وہ
وہ راز ہے جس سے اور اسرار ظاہر ہوئے اور وہ عقل
ہے جس سے اور عقلوں کو فیضان ہوا۔ اور وہ نفس ہے
جس سے اور نفوس صادر ہوتے اور وہ لوح ہے جو
غیب کے اسرار پر حاوی ہے اور وہ کرسی ہے جس
نے آسمانوں اور زمین کو گھیر لیا ہے اور وہ عرش عظیم
ہے جس کی عظمت و علم ہر شئے کی محیط ہے اور وہ آنکھ

حدیثہ الواجب الوجود نتاہ عرفان العارفین عن الوصول الیٰ محمدؐ وعلیؑ بحقیقۃ معرفتہم او بمعرفۃ حقیقتہم لکن ذٰلک الباب مستور بحجاب وما اوتیتم من العلم الّا قلیلاً ۞

(بحر المعارف ص۴۴۴)

ہے جس سے تمام آنکھیں ظاہر ہوئیں اور وہ حقیقت ہے جو اس کے ساتھ تمام موجودات کے بداء کی شہادت دیتی ہے جیسا کہ واجب الوجود کی احدیت کی شہادت دی ہے پس عرفاء کا عرفان محمدؐ وعلیؑ تک ان کی معرفت کی حقیقت یا حقیقت کی معرفت کے ساتھ پہنچنے میں حیران ہے لیکن یہ دروازہ حجاب کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔ تم کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ مگر بہت ہی کم۔ع

چشمۂ حیواۃ وشراب اولیاء

خداوند عالم نے تمام کائنات پر اور انسان کامل پر نظر ڈالی اور فرمایا "لولاک لولاک لما خلقت الافلاک" ونیز فرمایا "وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین" یہ اشارہ اس چشمہ حیات کی طرف ہے جس کے متعلق ارشاد ہے کہ "عین الحیواۃ ھو باطن اسم الحی الذی من تحقق بہ شرب من ماء عین الحیوٰۃ الذی من شربہ لا یموت ابداً لکونہ حیاً بحیواۃ الحی وکل حیّ فی العالم لم یحی بحیوٰۃ ھذا الانسان تکون حیوتہ حیوٰۃ الحق والی ماء ھذا العین" (یعنی چشمۂ حیات اسم حی کا باطن ہے وہ حی کہ جس نے اس کی تحقیق کی اور چشمۂ حیات سے وہ پانی پیا جس کو کوئی پی لے تو پھر اس کے لئے موت نہیں اور وہ حیات حی کے ساتھ زندہ رہے گا۔ ہر حی دنیا میں حیات انسانی کے ساتھ زندہ نہیں رہتا مگر اس کی حیات حق کی حیات ہونے کی وجہ اور اس چشمہ کے پانی کی وجہ) اسی کا ذکر خداوند عالم نے بالفاظ "ومن الماء کل شئ حیّ فرمایا ہے۔

ونیز ارشاد باری ہوتا ہے "وکان عرشہ علی الماء" یعنی اس کا عرش پانی پر تھا۔ یہ اشارہ اس قول باری کی طرف ہے کہ "عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیراً (یعنی وہ چشمہ جس سے بندگان خدا پیتے ہیں اور اس کو جاری کرتے ہیں) یہی چشمۂ کافوری اور حوض کوثر کہلاتا ہے۔ جس کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے کہ "ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافوراً (یعنی بیشک ابرار اس کاسہ سے پیتے ہیں جس میں کافور کی آمیزش ہے) اور "انّا اعطینٰک الکوثر" یعنی ہم نے تم کو کوثر عطا کیا۔ حضرت خضر کی نسبت اسی کی طرف ہے کہ انہوں نے اس میں سے ایک قطرہ نوش کیا تھا۔ یہی چشمہ درحقیقت چشمۂ ولایت اور منبع نبوت حقیقی ہے جس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ع۱: دیگر آئمہ طاہرین کے ارشادات کا اسی طرف اشارہ ہے کہ آل محمد کی معرفت سے جو کچھ ملائکہ کو حاصل ہوا وہ کثیر سے بہت کم ہے۔

اِنَّ للّٰہِ شراباً لِاَولیآئہٖ اذا شربوا سکروا واذا سکروا طربوا واذا طربوا طابوا واذا طابوا ذابوا واذا ذابوا طلبوا واِذا طلبوا وجدوا واذا وجدوا وصلوا واذا وصلوا اتصلوا و اِذا تصلوا لا فرق بینھم وبین حبیبھمؕ ہ

ترجمہ : بہ تحقیق کہ اللہ کے پاس اس کے اولیاء کے لئے ایک شراب ہے جب وہ اسے پیتے ہیں سکر میں آتے ہیں جب سکر میں آتے ہیں ان میں کیفیت طرب پیدا ہوتی ہے اور جب وہ مطروب ہوتے ہیں طائب یعنی منزہ ہو جاتے ہیں اور جب منزہ ہوتے ہیں تو پگھل جاتے ہیں۔ (یعنی فنا ہو جاتے ہیں) جب وہ فنا ہو جاتے ہیں طلب کرتے ہیں اور جب اس کو طلب کرتے ہیں تو پالیتے ہیں۔ جب اسے پالیتے ہیں تو اس کے قریب ہو جاتے ہیں اور جب اس سے قریب ہوتے ہیں تو اس سے متصل ہو جاتے ہیں اور جب اس سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان کے اور ان کے حبیب کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔

(کلمات مکنونہ ص۲۷ ، بحر المعارف ص۳۲۴)

شناسائی نفس

کمیل ابن زیاد نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اپنے نفس سے شناسا کرائیے حضرت نے پوچھا کہ کس نفس سے شناسائی چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ مولا کیا نفس بھی متعدد ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے کمیل نفس چار ہیں اور ان میں سے ہر نفس کی پانچ قوتیں اور دو خاصیتیں ہیں:۔

۱:۔ نفس نامیہ نباتیہ کہ اس سے مراد نفس طبعی ہے۔

۲:۔ نفس حسیّہ حیوانیہ کہ اس سے مراد نفس حیوانی ہے۔

۳:۔ نفس ناطقہ قدسیہ اس سے مراد نفس انسانی اور روح قدسی ہے۔

۴:۔ نفس الٰہیہ ملکوتیہ کلّیہ اس سے مراد نفس ربانی ہے۔

کمیل : مولا نفس نباتیہ کیا ہے؟

حضرت امیر المومنینؑ: یہ ایک قوت ہے جس کی اصل چار طبائع (حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست) ہیں اس کی پانچ قوتیں ماسکہ، جاذبہ، ہاضمہ، دافعہ اور مربیہ اور دو خواص گھٹنا اور بڑھنا ہیں۔ اس کی ایجاد استقرار نطفہ کے وقت ہوتی ہے اور اس کا مقام جگر ہے اس کا مادہ غذاؤں کا جوہر لطیف ہے اس کے فراق کا سبب ان چیزوں کا اختلاف ہے جو اس کے تولد کا سبب ہوتی ہیں۔ جب یہ مفارقت کرتا ہے تو اپنی اصل سے مل جاتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا۔

کمیل :۔ مولا نفس حیوانیہ کیا ہے؟

حضرت امیر المومنینؑ : یہ ایک فلکی قوت اور حرارت غریزی ہے۔ اس کی ایجاد ولادت جسمانی کے وقت ہوتی ہے اس کے افعال حیات وحرکت ظلم وجور وغلبہ، اکتساب مال اور دنیاوی خواہشات ہیں اس کی قوتیں سامعہ، باصرہ، شامّہ، لامسہ، اور ذائقہ

بعد دو خواص رضا و غضب ہیں۔ اس کا مقام قلب ہے اس کے فراق کا سبب متوالدات کے اختلافات ہیں جب یہ مفارقت کرتا ہے اپنی اصل سے جاملتا ہے۔ اس کی صورت مٹ جاتی ہے اور افعال باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے اور ترکیب مضمحل ہو جاتی ہے۔

کمیل :۔ یا امیر المومنین نفس ناطقہ قدسیہ کیا ہے۔

یہ ایک قوت لاہوتی ہے جس کی ایجاد ولادت دینی کے وقت ہوتی ہے اس کا مقام علوم حقیقت دینیہ اس کا مادۃ تائیدات عقلیہ ہیں۔ اس کا فعل معارف ربانی ہیں اس کی پانچ قوتیں فکر، ذکر، علم، حلم اور نباہت (بندگی) اور دو خواص زہد و حکمت ہیں یہ مکان و احساس سے منزہ ہے یہ عالم ملکوت سے مائل ایک قوت ہے اور نفوس ملکیہ سے مشابہ ترین شے ہے۔ اس کی جدائی کا سبب آلات کی تحلیل ہے۔ جب یہ مفارقت کرتا ہے اپنی اصل کی طرف عود کر جاتا ہے مگر نہ اس طرح کہ اس میں مل جائے بلکہ اس کی مجاورت اختیار کرتا ہے۔ اس کے لئے انبعاث نہیں۔

کمیل : یا امیر المومنین نفس الہیہ ملکوتیہ کلیہ کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین :۔ یہ ایک قوت لاہوتی ہے اور جوہر بسیط ہے جو حی بالذات ہے اس کی اصل عقل ہے اور اس کا مبداء اللہ تعالیٰ اور عقل ہے اسی کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ اس کی طرف دلالت اور اشارہ کیا جاتا ہے اور جب یہ کامل ہو جاتا ہے اسی کی طرف عود کرتا ہے۔ کیونکہ تمام موجودات کی ابتداء عقل ہی سے ہوتی اور تمام چیزیں کمال حاصل کر کے اسی کی طرف عود کرتی ہیں اس کی پانچ قوتیں فنا میں بقائیت، شدت میں خوشی، ذلت میں عبرت، تونگری میں فقر اور بلا کے وقت صبر اور دو خواص رضا و تسلیم ہیں۔ پس یہ نفس ذات علیا، شجر طوبیٰ، سدرۃ المنتہیٰ اور جنت ماویٰ ہے جس نے اسے پہچان لیا وہ شقاوت سے بچ گیا اور سرنگوں نہ ہوا اور جو اس سے جاہل رہا۔ اس کی تمام کوششیں باطل ہو گئیں اور وہ گمراہ ہو گیا۔ اس کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ " ونفخت فیہ من روحی" و نیز ارشاد باری ہوتا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربّکِ راضِیۃً مرضیۃ۔ ان نفوس کے درمیان عقل واسطہ ہے۔

کمیل ، مولا نفس لاہوتیہ اور نفس ملکوتیہ کیا ہیں ؟

حضرت امیر المومنینؑ :۔ نفس لاہوتی ایک قوت لاہوتی ہے جو حی بالذات ہے اس کی اصل عقل ہے اسی سے ہر چیز کی ابتداء ہوئی اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

کمیل : مولا عقل کیا ہے ؟

حضرت امیر المومنین : عقل ایک جوہر ہے جو مدرک کامل ہے اور تمام اشیاء پر ہر جہت سے محیط ہے اور ہر شے سے اس کی ایجاد و تکوین کے پہلے سے عالم ہے پس یہی علت موجودات اور انتہائے مطالب ہے۔

(کلمات مکنونہ صـ ۷۳، شرح زیارت جامعہ ج ۳)

معانی وبیان

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا کہ یا جابر علیك بالبیان والمعانی. قال قلت وما البیان والمعانی؟ قال قال علی علیہ السلام (یعنی اے جابر تمہیں چاہیئے کہ سمجھیں کہ بیان کیا ہے اور معانی کیا ہے. عرض کیا کہ ابن رسول اللہ فرمایئے کہ بیان و معانی کیا ہیں. فرمایا کہ ہمارے جد علی علیہ السلام نے فرمایا)

اَمَّا الْبَیَانُ فَهُوَ اَنْ تَعْرِفَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْئٌ فَنَعْبُدُهُ وَلَا نُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَاَمَّا الْمَعَانِی فَنَحْنُ مَعَانِیْهِ وَ

بیان یہ ہے کہ تو خداوند سبحان کو پہچانے کہ اس کے مثل کوئی شے نہیں ہے. پس تو اس کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور معانی کے

فٹ نوٹ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے نفس الہیہ کی اصل عقل کو قرار دیا ہے. جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ عقل ہے جس کا مقام لاہوت سے بھی بلند ہے. جس سے نفس الہیہ شروع ہوتا اور اسی کی طرف دعوت دیتا اور بحالت کمال اسی کی طرف عود کر جاتا ہے.

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اول ما خلق اللہ العقل وانا العقل"

اس ارشاد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے. اس کے بعد غور طلب امر یہ ہے کہ نفس الہیہ کلیہ کون ہے. اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ "منہ بدأت" یعنی اس سے اس کی ابتدا ہے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ففتق منہ نور علی یعنی پھر اس نور سے علیؑ کے نور کو نکال لیا. اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ "عنہ دعت والیہ دلت واشارت" یعنی یہ نفس اس کی طرف سے دعوت دیتا ہے. اور اسی کی طرف دلالت و اشارہ کرتا ہے. اس سے معلوم ہوا کہ شریعت متعلقہ عقل کی ہے اور نفس اسی کی طرف دعوت دینے اور بلانے والا ہے. تیسری صفت یہ ہے کہ جب نفس الہیہ اس کی طرف عود کرتا ہے تو پورے کمال اور مشابہت کے ساتھ عود کرتا ہے. اس سے نفس اور عقل کی مشابہت تامہ معلوم ہوتی ہے. یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و علی (علیہ السلام) میں مشابہت تامہ ہے. اسی مقام سے دونوں کے نور واحد اور ایک ہونے کا راز کھل جاتا ہے پس عقل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نفس کلیہ الہیہ علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں. جیسا کہ زیارت میں السلام علی نفس

اللّٰہ القائمۃ بالسنن" یعنی سلام ہو نفس خدا پر جو سنن کے ساتھ قائم ہے اس سنن سے شریعت محمدیؐ کی طرف اشارہ ہے۔ اسی نفس الہیہ کو قرآن میں آیت مباہلہ میں نفس رسول کہا گیا ہے۔

نَحْنُ جَنْبُہٗ وَیَدُہٗ وَلِسَانُہٗ وَاَمْرُہٗ وَحُکْمُہٗ وَعِلْمُہٗ وَحَقُّہٗ اِذَا شِئْنَا شَآءَ اللّٰہُ وَیُرِیْدُ اللّٰہُ مَا نُرِیْدُ ٥ فَنَحْنُ الْمَثَانِیْ الَّذِیْ اَعْطَانَا اللّٰہُ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَنَحْنُ وَجْہُ اللّٰہِ الَّذِیْ یَتَقَلَّبُ فِی الْاَرْضِ بَیْنَ اَظْہُرِکُمْ فَمَنْ عَرَفَنَا فَاَمَامَہُ الْیَقِیْنُ وَمَنْ جَہِلَنَا فَاَمَامَہُ السِّجِّیْنُ وَلَوْ شِئْنَا خَرَقْنَا الْاَرْضَ وَصَعِدْنَا السَّمَآءَ وَاِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَ ہٰذَا الْخَلْقِ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَہُمْ ٥

(غرر الحکم)

معنی یہ ہیں کہ ہم اس کے معانی ہیں اور ہم ہی اس کے پہلو و ہاتھ اس کی زبان اور اس کا امر و حکم ہیں۔ ہم ہی اس کا علم اور اس کا حق (یعنی حقایت کے عارف) ہیں جب ہم چاہتے ہیں خدا بھی چاہتا ہے اور ہم جو ارادہ کرتے ہیں خدا بھی وہی ارادہ کرتا ہے پس ہم ہی وہ مثانی ہیں جنہیں خدا نے اپنے نبی کو عطا کیا ہے اور ہم ہی وہ وجہ اللہ ہیں جو زمین پر تمہارے درمیان اپنی مرضی سے تصرف کرتے ہیں پس جس نے ہماری معرفت حاصل کی اس کے سامنے یقین ہے اور جو واقف نہ ہوا اس کے آگے سجین ہے اگر ہم چاہیں تو زمین کو شق کردیں اور آسمان پر صعود کر جائیں بہ تحقیق کہ اس مخلوق کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے اور پھر ہم ہی ان کا حساب لینے والے ہیں۔

اقسام روح

کافی میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد منقول ہے کہ:-

ان للانبیاء وهم السابقون خمسة ارواح روح القدس وروح الایمان وروح القوة وروح الشهوة وروح البدن وقال فبروح القدس بعثوا انبیاء وبها علموا الاشیاء وبروح الایمان عبدوا اللّٰہ ولم یشرکوا به شیاء وبروح القوة جاهدوا عدوهم وعالجوا معاشهم وبروح الشهوة اصابوا لذیذ الطعام ونکحوا الحلال من شباب النساء وبروح البدن دبّوا ودرجوا ثم قال وللمومنین وهم اصحاب الیمین

انبیاء کے لئے جو گروہ سابقین ہیں پانچ روحیں ہیں روح القدس، روح ایمان، روح القوت، روح الشہوت اور روح البدن اور فرمایا کہ انبیاء روح قدس کے ساتھ مبعوث کئے گئے اور انہوں نے اسی کے سبب اشیا کو معلوم کیا اور روح ایمان کے سبب خدا کی عبادت کی اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانا اور روح القوت کے سبب اپنے دشمنوں سے جہاد کیا اور معاش کی تدبیر کی اور روح شہوت کے سبب لذت طعام حاصل کی اور جوان عورتوں سے نکاح حلال کیا اور روح بدن کے سبب چلتے پھرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آخری چار روحیں

الاربعة الآخرة وللكفار وهم اصحاب الشمال الثلثة الاخيرة

(کلمات مکنونہ صـ۶۶)

مومنین کے لئے ہیں جو اصحاب یمین (اصحاب علیؑ) کہلاتے ہیں اور آخری تین روحیں کفار کے لئے ہیں جو اصحاب شمال ہیں۔

۲۔ اصول کافی میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر روح کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ جبرئیل نہیں ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ:

جبرئيل من الملائكة الروح غير جبرئيل فكرر ذلك على الرجل فقال له لقد قلت شيئا عظيما من القول ما احد يزعم عن الروح غير جبرئيل۔

فقال عليه السلام۔ انك ضال و تروی عن اهل الضلال يقول الله عزوجل لنبيه اتى امر الله فلا تستعجلوه سبحانه و تعالى عما يشركون ينزل الملائكة بالروح من امره على من يشاء من عباده فالروح غير الملئكة۔

(کلمات مکنونہ)

جبرئیل ملائکہ سے ہیں اور روح غیر جبرئیل ہے۔ حضرت نے مکرر یہی فرمایا اس وقت وہ شخص کہنے لگا کہ آپ تو بہت بڑی بات کہہ رہے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو روح کو جبرئیل کے علاوہ سمجھتا ہو۔

پس حضرت نے فرمایا کہ تو گمراہ ہے اور گمراہوں سے روایت کرتا ہے خداوند تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے ارشاد فرمایا کہ امر خدا آگیا ان لوگوں سے کہو کہ تم بے صبری نہ کرو خدا اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک ہو۔ وہ ملائکہ کو روح کے ساتھ جو اس کے عالم امر سے ہے اپنے جس بندہ پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے تاکہ وہ روز قیامت سے ڈرائے پس روح ملائکہ سے نہیں ہے۔

آئمہ طاہرین کی منزلت

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

۱۔ نزهونا عن الربوبية وارفعوا عنا حظوظ البشرية يعنى الخطوط التى تجوز بكم فلا يقاس بنا احد من الناس فانا نحن اسرار الالهية المودعة فى الهياكل البشرية وكلمة الربانية الناطقة فى الاجساد الترابية وقولوا

ہم کو ربوبیت سے پاک رکھو اور صفات بشری سے بلند رکھو یعنی ان صفات سے جو تمہارے لئے جائز ہیں پس ہم میں سے کسی ایک کے لئے بھی لوگوں کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بہ تحقیق ہم اسرار الٰہی ہیں جو ہیئت بشریہ میں ودلیعت کئے گئے ہیں۔

اور خاکی اجساد میں ہم پروردگار کے کلمات

ما استطعتم فان البحر لا ينزف وسر الغيب لا يعرف وكلمة الله لا توصف ۞

(بحار المعارف ص۴۵۵ ، کلمات مکنونہ ص۱۶۹)

ناطق ہیں پھر جتنی تمہاری استطاعت ہو (ہماری فضیلت) کہہ لو۔ پس بہ تحقیق کہ سمندر خشک نہیں ہوتا غیب کے اسرار پہچانے نہیں جا سکتے اور خدا کے کلمات کی توصیف نہیں کی جا سکتی۔

۲-: انّی من احمد بمنزلة الضوء من الضوء كنّا ظلالاً تحت العرش قبل خلق البشر وقبل خلق الطينة التی منها البشر اشباحاً لا اجساماً نامية انّا امرنا صعبٌ مستصعبٌ لا لا یعرف کنهه الّا ثلثة ملك مقرب اونبیٌ مرسلٌ اومومن امتحن اللّٰه قلبه للايمان فاذا انكشف لكم سرهٗ وضح لكم امرهٗ فاقبلوه وَالّا فامسكوا تسلّموا وردّوا اعلمنا الى الله فانكم اوسع مابين الارض والسماء ۞

(بحار المعارف ص۲۶۳)

بہ تحقیق کہ میں احمدؐ سے ضو سے ضو کی منزلت پر ہوں خلقت بشری اور اس طینت کی خلقت سے پہلے کہ جس سے بشر کی خلقت ہوئی ہم دونوں عرش کے تحت ظلال تھے اور نامیاتی اجسام کی شکل میں نہ تھے بلکہ اشباح تھے بہ تحقیق کہ ہمارا امر دشوار اور دشوار تر ہے اس کی کنہ کو سوائے تین کے یعنی ملک مقرب نبی مرسل یا اس مومن کے جس کے قلب کا خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان لے لیا ہو اور کوئی پہچان نہیں سکتا پس جب تم پر کوئی راز منکشف ہو اور اس کا امر واضح ہو اس کو قبول کر لو اس سے متمسک رہو اور تسلیم کر لو یا اللہ کی طرف ہمارے علم کو رجوع کر دو بہ تحقیق کہ تم اس سے متمتع ہو گئے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

۳-: واللّٰه لقد خلفنی فی امة و انا حجة الله عليهم بعد نبيهم و انّ ولايتی لتلزم اهل السماء كما تلزم اهل الارض وانّ الملئكة لتتذاكر فضلی و ذلك تسبيحها عند الله ۞

(بحار المعارف ص۴۲۸)

خدا کی قسم کہ مجھے امت پر خلیفہ بنایا گیا ہے اور نبیؐ کے بعد میں ان پر حجت خدا ہوں اور بہ تحقیق کہ میری ولایت اہل آسمان پر اسی طرح لازم کی گئی ہے جیسا کہ اہل زمین پر اور بیشک ملائکہ میری فضیلت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور خدا کے پاس یہی ان کی تسبیح ہے۔

قضا و قدر

شام سے واپسی کے بعد ایک شخص نے حضرت امیر المومنین سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین شام کی طرف ہمارا خروج قضا و قدر کے تحت تھا یا نہیں۔

امیر المومنین :- نعم یا شیخ ما علوتم تلعۃ ولا ھبطتم بطن واد الا بقضاً من عند اللہ ۔

ہاں اے شیخ کوئی چیز زمین پر بلند نہ ہوئی اور کسی مقام پر تم نہیں اترے مگر خدا کے حکم سے۔

سائل :- عند اللہ احتسب عنائی واللہ ما اری من الاجر شیئاً ۔

کیا میں تمام سختیوں کو خدا کی طرف سے سمجھوں۔ خدا کی قسم کیا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

امیر المومنین :- بلی فقد عظم اللہ لکم الاجر فی مسیرکم وانتم ذاھبون وعلی منصرفکم وانتم منقلبون ولم تکونوا فی شیا من حالاتکم مکرھین ولا الیہ مضطرین ۔

ہاں خدا تمہارے اجر کو تمہارے زمانہ حیات میں اور تمہاری واپسی کے مقام پر بڑھائے گا جہاں تمہیں لوٹنا ہے نہ تم اپنے حالات میں مضطر رہو اور نہ کسی شے کو مکروہ سمجھو۔

سائل : وکیف لا تکون مضطرین والقضاء والقدر ساقانا وعنہما کان مسیرنا ۔

کیونکر ہم بے قرار نہ ہوں کہ قضا و قدر دونوں قدم کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور ہمارا سفر ان ہی سے متعلق ہے۔

امیر المومنین :- لعلک اردت قضاءً لازماً وقدراً حتماً ولو کان کذلک بطل الثواب والعقاب وسقط الوعد والوعید والامر من اللہ والنھی وما کانت تاتی من اللہ لائمۃ لمذنب ولا المذنب اولی بعقوبۃ المذنب من المحسن تلک مقالۃ اخوان عبدۃ الاوثان وجنود الشیطان وخصماء الرحمٰن وشھداء الزور والبھتان واھل البغی والطغیان ھم قدریۃ ھذہ الامۃ ومجوسھا ان اللہ امر عبادہ تخییراً ونھاھم تحذیراً وکلف یسیراً واعطی علی القلیل کثیراً ولم یطع مکرھاً ولم یعص مغلوباً ولم یکلف عسیراً ولم یرسل الانبیاء ھزلاً ولم ینزل القرآن عبثاً ولم یخلق

السمٰوٰتِ والارضَ وَمَا بینھُمَا باطلاً ذالِکَ ظَنُّ الَّذِینَ کفروا فویلٌ للّذِینَ کفروا من النار وقولہ " وقضیٰ ربکَ الّا تعبدوا اِلّا ایّاہ ۔

ترجمہ :۔ شاید تو نے یہ سمجھا ہے کہ قضا لازم اور قدر حتمی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ثواب وعقاب باطل ہو جاتے اور (جنت اور جہنم کے) وعدہ وعید ساقط ہوجاتے خدا کی جانب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر نیک کام قابل ستائش ہوتے اور نہ گناہ قابل نکوہش جو کچھ خدا کی جانب سے واقع ہوتا ہے وہ گنہگار کے لئے ملامت نہیں ہے اور گناہ گار محسن کی جانب سے نازل ہونے والی عقوبت سے بہتر نہیں ہوتا۔ یہ قول بت پرستوں کے بھائیوں، شیطان کے لشکر اور خداوند رحمان کے دشمنوں دروغ گو بہتان لگانے والے اہل بغی و کفار کا ہے وہ اس امت کی جماعت قدریہ اور مجوس ہیں۔ بہ تحقیق کہ خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اچھی طرح واقف ہوجائیں اور غایت کو گھٹائیں اس نے ان کی تکلیف کو آسان کر دیا اور کردار قلیل پر عطائے کثیر فرمایا۔ کسی شخص کو کراہت کے ساتھ اپنی اطاعت میں نہ رکھا۔ دست غلبہ کے ساتھ کسی کو معصیت میں نہ گھیرا کسی کو تکلیف شاقہ کا حکم نہ دیا۔ پیغمبروں کو ہنسی ومذاق و بیہودگی کے لئے نہ بھیجا اور قرآن کو عبث نازل نہ کیا اور آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ناحق نہ پیدا کیا۔ یہ کفار کا گمان ہے کہ ایسا سمجھتے ہیں۔ پس ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو جہنم سے انکار کرتے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ " وقضیٰ ربکَ الا تعبدوا الّا ایّاہ " یعنی خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ (احتجاج طبرسی ص ۳۱)

ایک سائل نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین یہ قضا وقدر کیا ہے ؟

ارشاد فرمایا کہ :۔

اَلاَمْرُ بالطَّاعَۃِ وَالنَّھْیُ عَنِ المَعْصِیَۃِ التَّمکِینُ مِنْ فِعلِ الحسنۃِ وَتَرکِ المَعْصِیَۃِ وَالمَعُونَۃُ عَلَی القُرْبَۃِ اِلَیْہِ وَالخِذْلَانُ لِمَنْ عَصَاہُ والوَعْدُ والوَعِیدُ وَالتَّرغِیبُ والتَّرھِیبُ کُلُّ ذَالِکَ قَضَاءُ اللّٰہِ فی افعالنا وَقَدَرُہُ لِاَعْمَالنا وَاَمَّا غَیْرُ ذَالِکَ فلا تَظُنَّہُ فَاِنَّ الظَّنَّ لَہُ مُحِیطٌ بالاَعْمَالِ ۃ

ترجمہ : طاعت خداوندی کا حکم دینا اور گناہوں سے منع کرنا افعال حسنہ سے متمکن رہنا اور گناہوں کا ترک کرنا قرابت داروں کی امداد، اہل عصیان سے دوری، نیکوکاروں کو خوشخبری کا وعدہ اور بدکاروں کو سزا سے خوف دلانا، نیک کاری کی ترغیب اور بدکاری کے انجام سے ڈرانا یہ سب ہمارے افعال میں قضائے خداوندی ہے اور ہمارے اعمال میں اس کا قدر یہ ہے۔

(یعنی اعمال پر ہم کو مقدرت دی گئی ہے) اور اگر اس کے علاوہ تو کوئی اور خیال کرتا ہے تو ایسا گمان نہ کر کیونکہ اس کے

ساتھ گمان کرنا اعمال کو گھیر لیتا ہے (یعنی پاداش اعمال میں کوئی فائدہ نہیں پہونچتا)

ایک اور شخص نے قضا و قدر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا :۔

لَا تَقُولُوا وَكَّلَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَتُوهِنُوهُ وَلَا تَقُولُوا اَجْبَرَهُمْ عَلَى الْمَعَاصِي فَتَظْلِمُوهُ وَلٰكِنْ قُولُوا الْخَيْرُ بِتَوْفِيقِ اللّٰهِ وَالشَّرُّ بِخِذْلَانِ اللّٰهِ وَكُلٌّ سَابِقٌ فِي عِلْمِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ : یہ مت کہو کہ خدا نے لوگوں کو تمام اختیار کے ساتھ چھوڑ دیا ہے پس اگر ایسا کہا تو اس کی توہین کی و نیز یہ مت کہو کہ خدا نے معصیت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایسا کہنا خدا کو ظالم ٹھہرانا ہے لیکن یہ کہو کہ خیر خدا کی توفیق سے ہے اور شر خدا کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہے۔ یہ سب سابق سے اللہ کے علم میں ہے

ایک اور شخص کے سوال پر ارشاد فرمایا کہ :

یہ راستہ نہایت تاریک ہے اس پر چلنے کی کوشش نہ کرو، یہ ایک نہایت گہرا سمندر ہے اس کی تہہ میں جانے کی سعی نہ کرو، یہ خدا کا ایک راز ہے اس میں تکلیف نہ کرو (ینابیع المودۃ)

منزلت مرتضوی ؑ

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

۱:۔ انا الهادی وانا المهتدی وانا ابو الیتمٰی والمساکین وزوج الارامل وانا ملجأ کل ضعیف ومامن کل خائف وانا قائد المومنین الی الجنۃ وانا حبل اللّٰہ المتین وانا عروۃ الوثقٰی وکلمۃ التقوٰی وانا عین اللّٰہ وباب اللّٰہ ولسان اللّٰہ الصادق انا جنب اللّٰہ الذی یقول اللّٰہ تعالٰی فیہ ان تقول نفس یاحسرتٰی علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ وانا ید اللّٰہ المبسوطۃ علی عبادہ بالرحمۃ والمغفرۃ وانا باب حطۃ من عرفنی وعرف حقی فقد عرف ربہ لانی وصی نبیہ فی ارضہ وحجتہ علی خلقہ لاینکر نفس الا رادٌ علی اللّٰہ ورسولہ ؕ

ترجمہ : میں ہادی ہوں، میں مہدی ہوں میں یتیموں اور مسکینوں کا باپ ہوں اور بیوہ عورتوں کا مونس ہوں تمام کمزوروں کے لئے جائے پناہ ہوں، اور خوف زدہ کے لئے مقام امن ہوں۔ میں مومنین کے لئے جنت کا قائد ہوں میں خدا کی مضبوط رسی ہوں۔ (یعنی خدا تک پہونچنے کا وسیلہ ہوں) میں ایک محکم اور قابل اعتماد وسیلہ ہوں اور پرہیزگاری کا کلمہ ہوں میں عین اللہ ہوں میں باب اللہ ہوں اور خدا کی زبان صدق ہوں، میں وہ جنب اللہ ہوں جس کے متعلق خدا فرماتا

ہے کہ کوئی شخص کہنے لگا کہ ہائے افسوس میری کوتاہی پر جو میں نے جنب اللہ کے متعلق کی (پ۲۴) میں اللہ کا وہ ہاتھ ہوں جو اس کے بندوں پر رحمت و مغفرت کے ساتھ کھلا ہوا ہے۔ میں باب حطّہ ہوں جس نے مجھے پہچانا اور میرے حق کو سمجھا، اس نے اپنے رب کو پہچانا کیونکہ میں زمین پر اس کے نبیؐ کا وصی ہوں اور مخلوق پر اس کی حجت ہوں اس بات سے جو بھی انکار کرے گا جو اللہ اور رسولؐ کی بات کا رد کرنے والا ہوگا۔

(ینابیع المودۃ، صفحات الا)

۲۔ انا قسیم اللّٰہ بین الجنّۃ والنّار وانا الفاروق الاکبر وانا صاحب العصا والمیسم ولقد اقرّت لی جمیع الملائکۃ والروح بمثل ما اقرت لمحمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وھی حمولۃ الرّب وان محمّدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ یدعی فیکسی ویستنطق وادعی فاکسی واستنطق فانطق علی حدّ منطقہ ولقد اعطیت خصالا لم یعطھنّ احد قبلی علمت علم المنایا والبلایا والانساب وفصل الخطاب فلم یفتنی ما سبق ولم یعزب عنی ما غاب عنی البشّر باذن اللّٰہ واودّی عن اللّٰہ کل ذالک مکننی اللّٰہ فیہ ؎ (بحار المعارف صفحہ ۳۳۷)

ترجمہ:۔ میں اللہ کی جانب سے جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں میں فاروق اکبر ہوں میں صاحب عصا و میسمؑ ہوں۔ تمام ملائکہ اور روح نے میرے لئے اسی طرح اقرار کیا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا تھا اور میرے اسی طرح متحمل ہوئے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے متحمل ہوئے تھے۔ پروردگار سے متحمل ہونا یہی ہے۔ بہ تحقیق کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے اور اس کی پیروی کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے۔ (اسی طرح) میں بھی دعا کرتا ہوں اس کی پیروی کرتا ہوں اور اپنی حد نطق تک کلام کرتا ہوں۔ مجھے چند خصائص عطا ہوئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو بھی عطا نہیں ہوتیں۔ یعنی مجھے علم منایا و بلایا علم انساب اور فصل الخطاب عطا ہوئے ہیں کوئی چیز نہ مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ غائب۔ میں اللہ کے حکم سے بشارت دیتا ہوں (نیز) ایسی ہی چیزیں مجھے اللہ کی جانب سے عطا ہوئی ہیں جن میں میں مہارت و قدرت رکھتا ہوں۔

سات مخصوص عطایا

حضرت امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا کہ:۔

ع۱: اجتماع مسلمین کا سبب ہوں۔ ع۲ وہ آیات جو دلیل امامت ہیں۔

واللہ لقد اعطانی اللہ تبارک وتعالیٰ سبعۃ اشیاء لم یعلمہا احداً قبلی خلا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ لقد فتحت لی السبیل وعلمت الانساب واجری لی السحاب وعلمت المنایا والبلایا وفصل الخطاب ولقد نظرت فی الملکوت باذن ربی فما غاب عنی ما کان قبلی ولا فاتنی ما کان بعدی و انا لولا یتی اکمل اللہ لہذا الامۃ دینہم و اتم علیہم النعم و رضی اسلامہم اذ یقول یوم الولایۃ لمحمد یا محمد اخبرہم انی اکملت لہم الیوم دینہم و رضیت لہم الاسلام دینا و اتممت علیہم نعمتی کل ذالک من اللہ بہ علی فلہ محمد ؐ

ترجمہ: خدا کی قسم کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے ایسی سات اشیاء عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے پہلے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں پس میرے لئے راستے کھولے گئے مجھے علم الانساب دیا گیا۔ بادل میرے تحت کر دیئے گئے مجھے علم الاموات علم بلایا اور حق وباطل میں امتیاز کرنے والی قوت فیصلہ دی اور بہ تحقیق کریں اپنے پروردگار کی اجازت سے ملکوت کو دیکھتا ہوں۔ جو کچھ مجھ سے قبل تھا مجھ سے غائب یا محو نہیں ہوتا اور جو کچھ میرے بعد واقع ہونے والا ہے مجھے مفتوں نہیں کرتا بہ تحقیق کہ اللہ نے میری ولایت پر اس امت کے دین کو کامل کیا اور ان پر نعمتوں کو تمام کیا اور ان کے اسلام سے راضی ہوا۔ جیسا کہ حضرت محمد صلعم کے لئے یوم ولایت کہا گیا کہ اے محمدؐ ان کو خبر دے دو کہ بیشک میں نے آج کے روز ان کے لئے دین کو مکمل کر دیا اور ان کے دین اسلام سے راضی ہوا اور ان پر اپنی نعمت پوری کر دی وہ سب (عنایات) مجھ پر اللہ کی جانب سے ہیں اور اس کے لئے حضرت محمدؐ ہیں۔

(کتاب الخصال، بحر المعارف ص ۳۴۲)

محب علیؑ و مبغض علیؑ

ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔

یا علیؑ انی احبک فقال علیہ السلام کذبت ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد بالفی عام ثم عرض علی المطیع منہا والعصاۃ فما رایتک یوم العرض فی المحبین فاین کنت وقال لو ضربت خیشوم المومن علی ان یبغضنی ما فعل ولو صببت الدنیا علی ان یحبنی لمنافق

یا علیؑ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ تو جھوٹا ہے۔ بہ تحقیق کہ خدا نے ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا تھا اور ان میں سے اطاعت گذاروں اور منکروں کو میرے پاس پیش کیا تھا میں نے اس روز تجھ کو محبوں میں نہیں دیکھا تھا اس وقت تو کہاں تھا اور فرمایا اگر مومن کی ناک پر ضرب لگائی جائے کہ مجھ سے بغض کرے تو وہ نہیں

مافعل وبذالك اخذ الله الى العهد فى الازل ولم یزل ہ (بحر المعارف صفحہ ۴۹۴)

کرے گا اور اگر منافق کو دنیا پیش کردی جائے کہ مجھ سے محبت کرے تو نہیں کرے گا اور اسی کے ساتھ خدا نے یوم ازل نے میرے متعلق عہد لیا اور اس کو زائل کیا۔

نوٹ :۔ اسی لئے آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھ کو دوستوں میں نہیں دیکھا تھا تو کہاں تھا پس اسی کے ساتھ عالم ارواح میں ارواح پیش کی گئیں اور عالم اجساد میں اعمال پیش کئے گئے اور انہی کے سامنے موت کے وقت پیش کئے جائیں گے اور وفات کے بعد وہ ان کے مقام کو جانتے ہیں اور وہ عالم ہیں اس کے جو ہونے والا ہے۔ پس علیؑ ولی ارواح ولی ادیان، ولی ایمان، ولی حیات، ولی ممات، ولی نعیم اور ولی عذاب ہیں پس ہلاکت ہے جھٹلانے والے اور شک کرنے والے کیلئے اللہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

دنیا کی مذمت

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا :۔

(۱) جو شخص آخرت کے ثواب کی طرف رغبت رکھتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا کی چند روزہ لذات کو ترک کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے، وہ تقسیم الٰہی کی رو سے نقصان میں نہیں رہتا کیونکہ اسے دنیا کے فائدہ سے زیادہ آخرت میں ثواب ملتا ہے۔ دنیا کی لذتوں کے حریص کو حرص کی وجہ سے کچھ زیادہ بھی نہیں ملتا اور وہ آخرت کے ثواب سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

(۲) اے ابن آدم اگر تو دنیا کے سامان سے یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تیرے لئے کفایت کرے تو تھوڑا سا سامان بھی کافی ہوگا اور اگر کفایت کا ارادہ نہیں تو زیادہ سے زیادہ سامان بھی کفایت نہ کرے گا۔

(اصول کافی ج ۲ ۔ باب ۶۱ ۔)

ترک دنیا

تمام اسلامی مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہر روز نماز عشاء کے بعد با واز بلند فرمایا کرتے تھے۔

" اے بندگان خدا، خدا تمہیں اپنی رحمت میں داخل کرے چلنے کی تیاری کرو سفر آخرت پر آمادہ رہو۔ تمہاری جماعت میں یہ آواز دے دی گئی ہے۔ اس مٹ جانے والی دنیا سے دل نہ لگاؤ اور اپنے اعمال نیک کو جو تمہاری راہ آخرت کا توشہ ہیں اپنے ساتھ لے لو کیونکہ راستوں میں بہت سی خوفناک سڑکیں اور دشوار گذار راہیں ہیں جو تمہیں پیش آنے والی ہیں اور

جنہیں تم کو عبور کرنا ضروری ہے سمجھ لو کہ موت کی نگاہیں ہمیشہ تمہاری طرف گڑی ہوئی ہیں اور اس کے پنجے تمہاری طرف کشادہ ہیں تم ہر وقت اپنے آپ کو موت کے پنجہ میں گرفتار سمجھو اور اس کے ناخنوں کو اپنے جسم میں گڑا ہوا سمجھو، سکرات اور جان نکلنے کی سختیوں کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھو دنیا اور علائق دنیا سے قطع تعلق کرو اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شریک بناؤ۔ (سراج المبین ج ۲)

دنیا

دنیا کو مخاطب کر کے حضرت نے فرمایا :۔

الیکَ عنّی یا دنیا حبلکَ علیٰ غاربِك قد انسالت من مخالبك وافلت من حبائلك واجتنبت الذھاب فی مداحضك این القوم الذین غررتھم بمداعبك واین الامم الذین فتنتھم بزخارفك ھاھم رھائن القبور ومضامین اللحود واللہ لو کنت شخصاً مرئیاً وقالباً حسّیاً لاقمت علیكَ حدود اللہ فی عباد غررتھم بالامانی وامم القیتھم فی المھاوی وملوك اسمتھم الی التلف واوردتھم بالامانی وامم القیتھم فی المھاوی والملوك اسمتھم الی التلف واوردتھم موارد البلاء اذ لا ورد ھیھات من وطئی دحضك زلق ومن رکب لججك غرق ومن ازور عن حبائلك وفق السالم منك لایبالی وان ضاق به مناخه والدنیا عنده کیوم حان انسلاخهٗ

ترجمہ : اے دنیا ہٹ جا میری طرف سے تیرا پھندا تیری پیٹھ پر ہی رہے میں تیرے پنجوں سے باہر ہوں اور تیرے فتنوں سے دور ہوں اور تیرے پھندوں سے دور ہٹ چکا ہوں تیرے فریب میں جانے سے میں نے اجتناب کیا ہے۔ کہاں ہیں وہ قومیں جنہیں تو نے اپنے فریبوں سے دھوکا دیا تھا اور کہاں ہیں وہ امتیں جنہیں تو نے اپنی دولتوں سے فتنوں میں مبتلا کیا تھا آگاہ ہو کہ وہ اب قبروں میں قید ہیں اور لحدوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ قسم خدا کی اگر تو ایک شخص ہوتی کہ دیکھی جاتی یا ایک حسی قالب ہوتا تو میں خدا کے حدود تجھ پر ان بندوں کی وجہ قائم کرتا جن کو تو نے آرزوں کے ساتھ دھوکا دیا اور ان امتوں کے لئے جن کو تو نے ہلاکت میں ڈالا اور ہوا و ہوس میں مبتلا کیا اور ان بادشاہوں کے لئے جن کو تو نے تلف کے سپرد کر دیا اور ان کو بلا کے ان مقامات پر پہونچایا جہاں ان کی کوئی جگہ نہ تھی افسوس جو چلا اور اکڑ کر چلا وہ گرا اور جو تیری موجوں پر سوار ہوا وہ غرق ہوا اور جو تیرے پھندے سے الگ ہوا اور اس کو سلامتی کی توفیق ہوئی وہ پرواہ نہیں کرتا خواہ اس کا راستہ اس کے لئے تنگ ہو جائے۔ دنیا اس کے نزدیک ایک دن کی طرح ہے جس کا ختم ہونا قریب ہو۔ (بحر المعارف ص ۵۳۷)

قطع طمع از دنیا

ایھا الناس مثلکم حمار معصوب العین مشدود فی طاحونۃ یدار لیلہ و نہارہ فیما نفعہ قلیل وعناۂ طویل ومع ھذا انّہ یعتقد قد قطع المراحل وبلغ المنازل حتی اذا کشف عیناہ قد اصبح ورأی مکانہ لم یبرح اخذ ما فیہ وعاد الی ماکان علیہ فالحق بالاخرین اعمالا الذین ضلّ سعیہم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انہم یحسنون صنعًا و علی ھذا امضت القرون طرًّا وھلم جرًّا فرحم اللہ امرأً اعدّ لنفسہ واستعد لرمسہ وعلم من این وفی این والی این ؟

ترجمہ :۔ اے لوگو تمہاری مثال اس گدھے کی ہے جس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اپنے کھونٹے پر بندھا ہوا ہے اس کے لیل ونہار اس طرح گذرتے ہیں کہ اس کا نفع قلیل اور اس کی آرزو طویل ہے اس کے باوجود وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے کئی مراحل طے کئے ہیں اور اپنی منزل تک پہنچ چکا ہے یہاں تک کہ جب اس نے آنکھیں کھولیں اور صبح کی اور اپنی جگہ کو دیکھا تو اس کو کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ اس میں جو کچھ تھا اس نے لیا اور اس چیز کی طرف لوٹ گیا جس پر وہ تھا پس پس یہ ہے کہ کم اعمالوں کے لئے حیات دنیا میں ان کی کوشش ضائع ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کئے اسی طرح صدیاں گذر رہی ہیں اور گذرتی رہیں گی۔ پس خدا اس پر رحم کرتا ہے جس نے اپنے نفس کے لئے ذخیرہ جمع کیا ہے اور اپنی بازگشت (مرنے) کے لئے مستعد ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا۔

(بحر المعارف ص۲۵۵)

دنیا کے دو اشخاص

حضرت نے حفص سے فرمایا کہ :۔

دنیا میں سوائے دو اشخاص کے کسی کے لئے بہتری نہیں ایک وہ کہ جس کا احسان ہر روز زیادہ ہوتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جو توبہ کے ساتھ اپنی آرزوں کا تدارک کرتا رہتا ہے۔ پس خدا کی قسم اگر وہ سجدے کرتا جائے یہاں تک کہ اس کی گردن منقطع ہو جائے خدا اس کے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا مگر ہم اہلبیتؑ کی ولایت کے ساتھ آگاہ ہو جاؤ کہ جنہوں نے ہمارے حق کو پہچانا اور ہر روز اپنے رزق سے راضی رہے اور اس چیز سے راضی رہے جس سے اپنی ستر پوشی ہو اور اپنا سر ڈھانکے رہے وہ ہمارے ساتھ ثواب کے امیدوار ہوئے اس کے باوجود وہ لوگ خوف کے عالم میں رہتے ہیں اور غور کرتے رہتے ہیں کہ دنیا سے یہی ان کا نصیب ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا

وصف بیان کیا ہے کہ "وہ لوگ اس میں سے بخشش کرتے ہیں جو ان کو ملا ہے۔ خدا کی قسم طاعت، محبت اور ولایت سے جو چیز ان کو دی گئی ہے ان کے قلوب ڈرے ہوئے ہیں کہ کہیں یہ مقام قبولیت سے نہ گر جائیں قسم بخدا ان کا خوف نہیں ہے جس میں وہ ثابت دین کے ساتھ ہیں بلکہ وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ وہ ہماری طاعت و محبت میں کہیں تقصیر کرنے والے تو نہیں۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ اپنے گھر سے نہ نکلے تو ایسا ہی کر۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ گھر سے باہر نکلے تو کسی کی غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، حسد نہ کرے، دکھاوا تصنع اور فریب نہ کرے۔

پھر فرمایا۔ مسلمان کا عبادت خانہ اس کا گھر ہے کہ اس کی آنکھ اس کی زبان اور اس کا نفس اور اس کی شرمگاہ محفوظ رہتے ہیں۔ بتحقیق کہ جس نے اللہ کی نعمت کو اپنے تہ دل سے پہچانا وہ اللہ کی طرف سے ثواب کا مستوجب ہوا قبل اس کے کہ اس کا شکر اپنی زبان سے بجا لائے۔

پھر فرمایا: اے حفص محبت افضل ہے خوف سے۔

خدا کی قسم جس نے دنیا کو دوست رکھا اور ہمارے غیر سے محبت کی اس نے خدا کو دوست نہ رکھا اور جس نے ہمارے حق کو پہچانا اور ہم سے محبت کی اس نے خدا کو دوست رکھا۔ یہ سن کر ایک شخص رونے لگا تو حضرت نے فرمایا کیا تو روتا ہے اگر تمام اہل آسمان و زمین جمع ہو کر خدا کی بارگاہ میں گریہ کریں کہ تجھ کو جہنم سے نجات مل جائے اور تو جنت میں داخل ہو تو وہ تیری شفاعت نہیں کر سکتے۔

اے حفص تو انکسار اختیار کر اور سرکش و سر بلند نہ ہو (بحر المعارف ص ۸۳)

زندگی کا دار و مدار

ایک روز حضرت علی علیہ السلام نے جابر بن عبداللہ انصاری کو لمبی لمبی سانس لیتے دیکھ کر پوچھا کہ اے جابر کیا یہ تمہاری ٹھنڈی سانس دنیا کے لئے ہے۔ جابر نے عرض کیا کہ مولا ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا کہ جابر سنو انسان کی زندگی کا دار و مدار سات چیزوں پر ہے اور انہی سات چیزوں پر لذتوں کا خاتمہ ہے (۱) کھانے کی چیزیں (۲) مشروبات (۳) لباس (۴) لذت نکاح (۵) سواری (۶) سونگھنے کی چیزیں (۷) سننے کی چیزیں۔

اے جابر اب ذرا ان کی حقیقت پر غور کرو کہ کھانے میں بہترین چیز شہد ہے جو ایک مکھی کا لعاب دہن ہے بہترین پینے کی چیز پانی ہے جو زمین پر مارا مارا پھرتا ہے۔ بہترین لباس دیباج ہے جو ایک کیڑے کا لعاب ہے بہترین منکوحات عورت ہے۔ دنیا اس کی جس چیز کو اچھی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ وہی ہے جو اس کے جسم میں سب سے زیادہ گندی ہے۔ بہترین

سواری گھوڑا ہے جو قتل و قتال کا مرکز ہے بہترین سونگھنے کی چیز مشک ہے جو ایک جانور کی ناف کا سوکھا ہوا خون ہے سننے کی بہترین چیز گانا ہے جو انتہائی بڑا گناہ ہے۔

اے جابر! ایسی چیزوں کے لئے غافل کیوں ٹھنڈی سانس لے۔

جابر کہتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد میں نے پھر کبھی دنیا کا خیال نہ کیا۔

جابلقا و جابلسا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ :۔

ان للّٰہ بلدۃ خلف المغرب یقال لہا جابلقا و فی جابلقا سبعون الف امۃ لیس منہا امۃ لیس منہا امۃ الا مثل ھذہ الامۃ فما عصوا اللّٰہ طرفۃ عین فما یعملون عملا ولا یقولون قولا الا الدعاء علی الاولین والبرائۃ منہما والولایۃ لاھل البیت علیہم السلام ۔

(بحر المعارف ص ۴۰۳)

بہ تحقیق کہ خداوند عالم نے مغرب کے پیچھے ایک شہر خلق فرمایا ہے جس کو جابلقا کہتے ہیں۔ جابلقا میں ستر ہزار امتیں ہیں اور ہر امت اس امت کے مثل ہے وہ ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کا کوئی گناہ نہیں کرتی وہ اولین پر دعا کرنے اور ان دو سے برائت حاصل کرنے اور ولایت اہلبیت علیہم السلام کے سوا نہ کوئی عمل بجالاتے ہیں اور نہ کوئی بات کرتے ہیں۔

شیعہ کی تعریف

حضرت امیر المومنینؑ کا گذر ایک مرتبہ ایک جماعت کے پاس سے ہوا جن سے حضرت نے پوچھا کہ تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب! میں تو تم میں اپنے شیعوں کی کوئی علامت نہیں پاتا اور نہ ہی اپنے دوستوں کے لباس میں تمہیں ملبوس دیکھتا ہوں وہ لوگ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ کے شیعوں کے علامات کیا ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ :۔ ہمارے شیعہ عارف باللہ ہوتے ہیں اور حکم خدا کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ صاحب فضائل ہوتے ہیں اور سچ کہتے ہیں ان کی خوراک قوت لایموت ہوتی ہے۔ ان کا لباس موٹا اور ان کی چال متواضع ہوتی ہے۔ اطاعت خدا میں اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کی عبادت میں خضوع و خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی کسی حرام چیز پر نظر نہیں ڈالتے اپنے کان اپنے رب کے حکم پر لگائے رہتے ہیں وہ قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں اگر ان کی زندگی خدا نے ایک وقت معین تک مقرر نہ کی ہوتی تو ان کی روحیں اللہ سے ملاقات اور ثواب کے شوق میں ان کے

اجسام میں ایک آن واحد کے لئے بھی قرار نہ پکڑتیں۔ دردناک عذاب کے خوف سے وہ اپنے خالق کو بڑا اور ہر چیز کو چھوٹا تصور کرتے ہیں۔ جنت ان کے نزدیک ایسی ہے گویا انہوں نے اسے دیکھا ہے اور اس کے تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں اور دوزخ ان کے لئے ایسی ہے گویا انہیں اس میں عذاب دیا جا چکا ہے۔ ان کا انجام کار بہت طویل ہے۔ دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا۔ دنیا نے انہیں طلب کیا مگر وہ اس کے قابو سے باہر رہے۔ وہ رات کے وقت صفیں باندھ کر اپنے قدموں کو قائم رکھتے ہیں ترتیل کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اس کے امثال کی اپنے دلوں میں عزت کرتے ہیں کبھی اس کی دوا سے اپنے دکھوں کا علاج کرتے ہیں کبھی اپنے چہروں ہتھیلیوں گھٹنوں اور قدموں کو زمین پر بچھاتے ہیں۔ ان کے آنسو ان کے چہروں پر جاری رہتے ہیں اور وہ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لئے اس سے التجا کرتے ہیں اور جبار عظیم کی بزرگی بیان کرتے ہیں ان کے شب و روز اسی طرح بسر ہوتے ہیں۔ یہ نیک عالم اور پرہیزگار ہیں۔ پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں تھوڑے اعمال سے راضی نہیں ہوتے اور بڑے اعمال کو زیادہ بڑے نہیں خیال کرتے وہ اپنے نفسوں پر اتہام لگاتے ہیں اور اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ دین کے بارے میں قوی، نرمی میں صاحب احتیاط ایمان میں صاحب یقین، علم میں حریص، فقہ میں فہیم، صبر میں علیم، ارادہ میں غنی، تنگ دستی میں صاحب تحمل، تکلیف میں صابر، عبادت میں متواضع، لوگوں پر رحم کرنے والے، حقدار کا حق ادا کرنے والے، کمانے میں نرم، حلال چیز کے طالب، ہدیہ دینے میں خوشی محسوس کرنے والے اور خواہشات سے رکنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا کام اللہ کا ذکر اور انکی فکر خدا کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔ وہ رات میں غفلت کی نیند سے خبردار رہتے اور اللہ سے جو کچھ فضل و کرم حاصل ہو اس کی وجہ صبح خوشی کی حالت میں بسر کرتے ہیں۔ باقی رہنے والی چیز کی رغبت اور فنا ہونے والی سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ علم کو عمل اور دائمی بردباری سے مقرون کئے ہوتے ہیں ان کی خوشی دور اور آرزو تھوڑی ہے۔ وہ منکسر المزاج و زاہد اور ان کے دل شکر گذار ہوتے ہیں۔ ان کا رب بری باتوں سے منع کرتا ہے اور ان کے نفس بچنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا دین غصہ کا ضبط کرنے والا ہوتا ہے۔ ان کا ہمسایہ ان سے مانوس رہتا ہے ان کا صبر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ کوئی نیکی نہ ریا کاری سے بجالاتے ہیں اور نہ حیا کی وجہ چھوڑ دیتے ہیں جب یہ لوگ ہمارے شیعہ ہمارے دوست اور ہم سے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ رہیں گے ہم کو ان سے ملنے کا بہت شوق رہتا ہے۔ (ینابیع المودۃ۔ باب ۷۰)

شیعہ کی تعریف

حضرت امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیعہ ہماری ولایت کے بارے میں بذل سے کام لیتے ہیں اور ہمارے موالات میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہمارے امر میں ایک دوسرے کا بار اٹھاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کسی پر غضبناک بھی ہوں تو ظلم نہیں کرتے اور کسی سے راضی ہوں تو اصراف نہیں کرتے جس کے ہمسایہ ہوں اس کے لئے باعث برکت ہوتے ہیں۔

جس نے اللہ سے میل جول بڑھایا اس کے لئے سلامتی کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں زمانہ نے گھلا دیا ہے ان کے ہونٹ خشک اور شکم خالی رہتے ہیں۔ ان کے رنگ خاکستری اور چہرے زرد رہتے ہیں۔ ان کا رونا کثیر اور ان کے آنسو جاری رہتے ہیں سب لوگ مسرور رہتے ہیں اور یہ محزون۔ لوگ سوتے رہتے ہیں اور یہ بیدار ان کے قلب محزون رہتے ہیں لوگ ان کی شرارت سے مامون رہتے ہیں۔ ان کے نفوس پاک اور ان کی حاجات کم رہتی ہیں۔ ان کے ہونٹ پیاس سے خشک اور ان کے شکم بھوک کی وجہ پٹیہ سے لگے رہتے ہیں۔ بیداری کی وجہ سے ان کی آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اتقا ان سے روشن اور خشوع ان کے لئے لازم ہوتا ہے۔ ان میں سے جب کوئی شخص گذر جاتا ہے تو اس کا قائم مقام اس کا صحیح خلف ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ روز قیامت وارد ہوں گے تو ان کے چہرے ماہ کامل کی طرح روشن ہوں گے۔ اولین و آخرین ان سے رشک کریں گے ان کے لئے نہ خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہوں گے۔

مومن کی صفات و علامات

ایک مرتبہ جب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص جو عابد و زاہد اور مجتہد تھا۔ عرض کرنے لگا کہ یا امیرالمومنینؑ مومن کا وصف اس طرح بیان فرمایئے گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت نے فرمایا' اے ہمام مومن زیرک و دانا ہوتا ہے اس کا چہرہ بشاش دل حزیں' سینہ کشادہ' از روئے نفس ذلیل اور ہر فانی شئے کو حقیر سمجھتا ہے۔

وہ حریص ہوتا ہے ہر نیکی کا' مگر نہ کینہ پرور نہ حاسد نہ جھگڑالو نہ گلیا را نہ عیب جو اور نہ غیبت گو وہ سربلندی کو برا جانتا ہے اور ریا کو معیوب سمجھتا ہے' اس کا غم طولانی اور ارادہ پختہ ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر خاموش رہتا ہے صاحب وقار ہوتا ہے۔ غصہ میں آپے سے باہر نہیں ہوتا۔ ذکر الٰہی کرنے والا اور صابر و شاکر ہوتا ہے وہ فکر آخرت میں مغموم اور اپنے فقر میں خوش رہتا ہے۔ اس کی طبیعت میں خشونت نہیں ہوتی نرم طبیعت اور وفائے عہد پر قائم رہنے والا ہوتا ہے لوگوں کو تکلیف بہت کم دیتا ہے۔ نہ کسی پر اتہام باندھتا ہے اور نہ کسی کی ہتک کرتا ہے۔ اگر ہنستا ہے تو قہقہہ نہیں لگاتا غصہ ہوتا ہے تو خفیف الحرکات نہیں بنتا اس کی ہنسی متبسم ہوتی ہے اور اس کا سوال تحصیل علم ہوتا ہے کسی کی طرف اس کا رجوع ہونا اس لئے ہوتا ہے کہ کچھ سمجھے اس کا علم زیادہ ہوتا ہے۔ حلم عظیم الشان اور رحم زیادہ ہوتا ہے۔ وہ بخل سے دور رہتا ہے۔ کام میں جلدی نہیں کرتا۔ نہ کسی بات سے دل تنگ ہوتا ہے اور نہ کسی بات پر اتراتا ہے نہ اپنے حکم میں ظلم کرتا ہے اور نہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ مصائب کی برداشت میں اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ امور معاش میں اس کی سعی شہد کی مکھی کی طرح میٹھی ہوتی ہے۔ وہ ایسا حریص نہیں بنتا کہ دوسروں کے حق پر ہاتھ مارے وہ نہ بیقراری ظاہر کرنے والا ہوتا ہے

نہ سخت مزاج، نہ شیخی باز، نہ تکلیف پسند اور نہ دنیا کے معاملات میں زیادہ غور کرنے والا۔ اگر کسی سے نزاع واقع ہو تو محسن و خوبی بزرگ طبیعت ہوتا ہے۔ اگر غصہ ہو تو عدل سے کام لیتا ہے۔ اس سے کچھ مانگا جائے تو نرمی سے پیش آتا ہے۔ تہور و غضب سے کام نہیں لیتا۔ کسی کی ہتک نہیں کرتا۔ کسی پر جبر نہیں کرتا، سچی محبت رکھتا ہے وعدہ کا پابند اور عہد کا پورا ہوتا ہے۔ لوگوں پر مہربان سب تک پہنچنے والا بردبار، گمنامی میں بسر کرنے والا، فضول باتیں بہت کم کرنے والا، اللہ عزوجل سے راضی رہنے والا اپنی خواہشوں کی مخالفت کرنے والا، اپنے سے چھوٹے پر سختی نہ کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ غیر متعلق چیزوں میں غور وفکر نہیں کرتا وہ دین کا ناصر، مومنوں سے دفع ضرر کرنے والا، مسلمانوں کو پناہ دینے والا ہوتا ہے۔ تعریف اس کے کانوں کو اچھی نہیں لگتی طمع اس کے دل کو زخمی نہیں کرتی، لہو و لعب اس کو حکمت سے باز نہیں رکھتے، جاہل اس کے علم سے واقف نہیں ہوتے۔ وہ دین حق کی تائید میں سب سے زیادہ بولنے والا، دین کے لئے سب سے زیادہ کام کرنے والا عالم و دانا ہوتا ہے۔ وہ فحش گوئی نہیں کرتا، تند خو نہیں ہوتا۔ دوستوں پر بغیر بار ہوئے تعلق رکھتا ہے۔ اسراف سے بچ کر خرچ کرتا ہے۔ نہ کسی سے حیلہ و فریب کرتا ہے اور نہ غداری وہ کسی ایسی چیز کی پیروی نہیں کرتا جس سے کسی کا عیب ظاہر ہو۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لوگوں پر مہربان رہتا ہے۔ لوگوں کے لئے سعی کرتا ہے۔ کمزوروں کا مددگار اور مصیبت زدوں کا فریادرس ہوتا ہے وہ نہ کسی کی پردہ داری کرتا ہے اور نہ کسی کے راز فاش کرتا ہے۔ اس کو مصائب کا سامنا بہت ہوتا ہے مگر حرف شکایت کبھی زبان پر نہیں لاتا۔ اگر نیکی دیکھتا ہے تو اس کا ذکر کرتا ہے اور اگر کسی کی بدی دیکھتا ہے تو اس کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ لوگوں کے عیب چھپاتا ہے اور غائبانہ نگاہ رکھتا ہے لوگوں کے عذر خطا کو قبول کرتا ہے اور غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ جب کسی اچھی بات پر اطلاع پاتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں اور برائی کی اصلاح کئے بغیر نہیں رہتا۔ وہ امانت دار اور پرہیزگار ہوتا ہے اس کا باطن صاف ہوتا ہے اور لوگ اس سے راضی رہتے ہیں وہ خطا کاروں کے عذر کو قبول کرتا ہے اور احسن عنوان سے ذکر کرتا ہے لوگوں کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے۔ پوشیدہ امور کے معلوم کرنے کے شوق میں اپنے نفس پر الزام لگاتا ہے۔ اپنی دین داری اور علم کی بنا۔ پر خدا کے لئے کسی کو دوست رکھتا ہے اور خدا ہی کے لئے ان سے قطع تعلق کرتا ہے جو اس سے برائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خوشی اسے بے عقل نہیں بناتی راحت تندمزاجی پر مائل نہیں کرتی وہ عالم کو آخرت کی یاد دلاتا ہے اور جاہل کو علم سکھاتا ہے اس سے نہ کسی مصیبت کے نازل ہونے کا خوف کیا جاتا ہے اور نہ کسی حادثہ کا ڈر راہ خدا میں ہر کوشش کو اپنی سعی سے زیادہ خالص جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہر نفس اس سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے وہ اپنے عیوب کا جاننے والا اور اپنے آخرت کے غم میں مشغول رہتا ہے وہ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا وہ اس دنیا میں مسافرانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ تنہائی پسند ہوتا ہے اور آخرت کی نجات کے لئے محزون رہتا ہے وہ کسی کو دوست رکھتا ہے تو خوشنودی خدا کے لئے اور جہاد کرتا ہے تو رضائے الٰہی کے لئے اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیتا بلکہ ایسے امور کو خدا پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ کسی دشمن خدا سے دوستی نہیں کرتا۔ اہل فقر کی محبت کا متلاشی ہوتا ہے۔ راست گو لوگوں سے ملتا ہے۔

وہ اہل حق کا مددگار، قرابت داروں کا معین یتیموں کا باپ، بیواؤں کا شوہر اور مصیبت زدوں پر مہربان ہوتا ہے۔ ہر مصیبت میں لوگوں کو اس سے مدد کی توقع رہتی ہے۔ ہر سختی میں وہ مرجع امید رہتا ہے کشادہ رو اور خوش باش ہوتا ہے۔ ترش رو اور عیب جو نہیں ہوتا۔ وہ امر دین میں مستحکم، غصہ کا ضبط کرنے والا، متبسم، دقیق النظر اور محتاط ہوتا ہے وہ بخل کو پسند نہیں کرتا اس کا حق دینے میں لوگ بخل کریں تو صبر کرتا ہے بری باتوں سے بچتا ہے۔ قناعت کی وجہ غنی ہے اس کی حیا اس کی خواہش پر غالب رہتی ہے اور اس کی محبت حسد کے جذبے کو پیدا نہیں ہونے دیتی۔

اس کی بخشش اس کے کینہ پر غالب آتی ہے وہ سوائے صحیح بات کے نہیں بولتا۔ اس کا لباس میانہ روی اور چال متواضع ہوتی ہے وہ اپنی اطاعت میں اپنے رب کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرنے والا ہے اور ہر حالت میں اس سے راضی رہتا ہے اس کی نیت خالص اور اس کے عمل میں نہ عیب ہوتا ہے اور نہ فریب۔ اس کی نگاہ عبرت آگیں ہے۔ اس کے دل کا سکون آخرت کی فکر میں ہے۔ وہ نصیحت کرتے والا خرچ کرنے والا برادری کا قائم رکھنے والا اور ظاہر و باطن ہر حالت میں نصیحت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ برادر مومن سے نہ ترک تعلق کرتا ہے اور نہ اس کی غیبت کرتا اور نہ اس سے مکر کرتا ہے۔ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہی اس پر افسوس نہیں کرتا اور جو مصیبت آتی ہے اس پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔ وہ اس چیز کی امید نہیں کرتا جس کی امید کرنا جائز نہیں سختی کے اوقات میں سست نہیں ہوتا عیش پر نہیں اتراتا حلم کے ساتھ علم کا حامل رہتا ہے اور عقل کے ساتھ صبر کا اس کو دیکھو گے تو کسل سے دور پاؤ گے۔ ہمیشہ خوش رہتا ہے، امید اس سے قریب ہوگی، لغزش اس سے کم ہوگی۔ اپنی موت کا متوقع رہتا ہے۔ اس کے دل میں خشوع ہوگا وہ اپنے رب کا ذکر کرنے والا ہوگا۔ اس کے نفس میں قناعت ہوگی۔ جہالت کو روکنے والا ہوگا اس کا امر آخرت آسان ہوگا۔ اپنے گناہوں کے تصور سے رنجیدہ رہتا ہوگا اس کی خواہش مردہ ہوگی۔ وہ غصہ کا ضبط کرنے والا ہوگا۔ اس کے اخلاق پاک ہوں گے اور اس کا ہمسایہ اس سے پرامن ہوگا اس میں تکبر نہیں ہوتا۔ خدا نے جو اس کے لئے مقدر کر دیا ہے اس پر قانع رہتا ہے اس کا صبر پختہ، دین مستحکم اور ذکر زیادہ ہوتا ہے وہ لوگوں سے ملتا ہے تو علم حاصل کرنے اور کوئی سوال کرتا ہے تو سمجھنے کے لئے تجارت کرتا ہے تو نفع حاصل کرنے (نہ کہ ذخیرہ کرنے) کسی خبر کو اس لئے نہیں سنتا کہ فخر کرے اور نہیں کلام کرتا کہ دوسروں پر اپنی بزرگی ظاہر کرے وہ خود رنج اٹھاتا ہے اور لوگ اس سے راحت پاتے ہیں اپنی آخرت کی بہتری کے لئے اپنے نفس کو تعب میں ڈالتا ہے اور دوسروں کو آرام پہونچاتا ہے۔ اگر اس سے بغاوت کی جائے ۔۔۔ تو صبر کرتا ہے تاکہ اللہ اس سے آخرت میں یا اسی دنیا میں انتقام لے۔ اس کا دور رہنا کسی سے محض دین کی مخالفت اور فساد سے بچنے کے لئے ہوتا ہے اور اس کی نزدیکی نرمی اور رحمت کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا لوگوں سے دور رہنا نہ اظہار تکبر و عظمت کے لئے ہوتا ہے اور نہ اس کا میل جول مکر و فریب کے لئے۔ وہ ان اصحاب خیر کی پیروی کرتا ہے جو اس سے پہلے تھے۔ لہٰذا وہ اپنے بعد کے نکوکاروں کا پیشوا ہوتا ہے۔

یہ سن کر ہمام نے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ حضرت امیر المومنین ؑ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق اسی

بات کا خوف تھا اور فرمایا کہ موثر موعظہ کا اہل لوگوں پر ایسا ہی اثر ہوتا ہے کسی کہنے والے نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ ہر شخص کی موت کا ایک وقت معین ہے جو نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے اور ہر ایک کے لئے مرنے کا ایک سبب ہوتا ہے۔ خاموش ہو جا گستاخانہ بات نہ کر بیشک شیطان نے تیرے اندر پھونک ماری ہے جس کی وجہ تیری زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ (مستدرک ص ۶۸ (اصول کافی ج ۲ ۔ ب ۹۹)

مومن کی تعریف

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا :-

المومنون هم الذين عرفوا امامهم تذبلت شفاههم وعمشت عيونهم وتهجّت الوانهم حتّى عرفت في وجوههم غبرة الخاشعين فهم عباد الله الذين مشوا على وجه الارض هونا واتخذوها بساطاً وترابها فراشا رفضوا الدنيا واقبلوا على الآخرة على منهاج المسيح بن مريم شهدوا لم يعرفوا وان غابوا لم يتفقدوا وان مرضوا لم يعادوا صوام الهلوا جرقوا مرالديا جر يضمحل عنهم كل فتنة وتجلّى عنهم كل سنة اولئك اصحابي فاطلبوهم فان لقيتم منهم احداً فاسئلوه يستغفر لكم ه

(بحار المعارف ص ۱۴)

ترجمہ : مومن وہ ہیں جنہوں نے اپنے امام کو پہچان لیا پس ان کے ہونٹ خشک اور آنکھیں تر اور ان کے رنگ بدلتے ہوئے رہتے ہیں وہ چہروں پر خاشعین کی گرد کی وجہ پہچانے جاتے ہیں پس وہ خدا کے وہ بندے ہیں جو زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں اور انہوں نے اس کو اپنی بساط قرار دی ہے اور مٹی کو اپنا فرش بنا لیا ہے ، وہ دنیا کو چھوڑ کر مسیح ابن مریم کے طریقہ پر آخرت کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں اگر وہ حاضر رہیں تو پہچانے نہ گئے اور غائب ہیے تو انہیں ڈھونڈا نہ گیا اگر وہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت نہ کی گئی ، وہ دائم الصوم اور شب زندہ دار ہیں ان سے ہر فتنہ مضمحل ہوتا ہے اور زمانہ متجلی رہتا ہے۔ وہ میرے اصحاب ہیں پس ان کو تلاش کرو اور اگر ان میں سے کسی سے ملاقات ہو اور اس سے سوال کرو تو وہ تمہارے لئے استغفار کرنے لگے۔

ایمان کے ستون

حضرت امیرالمومنینؑ سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نے ایمان کے چار ستون قرار دیئے ہیں۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ صبر کی چار شاخیں ہیں۔ شوق، اشتیاق زہد اور ترقب۔ جس نے جنت کا اشتیاق

رکھا اس نے خواہشات سے تسلی حاصل کی اور جو دوزخ سے ڈرا وہ محرمات سے بچا اور جس نے دنیا سے ترک تعلق کیا اس نے مصیبتوں کو حقیر سمجھا اور جس نے موت پر نظر رکھی اس نے نیکیوں کی طرف سبقت کی۔

یقین کی چار شاخیں ہیں۔ اپنی زیرکی کو (محکمات قرآن سے) جگائے رکھنا۔ حکمت الٰہیہ میں غور و فکر مقامات عبرت کی شناخت اور سنت امم سابقہ کو نظر میں رکھنا۔ جس نے زیرکی پر نظر رکھی اس نے حکمت کو پہچان لیا۔ جس نے حکمت کے صحیح معنی سمجھ لئے اس نے عبرت کو پہچان لیا اور جس نے عبرت کو پہچان لیا اس نے سنت انبیاء کو پہچان لیا اور جس نے سنت کو پہچان لیا وہ گویا اولین کے ساتھ ہو گیا اور اس راہ کی طرف ہدایت پائی جو سب سے زیادہ مضبوط ہے اور نجات پانے والے کے متعلق اس امر پر نظر رکھی کہ کس وجہ سے اس کو نجات ملی اور ہلاک ہونے والا کس وجہ سے ہلاک ہوا۔ خدا نے جس کو بھی ہلاک کیا اس کی معصیت کی وجہ اور جس کو بھی نجات دی اس کی اطاعت کی وجہ عدل کی بھی چار شاخیں ہیں گہری سمجھ، علم میں رسوخ (دانائی) حکم میں شگفتہ پھول اور حلم میں تر و تازہ باغ ہونا جو ایسی سمجھ رکھتا ہو گا وہ علم کی تفسیر بیان کرے گا جو صاحب علم ہو گا وہ حکم کی راہوں کو پہچان لے گا اس نے کسی امر میں تفریق نہ کی وہ لوگوں میں محمود و پسندیدہ ہو کر رہا جہاد نفس کی بھی چار صورتیں ہیں۔ اول امر بالمعروف دوسرے نہی عن المنکر تیسرے ہر مقام پر سچ کہنا چوتھے فاسقین سے دور رہنا پس جس نے لوگوں کو امر نیک کی ہدایت کی اس نے مومن کی کمر کو مضبوط کیا۔ جس نے لوگوں کو برائیوں سے روکا اس نے منافق کی ناک رگڑ دی اور اس کے مکر سے امان میں رہا اور جس نے ہر جگہ سچ بولا اس نے وہ حق ادا کیا جو اس پر تھا اور جس نے فاسقین کو دشمن رکھا وہ گویا خوشنودی خدا کے لئے ان پر غضب ناک ہوا اور جو خدا کے لئے غضب ناک ہوا خدا اس کے دشمن پر غضب ناک ہو گا پس یہ ایمان ہے اور اس کے ستون و شاخیں۔ (اصول کافی ج ۲ صفحہ ۲۵)

کفر کے ستون

سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر کی بنیاد چار ارکان پر ہے۔ فسق، غلو، شک اور شبہ۔

فسق کی چار شاخیں ہیں جفا، عمی، غفلت اور عتو۔ جفا یہ ہے کہ جفا کرنے والا امر حق کو حقیر سمجھتا ہے اور عالمان دین کا دشمن ہوتا ہے اور گناہان عظیم پر اصرار کرتا ہے۔ عمی سے مراد یہ ہے کہ وہ ذکر خدا کو بھول جاتا ہے۔ ظن کی پیروی کرتا ہے اور اپنے خالق کا مقابلہ کرتا ہے اس پر شیطان کا غلبہ رہتا ہے وہ بغیر توبہ اور بغیر اقرار کے طلب مغفرت کرتا ہے۔ غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو نقصان پہونچاتا ہے اور راہ حق میں چلنے کے بجائے چت لیٹ جاتا ہے اپنی گمراہی کو نیکی جانتا ہے۔ امیدیں اس کو دھوکہ دیتی ہیں اور نتیجہ میں حسرت و ندامت حاصل ہوتی ہے اور جب معاملہ ہو چکتا ہے تو آنکھوں سے پردہ ہٹتا ہے اور اس پر وہ ظاہر ہوتا ہے جس کا اس کو گمان تک نہ تھا۔ عتو سے مراد یہ ہے کہ وہ امر خدا کے مقابل

شک کرنے میں سرکشی دکھاتا ہے۔ ہر شک کرنے والے کو خدا اپنی قوت سے ذلیل اور اپنی عزت وجلال سے حقیر کرتا ہے کیونکہ اس نے اپنے رب کریم کو دھوکہ دیا اور اس کے معاملہ میں تفریط سے کام لیا۔

غلو کی چار صورتیں ہیں تعمق بالرائے یعنی اپنی رائے سے مسائل دین میں دخل دینا اور لوگوں سے اپنی غلط رائے کی بناء پر جھگڑا اور کج رائی اور آئمہ سے اظہار مخالفت کرنا پس جس نے ایسا کیا وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔ وہ تاریکیوں میں ڈوبتا ہی چلا جائے گا۔ اور ایک فتنہ کے بعد دوسرا اس کو گھیرے گا۔ اس کا دین تباہ ہو جائے گا اور وہ پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ جس نے مسائل دین میں خود رائی سے نزاع کیا۔ خصومت کا اظہار کیا اور مخاصمت کی وہ اپنے طولانی جھگڑے کی وجہ سے حماقت میں مشہور ہوا۔ جس نے راہ حق سے کجی اختیار کی اس کی نظر میں نیکی بدی بن گئی اور بدی نیکی جس نے اصول اور آئمہ کی مخالفت کی اس کے اختیار کردہ راستے اس کے لیے غیر مفید ہو گئے اور اس کا معاملہ دشوار ہو گیا کیونکہ اس نے مومنین کے راستہ کا اتباع نہ کیا لہٰذا اس کا وہاں سے نکلنا دشوار ہو گیا۔

شک کی چار صورتیں ہیں۔ مریہ ہوی۔ تردد اور استسلام۔ مریہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے تم خدا کی کس نعمت کے بارے میں شک اور جھگڑا کرو گے۔ تردد حق سے وحشت و شک اور تسلیم و جہل سے متعلق ہے پس جو وحشت میں مبتلا ہوا ان باتوں سے جو اس کے سامنے ہیں وہ اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گیا اور جس نے اپنی رائے سے دینی امور میں جھگڑا کیا وہ شک میں جا پڑا مومنین اولین نے چونکہ شک و مخاصمت سے تعلق نہ رکھا تھا علم میں ترقی کی اور آخر والے شیطان کے بہکانے میں آ گئے اور جس نے اس کی بات مان لی اس کی دنیا و آخرت تباہ ہوتی اور وہ چیز جو ان کے درمیان تھی ہلاک ہوئی اور جس نے اس سے نجات پائی وہ یقین کی لذت سے بہرہ ور ہوا۔ خدا نے یقین سے کم کوئی چیز پیدا نہیں کی۔

شبہ کی چار صورتیں ہیں اعجاب بالزینۃ، تسویل نفس، تاوّل اوج اور لبس الحق بالباطل۔ شبہ یعنی حق کو باطل کی مثل بنانا۔ ان میں پہلی چیز امر باطل کو قیاسات شعریہ پر آراستہ کرتا ہے جو کھلی دلیل سے پلٹ دیتی ہے۔ دوسرے فریب نفس جو آدمی کو شہوت سے مغلوب کرتا ہے اور کج فہمی آدمی کو برائی کی طرف مائل کرتی ہے اور لبس سے مراد تاریکیوں پر تاریکی ہے یہ ہے کفر اور اس کے ستون و شاخیں۔ (اصول کافی ج ۲۔ ص ۱۶۷)

گناہ تین ہیں

(۱) ایک روز امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ گناہ تین قسم کے ہیں اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے حبہ عرفی نے عرض کیا کیا امیر المومنینؑ آپ اس قدر فرما کر خاموش ہو گئے۔ فرمایا کہ ہاں میں ان کو بیان کرنا چاہتا تھا کہ سانس کا انقطاع میرے اور کلام کے درمیان حائل ہو گیا۔ ہاں گناہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بخشا جائے دوسرا وہ جو بخشا نہ جائے اور تیسرا وہ جس کے بخشے جانے کی اس کے صاحب کو امید اور نہ بخشے جانے کا خوف رہتا ہے۔

حبہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اس کی وضاحت فرمایئے۔

حضرت نے فرمایا کہ وہ گناہ جو بخشا جائے گا وہ ہے جس کی سزا دنیا میں دی جا چکی ہے۔

خدا کے لئے زیبا نہیں کہ ایک گناہ کی سزا دوبارہ دے دوسرے جو گناہ بخشا نہ جائے گا وہ بندوں کا ظلم بندوں پر ہے خدا نے اپنے عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ روز قیامت کسی ظالم کے ظلم سے درگذر نہ کرے گا اگر ہاتھ مار کر کسی کو گرایا ہو، ہاتھ سے کسی کو اذیت دی ہو یا سینگ والے جانور نے بے سینگ والے جانور کو مارا ہو (کسی کو بھی درگذر نہ کیا جائے گا) اور ایک کا بدلہ دوسرے سے لے گا یہاں تک کہ کسی کا مظلمہ کسی پر باقی نہ رہے گا پھر لوگوں کو حساب کے لیے بھیجے گا۔ تیسرا وہ گناہ ہے جس کو اللہ نے اپنی مخلوق سے چھپایا ہے اور گناہ گار کو توبہ کی توفیق دی ہے کہ وہ اپنے گناہ سے خائف اور رحمت رب کا امیدوار رہے۔ پس ہم بھی اس کے لئے اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس پر نزول عذاب سے ڈرتے ہیں۔

(اصول کافی ج ۲۔ ب ۱۹۵)

۲۔ حضرت امیرالمومنین ؑ نے آیت " فما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ..."

(یعنی جو مصیبت تم کو پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں آئی ہے۔ خدا بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔)

کے متعلق فرمایا کہ کسی رگ کا پھڑکنا کسی پتھر سے چوٹ یا کسی لکڑی سے خراش نہیں لگتی مگر کسی گناہ کے سبب اور خدا اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جس کے گناہ کی سزا دنیا میں دے دیتا ہے اس کی ذات سے اجل و اکرم ہے کہ اس گناہ کا عذاب آخرت میں کرے۔ (۱۱ - باب ۱۹۶)

۱۱۲ کلمات قصار

۱۔ اذا ابیض اسودک مات اطیبک :۔ جب تیرے سیاہ بال سفید ہو جائیں تو جان لے کہ تیری نیکیاں مر گئیں۔ (یعنی موت قریب آگئی)

۲۔ اذا رایت اللہ یتابع علیک البلاء فقد ایقظک: جب تو دیکھے کہ خدا تجھ پر مسلسل بلائیں نازل کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ تجھے خواب غفلت سے تنبیہ کی جا رہی ہے۔

۳۔ اذا احب اللہ عبداً وعظہ بالعبر ؛ جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے تو عبرتوں سے نصیحت کرتا ہے۔

۴۔ اذا ملک الاراذل ھلک الافاضل :۔ جب رذیل لوگ قوت حاصل کرتے ہیں تو اہل فضل کی ہلاکت ہوتی ہے۔

۵۔ دنیا اپنے چاہنے والوں سے کبھی وفا نہیں کرتی اور اپنے پینے والے سے صاف نہیں ہوتی اس کی نعمتیں کسی کے ساتھ نہیں

حبہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اس کی وضاحت فرمایئے۔

حضرت نے فرمایا کہ وہ گناہ جو بخشا جائے گا وہ ہے جس کی سزا دنیا میں دی جا چکی ہے۔

خدا کے لئے زیبا نہیں کہ ایک گناہ کی سزا دوبارہ دے دوسرے جو گناہ بخشا نہ جائے گا وہ بندوں کا ظلم بندوں پر ہے خدا نے اپنے عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ روز قیامت کسی ظالم کے ظلم سے درگذر نہ کرے گا اگر ہاتھ مار کر کسی کو گرایا ہو، ہاتھ سے کسی کو اذیت دی، ہو یا سینگ والے جانور نے بے سینگ والے جانور کو مارا ہو (کسی کو بھی درگذر نہ کیا جائے گا) اور ایک کا بدلہ دوسرے سے لے گا یہاں تک کہ کسی کا مظلمہ کسی پر باقی نہ رہے گا پھر لوگوں کو حساب کے لئے بھیجے گا۔ تیسرا وہ گناہ ہے جس کو اللہ نے اپنی مخلوق سے چھپایا ہے اور گناہ گار کو توبہ کی توفیق دی ہے کہ وہ اپنے گناہ سے خائف اور رحمت رب کا امیدوار رہے۔ پس ہم بھی اس کے لئے اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس پر نزول عذاب سے ڈرتے ہیں۔

(اصول کافی ج ۲۔ ب ۱۹۵)

۲۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے آیت " فما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ..."

(یعنی جو مصیبت تم کو پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں آئی ہے۔ خدا بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔)

کے متعلق فرمایا کہ کسی رگ کا پھڑکنا کسی پتھر سے چوٹ یا کسی لکڑی سے خراش نہیں لگتی مگر کسی گناہ کے سبب اور خدا اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جس کے گناہ کی سزا دنیا میں دے دیتا ہے اس کی ذات سے اجل و اکرم ہے کہ اس گناہ کا عذاب آخرت میں کرے۔ (۱۱ - باب ۱۹۶)

۱۱۲ کلماتِ قصار

۱۔ اذا ابیض اسودك مات اطیبك :۔ جب تیرے سیاہ بال سفید ہو جائیں تو جان لے کہ تیری نیکیاں مر گئیں۔ (یعنی موت قریب آ گئی)

۲۔ اذا رایت اللہ یتابع علیك البلاء فقد ایقظك : جب تو دیکھے کہ خدا تجھ پر مسلسل بلائیں نازل کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ تجھے خواب غفلت سے تنبیہ کی جا رہی ہے۔

۳۔ اذا احب اللہ عبداً وعظہ بالعبر : جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے تو عبرتوں سے نصیحت کرتا ہے۔

۴۔ اذا ملك الاراذل ھلك الافاضل :۔ جب رذیل لوگ قوت حاصل کرتے ہیں تو اہل فضل کی ہلاکت ہوتی ہے۔

۵۔ دنیا اپنے چاہنے والوں سے کبھی وفا نہیں کرتی اور اپنے پینے والے سے صاف نہیں ہوتی اس کی نعمتیں کسی کے ساتھ نہیں

جائیں، اس کے احوال دگرگوں ہوتے رہتے ہیں اس کی لذتیں فانی اور محنتیں باقی رہنے والی ہیں پس دنیا سے منہ پھیرے قبل اس کے کہ دنیا تجھ سے منہ پھیر لے۔ اور دنیا کے عوض آخرت کو اختیار کر قبل اس کے کہ وہ دوسرے کو تیرے عوض بدل لے۔

۶۔ آنَاللهُ الٰہ اِلَّا اللّٰہ شروطًا واِنّی وذرّیتی لمِنَ شُروطِھَا ۵ تحقیق کہ لا الٰہ الا اللہ کے لئے شروط ہیں۔[۱] پس اور میری ذریت ان شروط میں سے ہے۔

۷۔ ان عقلت امرك واجبت معرفة نفسك فاعرض عن الدنيا وازهد فيها فانّها دار الاشقياء ۵ اگر تو اپنے امر کو سمجھ لے اور اپنے نفس کی معرفت حاصل کرلے تو دنیا سے روگردانی کر اور اس میں زہد اختیار کر کہ دنیا اشقیا کا مقام ہے۔

۸۔ بہ تحقیق کہ تو آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہے پس اسی کے لئے عمل کر۔

۹۔ تم جو کچھ سائل کو دیتے ہو اس کی جزا اس حاجت سے زیادہ ہے جو سائل رکھتا ہے۔ اور تم سے حاصل کرتا ہے۔

۱۰۔ انما من مالك ما قدمته لِاخرتك وَمَا اخرته فللوارث ۵

تیرے مال سے تیرا حصہ وہی ہے جو تیرے آخرت کا سودا بن کر تجھ سے پہلے روانہ ہو جائے نہ کہ وہ جو تیرے بعد ہیں رہ جائے پس یہ تیرے ورثاء کا حصہ ہوگا۔

۱۱۔ برُّالوالدين اكبر فريضة ۔ والدین سے نیکی کرنا فریضہ اکبر ہے۔

۱۲۔ تین چیزیں بدترین بلاؤں میں سے ہیں کثرت عیال، قرض کی زیادتی اور امراض کی دوامی۔

۱۳۔ تین اشخاص ہیں جنہیں خدا بغیر پرسش کے جہنم میں داخل کرے گا۔ امام ظالم و جابر، دروغ گو اور پیر زناکار۔

۱۴۔ تین اشخاص ہیں جنہیں خدا بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ امام عادل، راست گو تاجر اور وہ شیخ کہ جس نے اپنی عمر طاعت خدا میں فنا کر دی۔

۱۵۔ تین چیزیں ایمان کے خزانہ سے ہیں۔ (۱) مصیبت کو پوشیدہ رکھنا۔ (۲) تصدق دینا اور (۳) بیماری کو برداشت کرنا۔

---

[۱] رسولؐ خدا نے فرمایا کہ "قولوا لا الٰہ الا اللہ من شرطها و شروطها تفلحوا" یعنی لا الٰہ الا اللہ اس کی شرطوں کے ساتھ کہو در فلاح پاؤ میرے بارہ اوصیاء اس کی بارہ شرطیں ہیں۔

۱۶۔ حاسبوا انفوسکم قبل ان تحاسبوا وازنوھا قبل ان توازنواہ
اپنے نفوس سے حساب لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور انہیں جانچ لو قبل اس کے کہ تم جانچے جاؤ۔

۱۷۔ حراسۃ النعم فی صلۃ الرحم : خدا کی نعمتوں کی حفاظت صلۂ رحم میں ہے۔

۱۸۔ مسلم کا حق مسلم پر سات خصال پر مشتمل ہے۔ جب اس کو دیکھے تو سلام کرے۔ دعوت دے تو قبول کرے۔ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو جائے۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازہ کی مشایعت کرے۔ جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے اس کے لئے بھی چاہے۔ اپنے لئے جو چیز مکروہ سمجھتا ہے اس کیلئے بھی مکروہ سمجھے اور اپنے مال وجان سے اس کی غمخواری کرے۔

۱۹۔ خیر ما استنجحت بہ الامور ذکر اللہ سبحانہ ہ امور کی کامیابی کے لئے بہترین چیز خداوند تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۲۰۔ خیر من صحبۃ من لا یحوجک الی حاکم بینک وبینہ ہ
بہترین شخص کہ جس کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے وہ ہے کہ تجھ کو اس حاکم کے آگے محتاج نہ کرے جو تیرے اور اس کے درمیان حکومت کرتا ہے۔

۲۱۔ پانچ خصائل مومن کی علامات سے ہیں مخلوق میں پرہیزگاری، قلت مال میں صدقہ دینا۔ نزول مصائب میں صبر، غضب کے وقت حلم اور ہنگام خوف راستی سخن

۲۲۔ زیادۃ الشکر وصلۃ الرحم یزیدان فی النعم ویفسحان فی الاجل ہ
شکر کی زیادتی اور صلہ رحم نعمتوں کو زیادہ کرتے اور موت کو تاخیر میں ڈالتے ہیں۔

۲۳۔ بدترین آدمی وہ ہے جو کسی کی لغزش کو معاف نہ کرے اور کسی کے عیب کو نہ چھپائے۔

۲۴۔ صلۃ الرحم یوسع الاجال وینمی الاموال : صلہ رحم موت کو دور کرنا اور مال کو زیادہ کرتا ہے۔

۲۵۔ دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دینا ایک سال کے نماز روزہ سے افضل ہے۔

۲۶۔ خوشا بحال اس شخص کا جو خانہ نشین ہو گیا ہو (نان) توڑ کر کھاتا ہو اپنی خطاؤں پر گریہ کرتا ہو اپنے نفس سے تعب میں رہتا اور لوگ اس سے آسودہ رہتے ہیں۔

۲۷۔ طالب دنیا اپنی آخرت کھو بیٹھتا ہے اور مرگ ناگہانی اس کو گھیر لیتی ہے حالانکہ دنیا سے جو کچھ اس کے مقدر ہو چکا ہے سوائے اس کے اور کچھ اس کو نہیں ملتا۔

۲۸۔ طالب آخرت اپنی آرزو کو پہونچتا ہے اور دنیا سے جو کچھ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کو

مل جاتا ہے۔

۲۹۔ طاعۃ النساء شیمۃ الحمقاء۔ عورتوں کی اطاعت احمقوں کی علامت ہے۔

۳۰۔ اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو جانتا ہے کہ خدا رزق کا ضامن ہے اس کی مقدار مقرر کردی ہے اور اس شخص کی کوشش اس روزی کو بڑھا نہیں سکتی جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے اس پر بھی وہ روزی کے طلب میں حرص کرتا ہے۔

۳۱۔ اس شخص سے تعجب ہے جو ہر روز دیکھتا ہے کہ اس کی عمر میں کمی ہوتی جاتی ہے پھر بھی موت کے لئے کوئی کام نہیں کرتا۔

۳۲۔ علیك بطاعۃ مَن لا تعذر بجهالتہ، تجھے اس کی اطاعت کرنی چاہیئے جس کے ساتھ جہالت معاف نہیں ہوسکتی۔

۳۳۔ اپنی زبان کو خوش سخنی اور سلام کرنے کا عادی بنا۔ تاکہ تیرے دوست زیادہ ہوں اور دشمن کم ہوں۔

۳۴۔ تمہیں چاہیئے کہ اپنے نبیؐ کی آلؑ کو دوست رکھیں کیونکہ تم پر اللہ کا حق ہے اور خدا نے تم پر ان کی محبت کو واجب کیا ہے۔ کیا تم نے خدا کے اس قول کو نہیں پڑھا " قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔

۳۵۔ تم پر خدا نے ایمان کو شرک سے پاکی کے لئے واجب گردانا، نماز کو سرکشی سے پاکی کے لئے، زکوٰۃ کو رزق بڑھانے کے لئے روزہ کو خلوص کی آزمائش کے لئے حج کو تقویت دین کے لئے جہاد کو اسلام کی ارجمندی کے لئے، امر بالمعروف عوام کی اصلاح کے لئے نہی عن المنکر سفہا کو زشتی سے بچانے کے لئے صلہ رحم تعداد بڑھانے کے لئے قصاص خون کی نگہداری کیلئے حدود کا قائم رکھنا حرام کاری کو گھٹانے، ترک شراب خواری عقل کی حفاظت کے لئے چوری سے اجتناب پاک دامنی کے وجوب کے لئے ترک زنا نسب کی حفاظت کے لئے، ترک لواطت اولاد کی زیادتی کے لئے۔ گواہی دینا انکار شدہ چیزوں کی مدد کیلئے ترک دروغ گوئی شرافت و راستی کیلئے سلام خوف سے امن حاصل کرنے کے لئے امانت داری ملت کے کام کی تنظیم کے لئے اور اطاعت و فرمانبرداری امام کی عظمت کے لئے واجب گردانا۔

۳۶۔ کم خوراکی جسم کو بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

۳۷۔ لوگوں سے کم میل جول دین کی نگہبانی کرتا ہے اور اشرار کی قربت سے آسودہ رکھتا ہے۔

۳۸۔ قطع رحم نعمت کو زائل کرتا ہے۔

۳۹۔ کسی شخص کے لئے یہ کافی ہے کہ لوگوں کے عیوب میں مشغول رہنے کے عوض اپنے عیوب میں مشغول رہے۔

۴۰۔ خشم کی زیادتی اپنے صاحب کو نیچے گرا دیتی اور اس کے عیوب کو ظاہر کرتی ہے۔

۴۱۔ زیادہ کھانا اور سونا نفس کو بگاڑتے اور مضرت پہونچاتے ہیں۔

۴۲۔ خاموشی کی زیادتی وقار کو بڑھاتی ہے۔

۴۳۔ شہد کی مکھی کی مانند بن کہ اگر کھاتی ہے تو پاک چیز اور نکالتی ہے تو پاک چیز (شہد) اور اگر کسی شاخ پر بیٹھتی ہے تو اس قدر ہلکی ہوتی ہے کہ اس کو کوئی ضرر نہیں پہونچاتی۔

۴۴۔ خدا کا مطیع بن اور اس کے ذکر سے مانوس رہ جب تو اس سے منہ پلٹانا چاہیگا تو دیکھ کہ وہ کیسے اپنے عفو کی طرف بلاتا ہے اور تجھ پر کیا فضل کرتا ہے۔

۴۵۔ فرزندانِ آخرت میں سے ہو اور فرزندانِ دنیا سے نہ ہو کیوں کہ ہر فرزند قیامت کے روز اپنی ماں سے ملحق ہو گا۔

۴۶۔ کھانے سے پہلے اور بعد اترج کھایا کرو کیونکہ آل محمدؐ ایسا ہی کرتے تھے۔

۴۷۔ علم کا کمال حلم ہے اور حلم کا کمال تحمل بسیار اور غصہ کو فرو کرنا ہے۔

۴۸۔ جس طرح دن اور رات ایک جگہ جمع نہیں ہوتے اسی طرح حب دنیا اور حب خدا ایک جگہ جمع نہیں ہوتے۔

۴۹۔ انار کو اس کے گودے کے ساتھ کھاؤ کہ یہ معدہ کو صاف کرتا ہے انار کے ہر دانہ میں جو معدہ میں جائے قلب کیلئے باعث حیات ہے نفس کو منور کرتا اور چالیس روز تک وساوس شیطانی کو دفع کرتا رہتا ہے۔

۵۰۔ کلوا الہندباء فما من صباح الّا وعلیہ من قطر الجنّۃ ۃ

۵۱۔ جو چیز دسترخوان پر گر جائے کھاؤ کیونکہ اس میں تمام امراض کے لئے بحکم خدا اس شخص کے لئے شفا ہے۔ جو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۵۲۔ ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے عقل کی زکوٰۃ یہ ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو برداشت کریں۔

۵۳۔ انسان کے لئے دو فضیلتیں ہیں۔ عقل اور منطق پس عقل سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور منطق سے وہ فائدہ پہونچاتا ہے۔

۵۴۔ یہ دنیا کی محبت کی وجہ ہے کہ کان دانش و حکمت کی بات سننے سے بہرے ہو جاتے ہیں اور نور بصیرت سے دل اندھے ہو جاتے ہیں۔

۵۵۔ انسان کے سینہ کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جو انسان میں ایک عجیب ترین شے ہے جس کو قلب کہتے ہیں اس میں حکمت و دانش سے چند مادے اور اس کے خلاف اس کی اضداد واقع ہیں۔ اگر دل پر امیدیں چھا جائیں تو طمع اس کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے اور اگر طمع اس میں جوش میں آئے تو حرص اس کو ہلاک کر دیتی ہے اگر مایوسی مالک ہو

جائے تو حسرت و اندوہ اس کو مار دیتے ہیں۔ اگر غضب اس پر عارض ہو تو اس کا خشم و تندی شدید ہو جاتے ہیں اگر وہ اس کی رضا کو پالے تو خودداری کو بھول جاتا ہے اگر خوف اس کو گھیرے تو کاموں سے مشغولیت کم ہو جاتی ہے اگر امن اس پر چھا جائے تو غرور اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اس کو رنج و اندوہ پہونچے تو بیتابی رسوا کرتی ہے اگر مال ہاتھ آئے تو دارائی اس کو سرکش کر دیتی ہے۔ اگر ناداری و فاقہ کشی آگھیرے تو بلاؤں میں گھر جاتا ہے۔ اگر بھوک میں مبتلا ہو تو ناتواں ہو جاتا ہے۔ اگر سیری زیادہ ہو جائے تو پرشکمی تکلیف پہونچاتی ہے۔ پس ہر کمی نقصان پہونچاتی اور ہر افراط باعث فساد و تباہی ہوتا ہے۔

۵۶۔ ابرار کی صحبت سے بڑھ کر خیر کی طرف بلانے والی اور شر سے نجات دلانے والی اور کوئی چیز نہیں۔

۵۷۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی تحدید صفت سے عقول کو مطلع نہیں کیا اور عقول پر جو کچھ معرفت واجب ہے اس کو پوشیدہ نہ رکھا۔

۵۸۔ اگر موت خریدی جانے والی چیز ہوتی تو البتہ تونگر ضرور خرید لیتا۔

۵۹۔ جس نے خشم خداوندی پر لوگوں کی خوشنودی کو ترجیح دی خدا اس کی نیکیوں کو رد کرتا اور لوگوں میں اس کو مذموم کرتا ہے۔

۶۰۔ جس نے لوگوں کے خشم کے باوجود خدا کی خوشنودی کو چاہا خدا اس کی مذموم چیزوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

۶۱۔ جس نے اقسام کے کھانوں کے درخت کو اپنے نفس میں بو دیا گوناگوں بیماریوں کو چن لیا۔

۶۲۔ جو کج خلق ہوگا اس کی روزی کم ہو جائے گی۔

۶۳۔ جس میں حیا اور سخاوت نہ ہو اس کے لئے زندگی سے موت بہتر ہے۔

۶۴۔ زیادہ کھانے والے کی صحت خراب اور اس پر بار زندگی بہت گراں ہو جائے گا۔

۶۵۔ جو اپنے کام خدا کے تفویض کرتا ہے خدا اس کے امور کو استوار کرتا ہے۔

۶۶۔ مَنْ مَلَكَ مِنَ الدنیا شیئاً فاتہ من الآخرۃ اکثر مما ملک ۂ

جو دنیا کی کسی چیز کا مالک ہو آخرت اس سے زیادہ اس کے ہاتھ سے چلی جائے گی۔

۶۷۔ جو موت کا ذکر کرتا رہے گا دنیا سے کم پر رضامند ہو جائے گا۔

۶۸۔ من اطاع امامہ فقد اطاع ربّہ ۂ جس نے اپنے امام کی اطاعت کی اس نے اپنے رب کی اطاعت کی۔

۶۹۔ جس پر شہوت غالب ہو اس کا نفس سلامت نہ رہے گا۔

۷۰۔ جس کا نفس شریف ہو گا اس میں مہر و محبت ہو گی۔

۷۱۔ جو نعمت کا شکر ادا نہ کرے اس کو زوال نعمت کی سزا دی جائے گی۔

۷۲۔ جس نے اپنی تکالیف کو لوگوں پر آشکار کیا اپنے نفس پر عذاب کر لیا۔

۷۳۔ عقلمند جھوٹ نہیں کہتا اور مومن زنا نہیں کرتا۔

۷۴۔ منافق کی مثال حنظل (اندراین) کی جیسی ہے کہ اس کے پتے سبز اور اس کا ذائقہ تلخ ہے۔

۷۵۔ فقر و تنگی کی سختیوں کا برداشت کرنا ناکس کی ملاقات سے بہتر ہے۔

۷۶۔ نصیحت کی تلخی بد آموزی کی شیرینی سے زیادہ سود مند ہے۔

۷۷۔ جب انسان بصیرت کا اندھا ہو تو چشم بصارت کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی۔

۷۸۔ نحن دعاة الحق وائمة الخلق والسنة الصدق من اطاعنا ملك ومن عصانا هلك

ہم حق کی طرف دعوت دینے والے مخلوق کے آئمہ اور لسان صدق ہیں جس نے ہماری اطاعت کی سلطنت پائی اور جس نے ہماری نافرمانی کی ہلاک ہوا۔

۷۹۔ ہم باب حطہ ہیں جو سلامتی کا دروازہ ہے جو اس میں داخل ہوا سلامت رہا اور جس نے اس سے تخلف کیا ہلاک ہوا۔

۸۰۔ حق اور اس کے اہل کے متعلق لغزش نہ کھاؤ کیونکہ جس نے دوسروں کو ہم اہل بیت پر برگزیدگی دی ہلاک ہوا اور دنیا و آخرت اس کے ہاتھ سے گئی۔

۸۱۔ دنیائے فانی کی چیزوں کی طرف رغبت نہ کر اور دار فنا سے ایسی چیزیں لے جو دار بقا میں کام آئیں۔

۸۲۔ تیری دعا اجابت کی راہ نہیں پاتی کیونکہ تو نے اجابت دعا کے راستہ کو گناہوں سے بند کر دیا ہے۔

۸۳۔ کسی محتاج کو عطا کرنے میں کل تک تاخیر نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کل تیرے لئے یا اس کے لئے کیا پیش آنے والا ہے۔

۸۴۔ جہال جو بات نہیں جانتے اس سے انہیں آگاہ نہ کر کیونکہ وہ تیری تکذیب کریں گے تیرا علم تیرے لئے حق ہے اور ان کا حق تجھ پر یہ ہے کہ علم کو مستحق کو پہونچائے اور غیر مستحق سے باز رکھے۔

۸۵۔ عورت کی زمام کو اس کے ہاتھ میں نہ چھوڑ دے تاکہ وہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے کیونکہ عورت ایک پھول ہے اور دلیر و توانا نہیں۔

۸۶۔ اپنی زندگی کے بار کو عورتوں کے دوش پر نہ ڈال اور جہاں تک ہو سکے اپنے کو ان سے بے نیاز کرلے کیونکہ وہ منت

جتانے والی اور کفران نیکی کرنے والی ہوتی ہیں۔

۸۷۔ سوائے خدائے پاک کے کسی سے کچھ طلب نہ کر اگر وہ تجھ کو کچھ عطا کرے تو تجھے بزرگ کیا اور اگر نہ دیا تو تیری آخرت کے لئے ذخیرہ کیا۔

۸۸۔ لا یوخذ العلم الا من اربابہ۔ علم حاصل نہیں کرنا چاہیئے مگر اس کے ربوں (آل محمدؐ) سے۔

۸۹۔ مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ نعمت کی فراخی کو فتنہ اور بلاؤں کو نعمت شمار نہ کرے۔

۹۰۔ جس شخص میں پرہیزگاری نہیں ایمان کو نفع نہیں پہنچتا۔

۹۱۔ چار چیزیں زوال پر دلالت کرتی ہیں (۱) اصول دین کو ضائع کرنا (۲) فروع سے تمسک اور مقدم جاننا (۳) رذیلوں کو مقدم رکھنا۔ (۴) صاحبان فضیلت کو موخر کرنا۔

۹۲۔ تھوڑی سی ریا بھی شرک بخدا ہے۔

۹۳۔ مرد خداشناس کا چہرہ شاد و تبسم اور قلب ترساں و اندوہناک رہتا ہے۔

۹۴۔ اے لوگو دنیا میں زہد اختیار کرو کیونکہ دنیا کا عیش کوتاہ اور اس کی خوبیاں کم ہیں دنیا چلی جانے والی سرائے اور مقام غم و اندوہ ہے یہ دنیا ہے کہ موت کو نزدیک اور آرزوؤں کو دور کرتی ہے اور آنکھوں کو نثار کرتی ہے یہ ایک سرکش گھوڑا ہے جو دوڑ رہا ہے اور خیانت کرتا ہے۔

۹۵۔ عاقل کے لئے سزاوار ہے کہ صحبت علماء زیادہ اختیار کرے اور اشرار و فاجروں کی قربت سے اجتناب کرے۔

۹۶۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے پاس کوئی عزیز و گرامی نہ ہوگا مگر مکار و جاسوس، خوش ذوق نہ ہوگا مگر فاسق فاجر اور خوار سمجھا نہ جائے گا مگر مرد منصف۔

۹۷۔ اے دنیا کے بندو تمہارے اعمال اسی کے لئے (دنیا ہی کیلئے ہیں) دن میں تم بیع و شریٰ میں مشغول ہو اور شب میں اپنے فرشوں پر کروٹیں بدلتے رہتے ہو۔ آخرت سے غافل ہو اور نیک عمل کے لئے تاخیر کرتے ہو۔ پس کب طلب آخرت میں تفکر کرو گے۔ کب زادِ راہ تیار کرو گے اور کب روز قیامت کے لئے کام انجام دو گے۔

۹۸۔ عاقل کے لئے سزاوار ہے کہ قیامت کے لئے نیک عمل کرے اور روح کے قبض ہونے اور خاک میں جانے سے پہلے کثرت سے زادراہ جمع کرے۔

۹۹۔ قضائے الٰہی بلحاظ مقدار اختیار و تدبیر کے خلاف جاری ہوتی ہے۔
(یجری القضاء بالمقادیر علی خلاف الاختیار والتدبیر (از غرر الحکم)

۱۰۰۔ الجاحد لولایتنا کافر والجاحد لفضلنا کافر و وجہہ واضح لانہ لا فرق بین الجحود الولایۃ وجحود الفضل وجحود النبوۃ والربوبیۃ : یعنی ہماری ولایت سے عمداً انکار کرنے والا کافر ہے اور ہماری نفضیلت کا منکر کافر ہے اس کا سبب واضح ہے کیونکہ منکر ولایت منکر نفضیلت منکر نبوت اور منکر ربوبیت میں کوئی فرق نہیں۔ (بحر المعارف ص۳۳۴)

۱۰۱۔ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں عافیت کے دس اجزا ہوں گے ان میں سے نو حصے لوگوں سے تنہائی اختیار کرنے میں ہوں گے اور ایک حصہ خاموشی میں۔

۱۰۲۔ رسالت مآبؐ نے فرمایا "کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین۔
حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کنت ولیاً و آدم بین الماء والطین"۔ (بحر المعارف ص۳۱۱)

۱۰۳۔ علیك بذکر اللّٰہ فانّہٗ نورُ القلوب۔ تجھے چاہیئے کہ ذکر خدا کرے کیونکہ یہ قلوب کیلئے نور ہے۔ (غرر الحکم)

۱۰۴۔ عداوۃ الاقارب امض من لسع العقارب : عزیز و اقارب کی عداوت بچھو کے کاٹنے سے زیادہ سخت ہے۔ (غرر الحکم)

۱۰۵۔ عند فساد النیّۃ ترتفع البرکۃ۔ جب نیت فاسد ہوتی ہے برکت اٹھ جاتی ہے۔ (غرر الحکم)

۱۰۶۔ من حفر لاخیہ المومن بئراً وقع فیہ : جو اپنے برادر مومن کے لئے کنواں کھودے خود اس میں گرے گا۔ (غرر الحکم)

۱۰۷۔ من احسن الاختیار صحبۃ الاخیار : بہترین اختیاروں میں سے یہ ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔

۱۰۸۔ مادفع اللّٰہ عن العبد المومن شیئاً من بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ الا برضاہ لقضائہ وحسن صبرہٖ علی بلائہ : خدا بلائے دنیا اور عذاب آخرت سے کسی چیز کو بندہ مومن سے دفع نہیں کرتا مگر اس کی رضا اور اپنی قضا سے اور اس بندہ کے بلاؤں پر صبر کرنے سے۔

۱۰۹۔ یمتحن المومن بالبلاء کما یمتحن الذھب بالنار الخلاص ۔ مومن کا امتحان بلا و گرفتاری سے ہوتا ہے جیسا کہ خالص سونے کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے۔

۱۱۰۔ لا تویس الضعفاء من عدلك : ضعیفوں (زیردستوں) کو اپنے عدل سے مایوس نہ کر۔

۱۱۱۔ بارش کا پانی پیو کہ وہ بدن کو پاک کرتا اور امراض کو دور کرتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۱۱۲۔ انا صلوٰۃ المومنین وزکواتہم وحجہم وجہادہم ؛ یعنی ہیں مومنین کی نماز ان کی زکوٰۃ اور ان کا حج وجہاد ہوں¹۔

حقیقت کی تعریف

(حدیث کمیل ابن زیاد)

کمیل ابن زیاد نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ۔

کمیل۔ یا امیر المومنینؑ ما الحقیقۃ ؛ (مولا حقیقت کیا ہے)

حضرت امیر المومنینؑ : مالک الحقیقۃ (تجھے حقیقت سے کیا کام)

کمیل۔ اولست صاحب سرک ؛ مولا کیا میں آپ کا صاحب اسرار نہیں ہوں (کیا آپ صاحب خزانہ نہیں اور کیا میں آپ کا گنجینہ نہیں)۔

حضرت امیر المومنینؑ : بلیٰ ولکن یرشح علیک مایطفح منی الحدیث : ہاں تو ہمارا صاحب اسرار ہے اور تجھ پر فیض کی بارش ہوتی ہے۔ اچھا سن (۱) الحقیقۃ کشف سبحات الجلال من غیر اشارہ۔ (حقیقت کیا ہے جلوات نور کا منکشف ہونا بغیر اس کے بتلانے کے)

کمیل : زدنی بیانا یا امیر المومنین۔

(۲) حضرت امیر المومنینؑ۔ محو الموھوم وصحو المعلوم ؓ (موہوم چیز کا مٹ جانا اور معلوم چیز میں زیادتی ہو جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیر المومنینؑ ؓ

(۳) حضرت امیر المومنینؑ : ھتک الستر وغلبۃ السر (راز کا فاش ہونا اور راز کا غالب آجانا یعنی کھل جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیر المومنینؑ ؓ

(۴) حضرت امیر المومنینؑ۔ الحقیقۃ ما ھی جذب الاحدۃ ؓ (حقیقت کیا ہے۔ ذات احدیت میں جذب ہو جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیر المومنینؑ ؓ

---

۱ : مولانا روم فرماتے ہیں : سبحان حی لاینام بید از و ہر صبح و شام
حج و نماز است و صیام اللہ مولانا علیؑ

۱۱۲۔ انا صلوٰۃ المومنین وزکواتھم وحجہم وجہادھم ؂ یعنی میں مومنین کی نماز ان کی زکوٰۃ اور ان کا حج وجہاد ہوں[۱]۔

حقیقت کی تعریف

(حدیث کمیل ابن زیاد)

کمیل ابن زیاد نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ۔

کمیل۔ یا امیرالمومنین ما الحقیقۃ ؛ (مولا حقیقت کیا ہے)

حضرت امیرالمومنین : مالک الحقیقۃ (تجھے حقیقت سے کیا کام)

کمیل۔ اولست صاحب سرک : مولا کیا میں آپ کا صاحب اسرار نہیں ہوں (کیا آپ صاحب خزانہ نہیں اور کیا میں آپ کا گنجینہ نہیں)۔

حضرت امیرالمومنین : بلی ولکن یرشح علیک مایطفح منی الحدیث : ہاں تو ہمارا صاحب اسرار ہے اور تجھ پر فیض کی بارش ہوتی ہے۔ اچھا سن۔ الحقیقۃ کشف سبحات الجلال من غیر اشارہ۔ (حقیقت کیا ہے جلوات نور کا منکشف ہونا بغیر اس کے بتلانے کے)

کمیل : زدنی بیانا یا امیرالمومنین۔

(۲) حضرت امیرالمومنین۔ محو الموھوم وصحو المعلوم ؂ (موہوم چیز کا مٹ جانا اور معلوم چیز میں زیادتی ہو جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیرالمومنین ؂

(۳) حضرت امیرالمومنین : ھتک الستر وغلبۃ السر (راز کا فاش ہونا اور راز کا غالب آجانا یعنی کھل جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیرالمومنین ؂

(۴) حضرت امیرالمومنین۔ الحقیقۃ ما ھی جذب الاحدۃ ؂ (حقیقت کیا ہے۔ ذات احدیت میں جذب ہو جانا۔

کمیل : زدنی بیانا یا امیرالمومنین ؂

---

[۱] : مولانا روم فرماتے ہیں : سبحان حی لا ینام بید از و ہر صبح و شام
حج و نماز است و صیام اللہ مولانا علیؑ

(۵) حضرت امیرالمومنینؑ :

کمیل : زدنی بیانا یا امیرالمومنینؑ :۔

(۶) حضرت امیرالمومنینؑ :۔ اطفی السراج (چراغ کو بجھا دینا)

شرح حدیث کمیل ابن زیاد

مرتضیٰ آں پادشاہ پاک ذیل ریخت فیض حقیقت بر کمیل

گفت با او آن کمیل پاک دین ما الحقیقۃ یا امیرالمومنینؑ

مرتضیٰ گفتہ با آں کامل عیار با حقیقت مر ترا باشد چہ کار

گفت شاہا گرچہ من فانیستم صاحب سرّ تو آیا نیستم

نہ توی گنجور و من گنجینہ ات نہ توی منظور و من آئینہ ات

شاہ فرمودش بلے اے محترم صاحب سر منی بے بیش و کم

محرمی لیکن علیک یرشح کلّ فیض من جناب یطفح

چوں شوم لبریز از فیض درود! بر تو ریزد رشحۂ زاں فیض جود

قال ما من حرث منک کاملا مثلک ربک یجیب سائلا

ربّ لا تقھر یتیما عائلاً (۱۰) ربّ لا تنھر فقیراً سائلا

(۱۱) در جوابش گفت آں بحر کمال الحقیقۃ کشف سجات الجلال

پرده خورشید جز انوار چیست شمس را جز نور او سیار چیست

چوں بر آں انوار افتد چشم جاں ذات را تسبیح گوید بے زباں

چیست آں سجات حق جلوات نور نور چہ بود گوش کن عین ظہور

ذات از فرط ظہور و انجلا دائماً اندر بطون است و خفا

گفت چوں بشنید آں حرف عجیب یا علیؑ زدنی بیانا کئی اجیب

بار دیگر شاہ فیاض و نعم در جوابش گفت از روئے کرم

(۲) کایں حقیقت محو موہوم آمده کہ قریں با صحو معلوم آمده

پرده ہائے وجہ شمس لایزال کہ معبر شد بہ سجات جلال

نیست الّا ہستی موہوم تو (۲۰) باش حاضر تا شود معلوم تو

لیس بینا ربنا و بیننا — حاجبا یحجبه الا عیننا

شمس حق را ہستی دہی حجاب — ابر را شد منکشف شد آفتاب

صحو چوں انکشاف آں غمام — ازرخ شمس منیر بے ظلام

محو ہستی صحو ہشیاری بود — انچہ خواب و ایں چہ بیداری بود

محو چوں آں فنا اندر فنا — صحو چوں آں بقا اندر بقا

واصلان منزل حق الیقین — جملگی مستاں ہشیار آفرین

چوں کمیل از جام ساقی گشت مست — دست ساقی برد او را خوش زدست

پردۂ ہستی موہوش درید — حرص او افزود و شوقش شد پدید

چوں فزودش شوق بادۂ حرص جاں — ارش زدنی بیانا بر زبان

از کرم جام دگر کردش عطا — شد صفا اندر صفا اندر صفا (۳۰)

ما الحقیقۃ گوش کن گر طالبی — ہتک ستر غلبۃ سر غالبی

گشت غالب چونکہ سر معنوی — شاہ دل در ملک جانت شد قوی

ہستیٔ مطلق وجودی بس لطیف — چوں قوی آمد تعین شد ضعیف

نور ہستی غالب آمد شد مزید — پردہ ہائے ستر معنی را درید

سر چوں غالب شد غلق مغلوب شد — سر سر آمد خار و خس جاروب شد

زور آتش دیگ را پر جوش کرد — دستہ اندر ہستیٔ سر نوش کرد

سیل از کہسار آمد پر شتاب — بند و بست پشتہ دل شد خراب

چوں کمیل ایں نکتہ از شہ گوش کرد — جرعۂ سیم ز ساقی نوش کرد

شستہ گشتش نقش ہشیاری ز دل — می فزودش عشق و مستی متصل

کرت آخری ز پاکیزہ دلی — گفت خوش زدنی بیانا یا علیؑ

چشم از نور رخت بے نور نیست — گر ز رخ برقعہ کشائی دور نیست

پردہ ہا از نور و ظلمت آں جلیل — خوش برافگندہ برخسار جمیل

اہل دل را در مقامات کمال — در پس ہر پردہ ذوق و وجد و حال

انکشاف ہر حجابی زاں حجب — ہست معراجی برائے اہل لب

چوں یکی پردہ کشاید شاہ دل — دل شود اندر مقامی مستقل

مستقل شد دل چوں اندر منزلی ‌ ‌ ‌ بایدش چشم دگر دیگر دلی
تا مقام دیگرش ایق بود ‌ ‌ ‌ منزلی دیگر بوے اوفق بود
پردہ پردہ ہائے پاک ذیل ‌ ۵۰ ‌ منکشف می کرد برچشم کمیل
بادہ اش پالودہ بود و صاف صاف ‌ ‌ ‌ کرد استدعائے دیگر انکشاف
پردہ دیگر کشودش آں ود ود ‌ ‌ ‌ دیدۂ دیگر بہ بخشیدش زجود!
مرحقیقت را چہارم شارحی ‌ ‌ ‌ شاہ فرمودش بقول واضحی
الحقیقہ ماھی جذب الاحد ‌ ‌ ‌ ماالاحد مالا تجری لا بعد
چوں احد تو حیدرا جاذب شود! ‌ ‌ ‌ آں شود مغلوب وآں غالب شود
زانکہ مجذوب است مغلوب جذوب ‌ ‌ ‌ شاہ جذاب است غالب برقلوب
قل لنا التوحید ماھوای پناہ ‌ ‌ ‌ حکمنا بالواحدیت لا الہ
قل لنا ما الواحدیت اے سند ‌ ‌ ‌ اندراج الکل فی جمع الاحد
چونکہ مغلوبش شود حکم کثیر ‌ ‌ ‌ می رود ازوے ایا مرد بصیر
حکم جاذب گیرد ایں مجذوب تو ‌ (۶۰) ‌ نعمت غالب گیرد ایں مغلوب تو
سر غالب گر کند ھتک سر ‌ ‌ ‌ نیست جز ذات احدائے بے نظیر
سر منتھو کی کہ مغلوب وے است ‌ ‌ ‌ ہست توحیدی کہ مجذوب وے است
چوں کمیل آں جرعۂ چارم چشید ‌ ‌ ‌ نشۂ بحر الاحد آمد پدید
جمع مطلق ایچناں اور دار بود ‌ ‌ ‌ کہ زفرقش آگہی مطلق نہ بود
گفت دیگر رہ اماما عارفا ‌ ‌ ‌ حاشا زدنی بیانا کاشفا
شاہ چوں دیدش بہ بحر جمع غرق ‌ ‌ ‌ بے خبر گردیدہ از احکام فرق
خوش کتا نیدش بہ بحر تفرقہ ‌ ‌ ‌ تار تعطیلش برد در زندقہ
جعفر صادق ۴ شہ عالی اثر ‌ ‌ ‌ ایں چنیں گفتا باصحاب نظر
انّ جمعا بنفرد عن تفرقہ ‌ ‌ ‌ محض تعطیل است وعین زندقہ
انّ تفریقا عن الجمع خلا ‌ (۷۰) ‌ کان تشبیھا وشرکا ظاھرا
جمع بین الجمع و الفرق اے مدل ‌ ‌ ‌ ہست توحید قویم معتدل
آں حقیقت داں کہ از صبح الازل ‌ ‌ ‌ شارق آمد نور شمس لم یزل
پس شود آثار آں لایح ترا ‌ ‌ ‌ پس شود احکام آں واضح ترا

بر مرایائے تجلّی وجود !! — ہر مجالی ظہور نور جود !
ہر یکی از آں مرایائے کمال — ہر یکی از آں مجالی جمال
واحدیت راست تمثال دگر — ہیکل توحید بست اے بابصر
آں ہیاکل دان تماثیل لطیف — واحدیت راست مرات شریف
وصف وحدت درہمہ ساری بود — حکم وحدت درہمہ جاری بود
از دم رابع تکمیل با نظام — کردچوں سیرالی اللہ را تمام
۸۰ وقت آں شد کہ تکمیل اکمل شود — فاضل و عارج شود افضل شود
چوں شود سیرالی اللہت تمام — کامل الذاتی تو عالی مقام
اے عجب زیں کامل بے تفرقہ — کہ کمالش ہست عین زندقہ
مرحبا و حبذا زندیق خاص — کہ زند صد طعنہ برصدیق خاص
کیست ایں زندیق غرق بحر جمع — اوچو پروانہ احد اور اچو شمع
کیست ایں زندیق آں مست عشق — کہ امامش خواند زندیق طریق
عاشقی را نسبت از معشوق پاک — سوئے زندیقی بود با اشتراک
خاک گر باشد سیہ عاری ز نور — ظلمتش داں عین نور اے باحضور
کفر اینجا عین ایمان شریف — زندقہ شد عین توحید لطیف
زندقہ اہل کمال است اے پسر — ہر کہ ایں زندیق نہ خاکش بہ سر
۹۰ کاملیت لاجرم ایں زندقہ است — زندقہ جمع عری از تفرقہ است
اکملیت چیست دانی اے رفیق — منزل سیرالی اللہ اے عشیق
در مرایا ہمچو حق ظاہر شدن — درہمہ بر خویشتن ناظر شدن
سوئے فوق از جمع خوش باز آمدن — ہمچو حق سرتابہ پا ناز آمدن
درہمہ اطوار سائر آمدن — باہمہ ادوار دائر آمدن
فرق بعد الجمع باشد ایں مقام — ہست ذوالعینین آں مرد تمام
آں یکی عینش سوئے جمع آمدہ — واں دگر عینش سوئے فرق آمدہ
فرق چشمش را حجاب از جمع نیست — فرق وے چوں فرق اہل سمع نیست
فرق قبل الجمع فرق اہل جمع — عین فرق آں حجاب عین جمع

عین فرقش نہ حجاب فرقش جمع
سالک مطلق نہ چوں اصحاب سمع

سالک مطلق نباشد سمع محض
نہ بود مجذوب مطلق جمع محض

جمع کردہ خویش بہم جذب و سلوک
جامع وصف عبید و ہم ملوک

عاشقاں جملہ عبید او شہ است
نائب ربانی ظل اللہ است

چوں کمیل از چارم زاں عقار
مالک ملک بقا شد تاجدار

تاجداری خواست گردد تاج بخش
بعد معراجش شود معراج بخش

گفت کای ساقی فیاض وجود !!
سلاسًا زدنی بیانا کی وجود

در جوابش گفت آں عادل مزاج
کای کمیل معنوی اطفی السراج

اطف مصباحًا فان صبح لاح
سکن المصباح اذلاح الالصباح

(۱۱۰) صبح لایح چیست آں صبح ازل
حضرت ذات احد عز و جل

لام الف در لفظ الصبح اے امیر
سوے آں صبح ازل آید مشیر

در جواب پنجمیں صبح ازل
یاد کن از قول شاہ بے بدل

در جواب چار میں جذب الاحد
جذب الصبح الازل داں اے سند

چیست آں نور احد صبح ازل
اول است و باطن است دلم یزل

نور واحد چیست مصباح کمال
اخر است و ظاہر است و لایزال

ایں ہمہ اطلاق تجریدے آمدہ
ایں ہمہ تعلیق و تقیید آمدہ

نور توحید است آں لامع سراج
ھیکل التوحید مشکوٰۃ الزجاج

آں ھیاکل آں حقائق آمدہ
آں حقائق نور شارق آمدہ

گاہ الٰہی و ربانی بود !
گاہ اعیانی واکوانی بود !

(۱۲۰) عالم اسماء بود قسم یکم
عالم اکواں بود قسم دوم

قسم اول آمدہ ہمچو زجاج
قسم دوم چیست مصباح السراج

اے کمیل خاص اطلق عن قیود
اطف مصباحا ید اصبح الشہود

ایں ھیاکل جملہ قید جاں تست
ایں حقائق حاجب بینان تست

حاجبین شہ کہ قوسین آمدہ
خود حجاب و پردۂ عین آمدہ

گر حجاب قاب قوسین بردری
خوش بہ خلوت گاہ او ادنیٰ پری

چوں باو ادنیٰ رسیدی زیں دنو — حاصل آمد جانت راسر علو
زانکہ حق را در دنو آمد علو — ذات شہ را در علو باشد دنو
قاب قوسین چیست بجز احمدی — اجتماع باحدی وبے حدی
آں یکی قوسش بود بجز احد — قوس دیگر بجز واحد ذوعدد
چیست او ادنیٰ بگو بجز احد ۱۳۰ — خالص از تعلیق و تقیید و عدد
لی مع اللہ ہست اینجا آں علیؑ — احمدا تو خود بنی مرسلی !!
احمدیت خود حجاب عین بین — خرقۂ احمد بینداز اے امیر
در مقام لی مع ماذ الوصول — می نگنجد نہ بنی و نہ رسولؐ
تو سراج بس منیری احمدا — نور بخش ہر ضمیری احمدا
گشت طالع از دلت صبح احد — منطفی شد آں سراج ذوالعدد
آں نبوت از میاں شد برکنار — جلوہ گر ذات العلی با اقتدار
جلوۂ ذات العلیٰ مقتدر — چوں عیاں شد شد نبوت مستتر
استتار اینجانہ بطلان وفناست — بلکہ خود تکمیل نور کبریاست
معنی اطف السراج البطال نیست — ستر ایں اطفاء بجز اکمال نیست
انما اللہ متمم نورہ — یخرق الاستار عن مستورہ
چیست ایں اتمام تخریق حجاب — پردہ وا شد منکشف شد آفتاب
نسبت ایں کشف الغطار البطال نور — بلکہ خود اکمال نور است و ظہور
ذات از کشف الغطار شد مستبین — بعد کشف التجبیز داد الیقین
ہر کسے از کشف افزودش کمال — غیر ذات آں علی ذو الجلال
زانکہ پیش از کشف شد ذات الیقین — شمس حق عین یقینش را ببین
در شبش بود آفتاب بے زوال — جلوہ گر بر دیدۂ صاحب کمال

سر او کشف الغطاء از آں جناب (ع ۱۴) ایں بود واللہ عالم بالصواب

از دیوان مظفر کرمانی متوفی ۱۲۱۵ھ

ہر کہ تاج معرفت بر سر نہاد — از دم جان بر در حیدر نہاد
خرقہ گر پوشید آں مرد ولی — از علیؑ پوشیدہ اولاد علیؑ

اولیائے شیعیان مرتضیٰؑ
ہم باذن رخصت امر امام!
حاصل سرمقنع حیاں نشاں

منتشر کردہ رہ و رسم ھدیٰ
منتشر عرفاں شدہ بر خاص و عام
رشح جام لوکشف ایقان شان

(از مظفر)

معرفت نورانی

بصائر الانوار میں لکھا ہے کہ سلمان اور ابوذر نے سوال کیا کہ یا امیر المومنین آپ کی معرفت نورانی کیا ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ نورانیت کے ساتھ علیؑ ابن ابی طالب کی معرفت خداوند عزوجل کی معرفت ہے اور نورانیت کے ساتھ خدا کی معرفت دین خالص ہے۔

پھر فرمایا:۔

من کان ظاهره فی ولایتی اکثر من باطنه خَفَّت موازینه یا سلمان لایکمل المومن ایمانه حتی یعرفنی بالنورانیة واذا عرفنی بذلك فهو مومن امتحن الله قلبه للایمان وشرح صدره للاسلام وصار عارفا بدینه مستبصراً ومن قصر من ذالك فهو شاك مرتاب ہ

یا سلمان ویا جندب ان معرفتی بالنورانیة معرفة الله ومعرفة الله معرفتی وهوالدین الخالص بقول الله سبحانه "وما امروا الا بالتوحید وهو الاخلاص وقوله "حنفاء وهو الاقرار بنبوة محمد وهو الدین۔

جس شخص کا ظاہر میری ولایت میں اس کے باطن سے زیادہ ہو اس کے اعمال کا وزن ہلکا ہے اے سلمان مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ مجھے نورانیت کے ساتھ نہ پہچان لے اور جب اس نے نورانیت کے ساتھ مجھے پہچان لیا۔ وہ مومن ہے جس کے قلب کا خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان لے لیا اور اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیا پس وہ اپنے دین کا عارف اور مستبصر ہوگیا اور جو اس سے قاصر رہا وہ شک کرنے والا اور شبہات شیطانیہ میں گرفتار ہے اے سلمان وجندب بتحقیق کہ نورانیت کے ساتھ میری معرفت خدا کی معرفت ہے اور خدا کی معرفت میری معرفت ہے اور یہی دین خالص ہے بقول خدائے تعالیٰ کہ "ان کو نہیں حکم دیا گیا ہے مگر توحید کا اسی کا نام اخلاص ہے اور اس کا قول "مخلص" اقرار ہے۔ محمدؐ کی

ؑ آیت ۱۰ پارہ اوّل

الحنیفؑ[ع۲] وقوله "ويقيموا الصلوٰة" وهي
ولايتي فمن والاني فقد اقام الصلوٰة وهو
صعبٌ مستصعب "ويؤتي الزكوٰة" وهو الاقرار
بالائمة وذالك دين القيمة شهد
القرآن ان الدين القيم الاخلاص بالتوحيد
والاقرار بالنبوة والولاية فمن جآء بهذا
فقد اتى بالدين ۝

يا سلمان ويا جندب المؤمن الممتحن
الذي لم يرد عليه شئ من امرنا الا شرح
الله صدره بقوله ولم يشك ولا يرتاب ومن
قال لم وكيف فقد كفر فسلم الله امره فنحن
امر الله ۝

يا سلمان ويا جندب ان الله جعلني
امينه على خلقه وخليفته في الارضه وبلاده
وعباده واعطاني ما لم يصفه الواصفون
ولا يعرفه العارفون فاذا عرفتموني هكذا فانتم
مومنون ۝

يا سلمان قال الله تعالىٰ واستعينوا
بالصبر والصلوٰة فالصبر محمد والصلوٰة ولايتي
ولذالك قال "وانها لكبيرة ولم يقل وانهما"
ثم قال "الا على الخاشعين" فاستثنى اهل
ولايتي الذين استبصروا بنور هداية۔

يا سلمان نحن سر الله الذي لا يخفى

نبوت کا اور وہی دین حنیفؑ[ع۲] ہے اور اس کے قول
"قائم کرو صلوٰۃ" سے میری ولایت مقصود ہے پس
جس نے ہم سے ولا رکھی ضرور اس نے صلوٰۃ کو قائم کیا
اور وہ سخت اور دشوار تر منزل ہے اور یوتی الزکوٰۃ
سے ائمہ کی منزلت و مقام کا اقرار مقصود ہے اور یہی
خدا کا دین قائم ہے۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ دین قائم
اخلاص ہے توحید کے ساتھ اور اقرار ہے نبوت اور
ولایت کے ساتھ پس جس نے اس پر عمل کیا اس نے
دین کو حاصل کیا۔

اے سلمان و اے جندب امتحان دیا ہوا مومن وہ
ہے کہ جس پر ہمارے امر سے کوئی چیز وارد نہیں ہوتی مگر
یہ کہ اللہ اس کے سینہ کو اس کے قبول کرنے کے لئے
کشادہ کر دیتا ہے۔ اور اس میں وہ شک و شبہ نہیں
کرتا اور جس نے کہا کیونکر اور کیسے وہ کافر ہو گیا پس اللہ
کے امر کو مان لو کہ ہم امر اللہ ہیں۔

اے سلمان و اے جندب خدا نے مجھے اپنی مخلوق
پر امین قرار دیا ہے اور اپنی زمین شہروں اور بندوں
پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے اور مجھے وہ سب کچھ عطا
کیا ہے جس کا نہ ہی وصف کرنے والے وصف کر
سکتے ہیں اور نہ عارفین جان سکتے۔

پس جب تم نے مجھے اس طرح پہچانا تم
مومن ہو۔

اے سلمان! خدا نے فرمایا کہ "استعانت چاہو

ع۲ : حنیف یعنی جو غلط مذہب سے پھر کر صحیح مذہب اختیار کرے مذہب میں مخلص جمع حنفاء

ونوره الذی لا یطفی ونعمة التی لا تجزیٰ
اولنا محمد واوسطنا محمد وآخرنا محمد
فمن عرفنا فقد استکمل الدین القیمۃ
یا سلمان ویا جندب! کنت ومحمد نوراً
نسبح قبل المسبحات ونشرق قبل المخلوقات
فقسم الله ذلك النور نصفین نبی مصطفیٰ
ووصی مرتضیٰ فقال الله عزوجل لذلك
النصف کن محمداً وللآخر کن علیاً ولذلك

قال النبی انا من علی وعلی منی ولا یؤدی
عنی الا انا وعلی. والیه الاشارۃ بقوله
وانفسنا وانفسکم وهو اشارۃ الی اتحاد
هما فی عالم الارواح والانوار ومثله قوله
فان مات او قتل والمراد ههنا مات او قتل
الوصی لانهما شیئ واحد ومعنی واحد و
نور واحد اتحدا بالمعنی والصفۃ وافترقا
بالجسد والتسمیۃ فهما شیئ واحد فی عالم
الارواح وقول رسول انت روح التی بین
جنبی وکذا فی عالم الاجساد انت منی وانا
منك ترثنی وارثك انت منی بمنزله الروح
من الجسد ... والیه الاشارۃ بقوله صلو
علیه وسلموا تسلیماً۔
ومعناه صلوا علی محمد وسلموا لعلیؑ
امره فجعلهما فی جسد واحد جوهری و
فرق بینهما بالتسمیۃ والصفات فی

صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔
پس صبر محمد اور صلوٰۃ میری ولایت ہے اور
اسی وجہ سے فرمایا کہ بہ تحقیق یہ بہت دشوار ہے۔ اور
صرف بہ تحقیق نہیں فرمایا۔ پھر فرمایا "الا علی الخاشعین"
یعنی سوائے اہل خشوع کے۔ پس ہمارے اہل ولایت
کو جنہوں نے ہمارے نور ہدایت سے بصیرت حاصل کی
ہے اس سے مستثنیٰ کر دیا۔
اے سلمان ہم خدا کے وہ راز ہیں جو مخفی نہیں
اور خدا کا وہ نور ہیں جو بجھایا نہیں جا سکتا اور ہم اس
کی وہ نعمت ہیں جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا
اول بھی محمد ہے اوسط بھی محمد ہے اور آخر بھی محمد ہے
پس جس نے ہمیں اس طرح پہچانا اس نے اپنے دین
قائم کی تکمیل کی۔
اے سلمان و اے جندب میں اور محمد ایک نور
تھے اور تسبیح کرنے والوں سے پہلے تسبیح کرتے تھے اور
مخلوقات کے پہلے سے متجلی رہتے تھے پس اللہ نے اس
نور کی نبی مصطفیٰ اور وصی مرتضیٰ میں تنصیف کی۔ پس اللہ
عزوجل نے ایک نصف سے کہا کہ محمدؐ ہو جا اور دوسرے
نصف سے کہا علیؑ ہو جا اور اسی لئے نبی نے فرمایا کہ
میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے ہے اور کوئی
شخص سوائے میرے اور علیؑ کے ہماری طرف
سے (کارہائے تبلیغ) انجام نہیں دے سکتا اور اسی
طرف قول خدا کا اشارہ ہے کہ "انفسنا و انفسکم" اور یہ
اشارہ عالم ارواح و انوار میں ان دونوں کے اتحاد کی
طرف ہے اور خدا کے قول کا اگر وہ مر جائے یا قتل کر دیا

الامر فقال صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ فقال صلّوا علی النبیّ وسلّموا علی الوصی ولا تنفعکم صلوتکم علی النبی بالرسالۃ الا تبسلیمکم علیٰ علی بالولایۃ ؕ

یا سلمان ویا جندب! وکان محمد الناطق وانا الصامت ولایۃ فی کل زمان من صامت وناطق فمحمد صاحب الجمع وانا صاحب الحشر و محمد المنذر وانا الهادی ومحمد صاحب الجنۃ وانا صاحب الرجعۃ محمد صاحب الحوض وانا صاحب اللوآء محمد صاحب المفاتیح وانا صاحب الجنۃ والنار محمد صاحب الوحی وانا صاحب الالهام محمد صاحب الدلالات وانا صاحب انا صاحب المعجزات محمد خاتم النبیین وانا خاتم الوصیین و محمد صاحب الدعوۃ وانا صاحب السیف والسطوۃ محمد النبی الکریم انا الصراط المستقیم محمد الرؤف الرحیم وانا العلی العظیم ؕ

یا سلمان قال اللّٰہ سبحانہ یلق الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہٖ ولا یعطی ھذا الروح الا من فوض الیہ الامر والقدرۃ وانا احی الموتی واعلم ما فی السموات والارض وانا الکتاب المبین۔

یا سلمان محمد مقیم الحجۃ وانا حجۃ الحق علی الخلق وبذلک الروح عرج بہ الی السماء انا حملت

جائے، کا مقصد یہ ہے کہ نبی مرجائے یا وصی قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ دونوں شے واحد معنی واحد اور نور واحد ہیں اور معنی وصفت میں متحد ہیں اور جسد اور نام ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں پس وہ دونوں عالم ارواح میں شئے واحد ہیں جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "تم وہ روح ہو جو میرے پہلو میں ہے اور اسی طرح عالم اجتہاد کے لئے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں میں تمہارا وارث ہوں اور تم میرے وارث ہو تم مجھ سے بمنزلت روح کے ہو جسد سے... اور اسی طرف قول خدا کا ارشاد ہے کہ صلو علیہ وسلموا تسلیماً اور اس کی معنی ہے کہ صلوٰۃ محمدؐ پر اور سلام علیؑ پر بھیجو پس اس نے جمع کیا ان دونوں کو جسد واحد جوہری میں اور فرق کیا دونوں کے درمیان تسمیہ اور صفات کے ساتھ پس فرمایا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً یعنی صلوٰۃ بھیجو نبی پر اور سلام وصی پر صرف نبی پر تمہاری صلوات رسالت کے ساتھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ تم علیؑ کو ولایت کے ساتھ تسلیم نہ کرو۔

اے سلمان واے جندب اپنے زمانہ میں محمدؐ ناطق تھے اور میں صامت، ہر زمانہ میں صامت اور ناطق دونوں متصرف رہتے ہیں۔

پس محمدؐ صاحب الجمع ہیں اور میں صاحب حشر محمدؐ ڈرانے والے ہیں اور میں ہدایت کرنے والا محمدؐ صاحب جنت ہیں اور میں صاحب رجعت محمدؐ صاحب حوض ہیں اور میں صاحب لوا ہوں محمدؐ صاحب مفاتیح ہیں اور میں صاحب جنت و جہنم، محمدؐ صاحب وحی ہیں

نوحًا فی السفینۃ۔ انا صاحب یونس فی بطن الحوت وانا الذی جاوزت موسیٰ فی البحر و اھلکت القرون الاولی اعطیت علم الانبیاء والاوصیاء وفصل الخطاب وبی تمت نبوۃ محمد انا اجریت الانھار والبحار وفجرت الارض عیونًا۔ انا کاب الدنیا لوجھھا انا عذاب یوم الظلۃ انا الخضر معلم الموسیٰ انا معلم داؤد و سلیمان انا ذوالقرنین، انا الذی رفعت سمکھا باذن اللّٰہ عزوجل انا دعوت ارضھا انا عذاب یوم اظلہ انا المنادی من مکان بعید، انا دابۃ الارض انا کما قال لی رسول اللّٰہ انت یاعلی ذوقرنیھا وکلا طرفیھا ولک الاخرۃ والاولیٰ ۵

یاسلمان ان میتنا اذا مات لم یمت ومقتولنا لم یقتل وغائبنا اذا غاب لم یغب لم نلد ولم نولد فی البطون ولا یقاس بنا احد من الناس انا تکلمت علیٰ لسان عیسیٰ فی المھد، انا نوح، انا ابراھیم انا صاحب الناقۃ انا صاحب الرجفۃ انا صاحب الزلزلۃ انا اللوح المحفوظ الی انتھیٰ علم ما فیہ انا اتقلب فی الصور کیف شاء اللّٰہ من رآھم فقد رآنی ومن رآنی فقد رآھم

اور میں صاحب الہام، محمدؐ صاحب دلالت ہیں اور میں صاحب معجزات محمدؐ خاتم النبین ہیں اور میں خاتم الوصیین محمدؐ صاحب دعوات ہیں اور میں صاحب سیف وسطوت محمدؐ نبی کریم ہیں اور میں صراط مستقیم محمدؐ رؤف ورحیم ہیں اور میں علی العظیم ہوں۔

اے سلمان خدا نے فرمایا کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے روح سے القا کرتا ہے اور یہ روح کسی کو عطا نہیں ہوتی مگر جس کو امر اور قدرت تفویض کئے گئے ہوں چنانچہ میں زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور جانتا ہوں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور میں کتاب مبین ہوں۔

اے سلمان محمدؐ قائم کرنے والے ہیں حجت کے اور میں مخلوق پر حجت خدا ہوں اسی لئے روح اس کے ساتھ آسمان کی طرف بلند ہوئی۔ میں نے نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا۔ میں مچھلی کے پیٹ میں یونس کا ساتھی تھا۔ میں ہی وہ ہوں جس نے موسیٰ کو بحر سے گذار دیا اور قرون اولیٰ کو ہلاک کیا۔ مجھے علم انبیاء و اوصیاء اور فصل خطاب عطا کیا گیا ہے اور محمدؐ کی نبوت تمام مکمل ہوئی میری وجہ سے میں ہوں نہروں کا اور سمندروں کا جاری کرنے والا میں نے زمین میں چشمے جاری کئے۔ میں دنیا کے باپ کے مثل ہوں میں، ہوں یوم ظلّہ کا عذاب بھیجنے والا میں موسیٰ کا معلم خضر ہوں میں معلم ہوں داؤد، سلیمان کا میں ذوالقرنین ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے دفع کیا اس کے نشیب وفراز کو حکم خدا سے۔ میں ہی نے زمین کو پھیلایا میں یوم ظلمت کا عذاب بھیجنے والا ہوں میں مکان بعید

ونحن فی الحقیقة نور اللّٰہ الذی لایزول ولا یتغیرہٗ

یا سلمان بنا شرف کل مبعوث فلا تدعونا اربابًا وقولوا فینا ما شئتم ففینا ھلک وبنا نجیٰ ہٗ

یا سلمان من آمن بما قلت وشرحت فھو مومن امتحن اللّٰہ قلبہ للایمان ورضی عنہ ومن شک وارتاب فھو ناصب وان ادعی ولایتی فھو کاذب ہٗ

یا سلمان انا والھداۃ من اھلبیتی سر اللّٰہ المکنون واولیاؤہ المقربون کلنا واحد وسرنا واحد فلا تفرقوا فینا فتھلکو فانا نظھر فی کل زمان لما شآء الرحمٰن فالویل کل الویل لمن انکر ما قلت ولاینکرہ الا اھل الغباوۃ ومن ختم علی قلبہ وسمعہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ ہٗ

یا سلمان انا ابو کل مومن ومومنة

یا سلمان انا الطامة الکبریٰ انا الازفة اذا ازفت انا الحاقة انا القارعة انا الغاشیة ہٗ انا الصاخة انا المحنة النازلة ونحن الایات والدلالات والحجب ووجہ اللّٰہ انا کتب اسمی علی العرش فاستقر وعلی السماوات فقامت وعلی الارض فرشت وعلی الجبال فرست وعلی الریح فذرت وعلی البرق

سے ندا دینے والا ہوں میں دابة الارض ہوں میں وہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا یا علی تم ذوالقرنین ہو اور اس کے دونوں کنارے ہو تمہارے ہی لئے ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔

اے سلمان ہم میں سے کوئی مرجائے تو وہ مردہ نہیں اور کوئی ہمارا مقتول ہو تو وہ قتل ہی نہ ہوا اور ہم میں کا غائب غائب نہیں ہمارا سلسلہ توالد وتناسل بطون میں نہیں اور لوگوں کی طرح ہم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا میں نے گہوارہ سے عیسیٰ کی زبان سے بات کی تھی۔ میں نوح کا مونس اور ابراہیم کا مددگار ہوں میں عذاب کا بھیجنے والا ہوں اور میں صاحب رجفہ اور صاحب زلزلہ ہوں میں لوح محفوظ ہوں اور اس میں جو کچھ علم ہے مجھ ہی پر منتہا ہوا جس صورت میں خدا چاہتا ہے میں منقلب ہوجاتا ہوں جس نے ان صورتوں کو دیکھا مجھے دیکھا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے ان کو دیکھا ہم درحقیقت اللہ کا وہ نور ہیں جس کو نہ زوال ہے اور نہ تغیر۔

اے سلمان ہر پیغمبر نے ہمارے ہی سبب سے شرف حاصل کیا تم ہمیں خدا نہ کہو اور پھر ہمارے بارے میں جو چاہو کہو لوپس ہماری ہی وجہ سے ہلاک ہونے والا ہلاک ہوا اور نجات پانے والے نے نجات پائی۔

اے سلمان میں نے جو کچھ کہا اور شرح کی اس پر جو ایمان لایا وہ مومن ہے جس کے قلب کا امتحان اللہ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ اور اس سے راضی ہے اور جس نے شک کیا وہ ناصبی ہے اگر وہ ہماری ولایت کا دعوی کرے تو جھوٹا ہے۔

فلمع وعلی البرق فلمع وعلی النور
فسطع وعلی السحاب فدمع وعلی
الرعد فخشع وعلی اللیل فدجی و
اظلم وعلی النھار فانار و
تبسم۔

(مشارق الانوار)

اے سلمان میں اور وہ ہادی جو میری اہلبیت سے ہیں خدا کے راز مکنون اور اس کے مقرب اولیا ہیں۔
ہم سب ایک ہیں ہمارا امر ایک ہے اور ہمارا راز ایک ہے پس ہم میں تفرقہ نہ ڈالو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔
ہم ہر زمانہ میں حسب مشیت رحمانی ظاہر ہوں گے وائے ہے بالکل وائے ہے اس شخص کے لئے جو اس سے انکار کرے جو میں نے کہا ہے کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرتا مگر وہی جو غبی اور احمق ہے اور جس کے قلب اور کانوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

اے سلمان میں ہر مومن و مومنہ کا باپ ہوں۔ اے سلمان میں بہت بڑا گرا دینے والا ہوں میں جلد آنے والا ہوں میں جب آجاؤں سب کو گھیر لینے والا سب کے دلوں پر ضرب لگانے والا اور سب کو ہرا کر دینے والا ہوں میں نازل ہونے والا امتحان ہوں۔ ہم خدا کی آیات ہیں اور اس کی دلیلیں اور حجاب ہیں۔ اور وجہ خدا ہیں۔ میں وہ ہوں جس کا نام عرش پر لکھا ہوا ہے۔ اسی لئے وہ قرار پایا اور آسمانوں پر لکھا ہوا ہے۔ جس سے وہ قائم ہوئے اور زمین پر لکھا گیا تو وہ قرار پکڑی اور پہاڑوں پر لکھا گیا تو وہ بلند ہوئے۔ اور ہوا پر لکھا گیا تو وہ اڑنے لگی اور برق پر لکھا گیا تو وہ چمکی اور بارش کے قطروں پر لکھا گیا تو وہ جاری ہوئے۔ نور پر لکھا گیا تو وہ روشن ہوا بادلوں پر لکھا گیا تو وہ برسنے لگے اور رعد پر لکھا گیا تو اس نے خشوع کی صدا بلند کی رات پر لکھا گیا تو وہ تاریک ہوئی اور دن پر لکھا گیا تو وہ چمک اٹھا اور تبسم کیا۔

حدیث نورانی

از بحر المعارف

سلمان اور ابوذر کے معرفت نورانی سے متعلق سوال کرنے پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نورانیت کے ساتھ میری معرفت خداوند عزوجل کی معرفت ہے اور نورانیت کے ساتھ خدا کی معرفت دین خالص ہے۔ پھر فرمایا :۔

فمن اقام ولایتی فقد اقام الصلوٰۃ و — جس نے میری ولایت کو قائم کیا اس نے صلوٰۃ کو قائم

المومن الممتحن الذی لا یرد علیہ شئی من امرنا الا شرح اللہ صدرہ بقولہ ولم یشک ولم یرتد ومن قال لم وکیف فقد کفر فسلم اللہ امرہ ونحن امر اللہ واعلم انی عبد اللہ عزوجل وجعلنی خلیفۃ علی عبادہ وبلادہ وامینہ علی خلقہ فی ارضہ لا تجعلونا اربابًا وتولوا فی فضلنا ما شئتم فانکم لا تبلغون کنہ ما فینا ولا نہایۃ فان اللہ عزوجل قد اعطانا اکبر واعظم مما یصفہ واصفکم او یخطر علی قلب احد کم اولیعرفہ العارفون فاذا عرفتمونا ھکذا فانتم المومنون انا ومحمد نور واحد من نور اللہ عزوجل فامر اللہ تبارک و تعالٰی ذلک النور ان ینشق فقال للنصف کن محمد او صار محمد او قال للنصف الاخر کن علیًا صار علیًا ومحمد الناطق وصرت انا الصامت قال نضرب بید علی الاخری فقال صار محمد صاحب الجمع وصرت انا صاحب النشر وانا صاحب اللوح المحفوظ الھمنی اللہ علم ما فیہ صار محمد خاتم النبیین وانا خاتم الوصیین وصار محمد النبی الکریم وانا الصراط المستقیم صار محمد الرؤف الرحیم وانا العلی

کیا امتحان لیا ہوا مومن ہمارے امر سے کسی شے کو رد نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے قبول کرنے کے لئے خدا اس کے سینہ کو کھول دیتا ہے اور وہ نہ شک کرتا ہے اور نہ رد کرتا ہے اور جس نے کہا کہ نہیں اور کس طرح پس وہ کافر ہوا۔ پس اللہ نے اپنے امر کو مسلم کر دیا اور ہم امر خدا ہیں جان لو کہ میں خدائے عزوجل کا بندہ ہوں اور اس نے اپنے بندوں پر اور اپنے شہروں میں مجھے اپنا خلیفہ بنایا اور زمین میں اپنی مخلوق پر اپنا امین قرار دیا ہے تم ہم کو رب مت قرار دو اور ہماری فضیلت میں جو چاہتے ہو کہو پس بہ تحقیق کہ تم نہ اس چیز کی کنہ کو پہنچ سکو گے اور نہ اس کی انتہا کو جو ہم میں ہے۔ بیشک خدائے عزوجل نے ہم کو اس سے زیادہ عطا فرمایا ہے جو تمہارے وصف کرنے والے وصف کر سکیں اور تم میں سے کسی کے قلب میں خیال پیدا ہو سکے یا پہچاننے والے اس کو پہچان سکیں پس تم جب ہماری معرفت اس طرح حاصل کر دگے۔ تم مومن ہو اور محمدؐ خدا کے نور سے ہیں اور نور واحد ہیں پس اللہ نے اس نور کو حکم دیا کہ شق ہو جائے اور نصف کے لئے فرمایا کہ محمدؐ ہو جا وہ محمدؐ ہو گیا اور دوسرے نصف سے فرمایا کہ علی ہو جا اور وہ علی ہو گیا۔ محمدؐ ناطق تھا اور میں ساکت رہا۔

پھر حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر فرمایا کہ محمد صاحب الجمع ہیں اور میں صاحب نشر اور صاحب لوح محفوظ ہوں خدا نے مجھے الہام فرمایا ان چیزوں کا جو اس میں ہیں۔ محمد خاتم النبین ہیں اور میں خاتم الوصی ہوں۔ محمدؐ نبی کریم ہیں اور میں صراط مستقیم

العظیم وانا النبا العظیم انا الذی
حملت نوحًا فی السفینة بامر ربی انا الذی
اخرجت یونس من بطن حوت انا الذی
جاوزت بموسیٰ بن عمران البحر بامر
ربی انا الذی اخرجت ابراھیم من
النار وانا عذاب یوم الظلة وانا المنادی
من مکان قریب وانا الخضر عالم موسیٰ
وانا معلم داود وسلیمان وانا ذوالقرنین
وانا قدرة اللّٰه عزوجل انا محمد ومحمد
انا قال اللّٰه تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان
بینھما برزخ لا یبغیان انا امیر کل
مومن ومومنة ممن مضیٰ وممن
بقی وایدت بروح العظمة وانا تکلمت
علی لسان عیسیٰ بن مریم فی المھد و
انا ابراھیم وانا موسیٰ وانا عیسیٰ و
انا محمد اتقلب فی الصور کیف اشاء
من رآنی فقد رآھم ونحن نور اللّٰه
الذی لا یتغیر دائمًا انا عبد من عباد
اللّٰه تعالیٰ۔ انا آیات اللّٰه ودلائله وحج
اللّٰه وخلیفته وعین اللّٰه ولسانه بنا
یعذب اللّٰه عباده وبنا یثیب ولو قال احد
لم وکیف وفیم لکفر واشرک وانا احیی
وامیت باذن ربی وانا عالم بضمائر
قلوبکم والائمة من اولادی یعلمون
ھذا ویعقلون ھذا اذا حبوا وارادوا الا انا

محمدؐ رؤف ورحیم ہیں اور میں علی العظیم اور خبر عظیم ہوں
میں وہ ہوں جس نے نوحؑ کو حکم رب سے کشتی میں سوار
کیا میں وہ ہوں جس نے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے
نکالا۔ میں وہ ہوں جس نے موسیٰ بن عمران کو اپنے رب
کے حکم سے دریا پار کرایا۔ میں ہوں جس نے ابراہیم کو
آگ سے نکالا، میں ہوں یوم ظلہ کا عذاب بھیجنے والا
میں ندا دینے والا ہوں مکان قریب سے میں ہوں خضر
معلم موسیٰؑ میں ہوں داؤدؑ اور سلیمان کا معلم۔ میں
ذوالقرنین ہوں اور میں خدائے عزوجل کی قدرت ہوں
میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں۔ خدا نے فرمایا کہ دونوں سمندروں
کو ملا دیا جن کے درمیان رکاوٹ ہے وہ ایک دوسرے
پر زیادتی نہیں کرتے۔ میں ہوں امیر ہر مومن و مومنہ کا
جو گذر گئے اور جو باقی ہیں روح عظمت سے میری تائید کی
گئی۔ میں نے جھولے میں عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے تکلم
کیا۔ میں ابراہیمؑ ہوں میں موسیٰؑ ہوں میں عیسیٰؑ ہوں اور
میں محمدؐ ہوں جس صورت میں چاہوں میں اپنے کو بدل لیتا ہوں
جس نے مجھے دیکھا ان صورتوں کو دیکھا اور ہم اللہ کا وہ
نور ہیں جس میں دائمًا کوئی تغیر نہیں واقع ہوتا۔ میں ایک بندہ
ہوں۔ بندگان خدا سے میں آیات خدا اور اس کے دلائل
و حجج اور اس کا خلیفہ اور اللہ کی آنکھ اور اس کی زبان ہوں
ہماری ہی وجہ خدا اپنے بندوں پر عذاب کرے گا اور
ہماری ہی وجہ ثواب اگر کسی نے ہمارے متعلق کیوں کیا
یا نہیں کہا وہ کافر ہو گیا اور اس نے شرک کیا۔ میں زندہ
کرتا ہوں اور مارتا ہوں اپنے رب کی اجازت سے میں
جاننے والا ہوں تمہارے دلوں کے رازوں کا و نیز

كلنا واحد اولنا محمد واوسطنا محمد
وآخرنا محمد وكلنا محمد فلا تفرقوا
بيننا، فانا نظهر في كل زمان ووقت اذا اردوا
في اي صورة شئنا باذن الله عزوجل
واذا شئنا شاء الله واذا كرهنا كره الله.
الويل كل الويل لمن انكر فضلنا وخصوصيتنا
وقد اعطينا الله عزوجل الاسم
الاعظم لو شئنا خرقنا السموات والارض
والجنة والنار ونعرج به السماء و
نهبط به الارض نغرب ونشرق وننتهي
به الى العرش فنجلس عليه بين يدي
الله عزوجل ويطيعنا كل شئ حتى
السموات والارض والشمس والقمر
والنجوم والجبال والبحار والشجر والدواب
والجنة والنار ومع هذا كلمة ناكل و
نشرب ونمشي في الاسواق ونعمل
هذه الاشياء بامر ربنا ونحن عباد الله
المكرمون الذين لا يسبقونه بالقول
وهم بامره يعملون معصومين مطهرين
وفضلنا على كثير من عباده المومنين
الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا
لنهتدي لولا ان هدانا الله وحقت
كلمة العذاب على الكافرين اعني الجاحدين
بكل ما اعطانا الله من الفضل
والاحسان ۝

میری اولاد سے آئمہ جب ارادہ کرتے اور چاہتے ہیں
اس کو جان لیتے اور سمجھ جاتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بتحقیق
ہم سب ایک ہیں ہمارا اول محمد ہمارا درمیانی محمدؐ اور
ہمارا آخر محمدؐ ہے اور ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔ پس
ہمارے درمیان فرق نہ کرو۔ پس ہم ہر زمانہ میں ہر وقت
جس صورت میں چاہیں اذن خدا سے ظاہر ہوتے ہیں
اور جب ہم چاہتے ہیں تو خدا چاہتا ہے اور جس چیز کو
ہم مکروہ سمجھتے ہیں اس کو اللہ بھی مکروہ سمجھتا ہے ہلاکت
ہو پوری ہلاکت اس کے لئے جس نے ہماری فضیلت
سے اور ہماری خصوصیت سے انکار کیا۔ خدائے عزوجل
نے ہم کو اسم اعظم عطا کیا ہے اگر ہم چاہیں تو آسمانوں
زمینوں اور جنت وجہنم کو شگافتہ کردیں انہی اسمائے اعظم
کی وجہ آسمانوں پر بلند ہو جائیں زمین کے اندر چلے جائیں
اور مغرب ومشرق میں چلے جائیں اور اسی کی وجہ عرش کی
طرف منتہی ہو جائیں اور اس پر خدائے عزوجل کے سامنے
بیٹھ جائیں۔ ہر شے یہاں تک کہ سماوات، زمین، شمس وقمر
ستارے، پہاڑ، سمندر، درخت، چوپائے اور جنت وجہنم
ہماری اطاعت کرتے ہیں۔ باوجود ان تمام فضائل کے
ہم کھاتے ہیں پیتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں۔ یہ سب ہم
اپنے رب کے حکم سے ہی کرتے ہیں اور ہم اللہ کے وہ
مکرم بندے ہیں جو اس کے حکم سے ایک سر مو تجاوز نہیں
کرتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ہم معصومین اور
مطہرین ہیں۔ اس نے ہم کو اپنے بہت سے مومنین بندوں
پر فضیلت دی ہے۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس
نے ہماری ہدایت کی اگر اللہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت

یاجندب دیا سلمان ھذا معرفتی بالنورانیۃ نتمسک بہا راشداً انا ثلہ لایبلغ احداً من شیعتنا حد الاستبصار حتیٰ یعرفنی بالنورانیۃ فاذا عرفنی بہا کان مستبصراً بالغاً کاملاً قد خاص بحراً من العلم وارتقیٰ درجۃً من الفضل واطلع سراً من سر اللہ ومکنون خزائنہ ؃

(بحر المعارف صہ ۲۲۸)

نہ پاتے۔ کافرین کے لئے یعنی جان بوجھ کر ہمارے ان تمام نضائل سے جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے۔ انکار کرنے والوں پر کلمہ عذاب ثابت ہوگیا۔

اے سلمان واے جندب نورانیت کے ساتھ یہ میری معرفت ہے اس سے مضبوطی کے ساتھ متمسک رہو۔ پس ہمارے شیعوں میں سے کوئی حد استبصار تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ مجھ کو نورانیت کے ساتھ نہ پہچانے پس جب اس طرح میری معرفت حاصل کرو گے مستبصر بالغ دکامل ہوجاؤ گے۔ سمندر علم سے علم کے ساتھ فیض یاب ہوگے اور فضل کے مدارج پر بلند ہوگے اور اللہ کے پوشیدہ خزانوں اور اس کے اسرار سے اطلاع پاؤ گے۔

حضرت علیؑ کا نام

حضرت سلمان نے سوال کیا کہ یا سیدی آپ کا نام کیا ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ انا الذی لایقع علیہ اسم ولا صفۃ ؃

ظاہری امامۃ وباطنی غیب لایدرک ؃ یعنی میں وہ ہوں جس پر نہ اسم کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ صفت کا میرا ظاہر امامت ہے اور میرا باطن غیب ہے جس کا ادراک ممکن نہیں۔ (شرح زیارت جامعہ ج ۳)

صدائے ناقوس

کتاب امالی میں صالح بن عیسیٰ نے حارث بن اعود سے روایت کی ہے دنیز احسن الکبار میں مذکور ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام شام تشریف لے جا رہے تھے ایک مقام پر گھوڑے کی باگ موڑ دی اور جنگل کا رخ کیا اور فرمایا کہ اس جنگل میں ایک دیر ہے جس میں ایک نصرانی رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے زنّار کو توڑ دوں اور ناقوس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔ چنانچہ حضرت معہ اصحاب کے روانہ ہوئے اور جب دیر کے قریب پہونچے نصرانی نے دیر سے

سر نکال کر پوچھا کہ اے سرخ رو جوان کہاں سے آرہے ہو اور کدھر کا ارادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور جہاد کے ارادہ سے شام جارہا ہوں۔

نصرانی نے پوچھا کہ اے جوان تم فرشتہ ہو یا انسان۔ حضرت نے فرمایا کہ میں انسانوں اور جنوں کا مقتدا اور فرشتوں کا پیشوا ہوں۔ نصرانی نے کہا کہ میں نے انجیل میں طاب طاب پڑھا ہے کیا یہ تمہارا نام ہے۔ فرمایا کہ طاب طاب محمد مصطفٰیؐ کا نام ہے اور میرا نام شنطیا ہے۔ عرض کیا کہ توریت میں جو میت میت لکھا ہے کیا وہ آپ کا نام ہے۔ فرمایا کہ میت میت محمد مصطفٰیؐ کا نام ہے اور میرا نام ایلیا ہے۔ عرض کیا کہ آیا آپ مسیح ہیں۔ فرمایا کہ میں عیسٰی نہیں ہوں، عیسٰی میرے دوست ہیں۔ عرض کیا کیا آپ موسٰی ہیں اور عصا و ید بیضا لے کر آئے ہیں فرمایا کہ میں موسٰی نہیں ہوں۔ موسٰی میرے دوستوں میں سے ہیں۔ عرض کیا کہ آپ کے معبود کا واسطہ اپنا نام و نسب بتائیے فرمایا کہ ہر قوم اور ہر گروہ میں میرا نام الگ ہے۔ چنانچہ عرب مجھ کو ہل اتی پکارتے ہیں۔ آسمان اول پر میرا نام عبدالحمید ہے۔ آسمان دوم پر عبدالصمد آسمان سوم پر عبدالمجید آسمان چہارم پر ذوالعلیٰ اور آسمان پنجم پر علیؑ اعلیٰ ہے۔ حضرت رب العزت نے مجھ کو امارت کی مسند پر بٹھایا ہے علی نام اور امیرالمومنین لقب رکھا۔ رسول کریمؐ نے مجھ کو ابوتراب فرمایا میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا اور میرے باپ نے میری کنیت ابوالحسن رکھی۔

یہ سن کر نصرانی ناقوس بجانا شروع کیا۔ حضرت نے پوچھا کہ آیا تو جانتا ہے کہ ناقوس کیا کہہ رہا ہے عرض کیا کہ یہ کانسہ کا بنا ہوا اور میں خاک کا پتلا ہوں۔ خاک کانسہ کی بات کیا جانے۔ فرمایا کہ سلیمان تمام جانوروں کی زبان جانتے تھے میں محمد مصطفٰیؐ کا وصی ہوں۔ کیا میں بیان کروں کہ ناقوس کیا کہہ رہا ہے۔ عرض کیا کہ ضرور فرمائیے۔

حضرت نے سمجھایا کہ یہ کس طرح دنیا کی تباہی اور بربادی کو بیان کرتا ہے۔ تب نصرانی نے ایک صیحہ لگایا اس کے ساتھ ہی چارسو نصرانی جو اس دیر میں رہتے تھے دوڑے اور اس کا صیحہ کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ ایک خوبصورت جوان اس دیر میں آئے گا۔ جو صدائے ناقوس کو سمجھائے گا وہ مدح و ثناء کا سزاوار ہوگا۔ جو اس پر ایمان لائے گا۔ نجات پائے گا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کرے گا دوزخ میں جائے گا۔ اس جوان نے میرے ناقوس کی آواز کو اس طرح سمجھایا۔ پس میں اس کے دین کو اختیار کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی تمام نصاریٰ نے جو اس دیر میں رہتے تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کرلیا۔ (کوکب دری)

صدائے ناقوس کی تشریح حضرت امیرالمومنینؑ نے اس طرح فرمائی۔:

(۱)	لا الہ الا اللہ	لا الہ الا اللہ
	حقاً حقاً صدقاً صدقاً	یہ بالکل حق ہے بالکل سچ ہے۔
(۲)	سبحان اللہ حقاً حقاً	یہ حق ہے کہ اللہ پاک ہے۔

اِنَّ الْمَوْلٰی صَمَدٌ یَبْقٰی
بیشک وہ سب کا مولا ہے وہ بے نیاز اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

(۳) صِدْقًا صِدْقًا حَقًّا حَقًّا
میرا کہنا حق اور سچ ہے۔

یَحْلُمُ عَنَّا رِفْقًا رِفْقًا
وہ ہم سب سے حلم و رفق سے پیش آتا ہے۔

(۴) اِنَّ الْمَوْلٰی یَسْئَلُنَا
بہ تحقیق کہ وہ سب کا مولا (روز قیامت) ہم سب سے سوال کریگا

وَیُرَافِقُنَا وَیُحَاسِبُنَا
وہ ہمارا حساب لے گا اور ہم میں جو نیک ہیں) ان پر رفق و مدارا کریگا

(۵) یا مولانا لا تہلکنا
اے ہمارے مولا تو ہم کو ہلاک نہ کر

وتدارکنا واتّخذنا
ہم کو ہر آفت سے بچا اور اپنی خدمت میں رکھ

(۶) حِلْمُکَ عنا قد جرّانا
تیرے حلم نے ہم کو جرأت دلادی

یا مولانا عفوک عنّا
اے ہمارے مولا ہم کو معاف کردے

(۷) اِنَّ الدُّنیا قَدْ غَرَّتْنَا
بیشک دنیا نے ہم کو دھوکا دیا

واشغلتنا واستہوتنا
اور ہم کو اپنے میں مشغول کرلیا اور راہ دین سے سرگشتہ کردیا

(۸) قد ضیّعنا دارًا تبقی
ہم نے دار باقی کو ضائع کردیا

واستوطنّا دارًا تفنی
اور دار فانی کو وطن بنا لیا۔

(۹) ابن الدنیا جمعًا جمعًا
اے دنیا کے بیٹے دنیا جماعت جماعت

تفنی الدنیا قرنًا قرنًا
اور قرن قرن کو فنا کر دیتی ہے

(۱۰) کُلٌّ مَوْتٰی کُلًّا مَوْتٰی
سب کے لئے موت ہے سب کے لئے موت ہے

کُلًّا مَوْتٰی کُلًّا دَفْنٰی
سب کو مرنا ہے۔ اور سب کو دفن ہونا ہے۔

(۱۱) یا ابنَ الدنیا جمعًا جمعًا
اے دنیا دار جمع کرے (اعمال نیک کا ذخیرہ)

یا ابنَ الدنیا مہلًا مہلًا
اے فرزند دنیا ٹھہر جا ٹھہر جا (دنیا کے کام میں جلدی نہ کر۔)

(۱۲) یا ابنَ الدّنیا دقًّا دقًّا
دنیا والے (اس کی رحمت کا دروازہ) کھٹکھٹائے جا۔

یا ابنَ الدّنیا وزنًا وزنًا
دنیا والے (کوئی عمل بیجا نہ ہو اور ہر کام ناپا تولا ہو۔

(۱۳) لولا جہلی ما ان کانت
اگر میں نہ جانتا جیسی وہ ہے تو

عِنْدِیَ الدُّنیا اِلَّا سِجْنًا
دنیا کو قید کا گھر سمجھتا۔

(۱۴) یا ذا مَنْ ذا کَمْ ذا ھٰذا
(اے دنیادار) بتا کہ دنیا کتنی ہے اور کیا ہے۔

لَسْنَا نَرجو انجوا لکنّی
(۱۵) خَیراً خَیراً شراً شراً
شَیئاً شَیئاً حُزناً حُزناً
(۱۶) اِنَّ المولیٰ قداً نَذرَنَا
اِنّا نحشَرھذلاً بُھمَا
(۱۷) لَسنَا نَدرِی مَافرّطنَا
فِیھا الاّ یومَاً مِتنَا
(۱۸) مَامِن یَومٍ یمضی عَنّا
الاّ اَوھَن منّاً رُکنَا
عَجّلِ قبلَ الموت الوزنَا

کیا دنیا ایسی عمدہ ہے کہ تو اس پر للچاتا ہے
خیر کا انجام خیر اور شر کا انجام شر ہوگا
(دنیا میں جو کروگے) ہر بات کا بدلہ ملے گا غم کے کام کا بدلہ غم ملے گا
ہم کو مولا نے ڈرایا ہے
یوم حشر ہم ننگے ہوں گے کوئی ہمیں نہ پہچانے گا۔
دنیا میں جو کئے ہیں اس پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔
اس کا حال اسی وقت معلوم ہوگا جب مریں گے۔
ہمارا کوئی دن ایسا نہیں گذرتا
جس میں ایک نہ ایک ہم سے نہ مرتا ہے
اپنی موت سے پہلے اپنے اعمال کا وزن کرنے میں عجلت کر
(کتاب امالی، کوکب دری، ریاض الشہادت)

خطبہ بغیر الف (خطبہ مونقہ)

یہ خطبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے معجزات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ میں اول تا آخر ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس میں الف ہو حالانکہ زبان عربی میں الف ایسا حرف ہے جو سب سے زیادہ مستعمل ہے۔

مطالب السئول میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول کریم اور چند اصحاب ایک مقام پر جمع تھے اور بحث شروع ہوئی کہ حروف تہجی میں کون سا حرف ایسا ہے جس کے بغیر کوئی جملہ پورا نہیں ہو سکتا اور الفاظ میں جس کا سب سے زیادہ استعمال ہو سب نے اتفاق کیا کہ الف کے بغیر کلام کرنا ناممکن ہے۔ اس محفل میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے یہ سنتے ہی آپ نے فی البدیہہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

حَمِدْتُ حَمْدَہٗ وعَظُمت
مِنّتُہٗ وسبقتہ نعمتہ وسبقت غَضَبَہٗ
رَحْمَتُہٗ وتمّت کلمتہٗ ونَفَذَت مشیّتہٗ
وبلغت حجّتہٗ وعَدَلت تضیتہٗ
حَمِدتہٗ حَمْدَ مقرٍّ بربوبیتہٖ متخنع
بعبودیّتہٖ منفعل من خطیئتہٖ معترف

حمد کرتا ہوں میں اس کی جس کا احسان عظیم ہے اس کی نعمت وسیع و کامل ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے اس کی حجت بہ طرح جلکی ہے اور اس کا فیصلہ مبنی بر عدل ہے۔
اس کی حمد اس طرح کرتا ہوں جس طرح اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے والا اس کی عبودیت میں فروتنی کرنے

لسنا نرجو انجوالکتشیٰ	کیا دنیا ایسی عمدہ ہے کہ تو اس پر للچاتا ہے
(۱۵) خیراً خیراً شراً شراً	خیر کا انجام خیر اور شر کا انجام شر ہوگا
شیئاً شیئاً حزناً حزناً	(دنیا میں جو کرو گے) ہر بات کا بدلہ ملے گا غم کے کام کا بدلہ غم ملے گا
(۱۶) انّ المولیٰ قد انذرنا	ہم کو مولا نے ڈرایا ہے
انّا نحشر ھذلاً بُھما	یوم حشر ہم ننگے ہوں گے کوئی ہمیں نہ پہچانے گا۔
(۱۷) لسنا ندری ما فرّطنا	دنیا میں جو کئے ہیں اس پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔
فیہا الّا یوماً متنا	اس کا حال اسی وقت معلوم ہوگا جب مریں گے۔
(۱۸) ما من یوم یمضی عنّا	ہمارا کوئی دن ایسا نہیں گذرتا
الّا اوھن منا رُکنا	جس میں ایک نہ ایک ہم سے نہ مرتا ہے
عجّل قبل الموت الوزنا	اپنی موت سے پہلے اپنے اعمال کا وزن کرنے میں عجلت کر
	(کتاب امالی، کوکب دری، ریاض الشہادت)

خطبہ بغیر الف (خطبہ مونقہ)

یہ خطبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے معجزات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ میں اول تا آخر ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس میں الف ہو حالانکہ زبان عربی میں الف ایسا حرف ہے جو سب سے زیادہ مستعمل ہے۔

مطالب السئول میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول کریم اور چند اصحاب ایک مقام پر جمع تھے اور بحث شروع ہوئی کہ حروف تہجی میں کون سا حرف ایسا ہے جس کے بغیر کوئی جملہ پورا نہیں ہو سکتا اور الفاظ میں جس کا سب سے زیادہ استعمال ہو سب نے اتفاق کیا کہ الف کے بغیر کلام کرنا ناممکن ہے۔ اس محفل میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے یہ سنتے ہی آپ نے فی البدیہہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

حمدت حمدہٗ وعظمت	حمد کرتا ہوں میں اس کی جس کا احسان عظیم ہے اس
منّتہٗ وسبغت نعمتہ وسبقت غضبہٗ	کی نعمت وسیع و کامل ہے اور اس کی رحمت اس کے
رحمتہٗ وتمّت کلمتہٗ ونفذت مشیّتہٗ	غضب پر سبقت رکھتی ہے اس کی حجت بہرطرح چلتی ہے
وبلغت حجّتہٗ وعدلت قضیتہٗ	اور اس کا فیصلہ مبنی بر عدل ہے۔
حمدتہٗ حمد مقرّ بربوبیتہٖ متخضع	اس کی حمد اس طرح کرتا ہوں جس طرح اس کی
لعبودیتہٖ منفصل من خطیئتہٖ معترف	ربوبیت کا اقرار کرنے والا اس کی عبودیت میں فروتنی کرنے

بتوحيده مستعيذٌ من وعيده

مؤمّلٍ من ربّه مغفرةً تنجيه يوم
يشغل عن فصيلته وبنيه ونستعينه
ونسترشده ونستهديه ونؤمن
به ونتوكّل عليه وشهدت له
تشهّد عبدٍ مخلصٍ موقنٍ وفرّدته
تفريد مؤمنٍ متيقّنٍ ووحّدته توحيد
عبدٍ مذعنٍ ليس له شريكٌ في ملكه
ولم يكن له وليٌّ في صنعه
جلّ عن مشيرٍ ووزيرٍ وعونٍ ومعينٍ
ونصيرٍ ونظيرٍ علم فستر وبطن فخبر
وملك فقهر وعصي فغفر وحكم
فعدل وتكرّم وتفضّل لم يزل
ولن يزول ليس كمثله شيءٌ وهو قبل
كل شيءٍ ربٌّ متعزّزٌ بعزّته متفرّدٌ
متمكّنٌ بقوّته متقدّسٌ بعلوّه متكبّرٌ
بسموّه ليس يدركه بصرٌ ولم
يحط نظرٌ قويٌّ منيعٌ بصيرٌ سميعٌ
رؤوفٌ رحيمٌ عجز عن وصفه من
يصفه وضلّ عن نعته من عرفه
قرب فبعد وبعد فقرب يجيب
دعوة من يدعوه ويرزقه ويحبوه
ذو لطفٍ خفيٍّ وبطشٍ قويٍّ ورحمةٍ
موسّعةٍ وعقوبةٍ موجعةٍ رحمته
جنّةٌ عريضةٌ مونقةٌ وعقوبته

والا خطاؤں سے پرہیز کرنے والا اس کی توحید کا اعتراف
کرنے والا اور اس کے قہر سے پناہ مانگنے والا کرتا ہے۔
اپنے رب سے مغفرت اور نجات کا امیدوار ہوں اس روز
جب کہ ہر شخص اپنی اولاد اور عزیزوں سے بے پرواہ ہوگا
ہم اس سے مدد و ہدایت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان
لائے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ میں اس بندۂ
خالص کی طرح گواہی دیتا ہوں جو اس کے وجود کا یقین
رکھتا ہو اور مثل اس مومن کے جو اس کی وحدانیت کا یقین
رکھتا ہو۔ اس کے ملک میں کوئی اس کا شریک اور اس
کی کائنات میں کوئی اس کا ولی یا حصہ دار نہیں۔ اس کی
شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کا کوئی مشیر، وزیر،
مددگار، معین یا نظیر ہو۔
وہ سب کا حال جانتا ہے اور عیب پوشی کرتا ہے
وہ باطن کی حالت سے واقف ہے اس کی بادشاہت سب
پر غالب ہے۔ اگر گناہ کیا گیا تو وہ معاف کر دیتا ہے اور
عدل کے ساتھ حکم دیتا ہے۔ وہ فضل و کرم کرتا ہے نہ اس
کو کبھی زوال آیا نہ آئے گا اور کوئی اس کے مثل نہیں وہ ہر
شئے کے پہلے سے پروردگار ہے وہ اپنی ہی عزت و
بزرگی سے غالب ہے اور اپنی قوت سے ہر شے پر متمکن
ہے اپنی عالی مرتبی سے مقدس ہے اپنی رفعت کی وجہ
اس میں کبریائی ہے۔ نہ آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے نہ نظر
اس کا احاطہ کر سکتی ہے وہ قوی، برتر، بصیر ہر بات کا سننے
والا اور مہربان و رحیم ہے۔ جس شخص نے بھی اس کا
وصف کرنا چاہا عاجز ہو گیا (نہ کر سکا) جس نے (اپنے
فہم میں) اس کو پہچانا اس نے خطا کی وہ باوجود نزدیک
ہونے کے دور ہے۔ اور دور ہونے کے باوجود قریب

حَجَبۃُ مُمَدَّدَۃٌ موبقۃٌ
وشَہِدْتُ بِبَعْثِ مُحَمَّدٍ رَسُولِہٖ وَ
عَبْدِہٖ وَصَفِیِّہٖ وَنَبِیِّہٖ ومجیبہٖ وَ
حبیبہٖ وخلیلہٖ بعثۃٌ فی خَیْرِ عَصرٍ
وَحِیْنَ نعقرۃٍ وکُفْرٍ رَحْمَۃً لِعَبِیْدِہٖ
ومنّۃً لمزیدہٖ خَتَمَ بہٖ نُبُوَّتَہٗ
وشیّد بہٖ حُجَّتَہٗ لوَعَظَ ونَصَحَ وبَلَّغَ
وکَدَحَ رَؤُفٌ بِکُلِّ مُؤمِنٍ رحیمٌ
سخیٌّ رَضِیٌّ وَلِیٌّ زَکِیٌّ علیہ رَحمۃٌ وتَسْلِیْمٌ
وبَرَکۃٌ وَتعظیمٌ وَتکریمٌ من رَبٍّ
غَفُورٍ رحیمٍ قَرِیْبٍ مُجیبٍ وَصیتکم
مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَنی بوصیّۃِ ربکم
وذکّرتکم بسنّۃِ نبیکم فعلیکم برھبۃٍ
تَسْکُنُ قُلُوبَکُم وخَشْیَۃٍ تذری دُموعَکُم
وتَقِیَّۃٍ تنجیکم قَبْلَ یومٍ یُبْلِکُم
وتذہلکم

یَوْمَ یَفُوزُ فِیْہِ مَنْ ثَقُلَ وَزْنُ حَسَنَتِہٖ
وخفَّ وَزْنُ سَیِّئَتِہٖ وَلْتَکُنْ مَسْأَلَتُکُم وَ
تملقلکم مسئلتکم خُضُوعٍ وَشُکْرٍ وَ
خُشُوعٍ بتَوْبَۃٍ وَنُزُوْعٍ وَنَدَمٍ ورُجُوْعٍ
وَیغتنم مِنْکُم کل نعتیم صحتہٗ
قَبْلَ سَقَمِہٖ وشبیبتہٗ قبْلَ ھَرَمِہٖ
وغنیۃٗ قَبْلَ فَقْرِہٖ وَفَرغتہٗ قَبْلَ
شغلہٖ وحضرتہٗ قبل سَفَرِہٖ
وَتَھَوُّنِہٖ قَبْلَ تکسّر وتھرّم
ونمرّض وتسقیم یملّہ طَبِیْبُہٗ وَ

ہے جو اس سے دعا کرتا ہے وہ قبول کرتا ہے۔ اور
روزی دیتا ہے اور محبت کرتا ہے وہ صاحب لطف
خفی ہے اس کی گرفت قوی ہے اور عنایت بہت بڑی ہے
اس کی رحمت وسیع ہے اس کا عذاب دردناک ہے اس کی
رحمت جنت ہے جو وسیع اور حیرت انگیز ہے اس کا عذاب
دوزخ ہے جو مہلک اور پھیلا ہوا ہے۔

گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد اس کے رسول بندہ صفی
نبی محبوب دوست اور برگزیدہ ہیں ان کو ایسے وقت
مبعوث بہ رسالت کیا جبکہ زمانہ نبی سے خالی تھا اور کفر
کا دور دورہ تھا وہ اس کے بندوں پر رحمت ہیں مزید براں
اپنی نبوت کو ان پر ختم اور اپنی حجت کو مضبوط کر دیا۔
پس انہوں نے وعظ فرمایا اور نصیحت کی اور حکم خدا بندوں
کو پہنچایا اور ہر طرح کی کوشش کی وہ ہر مومن پر مہربان ہیں
وہ رحیم سخی اور اس کے پسندیدہ اور پاکیزہ دل ہیں ان
پر خدا کی جانب سے رحمت وسلام، برکت وعظمت و
اکرام ہو جو بخشنے والا قریب اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

اے حاضرین مجلس میں تمہیں تمہارے پروردگار کا
حکم سناتا ہوں جو مجھے پہونچا ہے اور وصیت کرتا ہوں
اور تمہیں تمہارے پیغمبر کی سنت یاد دلاتا ہوں۔ تمہیں
چاہیئے کہ خدا سے ڈرو تاکہ تمہیں اطمینان قلب حاصل
ہو اور خدا سے ایسا ڈرو کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو
جائیں اور ایسی پرہیزگاری اختیار کرو کہ جو تم کو نجات
دلائے قبل اس کے کہ آزمائش کا دن آجائے اور تم پریشانی
میں گم ہو جاؤ۔ اس روز وہی شخص رستگار ہوگا جس کے
ثواب کا پلہ بھاری اور گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا تم کو چاہیئے
کہ جب بھی اس سے دعا کرو تو بہت ہی عاجزی اور گڑگڑا

يُعرِضُ عَنهُ حبيبُهُ وينقطع عُمرهُ
ويتغيّرُ عقلهُ
ثم قيلَ موعُوكٌ وجسمُهُ
منهُوكٌ ثمّ جُدّ فی نزعٍ شديدٍ و
حضرهُ كل قريبٍ وبعيدٍ فشخص
بصرهُ وطمع نظرهُ ورشح جبينُهُ
وعطف عرنينُهُ وسكنَ حنينُهُ وجذبت
نفسُهُ وبكتهُ عرسُهُ وحفر رمسُهُ
ويتّم ولدهُ
وتفرّق عنهُ عددهُ وقسّم جمعهُ
وذهبَ بصرُهُ وسمعُهُ ومُدّد وجرّد
وعرّيَ وغسّلَ ونشّفَ وسجّيَ وبسط
لهُ وهيّئَ ونشر عليه كفنُهُ وشدّ
منهُ ذقنُهُ وقمّصُ وعمّمَ وودّعَ و
سلّمَ وحملَ فوقَ سريرٍ وصلّيَ عليه تكبير
بغير سُجُودٍ وتعفيرٍ ونقلَ من دورٍ مز
خرفةٍ وقصورٍ مشيّدةٍ وحجرٍ منجّدةٍ وجعلَ
فی ضريحٍ ملحُودٍ وضيقٍ مرصُودٍ بلبنٍ منضودٍ
ومسقّف بجلمودٍ وهيلَ عليهِ عفرُهُ و
حُثيَ عليهِ مدرُهُ وتحقّقَ حذرُهُ ونسيَ
خبرُهُ ورجعَ عنهُ وليّهُ وصفيّهُ
ونديمُهُ نسيبُهُ وحميمُهُ وتبدّلَ
بهِ قرينُهُ وحبيبُهُ فهو حشو قبرٍ
ورهينُ قفرٍ يسعیٰ بجسمهِ دودُ
قبرهِ ويسيلُ صديدُهُ من منخرهِ
يسحق تربتُهُ لحمهُ وينشف دمهُ

کے توبہ اور خوشامد اور ذلت کے ساتھ کرو اور دل سے گناہوں کا خیال دور کر کے ندامت کے ساتھ خدا کی طرف رجوع ہو۔

تم کو چاہیئے کہ بیماری سے قبل صحت کو اور بڑھاپے سے پہلے جوانی کو فقر سے پہلے فراغ بالی کو اور سفر سے پہلے حضر کو اور کام میں مشغول ہونے سے پہلے فراغت کو غنیمت جانو ایسا نہ ہو کہ پیری آ جائے اور تم سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاؤ یا مرض حادی ہو جائے اور طبیب رنج میں مبتلا کرے اور احباب روگردانی کریں عمر منقطع ہو جائے اور عقل میں فتور آ جائے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ بخار کی شدت سے حالت خراب ہو گئی اور جسم لاغر ہو گیا۔ پھر جان کنی کی سختی ہوتی ہے اور قریب و بعید کا ہر شخص اس کے پاس آتا ہے اور اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں پتلیاں پھر جاتی ہیں پیشانی پر پسینہ آتا ہے ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور روح قبض ہو جاتی ہے اس کی زوجہ رونے پیٹنے لگتی ہے قبر کھودی جاتی ہے اور اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ (یعنی ساتھی) متفرق ہو جاتے ہیں۔ اعضا شکستہ ہو جاتے ہیں اور بینائی و سماعت جاتی رہتی ہے پھر اس کو سیدھا لٹا دیتے ہیں اور لباس اتار کر غسل دیا جاتا ہے اور کپڑے سے جسم پونچھتے ہیں اور خشک کر کے اس پر ایک چادر ڈال دی جاتی ہے اور ایک بچھا دی جاتی ہے اور کفن لایا جاتا ہے اور اس کی ٹھڈی باندھ دی جاتی ہے اور قمیص پہنایا جاتا ہے اور عمامہ باندھ کر رخصت کر دیتے ہیں اور پھر جنازہ اٹھایا جاتا ہے اور بغیر سجدہ و تعفیر کے صرف تکبیر کے ساتھ اس پر نماز پڑھی ہی جاتی ہے آراستہ

بِجَنْبَيْهِ وَيُرِهِ عَظْمَهُ حَتّٰى يَوْمَ حَشْرِهِ
فَيُنْشَرُ مِنْ قَبْرِهِ
حِيْنَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَيُدْعٰى بِحَشْرٍ
وَنُشُوْرٍ فَثَمَّ بُعْثِرَتْ قُبُوْرٌ وَحُصِّلَتْ
سَرِيْرَةُ صُدُوْرٍ وَجِيْئَ بِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِدِّيْقٍ
وَشَهِيْدٍ وَتَوَحَّدَ لِلْفَصْلِ قَدِيْرٌ بِعَبْدِهِ
خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ فَكَمْ مِنْ زَفْرَةٍ تُعْنِيْهِ
وَحَسْرَةٍ تُفْنِيْهِ فِي مَوْقِفٍ مَهِيْلٍ وَمَشْهَدٍ
جَلِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْ مَلِكٍ عَظِيْمٍ وَبِكُلِّ
صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ عَلِيْمٍ فَحِيْنَئِذٍ يُلْجِمُهُ
عَرَقُهُ وَيُحْصِرُهُ قَلَقُهُ عَبْرَتُهُ غَيْرُ مَرْحُوْمَةٍ
وَصَرْخَتُهُ غَيْرُ مَسْمُوْعَةٍ وَحُجَّتُهُ
غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ وَتَبَيَّنَتْ جَرِيْرَتُهُ وَ
نُشِرَ صَحِيْفَتُهُ فَنَظَرَ فِي سُوْءِ عَمَلِهِ
شَهِدَتْ عَلَيْهِ عَيْنُهُ بِنَظَرِهِ وَ
يَدُهُ بِبَطْشِهِ وَرِجْلُهُ بِخَطْوِهِ وَ
فَرْجُهُ بِمَسِّهِ وَجِلْدُهُ بِلَمْسِهِ فَسُلْسِلَ
جِيْدُهُ خُلَّتْ يَدُهُ
وَسِيْقَ سَحْبًا وَحْدَهُ فَوَرَدَ جَهَنَّمَ
بِكَرْبٍ وَشِدَّةٍ فَظَلَّ يُعَذَّبُ فِي جَحِيْمٍ
وَيُسْقٰى شَرْبَةً مِنْ حَمِيْمٍ تَشْوِيْ
وَجْهَهُ وَتَسْلَخُ جِلْدَهُ وَتَضْرِبُهُ
زَبَانِيَتُهُ بِمَقْمَعٍ مِنْ حَدِيْدٍ وَيَعُوْدُ
جِلْدُهُ بَعْدَ نُضْجِهِ كَجِلْدٍ جَدِيْدٍ
يَسْتَغِيْثُ فَتُعْرِضُ عَنْهُ خَزَنَةُ
جَهَنَّمَ وَيَسْتَصْرِخُ فَيَلْبَثُ حُقْبَةً يَنْدَمُ

طلاکار اور مضبوط محلوں سے نفیس فرش والے گھروں سے
لاکر اس کو تنگ لحد میں ڈال دیتے ہیں اور تہ بہ تہ اینٹوں
سے قبر بنا کر پتھر سے پاٹ کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی
ہے اور ڈھیلوں سے پر کر دی جاتی ہے ریت پر وحشت
چھا جاتی ہے مگر کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ دوست و عزیز
اس کو چھوڑ کر پلٹ جاتے ہیں اور سب بدل جاتے ہیں
اور مردہ قبر میں پڑا رہتا ہے اور مٹی ہونے لگتا ہے اور
اس کے بدن پر کیڑے دوڑتے پھرتے ہیں اس کی
ناک سے پیپ بہنے لگتی ہے اور اس کا گوشت خاک
ہونے لگتا ہے اس کا خون دونوں پہلوؤں میں خشک
ہو جاتا ہے اور ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی ہونے لگتی ہیں
وہ روز قیامت تک اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ
خدا پھر اس کو زندہ کر کے قبر سے اٹھاتا ہے۔
جب صور پھونکا جائے گا تو وہ قبر سے اٹھے گا۔
اور میدان حشر و نشر میں بلایا جائے گا اور اس وقت
اہل قبور زندہ ہوں گے اور قبر سے نکالے جائیں گے
اور ان کے سینہ کے راز ظاہر کئے جائیں گے اور ہر نبیؐ
صدیق و شہید حاضر کیا جائے گا اور فیصلہ کے لئے رب
قدیر جو اپنے بندوں کے حالات سے آگاہ ہے جدا جدا
کھڑا کرے گا۔ پھر بہت سی آوازیں اس کو پریشانی میں
ڈال دیں گی اور خوف و حسرت سے وہ لاغر ہو جائے
گا اور اس بادشاہ عظیم کے سامنے جو ہر چھوٹے
اور بڑے گناہ کو جانتا ہے ڈرتا ہوا حاضر ہوگا اس
وقت گناہوں کی شرم سے اس قدر پسینہ بہے گا کہ
منہ تک آجائے گا اور اس کو اس سے قلق ہوگا۔
وہ بہت کچھ آہ و فریاد کرے گا مگر کوئی شنوائی نہ ہو

نَعُوْذُ بِرَبٍّ قَدِیْرٍ مِنْ شَرِّ كُلِّ مِضِیْرٍ وَ
نَسْئَلُهٗ عَفْوَ مَنْ رَضِیَ عَنْهُ وَمَغْفِرَةَ
مَنْ قَبِلَهٗ ۞

فَهُوَ وَلِیُّ مَسْئَلَتِیْ وَمُنْجِحُ طَلَبَتِیْ فَمَنْ
زُحْزِحَ عَنْ تَعْذِیْبِ رَبِّهٖ جُعِلَ فِیْ
جَنَّتِهٖ بِعِزَّتِهٖ وَخُلِّدَ فِیْ قُصُوْرٍ
مُشَیَّدَةٍ وَمَلَكَ بِحُوْرٍ عِیْنٍ وَحَفَدَةٍ وَ
طِیْفَ عَلَیْهِ بِكُؤُوْسٍ اُسْكِنَ حَظِیْرَةَ قُدْسٍ
وَتَقَلَّبَ فِیْ نَعِیْمٍ وَسُقِیَ مِنْ تَسْنِیْمٍ
وَشَرِبَ مِنْ عَیْنٍ سَلْسَبِیْلٍ وَمُزِجَ
لَهٗ بِزَنْجَبِیْلٍ مُخَتَّمٍ بِمِسْكٍ وَعَبِیْرٍ
مُسْتَدِیْمٍ لِلْمُلْكِ مُسْتَشْعِرٍ لِلسُّرُوْرِ یَشْرَبُ
مِنْ خُمُوْرٍ فِیْ رَوْضٍ مُغْدِقٍ لَیْسَ یُصْدَعُ
مِنْ شُرْبِهٖ وَلَیْسَ یُنْزَفُ لُبُّهٗ
هٰذِهٖ مَنْزِلَةُ مَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ وَحَذَّرَ
نَفْسَهٗ مَعْصِیَتَهٗ وَتِلْكَ عُقُوْبَةُ
مَنْ جَحَدَ مَشِیَّتَهٗ وَسَوَّلَتْ لَهٗ
نَفْسُهٗ مَعْصِیَتَهٗ فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَ
حُكْمٌ عَدْلٌ وَخَیْرُ قَصَصٍ قُصَّ وَ
وَعْظٍ بِهٖ نُصَّ تَنْزِیْلٌ مِنْ حَكِیْمٍ
حَمِیْدٍ نَزَلَ بِهٖ رُوْحُ قُدُسٍ مُبِیْنٍ
عَلٰی قَلْبِ نَبِیٍّ مُهْتَدٍ رَشِیْدٍ صَلَّتْ
عَلَیْهِ رُسُلٌ سَفَرَةٌ مُكَرَّمُوْنَ بَرَرَةٌ
عُذْتُ بِرَبٍّ عَلِیْمٍ رَحِیْمٍ كَرِیْمٍ
مِنْ شَرِّ كُلِّ عَدُوٍّ لَعِیْنٍ رَجِیْمٍ فَلْیَتَضَرَّعْ
مُتَضَرِّعُكُمْ وَلْیَبْتَهِلْ مُبْتَهِلُكُمْ وَلْیَسْتَغْفِرْ

گی اور اس کے سب گناہ ظاہر کر دیتے جائیں گے اور اس
کا نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا پس وہ اپنے اعمال بد
کو دیکھے گا اور اس کی بدنظری کی اور ہاتھ بیجا مارنے کی
اور پاؤں (برے کام کے لیئے) جانے کی اور شرم گاہ
بدکاری کی اور جلد مس کرنے کی گواہی دیں گے۔ پس اس
کی گردن میں زنجیر ڈال دی جائے گی اور مشکیں باندھ
دی جائیں گی۔

پھر کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ روتا
پیٹتا داخل جہنم ہوگا۔ جہاں اس پر سخت عذاب کیا جائے
گا۔ جہنم کا کھولتا ہوا پانی اس کو پینے کو ملے گا جس سے اس
کا منہ جل جائے گا۔ اور کھال نکل جائے گی۔ فرشتے آہنی
گرزوں سے اس کو ماریں گے اور کھال نکل جائے گی۔
فرشتے آہنی گرزوں سے اس کو ماریں گے اور کھال اڑ
جانے کے بعد نئی کھال پھر پیدا ہوگی وہ بہت کچھ آہ و
فریاد کرے گا مگر خزانۂ جہنم کے فرشتے اس کی طرف سے
منہ پھیر لیں گے۔ اسی طرح ایک مدت دراز تک وہ عذاب
میں مبتلا اور نادم رہے گا اور استغاثہ کرتا رہے گا۔

میں پروردگار قدیر سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ
مجھے ہر مضر شئے کے شر سے محفوظ رکھے اور میں اس
سے ایسی معافی کا خواستگار ہوں جیسے اس نے کسی شخص
سے راضی ہو کر اس کو عطا کی ہو اور ایسی مغفرت چاہتا
ہوں جو اس نے قبول فرمائی ہو۔

پس وہی میری خواہش پوری کرنے والا اور مطلب
کا بر لانے والا ہے جو شخص مستحق عذاب نہیں ہے
وہ بہشت کے مضبوط محلوں میں ہمیشہ رہے گا اور
حور عین و خادم اس کی ملک ہوں گے جام ہائے کوثر

كُلُّ مَرْبُوبٍ مِنْكُمْ لِي وَلَكُمْ وَحَسْبِي رَبِّي وَحْدَهُ

سے سیراب ہوگا اور خطیرۂ قدس میں مقیم ہوگا۔ نعمت ہائے بہشت میں متصرف رہے گا اور نہر تسنیم کا پانی پیے گا اور چشمہ سلسبیل سے جس میں سونٹھ ملی ہوئی ہے اور مشک وعنبر کی مہر لگی ہوئی ہے سیراب ہوگا اور وہاں کا دائمی مالک ہوگا وہ معطر شراب پیے گا مگر اس سے خمار ہوگا اور نہ حواس میں فتور یہ منزلت اس شخص کی ہے جو خدا سے ڈرتا اور گناہوں سے بچتا ہے اور وہ عذاب اس شخص کے لئے ہے جو اپنے خالق کی نافرمانی کرتا اور خواہشات نفسانی سے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے پس یہی قول فیصل اور عادلانہ حکم ہے اور بہترین قصہ و نصیحت ہے جس کی صراحت خداوند حکیم و حمید نے اس کتاب میں فرمائی ہے جو روح القدس نے ہدایت یافتہ و راست باز پیغمبر کے قلب پر نازل کیا میں پروردگار علیم و رحیم و کریم سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھ کو ہر دشمن لعین و رجیم کے شر سے بچائے پس اس کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والوں کو چاہیئے کہ عاجزی کریں اور دعا کرنے والے دعا کریں اور تم میں سے ہر شخص میرے اور اپنے لئے استغفار کرے میرا پروردگار تنہا میرے لئے بس ہے۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۴)

نوٹ: یہ خطبہ ان کتب میں بھی مرقوم ہے۔ جمع الجوامع (سیوطی) کفایت الطالب۔ محمد بن مسلم شافعی، کشف الغمہ اس کے رجال میں ابوالحسن الخلال۔ احمد بن محمد ثابت بن بندار، جری بن کلب وغیرہ ہیں ۴۳۷ھ سے ۶۳۴ھ تک یہ خطبہ جامعہ دمشق کے درمیان ادبیہ عربیہ میں شریک تھا۔

خطبۂ بلا نقطہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْمَحْمُودِ الْمَالِكِ الْوَدُودِ مُصَوِّرِ كُلِّ مَوْلُودٍ وَمَآلِ كُلِّ مَطْرُودٍ سَاطِحِ الْمِهَادِ وَمُوَطِّدِ الْاَوْطَادِ وَمُرْسِلِ الْاَمْطَارِ

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جو بادشاہ ہے حمد کردہ مالک ہے محبت کرنے والا ہر مولود کا مصور اور ہر ٹھکرائے ہوئے کی بازگشت ہے۔ فرش زندگی کا بچھانے والا پہاڑوں کا قائم کرنے والا بارش کا بھیجنے والا اور سختیوں کا آسان کرنے والا

وَمُسَهِّلِ الْاَوْطَارِ عَالِمِ الْاَسْرَارِ
وَمُدْرِكِهَا وَمُدَمِّرِ الْاَمْلَاكِ
وَمُهْلِكِهَا وَمُكَوِّرِ الدُّهُورِ
وَمُكَوِّرِهَا وَمُورِدِ الْاُمُورِ وَمُصْدِرِهَا
عَمَّ صَمَاحُهُ وَكَمُلَ رُكَامُهُ وَهَمَلَ
وَطَاوَعَ السُّؤَالَ وَالْاَمَلَ وَاَوْسَعَ
الرَّمَلَ وَاَرْمَلَ اَحْمَدُهُ حَمْدًا اَحْمَدُ
وُدًّا مَدَاهُ وَاُوَحِّدُهُ وَحْدَهُ الْاَدَاهُ
وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ لِلْاُمَمِ سِوَاهُ
وَلَا صَادِعَ لِمَا عَدَّلَهُ وَسَوَّاهُ اَرْسَلَ
مُحَمَّدًا عَلَمًا لِلْاِسْلَامِ وَاِمَامًا لِلْحُكَّامِ
وَمُسَدِّدًا لِلرِّعَاعِ وَمُعَطِّلًا اَحْكَامَ
وُدٍّ وَسُوَاعٍ اَعْلَمَ وَعَلَّمَ وَحَكَمَ
وَاَحْكَمَ وَاَصَّلَ الْاُصُولَ وَمَهَّدَ وَ
اَكَّدَ الْمَوْعُودَ وَاَوْعَدَ اَوْصَلَ اللّٰهُ
لَهُ الْاِكْرَامَ وَاَوْدَعَ رُوحَهُ السَّلَامَ
وَرَحِمَ آلَهُ وَاَهْلَهُ الْكِرَامَ مَا لَمَعَ
آلٌ وَمَلَعَ دَالٌ وَطَلَعَ هِلَالٌ وَسَمِعَ
اِهْلَالٌ اِعْلَمُوا رَعَاكُمُ اللّٰهُ اَصْلِحُوا
الْاَعْمَالَ وَاسْلُكُوا مَسَالِكَ الْحَلَالِ وَ
اطْرَحُوا الْحَرَامَ وَدَعُوهُ وَاسْمَعُوا
اَمْرَ اللّٰهِ وَعُوهُ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ
وَرَاعُوهَا وَعَاصُوا الْاَهْوَاءَ وَارْدَعُوهَا
وَصَاهِرُوا اَهْلَ الصَّلَاحِ وَالْوَرَعِ وَ
صَارِمُوا رَهْطَ اللَّهْوِ وَالطَّمَعِ وَ
مَصَاهِرُكُمْ اَطْهَرُ الْاَحْرَارِ مَوْلِدًا

ہے وہ اسرار کا جاننے والا مدرک اور ملکوں کا برباد
کرنے والا اور زمانوں کا گردش دینے والا ان کا لوٹانے
والا اور امور کا مورد و مصدر ہے اس کی سخاوت عام ہے
اور اس کا انتظام کامل ہے۔ اس نے مہلت دی ہے
اور سوال و امید میں مطاوعت پیدا کی ہے اور رمل و ارمل
کو وسعت دی۔

میں اس کی حمد کرتا ہوں ایسی حمد کہ جو طویل ہے
اور اس کی توحید بیان کرتا ہوں جیسا کہ اس کی طرف
رجوع ہونے والوں نے بیان کیا ہے۔ وہی وہ خدا ہے
کہ امتوں کا اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کوئی اس شخص
کا بگاڑنے والا نہیں جس کو اس نے درست کیا ہو اس
نے محمدؐ کو اسلام کا علم اور حکام کا امام زیادتیوں کا روکنے
والا اور ود اور سواع (دونوں بت ہیں) کے احکام کو
باطل کرنے والا بنا کر بھیجا اس نے تعلیم دی اور حکم
دیا اور اصولوں کو مقرر کیا اور ہدایت کی وعدہ وفائی
کی تاکید کی اور اللہ نے اکرام کو اس کے ساتھ متصل
کر لیا اور ودیعت کی روح کو سلامتی کے ساتھ اور اس
پر رحم اور اس کے اہل بیت کو مکرم کیا۔ جب تک
سراب کی چمک باقی ہے اور چاند روشن ہے۔ اور
ہلال کو دیکھنے والا استادہ ہے، جان لو خدا تم سے
رعایت کرے تمہارے اعمال کی اصلاح کرے حلال
کے راستوں پر گامزن رہو اور حرام کو ترک کرو اور
حکم خدا کو مانو اس کی حفاظت کرو اور صلۂ رحم کرو
اور صلۂ رحم کرو اور اس کی رعایت کرو اور خواہشات
کی مخالفت کرو ان کو چھوڑ دو اور نیکو کاروں کی مصاحبت
اختیار کرو، لہو و لعب اور لالچیوں سے جدائی اختیار کرو۔

وَ اَنسُوا هُمْ سُوددًا واحلاهم موردًا
وحرّموا امّهاتكم وحلّل حرّمكم مليك
عروسكم المكرّم وماهرانها كما
مهر رسول الله امّ سلمه وهو اكرم
صهراً اودع الاولاد وملك ما
اراد وما سها مملكه ولا وهم
ولا وكس ملاحمه ولا وصم اسئل
الله لكم احماد وصاله ودوام
اسعاده والهم كلّا اصلاح
حاله والاعداد لمآله ومعاده
وله ومعاده وله الحمد والسّرمد
والمدح برسوله احمده

تمہارے ہم صحبت لوگ معاملات کی حیثیت سے
پاک و پاکیزہ ہوں اور سرداری کی حیثیت سے منتخب
ہوں اور
بحیثیت میزبان کے شیریں بیان ہوں اور آگاہ ہو کہ اسی
نے حرام کیا ہے تمہاری ماؤں کو اور حلال کیا ہے تمہاری
بیویوں کو اور مالک بنایا ہے تم کو تمہاری مکرم دولہنوں
کا اور بنایا ہے تم کو ان کا مہر دینے والا جیسا کہ رسول اللہ
نے ام سلمہ کا مہر ادا کیا۔ وہ خسر کی حیثیت سے بزرگ ترین
ہستی ہیں انہوں نے اولاد چھوڑی اور مالک بنایا ہر اس
چیز کا جو انہوں نے چاہا اس مالک بنانے والے نے نہ ہی
سہو کیا اور نہ وہم و غفلت میں اللہ سے تمہارے لئے
سوال کرتا ہوں کہ ان کے وصال کی اچھائیاں تمہیں
ملیں اور ان کی سعادت کی مداومت حاصل ہو اور
کل کے لئے اصلاح حال کی اور اس کے مآل و معاد
کے سامان کے لئے یعنی اس کی دنیا و آخرت کی بہبودی کے لئے خواہش کرتا ہوں حمد و ہمیشگی اسی کے لئے ہے اور
مدح اس کے رسول کے لئے ہے جس کا نام احمدؐ ہے۔

خطبہ بوقت تزویج جناب سیّدہ علیہا السّلام

جناب سیدہ کی شادی کے وقت رسالت مآب صلعم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعد حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم بھی ایک خطبہ کہو۔ پس حضرت علیؑ نے فرمایا۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُکْرًا لِاَنْعُمِهٖ وَاَيَادِيْهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَبْلُغُهٗ وَتُرْضِيْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُزْلِفُهٗ وَتُحْظِيْهِ وَالنِّكَاحُ مِمَّا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ وَرَضِيَهٗ وَمَجْلِسُنَا هٰذَا اقْتَضَاءُ اللّٰهِ وَاَذِنَ فِيْهِ وَقَدْ زَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ابْنَتَهٗ فَاطِمَةَ وَجَعَلَ صِدَاقَهَا دِرْعِيْ هٰذَا وَقَدْ رَضِيْتُ بِذَالِكَ فَاسْئَلُوْهُ وَاشْهَدُوْا۔"

(ناسخ التواریخ صفحہ ۶۰)

ترجمہ :۔ خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں اور پلٹ پلٹ کر آنے والی عنایتوں پر کوئی اللہ نہیں سوائے اس اللہ کے میں ایسی شہادت دیتا ہوں جو تجھ تک پہونچ سکے اور تو اس سے راضی ہوجائے اور محمدؐ کو قرب و وصل عطا فرمائے۔ اور ان کا احاطہ کرے۔ یہ نکاح وہ ہے جس کے لئے خداوند عزوجل نے حکم دیا ہے اور اس سے راضی ہوا ہے اور ہماری اس مجلس کا انعقاد خدا کے حکم سے ہے جس کی اس نے ہم کو اجازت دی ہے اور رسول اللہؐ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؑ کو میری زوجیت میں دیا ہے اور ان کا مہر میری اس زرہ کو قرار دیا ہے۔ جس پر میں رضامند ہوں۔ پس جو چاہتے ہو سوال کر لو اور گواہ رہو۔

(بحر المعارف)

وجود منبسط

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ خلافۃ الحقیقۃ المحمدیۃ صلّی اللّٰہ علَیْہ وآلہِ ھی قطب الاقطاب ولمّا تقرّر عند اھل الذّوات اِنّ لکلّ اسم مِن اسمآء الالھیّۃ صورۃ فی العلم مسمّاتہ بالمھیۃ والعین الثابتۃ وَ انّ لکلّ واحد منھا صورۃ خارجیۃ مسمّاۃ بالمظاھر والموجودات العینیتہ و ان تلک الاَ مسمآء ارباب تلک المظاھر وھی مربوباتھا ومنہ الفیض والاستمداد علیٰ جمیع الاسمآء وحینئذٍ نقول ان تلک الحقیقت ھی التی برزت بصُورِہ العوالم کلّھا باسم الرّبّ الظاھر فیھا الّذِی ھو رب الارباب

بہ تحقیق کہ حقیقت محمدیہؐ کی خلافت قطب الاقطاب ہے اور چونکہ یہ اہل ذوات کے پاس ثابت ہے کہ اللہ کے اسماء میں سے ہر اسم کے لئے علم میں ایک صورت ہے جو ماہئیت اور عین ثابتہ کے نام سے موسوم ہے اور بہ تحقیق کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک صورت خارجی ہے جو مظاہر اور موجودات عینیہ کے نام سے موسوم ہے اور یہ اسماء ان مظاہر کے رب ہیں اور یہ مظاہر ان سے پلنے والے ہیں اور اسی سے تمام اسماء کو فیض و مدد پہنچتی ہے اور اس وقت ہم کہتے ہیں کہ یہ وہ حقیقت ہے جو رب ظاہر کے نام سے تمام عالمین کی صورت میں ظاہر ہوتی اس میں وہ ہستی ہے جو رب الارباب ہے اس لئے کہ وہ ان مظاہر میں ظاہر ہے پس اس کی صورت خارجیہ جو عالم کی صورتوں کے لئے مناسب ہے مظہر ہے اسم ظاہر کی اس سے عالم کی صورتوں نے تربیت پائی اور اس کے باطن سے عالم کے باطن نے تربیت پائی کیونکہ وہ اسم اعظم کا مالک ہے اور اس کے لئے ربوبیت مطلقہ ہے اسی لئے خدا نے فرمایا وہ

لانّها هی الظاهرۃ فی تلک المظاهرۃ فصورتها الخارجیّۃ المناسبۃ لصور العالم التی هی مظهر الاسم الظاهر تربّ صور العالم و بباطنها تربّ باطن العالم لانه صاحب الاسم الاعظم و له الرّبوبیّۃ المطلقۃ و هٰذا قال تعالیٰ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله خصصت لفاتحۃ الکتاب و خواتیم البقرۃ و هی مصدرۃ بقوله صلی اللّٰه علیه و آله الحمد للّٰه ربّ العالمین فجمیع عوالم الاجسام و الارواح کلّها مربوبۃ لها و هٰذهِ الرّبوبیّۃ انّما لها من جهۃ حقیقتها لا من جهۃ بشریّتها فانّها من تلک الجهۃ عبدٌ مربوب محتاج الی ربّها کما نبّه سُبحانه علی هٰذه الجهۃ بقوله قل انّما انا بشر مثلکم یوحی الیّ و بقوله و لمّا قام عبد اللّٰه یدعوه فسمّاه عبد اللّٰه تنبیها علیٰ انّهُ مظهر لهذا الاسم دون اسم اخر و نبّه

وہی ذات ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر ظاہر کرے اور اسی لئے رسول خدا نے فرمایا کہ میں فاتحہ کتاب سے اور سورہ بقرکی آخری آیات سے مخصوص کیا گیا ہوں اور یہی مقام صدور ہے۔ ارشادِ رسولؐ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو پالنے والا ہے۔ عالمین کا پس تمام عوالم اجسام و ارواح اس سے پلتے ہیں اور یہ ربوبیت اس کی حقیقت کی وجہ ہے نہ کہ اس کی بشریت (ظواہر) کی وجہ پس اس وجہ سے کہ وہ ایک بندہ ہے جو پلتا ہے اور اپنے رب کا محتاج ہے جیسا کہ اللہ نے اس جہت میں اپنے قول سے تنبیہ کی ہے کہ کہدو کہ میں تمہارے مثل بشر ہوں یعنی (بظاہر) مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اپنے اس قول سے کہ جب بندہ خدا کھڑا ہو کر اس کو پکارتا ہے تو اس کا نام اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ وہ اسی اسم کا مظہر ہے نہ کہ کسی اور کا اس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنی جہت کی طرف تنبیہ کیا بقول اے رسولؐ تم نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔ پس اللہ نے اس پھینکنے کو اپنے پھینکنے کی طرف منسوب کرکے سند دے دی اور اس ربوبیت کا تصور نہیں کیا جا سکتا مگر ہر حقدار کو اس کا حق عطا کرنے کے ساتھ اور اس عالم کو ہر اس چیز کا فیض پہنچانے کے ساتھ جس کا یہ محتاج ہے اور یہ معیت ممکن نہیں مگر قدرت تامہ اور تمام صفات الٰہیہ کے ساتھ۔ پس کل اسماء جو حسب استعداد

على الجهة الاولى بقوله وما
رميت اذ رميت ولكن الله رمى
فاسند رميه الى الله ولا يتصور
هٰذه الربوبية الا باعطاء كل
ذى حق حقه و افاضة جميع
ما يحتاج اليه العالم وهذا
لمعنى لا يمكن الا بالقدرة التامة
والصفات الالهية جميعًا فله كل
الاسماء يتصرف بها فى العالم على
حسب استعداداتهم ولما كانت
هٰذه الحقيقة مشتملة على
الجهتين الالهية والعبودية
لا يصح لها ذلك اصالة بل تبعية
وهى الخلافة فلها الاحياء والاماتة
واللطف والقهر والرضا والسخط و
جميع الصفات المتصرف فى
العالم وفى نفسها و بشريتها
ايضًا۔ لانها منه وبكائه وجزعه
وضيق صدره لا يتانى ما ذكرنا فانه
بعض مقتضيات ذاته وصفاته
ولا يعزب عن علمه مثقال ذرة
فى الارض ولا فى السماء من حيث
مرتبة وان كان يقول انتم
اعلم بامور دنياكم من بشريته
والحاصل ان ربوبية للعالم بالصفات
الالهية التى من حيث مرتبة

اس عالم میں متصرف ہیں اسی کے ہیں اور چونکہ یہ
حقیقت دو جہتوں یعنی جہت الٰہیہ اور جہت عبودیت
پر مشتمل ہے یہ اس کے لئے اصالتاً صحیح نہیں ہے
بلکہ تبعیتاً صحیح ہے (یعنی اللہ نے یہ ان کے تابع کر دیا ہے)
اور یہی وہ خلافت ہے جیسے زندہ کرنا مارنا، لطف و قہر،
رضا و غصہ اور تمام صفات جو عالم میں متصرف ہیں اور جو
اس کے نفس و بشریت میں ہیں حاصل ہیں۔

ایضاً۔ کیونکہ وہ حقیقت اللہ کی طرف سے ہے۔
ان کا گریہ و جزع و فزع اور ان کے سینے کا تنگ ہونا
جو کچھ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس کی نفی نہیں کرتا اس لئے
کہ یہ ان کی ذات کی مقتضیات و صفات ہیں اس کے علم
سے زمین و آسمان میں ذرہ برابر بھی کوئی چیز مرتبہ کی
حیثیت سے اس سے پوشیدہ نہیں اگرچہ کہ یہ کہا جاتا ہے کہ
تم بشریت میں امور دنیا میں سب سے بڑے عالم ہو
اس سے یہ حاصل ہوا کہ عالم کے لئے ربوبیت صفات
الٰہیہ کے ساتھ ہے جو بحیثیت مرتبہ کے ہے اور اس
کا عجز و انکسار اور تمام وہ چیزیں جو نقائص امکانیہ کی
وجہ اس کے لئے لازم ہیں بشریت کی حیثیت سے حاصل
ہیں اور اس کے عالم سفلی کی طرف بھیجے جانے کی وجہ سے
ہیں تاکہ اس کے ظواہر کے ساتھ اس کے عالم باطنی کے
خواص محیط رہیں پس وہ بحر ربوبیت اور عالم ناسوت کے
مقام اتصال ہیں اور دونوں عالمین کے مظہر ہیں۔

کمال اسی کے لئے ہے جیسا کہ اس کا عروج اصلی
مقام کی طرف اس کا کمال ہے پس آخری اعتبار سے
نقائص کمالات ہیں اس کو وہی جانتا ہے جس کا
قلب نور الٰہی سے منور ہو چکا ہو۔ اہل اشارہ نے کہا

وعجزہ ومسکنتہ وجمیع مایلزمہ من النقائص الامکانیتہ من حیث بشریتہ الحاصلتہ من التقید والتنزل فی العالم السفلی یحیط بظاہرہ خواص العالم الباطن فیصیر مجمع البحرین ومظہرا لعالمین نزدلہٗ

ایضاً :۔ کمال لہ کمالات عروجہ الی مقام الاصلی کمال فالنقایص کمالات باعتبار اخر یعرفہا من تنور قلبہ بالنور الالٰہی وقد قال اھل الاشارۃ ان جمیع المظاھر الکلیۃ الافاقیۃ والانفسیۃ راجع الی الاسماء الثلثۃ التی فی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وحروف البسملۃ تسعۃ عشر حرفا فوقع ترتیب العالم علی تسع عشر مرتبۃ العقل الاول والنفس الکلیۃ والافلاک التسعۃ والعناصر الاربعۃ والموالید الثلثۃ والانسان الکامل الجامع لکلہ فاذا تلثۃ رجعت الی العقل الاول والنفس والجسم وھی الجبروت والملکوت والملک وھی النبوۃ والرسالۃ والولایۃ وھی وھی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ

کہ تمام آفاق و انفس کے مظاہر تین اسماء کی طرف لوٹتے ہیں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہیں اور بسم اللہ کے انیس حروف ہیں ۔ پس عالم کی ترتیب انیس مرتبوں پر واقع ہوئی ہے ۔ یعنی عقل اول، نفس کلیہ، نو افلاک، عناصر اربعہ، موالید ثلاثہ (جمادات، نباتات، حیوانات) اور انسان کامل جو جامع ہے ۔

ان تمام چیزوں کا پس یہ تین عقل اول نفس اور جسم کی طرف لوٹے ہیں وہ جبروت و ملکوت اور ملک کہلائے یہی نبوت و رسالت و ولایت ہے اور یہی شریعت و طریقت و حقیقت ہے ۔

(بحرالمعارف

صفحہ نمبر ۳۵۳)

امام مدبر الامور

تدبیر عالم میں تمام افعال جو مظہران خدا سے ظاہر ہوتے ہیں ۔ وہ سب خدا کی طرف منسوب ہیں مثلاً بندہ کو مارنا

خدا کا کام ہے مگر روح کے قبض کرنے کا کام ملک الموت سے عمل میں آتا ہے۔ درحقیقت قضا جاری ہو کر ولی الامر کو حکم پہونچتا ہے اور ولی الامر ملک الموت کے سپرد کرتا ہے پھر ملک الموت اپنے بے شمار ماتحتین میں سے کسی ایک کو حکم دیتا ہے اور وہ روح قبض کرلیتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ فرشتہ نے مارا سب یہی کہتے ہیں کہ خدا نے مارا۔

ایک غیر مسلم سائل نے حضرت امیرالمومنین سے سوال کیا کہ خدا ایک جگہ فرماتا ہے کہ "اللہ یتوفی الانفس ...... یعنی خدا قبض روح کرتا ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے کہ "یتوفاکم ملک الموت ...... یعنی ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ "یتوفھم الملائکۃ ..... یعنی فرشتے قبض روح کرتے ہیں ایک اور مقام پر فرماتا ہے کہ توفتہ رسلنا .... یعنی ہمارے رسولوں نے ان کی روح قبض کی آخر اس میں صحیح بات کون سی ہے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں کچھ نقص ہے کہ ایک جگہ کچھ بات لکھی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور۔

حضرت نے فرمایا کہ خدائے پاک اس سے بزرگ و برتر ہے کہ ان امور میں خود تصرف فرمائے اور ایسے چھوٹے امور انجام دے۔ اس کے فرشتوں اور رسولوں کا فعل دراصل اسی کا فعل ہے کیونکہ وہ سب اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں پس اللہ نے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان فرشتوں میں سے رسول و سفیر منتخب کرلئے ہیں۔ اور ان ہی کی شان میں فرماتا ہے کہ "اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس" یعنی اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے اپنے سفیر و رسول منتخب کرلیتا ہے۔"

پس ان روح کے قبض کرنے والے فرشتوں کا فعل ملک الموت کا فعل اور ملک الموت کا فعل خدا کا فعل ہوا۔

(الصافی و الاحتجاج)

خدا جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے رزق دیتا ہے، روکتا ہے اور سزا و جزا دیتا ہے۔ اس کے امناء کا فعل اسی کا فعل ہے۔ انہی کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ "وہ نہیں چاہتے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔" (ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ)

پس ولی امر کا یہ فرمانا بالکل واجبی ہے کہ "انا الاول (یعنی میں ہی اول مخلوق ہوں) انا الاخر (میں ہی آخر ہوں کیونکہ وجہ اللہ ہوں۔) وانا الظاھر وانا الباطن وانا المحیی وانا الممیت وانا الموت الممیت (یعنی میں ظاہر بھی ہوں اور باطن بھی اور میں ہی مارنے اور جلانے والا ہوں اس لئے کہ ولی امور ہوں) اور ملک الموت کو مارنے والا بھی میں ہی ہوں۔ اسی طرح کے مزید ارشادات جو خطبہ تطنجیہ خطبہ بیانیہ اور خطبہ افتخاریہ وغیرہ میں مذکور ہیں غلو نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ یہی مقام خدا کی خلافت مطلقہ کا ہے اور خلیفہ مطلق خدا کے جمیع صفات کمالیہ کا مظہر ہوتا ہے۔ لہٰذا لازمی ہے کہ ہر امر الٰہی اسی سے ظاہر ہو اور اس کی ولایت کے تحت صادر ہو اسی لئے دنیا وما فیہا اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ید اللہ کہلایا پوری کائنات اس کے پیش نظر ہے اس لئے عین اللہ کہلایا اور حسب ارشاد نبوی لسان اللہ جنب اللہ

اور مشیت اللہ کہلاتا ہے۔

امام کی تعریف

حدیث طارق

طارق ابن شہاب نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ امام کی تعریف فرمایئے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ :

يَا طَارِقُ اَلْاِمَامُ كَلِمَةُ اللّٰهِ وَحُجَّةُ اللّٰهِ وَجْهُ اللّٰهِ وَنُورُ اللّٰهِ وَحِجَابُ اللّٰهِ وَآيَةُ اللّٰهِ يَخْتَارُ اللّٰهُ يَجْعَلُ فِيهِ مَا يَشَآءُ وَيُوجِبُ لَهُ بِذَالِكَ الطَّاعَةَ وَالْوِلَايَةَ عَلٰى جَمِيعِ خَلْقِهِ فَهُوَ وَلِيُّهُ فِى سَمَاوَاتِهِ وَاَرْضِهِ اَخَذَ لَهُ بِذَالِكَ الْعَهْدَ عَلٰى جَمِيعِ عِبَادِهِ فَمَنْ تَقَدَّمَ عَلَيْهِ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِن فَوقِ عَرْشِهِ فَهُوَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَاِذَا شَاءَ اللّٰهُ شَيَاءً وَيَكْتُبُ عَلٰى عَضُدِهٖ "وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا" فَهُوَ الصِّدْقُ وَالْعَدْلُ وَيُنْصَبُ لَهُ عَمُودٌ مِنْ نُورٍ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَآءِ يَرٰى فِيهِ اَعْمَالَ الْعِبَادِ وَيُلْبَسُ الْهَيْبَةَ وَعِلْمَ الضَّمِيرِ وَيَطَّلِعُ عَلَى الْغَيْبِ وَيُعْطَى التَّصَرُّفَ عَلَى الْاِطْلَاقِ وَيَرٰى مَا بَيْنَ الْمُلْكِ الْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ فَلَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ عَالَمِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَيُعْطٰى مَنْطِقَ الطَّيْرِ عِنْدَ وِلَايَتِهٖ فَهٰذَا الَّذِى يَخْتَارُهُ اللّٰهُ لِوَحْيِهٖ وَيَرْتَضِيهِ لِغَيْبِهٖ وَيُؤَيِّدُهٗ بِكَلِمَتِهٖ وَيُلَقِّنُهٗ حِكْمَتَهٗ وَيَجْعَلُ قَلْبَهٗ

اے طارق امام کلمۃ اللہ، حجۃ اللہ، وجہ اللہ، نور اللہ، حجاب اللہ اور آیت اللہ ہوتا ہے اس کو خدا منتخب کرتا اور جو کچھ (اوصاف و کمالات) چاہتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور تمام مخلوق پر اس کی اطاعت کو واجب کرتا ہے پس وہ تمام آسمانوں اور زمین پر اس کا ولی ہے خدا نے اس بات پر اپنے تمام بندوں سے عہد لیا ہے پس جس نے اس پر سبقت کی اس نے خدائے عرش سے کفر کیا۔ پس وہ (امام) جو چاہتا ہے کرتا ہے ——— اور وہ جب ہی کرتا ہے جب کہ خدا کسی بات کو چاہتا ہے اس کے بازو پر "وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا" یعنی مکمل ہوا کلمہ رب جو صدق اور عدل ہے لکھا رہتا ہے پس وہی صدق اور عدل ہے اس کے لئے زمین سے آسمان تک ایک نور کا ستون نصب کیا جاتا ہے جس میں وہ بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ لباس ہیبت و جلال سے ملبوس رہتا ہے وہ دل کی بات جانتا ہے اور غیب پر مطلع رہتا ہے وہ متصرف علی الاطلاق ہوتا ہے۔ وہ شرق تا غرب تمام اشیاء کو دیکھتا ہے عالم ملک اور ملکوت کی کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کی ولایت میں اس کو جانوروں کی بولی عطا کی جاتی ہے۔

پس یہی وہ (امام) ہے جس کو اللہ نے اپنی وحی کے

مَكَانَ مَشِيَّتِهٖ وَيُنَادِيْ لَهٗ بِالسَّلْطَنَةِ وَيُذْعِنُ
لَهٗ بِالْاِمْرَةِ وَيَحْكُمُ لَهٗ بِالطَّاعَةِ
وَذَالِكَ لِاَنَّ الْاِمَامَةَ مِيْرَاثُ
الْاَنْبِيَاءِ وَمَنْزِلَةُ الْاَوْصِيَاءِ وَخِلَافَةُ
اللّٰهِ وَخِلَافَةُ رُسُلِ اللّٰهِ فَهِيَ عِصْمَةٌ
وَوِلَايَةٌ وَسَلْطَنَةٌ وَهِدَايَةٌ لِاَنَّهَا
تَمَامُ الدِّيْنِ وَرُجَحُ الْمَوَازِيْنِ اَلْاِمَامُ
دَلِيْلٌ لِلْقَاصِدِيْنَ وَمَنَارٌ لِلْمُهْتَدِيْنَ
وَسَبِيْلٌ لِلسَّالِكِيْنَ وَشَمْسٌ مُشْرِقَةٌ
فِيْ قُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ وَلَايَتُهٗ سَبَبٌ
لِلنَّجَاةِ وَطَاعَتُهٗ مُفْتَرَضَةٌ فِي الْحَيٰوةِ
وَعُدَّةٌ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَعِزُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَشَفَاعَةُ الْمُذْنِبِيْنَ وَنَجَاةُ الْمُحِبِّيْنَ
وَفَوْزُ التَّابِعِيْنَ لِاَنَّهَا رَاْسُ الْاِسْلَامِ
وَكَمَالُ الْاِيْمَانِ وَمَعْرِفَةُ الْحُدُوْدِ
وَالْاَحْكَامِ وَتَبْيِيْنُ الْحَلَالِ مِنَ الْحَرَامِ
فَهِيَ رُتْبَةٌ لَا يَنَالُهَا اِلَّا مَنْ اَخْتَارَهُ
اللّٰهُ وَقَدَّمَهٗ وَوَلَّاهُ وَحَكَّمَهٗ فَالْوِلَايَةُ
هِيَ حِفْظُ الثُّغُوْرِ وَتَدْبِيْرُ الْاُمُوْرِ
وَهِيَ تَعْدَادُ الْاَيَّامِ وَالشُّهُوْرِ اَلْاِمَامُ
الْمَاءُ الْعَذْبُ عَلَى الظِّمَاءِ وَالدَّالُّ
عَلَى الْهُدٰى۔ اَلْاِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ
اَلْمُطَّلِعُ عَلَى الْغُيُوْبِ فَالْاِمَامُ
هُوَ الشَّمْسُ الطَّالِعَةُ عَلَى الْعِبَادِ
بِالْاَنْوَارِ فَلَا تَنَالُهُ الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارُ
وَاِلَيْهَا الْاِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى

لئے منتخب کیا اور امور غیب کے لئے پسند فرمایا اور اپنے
کلام سے اس کی تائید کی اور اس کو اپنی حکمت تلقین کی
اور اس کے قلب کو اپنی مشیت کی جگہ قرار دیا اس کے
لئے سلطنت کی منادی کردی اور اس کو اولی الامر بنا کر
اس کی اطاعت کا حکم دیا کیونکہ امامت میراث انبیاء
اور درجہ اوصیاء خلافت خدا اور خلافت رسولانِ خدا
ہے۔

پس یہی صاحب عصمت و ولایت اور سلطنت
و ہدایت ہے کیونکہ وہ ضرور بہ ضرور دین کی تکمیل کرنے
والا ہے اور بندوں کے اعمال کی کسوٹی ہے امام خدا
کا قصد رکھنے والوں کے لئے دلیل راہ ہے اور ہدایت
پانے والوں کے لئے منارۂ نور اور سالکین کے لئے سبیل
راہ اور عارفین کے قلوب میں چمکنے والا آفتاب ہے اس
کی ولایت سبب نجات ہے اس کی اطاعت زندگی میں
فرض گردانی گئی ہے اور مرنے کے بعد وہی توشۂ آخرت
ہے وہ مومنین کے لئے باعث عزت اور گناہ گاروں کے
لئے باعثِ شفاعت اور دوستوں کے لئے باعث نجات
اور تابعین کے لئے فوز عظیم ہے کیونکہ وہی راس اسلام
اور کمال ایمان اور معرفت حدود و احکام اور حلال و حرام
کا بیان کرنے والا ہے پس یہ وہ مرتبہ ہے جس پر سوائے
اس کے جس کو اللہ خود منتخب کرے اور سب پر مقدم
و حاکم و والی بنائے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس
ولایت حفظ ثغور تدبیر امور اور ایام و شہور کی تعدید
کرنے والی ہے۔ امام تشنگانِ علوم معارف کے لئے آب
شیریں اور طالبان ہدایت کے لئے ہادی ہے۔ امام
وہ ہے جو ہر گناہ سے پاک و مطہر ہو اور امور غیب سے

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ عَلِيٌّ وَعِتْرَتُهُ فَالْعِزَّةُ
لِلنَّبِيِّ وَلِلْعِتْرَةِ وَالنَّبِيُّ وَالْعِتْرَةُ لَا
يَفْتَرِقَانِ اِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ فَهُمْ رَاسُ
دَائِرَةِ الْاِيْمَانِ وَقُطْبُ الْوُجُوْدِ وَسَمَاءُ
الْجُوْدِ وَشَرَفُ الْمَوْجُوْدِ وَضَوْءُ شَمْسِ
الشَّرَفِ وَنُوْرُ قَمَرِهِ وَاَصْلُ الْعِزِّ وَالْمَجْدِ
وَمَبْدَئُهُ وَمَعْنَاهُ وَمَبْنَاهُ فَالْاِمَامُ
هُوَ السِّرَاجُ الْوَهَّاجُ وَالسَّبِيْلُ وَالْمِنْهَاجُ
وَالْمَاءُ الثَّجَاجُ وَالْبَحْرُ الْعَجَّاجُ وَالْبَدْرُ الْمُشْرِقُ
وَالْغَدِيْرُ الْمُغْدِقُ وَالْمَنْهَجُ الْوَاضِحُ
الْمَسَالِكِ وَالدَّلِيْلُ اِذَا عَمَّتِ الْمَهَالِكُ
وَالسَّحَابُ وَالدَّلِيْلُ اِذَا عَمَّتِ الْمَهَالِكُ
وَالسَّحَابُ الْهَاطِلُ وَالْغَيْثُ الْهَامِلُ
وَالْبَدْرُ الْكَامِلُ وَالدَّلِيْلُ الْفَاضِلُ
وَالسَّمَاءُ الظَّلِيْلَةُ وَالنِّعْمَةُ الْجَلِيْلَةُ
وَالْبَحْرُ الَّذِيْ لَا يُنْزَفُ وَالشَّرَفُ الَّذِيْ
لَا يُوْصَفُ وَالْعَيْنُ الْغَزِيْرَةُ وَالرَّوْضَةُ
الْمَطِيْرَةُ وَالزَّهْرُ الْاَرِيْجُ الْبَهِيْجُ وَ
وَالنَّيِّرُ اللَّائِحُ وَالطِّيْبُ الْفَائِحُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ وَالْمَتْجَرُ الرَّابِحُ وَالْمَنْهَجُ الْوَاضِحُ
وَالطَّبِيْبُ الرَّفِيْقُ وَالْاَبُ الشَّفِيْقُ وَ
مَفْزَعُ الْعِبَادِ فِي الدَّوَاهِيْ وَالْحَاكِمُ
وَالْآمِرُ وَالنَّاهِيْ اَمِيْرُ اللّٰهِ عَلَى
الْخَلَائِقِ وَاَمِيْنُهُ عَلَى الْحَقَائِقِ
حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ مَحَجَّةٌ فِيْ

مطلع ہو پس امام وہ ہے جو انوار کے ساتھ بندگان خدا
پر طلوع ہوتا ہے پس وہ ایسی شے نہیں جس کو ہاتھ
اور آنکھ پا سکے اور اسی کی طرف قول خدا کا اشارہ ہے
کہ عزت بس اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لئے
ہے وہ مومنین علیؑ اور ان کی عترت ہیں بس عزت نبیؐ
اور عترت نبیؐ کے لئے ہے نبی اور ان کی عترت زمانہ
کے ختم ہونے تک جدا نہیں ہو سکتے پس وہ ایمان کے
دائرہ کے مرکز اور قطب وجود، آسمان جود و سخا اور
شرف موجود ہیں یہی ضیائے آفتاب شرافت اور اس کے
ماہتاب کے نور ہیں اور اصل معدن عزت و بزرگی اور
اس کے مبداء و معنا اور مبناء ہیں۔

پس امام (ضلالت کی تاریکیوں میں) درخشاں چراغ
ہے اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ اور سیراب کرنے والا
پانی اور موج زن سمندر ہے وہی بدر منیر اور علوم معارف
سے بھرا ہوا تالاب ہے وہی وہ صراط الہٰی ہے جس کے
راستے واضح ہیں اور وہ دلیل و رہنما ہے۔ ضلالت کے
مہلک راستوں میں وہ (رحمت الہٰی کا) برسنے والا بادل
اور باران کثیر ہے وہ (ہدایت کا) بدر کامل رہنمائے
فاضل، سب پر سایہ رکھنے والا آسمان اور اس کی نعمت
جلیل ہے وہ ایک سمندر ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا اور
وہ ایک ایسا شرف ہے جس کی تعریف نہیں کی جاسکتی وہ
ایک چشمۂ فیض اور نعمات الہٰی کا سرسبز باغ اور مہکتا
ہوا (چمن رسالتؐ کا) پھول، روشن بدر کامل اور (امامت)
کا درخشاں آفتاب ہوتا ہے وہ ایک پاکیزہ خوشبو اور
مجسم عمل صالح ہے وہ فائدہ بخش مال تجارت اور
سبیل واضح ہے (جس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا) وہ

اَرْضِہٖ وَبِلَادِہٖ مُطَھَّرٌ مِنَ الذُّنُوْبِ
مُبَرَّأٌ مِنَ الْعُیُوْبِ مُطَّلِعٌ عَلَی الْغُیُوْبِ
ظَاھِرُہٗ اَمْرٌ لَا یُمْلَکُ وَبَاطِنُہٗ غَیْبٌ
لَا یُدْرَکُ وَاحِدُ دَھْرِہٖ وَخَلِیْفَۃُ اللّٰہِ
فِیْ نَھْیِہٖ وَاَمْرِہٖ یُوْجَدُ لَہٗ مِثْلٌ وَلَا
یَقُوْمُ لَہٗ بَدِیْلٌ فَمَنْ ذَا یَنَالُ مَعْرِفَتَنَا
اَوْ یَنَالُ دَرَجَتَنَا اَوْ یَشْھَدُ کَرَامَتَنَا
اَوْ یُدْرِکُ مَنْزِلَتَنَا حَارَتِ الْاَلْبَابُ
وَالْعُقُوْلُ وَتَاھَتِ الْاَفْھَامُ فِیْمَا اَقُوْلُ
تَصَاغَرَتِ الْعُظَمَاءُ وَتَقَاصَرَتِ الْعُلَمَاءُ
وَکَلَّتِ الشُّعَرَاءُ وَخَرِسَتِ الْبُلَغَاءُ
وَاَلْکَنَتِ الْخُطَبَاءُ وَعَجَزَتِ الْفُصَحَاءُ وَتَوَاضَعَتِ
الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ عَنْ وَصْفِ شَانِ
الْاَوْلِیَاءِ وَھَلْ یُعْرَفُ اَوْ یُوْصَفُ اَوْ
یُعْلَمُ اَوْ یُفْھَمُ اَوْ یُدْرَکُ اَوْ یُمْلَکُ
شَانُ مَنْ ھُوَ نُقْطَۃُ الْکَائِنَاتِ وَ
قُطْبُ الدَّائِرَاتِ وَسِرُّ الْمُمْکِنَاتِ
وَشُعَاعُ جَلَالِ الْکِبْرِیَاءِ وَشَرَفُ
الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ جَلَّ مَقَامُ آلِ
مُحَمَّدٍ عَنْ وَصْفِ الْوَاصِفِیْنَ
وَنَعْتِ النَّاعِتِیْنَ وَاَنْ یُقَاسَ بِھِمْ
اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِیْنَ وَکَیْفَ وَھُمُ
النُّوْرُ الْاَوَّلُ وَالْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا وَالتَّسْمِیَۃُ
الْبَیْضَاءُ وَالْوَحْدَانِیَّۃُ الْکُبْرٰی الَّتِیْ
اَعْرَضَ مِنْھَا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی وَ
حِجَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ الْاَعْلٰی فَاَیْنَ

ایک رفیق طبیب، پدر شفیق اور بندوں کی ہر مشکل
میں مدد کرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ کی جانب سے
خلائق کا نگہبان اور حقائق پر اس کا امین ہے
اس کے بندوں پر اللہ کی حجت اس کی زمین اور
ملکوں پر اللہ کی راہ روشن ہے وہ تمام گناہوں
سے جملہ عیوب سے مبرّا اور غیب کی باتوں سے
مطلع رہتا ہے اس کا ظاہر ایک ایسا امر ہے جس
پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا اس کا باطن ایسا غیب
ہے جس کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا وہ واحد روزگار
اور خدا کے امر و نہی میں اس کا خلیفہ ہوتا ہے نہ اس کا
کوئی مثل و نظیر ہے اور نہ کوئی اس کا بدل۔

پس کون ہے جو ہماری معرفت حاصل کر سکے یا
ہمارے درجے کو پہنچ سکے یا ہماری کرامت کا مشاہدہ
کر سکے یا ہماری منزلت کا ادراک کر سکے۔ اس امر
میں عقول حیران اور افہام سرگشتہ ہیں یہ وہ مرتبہ
ہے جس کے سامنے بڑے بڑے لوگ حقیر ہیں اس
کے ادراک سے علماء قاصر شعراء ماندے، بلغاء
وخطباء، گونگے اور بہرے، فصحاء عاجز اور زمین و
آسمان شان اولیاء میں ایک وصف بھی بیان کرنے
سے مجبور ہیں کون اس کو پہچان سکتا یا اس کا وصف
بیان کر سکتا یا سمجھ سکتا یا ادراک کر سکتا ہے جو کہ
نقطۂ کائنات، دائروں کا مرکز ممکنات کا راز اور
جلال کبریائی کی شعاع اور ارض و سماء کا شرف ہے۔
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا مقام اس سے برتر ہے
کہ کوئی وصف کنندہ اس کی توصیف کر سکے اور اس
کی نعت و تعریف لکھ سکے اور تمام عوالم میں کسی کو

الاختيار من هذا و اين العقول من
هذا ذا عزت ومن عرف او وصف
من وصف ظنوا ان ذالك في غير
آل محمد كذبوا او زلت اقدامهم
و اتخذوا العجل ربا والشيطين حزبا
كل ذالك بغضة لبيت الصفوة و
دار العصمة وحسدا لمعدن الرسالة
والحكمة وزين لهم الشيطان
اعمالهم فتبا لهم وسحقا كيف اختاروا
اماما جاهلا عابد للاصنام جبانا
يوم الزحام والامام يجب ان
يكون عالما لا يجهل وشجاعا
لا ينكل لا يعلو عليه حسب ولا
يدانيه نسب فهو في الذروة من
قريش والشرف من هاشم والبقية
من ابراهيم والنهج من المنبع
الكريم والنفس من الرسول
والرضى من الله والقبول عن الله
فهو شرف الاشراف والفرع من
عبد مناف عالم بالسياسة قائم
بالرياسة مفترض الطاعة الى يوم
الساعة اودع الله قلبه سره وانطق
به لسانه فهو معصوم موفق
ليس بجبان ولا جاهل فتركوه يا
طارق واتبعوا اهواءهم ومن اضل

ان کے ساتھ قیاس کر سکے وہ نور اوّل اور کلمۂ علیا و اسمائے
نورانی اور وحدانیت کبریٰ ہیں جس نے ان سے منہ
موڑا وہ وحدانیت سے مڑ گیا اور یہی خدا کے حجاب
اعظم و اعلیٰ ہیں۔

پس ایسے امام کو کون منتخب کر سکتا ہے اور
عقلیں اس کو کہاں پہچان سکتی ہیں اور کون ایسا ہے
جس نے اس کو پہچانا یا اس کا وصف بیان کر سکا جو
لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ (امامت) آل محمدؑ سے
علاوہ غیروں میں بھی پائی جاتی ہے وہ جھوٹے ہیں
ان کے قدم (راہ راست سے) ہٹ گئے ہیں انہوں
نے گوسالہ کو اپنا رب اور شیاطین کو اپنی جماعت بنا
لی ہے یہ سب بیت صفوۃ اور خانۂ عصمت سے
بغض کی وجہ اور معدن حکمت و رسالت سے حسد
کی وجہ ہے شیطان نے ان کے لئے اعمال کو مزین
کر دیا ہے خدا ان کو ہلاک کرے کہ کس طرح انہوں
نے اس کو امام بنا لیا جو جاہل بت پرست اور یوم
جنگ بزدلی دکھانے والا تھا حالانکہ یہ واجب ہے کہ
امام ایسا عالم ہو کہ اس میں کسی قسم کا جہل نہ ہو اور ایسا
شجاع ہو کہ کسی معرکہ میں منہ نہ موڑے نہ حسب میں
کوئی اس سے اعلیٰ ہو اور نہ نسب میں اس کے برابر ہو
پس امام ذروہ قریش اور اشراف بنی ہاشم اور بقیۂ
ذریت ابراہیمی سے ہوتا ہے اور وہ نبی کریم کی شاخ
سے ہوتا ہے وہ نفس رسول ہوتا ہے اور رضائے
خدا سے مقرر ہوتا ہے اور یہ انتخاب اللہ کی جانب
سے ہوتا ہے پس وہ شرف ہے اشراف کا اور

اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللّٰهِ
وَالإِمَامُ يَا طَارِقُ بَشَرٌ مَلَكِيٌّ وَجَسَدٌ
سَمَاوِيٌّ وَأَمْرٌ إِلٰهِيٌّ وَرُوحٌ قُدْسِيٌّ
وَمَقَامٌ عَلِيٌّ وَنُورٌ جَلِيٌّ وَسِرٌّ خَفِيٌّ
فَهُوَ مَلَكِيُّ الذَّاتِ الٰهِيُّ الصِّفَاتِ
زَائِدُ الحَسَنَاتِ عَالِمٌ بِالمغيباتِ خَصًّا مِنْ
رَبِّ العَالَمِيْنَ وَنَصًّا مِنَ الصَّادِقِ
الأَمِيْنِ وَنَصًّا كُلُّهُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لَا
يُشَارِكُهُمْ فِيْهِ مُشَارِكٌ لِأَنَّهُمْ
مَعْدِنُ التَّنْزِيلِ وَمَعْنَى التَّاوِيْلِ
وَخَاصَّةُ الرَّبِّ الجَلِيْلِ وَمَهْبَطُ
الأَمِيْنِ جِبْرَئِيْلَ كَلِمَةُ صِفَاتُ
اللّٰهِ وَسِرُّهُ وَكَلِمَتُهُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ
وَمَعْدَنُ الفُتُوَّةِ عَيْنُ المَقَالَةِ وَ
مُنْتَهَى الدَّلَالَةِ وَمُحْكَمُ الرِّسَالَةِ
وَنُورِ الجَلَالِ جَنْبُ اللّٰهِ وَوَدِيْعَةُ
وَمَوْضِعُ كَلِمَةِ اللّٰهِ وَمِفْتَاحُ حِكْمَةِ
وَمَصَابِيْحُ رَحْمَتِهِ اللّٰهِ وَيَنَابِيعُ نِعْمَتِهِ
السَّبِيْلُ إِلَى اللّٰهِ وَالسَّبِيلُ وَالقِسْطَاسُ
المُسْتَقِيْمُ وَالمِنْهَاجُ القَوِيْمُ وَالذِّكْرُ
الحَكِيْمُ وَالوَجْهُ الكَرِيْمُ وَنُورُ
القَدِيْمُ أَهْلُ التَّشْرِيفِ وَالتَّقْوِيْمِ
وَالتَّقْدِيْمُ التَّفْضِيْلُ وَالتَّعْظِيْمُ خُلَفَاءُ
النَّبِيِّ الكَرِيْمِ وَأَبْنَاءُ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ
وَأُمَنَاءُ العَلِيِّ العَظِيْمِ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا

فرع ہے۔ عبدمناف کی اور وہ عالم سیاست ہوتا ہے اور (اہل زمین پر) ریاست عامہ رکھتا ہے اس کی اطاعت قیامت تک فرض کی گئی ہے خدا اس کے قلب میں اپنے اسرار ودیعت کرتا ہے اور اس میں اپنی زبان کو گویا کرتا ہے پس وہ معصوم اور موفق من اللہ ہوتا ہے۔ وہ جاہل یا بزدل نہیں ہوتا۔

پس اے طارق لوگوں نے ایسے امام کو چھوڑ دیا اور ہوا وہوس کے تابع ہوگئے۔ اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو بغیر ہدایت خدا اپنے خواہشات کی پیروی کرے اے طارق امام فرشتہ بصورت بشر جسد سماوی میں ایک امر الٰہی اور روح قدس ہوتا ہے۔

اس کا مقام بلند وہ نور جلی اور سر خفی الٰہی ہوتا ہے۔ پس وہ ملکی الذات اور الٰہی صفات و زاید الحسنات اور عالم المغیبات ہوتا ہے۔ وہ رب العالمین سے مخصوص اور صادق الامین (یعنی رسول خدا) سے منصوص ہوتا ہے یہ تمام باتیں صرف آل محمدؐ ہی میں ہیں اور کوئی دوسرا ان میں ان کا شریک نہیں کیونکہ یہی معدن تنزیل اور (کلام خدا کے) معنی تاویل، خاصان رب جلیل اور جبرئیل امین کے نازل ہونے کے مقام ہیں۔ یہی برگزیدۂ خدا، راز خدا اور اس کا کلمہ شجرہ نبوت و معدن شجاعت اُس کے عین کلام اور منتہائے دلالت، محکم رسالت، نور جلال الٰہی جنب اللہ

مِن بعض واللہ سَمِیعٌ علیم اَلسَّنامُ
الاعظمُ والطّریقُ الاقومُ من عَرفہم
واخذ عنہم فہو منہم والیہ الاشارۃ
بقولہ مَن تبعنی فانّہ منّی خلقہم
اللہ من نور عظمتہ وولّاہم امر
مملکتہ۔

فہم سرّ اللہ المخزون واولیآئہ
المقربون وامرہ بین الکاف والنون
بل ہم الکاف والنون الی اللہ یدعون
وعنہ یقولون وبامرہ یعملون علم
الانبیآء فی علمہم وسرّ الاوصیآء فی
سرّہم وعزّ الاولیآء فی عزہم کالقطرۃ
فی البحر والذرۃ فی القفر والسمٰوات
والارض عند الامام منہم کیدہ
من راحتہ یعرف ظاہرہا من باطنہا
ویعلم برّہا من فاجرہا ورطبہا و
یابسہا لانّ اللہ علّم نبیّہ علم
ماکان وما یکون وورث ذلک السّرّ
المصون الاولیآء المنتجبون ومن
انکر ذلک فہو شقیّ ملعون یلعنہ
اللہ ویلعنہ اللاعنون وکیف یفرض
اللہ علی عبادہ طاعۃ من یحجب عنہ
ملکوت السمٰوات والارض وانّ
الکلمۃ من آل محمّد تنصرف الی

اور اس کی امانت موضع کلمۂ خدا، مفتاح حکمت،
چراغ رحمت اور اس کی نعمت کے چشمے ہیں، یہی
خدا کی معرفت کا راستہ اور سلسبیل ہیں اور یہی میزان
مستقیم صراط مستقیم اور خدائے حکیم کے ذکر مجسم اور
وجہہ رب کریم اور نور قدیم ہیں یہی صاحبان عزت و
بزرگی و تقویم و تفضیل و تعظیم، جانشینان نبی کریم
اور فرزندان رسول رؤف و رحیم اور امانت داران
خدائے علی وعظیم ہیں۔ یہ بعضها من بعض
کی ذریت ہیں اللہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے۔ یہی
ہدایت کے نشان بلند اور طریق مستقیم ہیں جس نے
ان کو پہچان لیا اور ان سے معارف کو حاصل کیا
پس وہ ان سے ہے رسول خدا کے قول من تبعنی فانه
منی میں اسی کی طرف اشارہ ہے (یعنی جس نے میری
پیروی کی مجھ سے ہے) اللہ نے ان کو اپنے نور عظمت
سے خلق کیا ہے اور ان کو اپنی مملکت کے امور کا والی
بنایا ہے پس وہی اللہ کے پوشیدہ راز ہیں اور اس کے اولیاء مقرب ہیں اور کاف و
نون کے درمیان اس کے امر ہیں بلکہ وہی کاف و نون ہیں، وہ خدا کی
طرف دعوت دیتے ہیں اور اسی کی طرف سے بات
کرتے ہیں اور اسی کے امر پر عمل کرتے ہیں تمام انبیاء
کا علم ان کے علم کے مقابلہ میں اور تمام اوصیاء
کا راز ان کے راز کے مقابل اور تمام اولیاء کی عزت
ان کی عزت کے مقابل ایسی ہی ہے جیسے سمندر کے
مقابل قطرہ اور صحرا کے مقابل ایک ذرہ۔ تمام
زمین و آسمان امام کے نزدیک اس کے ہاتھ

سَبعِيْنَ وَجهًا وَّكلّما فى ذكرِ الحكيمِ
والكتابِ الكريمِ والكلامِ القديمِ
مِنْ آيةٍ يذكرُ فيها العينُ والوجهُ
وَاليدُ والجنبُ فَالمرادُ منها الولى
لانّهُ جنبُ اللهِ ووجهُ اللهِ يعنى
حقُّ اللهِ وعلمُ اللهِ وعينُ اللهِ ويدُ
اللهِ لانّ ظاهرهُم باطنُ الصفات
الظاهرة وباطنهم ظاهرُ الصفات
الباطنة فهُمْ ظاهرُ الباطن وباطنُ
الظاهرِ واليه الاشارة بقوله انّ
لله اعين واياديَ وانا وانت يا علىّ
منهاهُ

فهُمُ الجنبُ العلىُّ والوجهُ الرضىُّ
وَالمنهلُ الروىُّ والصراطُ السّوىُّ
والوسيلةُ الى اللهِ والوصلةُ الى
عفوهٖ ورضاهُ سرُّ الواحدِ والاحدِ
فلا يُقاسُ بهم من الخلقِ احدٌ
فهُمْ خاصّةُ اللهِ وخالصتهُ وسرُّ
الديّانِ وكلمتهُ وبابُ الايمانِ وكعبتهُ
وحجّةُ اللهِ ومحجّتهُ واعلامُ الهدى
ورايتهُ وفضلُ اللهِ ورحمتهُ وعينُ
اليقينِ وحقيقتهُ وصراطُ الحقِّ وعصمتهُ
ومبدءُ الوجودِ وغايتهُ وقدرةُ الربِّ
ومشيّتهُ وامُّ الكتابِ وخاتمتهُ وفصلُ
الخطابِ ودلالتهُ وخزنةُ الوصىّ

اور تنزیلی کے مانند ہیں وہ ان کے ظاہر و باطن کو پہچانتا
ہے اور نیک و بد کو جانتا ہے اور وہ ہر رطب و یابس
کا عالم ہے۔ چونکہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو تمام گذشتہ اور
آئندہ کا علم دیا تھا اس کے اوصیائے منتجبون اس
راز محفوظ کے وارث ہوئے جو اس بات سے انکار
کرے وہ بدبخت اور ملعون ہے اس پر خدا لعنت
کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں
خدا کس طرح اپنے بندوں پر ایسے شخص کی اطاعت
فرض کر سکتا ہے جس سے آسمان و زمین کے ملکوت
پوشیدہ ہوں اور بہ تحقیق کہ آل محمدؐ کی شان میں ایک
ایک لفظ ستر ستر توجیہیں رکھتا ہے اور سب کے لئے
ذکر حکیم و کتاب کریم اور کلام قدیم میں ایک آیت
ضرور موجود ہے جس میں صورت آنکھ ہاتھ اور پہلو
کا ذکر ہے پس ان سب سے مراد یہی ولی ہے کیونکہ
وہ جنب اللہ، وجہ اللہ یعنی حق اللہ و علم اللہ،
عین اللہ اور ید اللہ ہے گویا کہ ان کا ظاہر صفات
ظاہرہ کا باطن اور ان کا باطن باطنی صفات کا ظاہر
ہے۔ پس وہ باطن کے ظاہر اور ظاہر کے باطن ہیں۔
اور قول رسول خدا کا اسی طرف اشارہ ہے کہ انّ
عین و ایادی وانا وانت یا علیؑ منہا
ا بہ تحقیق کہ اللہ کے لئے ہاتھ اور آنکھیں ہیں یا علی
میں اور تم اسی سے ہیں۔

پس وہی جنب خدا کے علی و عظیم اور وجہ
مرضی اور سیراب کرنے والے چشمے اور رضا کی سیدھی
راہ ہیں اور وہی خدا تک پہونچنے کا اور اس کے عفو و

وَحفظتُہٗ وَآیتُ الذّکرِ وتراجمتہٗ وَمَعْدِنُ التَّنْزِیْلِ وَنِہَایَتُہٗ ۔

فَہُمُ الْکواکبُ الْعَلَوِیَّۃُ وَالْاَنْوَارُ الْعُلُوِیَّۃُ الْمُشْرِقَۃُ مِنْ شَمْسِ الْعِصْمَۃِ الْفَاطِمِیَّۃِ فِی سَمَآءِ الْعَظَمَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ الْاَغْصَانُ النَّبَوِیَّۃُ النَّابِعَۃُ فِی الدَّوْحَۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ الْاَسْرَارُ الْاِلٰہِیَّۃُ الْمُوْدَعَۃُ فِی الْہَیَاکِلِ الْبَشَرِیَّۃِ وَالذُّرِّیَّۃِ الزَّکِیَّۃِ وَالْعِتْرَۃِ الْہَاشِمِیَّۃِ الْہَادِیَۃِ الْمَہْدِیَّۃِ اُولٰئِکَ ہُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ فَہُمُ الْاَئِمَّۃُ الطَّاہِرُوْنَ وَالْعِتْرَۃُ الْمَعْصُوْمُوْنَ وَالذُّرِّیَّۃُ الْاَکْرَمُوْنَ وَالْخُلَفَآءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْکُبَرَآءُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالْاَوْصِیَآءُ الْمُنْتَجَبُوْنَ وَالْاَسْبَاطُ الْمَرْضِیُّوْنَ وَالْہُدَاۃُ الْمَہْدِیُّوْنَ وَالْغُرُّ الْمَیَامِیْنُ مِنْ آلِ طٰہٰ ویٰسٓ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَاِسْمُہُمْ مَکْتُوْبٌ عَلَی الْاَحْجَارِ وَعَلٰی اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَعَلٰی اَجْنِحَۃِ الْاَطْیَارِ وَعَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَعَلَی الْعَرْشِ وَالْاَفْلَاکِ وَعَلٰی اَجْنِحَۃِ الْاَمْلَاکِ وَعَلٰی حُجُبِ الْجَلَالِ وَسُرَادِقَاتِ الْعِزِّ وَالْجَمَالِ وَبِاسْمِہِمْ تُسَبِّحُ

رضا سے وصل ہونے کا وسیلہ ہیں وہی خدائے واحد اور احد کے راز ہیں پس ان کے ساتھ کسی مخلوق کو قیاس نہیں کیا جا سکتا یہی مخصوصین خدا اور مخلص بندے ہیں۔ یہی اس کے دین و حکمت کے راز ہیں اور باب الایمان کعبہ، حجت خدا اور اس کے صراط مستقیم ہیں اور علم ہدایت اور اس کے نشان ہیں اور فضل خدا اور اس کی رحمت ہیں۔ یہی عین الیقین و حقیقت اور صراط حق و عصمت اور مبداء و منتہائے وجود اور غایت و قدرت پروردگار اور اس کی مشیت ہیں اور یہی ام الکتاب اور خاتمۃ الکتاب (یعنی فاتحہ کتاب تکوین اور خاتمہ مصحف تدوین ہیں) یہی فصل الخطاب اور اس کی دلالت اور وحی کے خزانہ دار و محافظ ہیں اور اس کے ذکر کے امین و مترجم اور معدن تنزیل ہیں۔

یہی وہ کواکب علویہ اور انوار علویہ ہیں جو آفتاب عصمت فاطمہؑ سے آسمان عظمت محمدیہ میں چمکے اور روشن ہوئے یہی وہ شاخ ہائے نبوی ہیں جو شجر احمدیہ میں اگے۔ یہی وہ اسرار الٰہی ہیں جو صورت بشریہ میں ودیعت کئے گئے۔ یہی ذریت ذکیہ اور عترت ہاشمیہ ہیں جو ہادی اور مہدی ہیں یہی بہترین مخلوقات ہیں پس یہی آئمہ طاہرین، عترت معصومہ، ذریت مکرمہ خلفائے راشدین، صدیقین اکبر، اوصیائے منتجبین، اسباط مرضیین اور مہدیوں کے ہادی مبارک اشخاص کے مشاہیر آل طٰہٰ و یٰسین سے ہیں اور وہ جملہ اولین و آخرین پر حجت خدا ہیں۔ ان کے نام حجروں پر درختوں کے پتوں پر پرندوں کے

الاطیار وتستغفر لشیعتھم الحیّان
فی لجج البحار وان اللہ لم یخلق خلقاً
الّا واخذ علیہ الاقرار بالوحدانیّۃ
والولایۃ للذّریّۃ الزّکیّۃ
والبراءۃ من اعدائھم وانّ
العرش لم یستقر حتیٰ کتب
علیہ بالنّور لا الٰہ الّا اللہ محمّدٌ
رسول اللہ علیٌّ ولی اللہ؛

پروں پر، جنت وجہنم کے دروازوں پر عرش و آسمانوں
پر، فرشتوں کے بازوؤں پر اور حجاب ہائے عظمت و
جلال الٰہی پر اور عزوجلال خداوندی کے سراپردوں پر لکھے
ہوتے ہیں، انہی کے نام سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اور ان کے
شیعوں کے لئے مچھلیاں سمندر میں استغفار کرتی ہیں اللہ
نے اپنی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جب تک کہ اس سے اپنی وحدانیت
اور اس ذریت ذکیہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے
برأت کا عہد نہ لے لیا اور عرش قائم نہ ہوا جب تک
کہ اس پر نور سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی
اللہ نہ لکھا گیا۔

(مشارق الانوار مطبوعہ ۱۳۷۹ھ)
(ص ۱۳۸ تا ص ۱۴۳)
(بحر المعارف ص ۳۶)

نوٹ: یہی وہ امامت مطلقہ ہے جس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر معرفت امام زمانہ حاصل کئے مرجائے وہ یقیناً جہالت وکفر کی موت مرا یہ وہی امام ہے جس کے لئے خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا کہ کلّ شیءٍ احصیناہ فی امامٍ مبین یعنی کائنات کی تمام چیزوں کا احصا کر کے امام مبین کے حوالہ کر دیا گیا ہے یہی وہ عہدہ امامت ہے جو ظالم کو نہیں مل سکتا جیسا کہ حضرت ابراہیم کو امامت سے سرفراز فرماتے وقت خدا نے فرمایا کہ لاینال عہدی الظالمین۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عہدہ امامت صرف خدا کی جانب سے عطا ہوتا ہے۔ مخلوق نہ کسی کو اس عہدہ پر منتخب کر سکتی ہے اور نہ کسی کو اس نام سے مخاطب کر سکتی ہے۔ یہ وہی امام ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ "وجعلنٰھم ائمّۃً یھدون بامرنا لمّا صبروا (السجدۃ)
اس خطبہ کا ایک ایک نقطہ اس قدر معارف وحقائق سے بھرا ہوا ہے کہ اس کی تفسیر کے لئے کئی صفحات درکار ہوں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت، ولایت و امامت و خلافت مطلقۂ الٰہیہ ذریت طاہرہ معصومہ عترت نبویہ ہاشمیہ سے ہی منحصر و مخصوص ہیں۔ یہ بارہ خلفائے خدا اوصیائے رسول خدا وہی برگزیدہ بندے ہیں جن کا ذکر.... خداوند عالم نے تمام سابقہ صحف میں کیا یہ نور محمدی کے ٹکڑے ہیں جن کو خدا نے اخلاق الٰہی اور اوصاف

خدائی سے متصف کر کے ان میں اپنے اسرار و دیعت کر کے اپنے کمالات کا مظہر بنا کر صورت بشری میں ظاہر کیا اور اپنی قدرت و مشیت کا محل گردان کر روز ازل ہی سے مخلوقات پر ان کی اطاعت فرض گردانی اور تمام انبیاء و ملائک سے ان کی ولایت پر میثاق لیا۔

خُطبَةُ البَیَان

سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار النعمانیہ کے ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ " وَخطبة البیان المنقولہ منہ تبیین ھذا الکلام وھی الاسرار التی لا یعرف معناھا الا العلماء الراسخون"
یعنی خطبہ بیان میں جو ان سے (حضرت علی سے) منقول ہے اور اس میں جو کچھ مرقوم ہے سب اسرار ہیں جن کی معنی کی معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔

ملا عبدالصمد ہمدانی اپنی کتاب بحرالمعارف میں لکھتے ہیں کہ خطبۃ البیان کے سمجھنے کے لئے ہر شخص کو چاہئے کہ حدیث طارق کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے کہ یہ اس خطبہ کا مقدمہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آدمی ایک نسخۂ مجموعہ اور کتاب جامع ہے اور حق تعالیٰ انسان کامل میں اپنے اسماء وصفات کا مشاہدہ کرتا ہے پس وہی انسان جو ان صفات کاملہ سے متصف ہو۔ خلافت حق کے لئے سزاوار ہوگا اور وہی مظہر اسم اعظم بلکہ خود اسم اعظم ہوگا جیسا کہ حدیث خیبر میں بھی مذکور ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ قاصران بے بصیرت اور شمس ہدایت سے بے بہرہ اندھے اور بار باطن جہلاً خطبۂ بیان، خطبۂ تطنجیہ اور ایسے دیگر ارشادات سے انکار کرتے ہیں حالانکہ اس مقام کو اہل معرفت مقام توحید عیانی و شہودی کہتے ہیں۔ جو انتہائی قرب و اتصال کا مقام ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ مَفَاتِیحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ غَیْرِیْ وَاَنَا بِكُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ۞ اَنَا الَّذِیْ قَالَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ۞ اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ الْمَذْكُوْرُ فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۞ اَنَا الْحَجَرُ الَّذِیْ تَفَجَّرَ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَةَ عَیْنًا ۞ اَنَا الَّذِیْ

میں وہ ہوں کہ جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کو محمد صلعم کے بعد میرے سوا کوئی اور نہیں جانتا اور میں ہر شئے کا علم رکھتا ہوں (میں وہ ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر گزشتہ صحف میں موجود ہے میں وہ حجر مکرم ہوں جس سے بارہ چشمے جاری ہوں گے میں وہ ہوں جس کے پاس سلیمان کی انگوٹھی ہے (یعنی میں تمام جن وانس اور تمام خلائق پر متصرف ہوں) میں وہ ہوں

خدائی سے متصف کر کے ان میں اپنے اسرار و دیعت کر کے اپنے کمالات کا مظہر بنا کر صورت بشری میں ظاہر کیا اور اپنی قدرت و مشیت کا محل گردان کر روز ازل ہی سے مخلوقات پر ان کی اطاعت فرض گردانی اور تمام انبیاء و ملائک سے ان کی ولایت پر میثاق لیا۔

خُطبةُ البَیان

سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار النعمانیہ کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ " وَخطبة البیان المنقوله منه تبیین هٰذا کلّه وهی الاسرار التی لا یعرف معناها الّا العلماء الراسخون"
یعنی خطبہ بیان میں جو ان سے (حضرت علی سے) منقول ہے اور اس میں جو کچھ مرقوم ہے سب اسرار ہیں جن کی معنی کی معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔

ملا عبدالصمد ہمدانی اپنی کتاب بحر المعارف میں لکھتے ہیں کہ خطبۃ البیان کے سمجھنے کے لئے ہر شخص کو چاہئے کہ حدیث طارق کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے کہ یہ اس خطبہ کا مقدمہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آدمی ایک نسخۂ مجموعہ اور کتاب جامع ہے اور حق تعالیٰ انسان کامل میں اپنے اسماء و صفات کا مشاہدہ کرتا ہے پس وہی انسان جو ان صفات کاملہ سے متصف ہو، خلافت حق کے لئے سزاوار ہوگا اور وہی مظہر اسم اعظم بلکہ خود اسم اعظم ہوگا جیسا کہ حدیث خیبر میں بھی مذکور ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ قاصران بے بصیرت اور شمس ہدایت سے بے بہرہ اندھے اور بار باطن جہلاً خطبۂ بیان، خطبۂ تطنجیہ اور ایسے دیگر ارشادات سے انکار کرتے ہیں حالانکہ اس مقام کو اہل معرفت مقام توحید عیانی و شہودی کہتے ہیں۔ جو انتہائی قرب و اتصال کا مقام ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

أَنَا الَّذِي عِنْدِيْ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا تَعْلَمُهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ غَيْرِي وَأَنَا بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ ۞ أَنَا الَّذِيْ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ۞ أَنَا ذُو الْقَرْنَيْنِ الْمَذْكُوْرُ فِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ۞ أَنَا الْحَجَرُ الَّذِيْ تَفَجَّرَ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَةَ عَيْنًا أَنَا الَّذِيْ

میں وہ ہوں کہ جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کو محمد صلعم کے بعد میرے سوا کوئی اور نہیں جانتا اور میں ہر شئے کا علم رکھتا ہوں (میں وہ ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر گزشتہ صحف میں موجود ہے میں وہ حجر مکرم ہوں جس سے بارہ چشمے جاری ہوں گے میں وہ ہوں جس کے پاس سلیمان کی انگوٹھی ہے (یعنی میں تمام جن و انس اور تمام خلائق پر متصرف ہوں) میں وہ ہوں

أتولّى حسابَ الخلائقِ أجمعين ٥
أنا اللوحُ المحفوظُ أنا جنبُ الله أنا
قلبُ اللهِ أنا مقلّبُ القلوبِ والأ
بصارِ أنا إنّا إلينا إيابَهم ثمّ إنّ
علينا حسابَهم أنا الذي قال رسولُ
اللهِ صلّى الله عليهِ وآلهِ يا عليّ
الصراط صراطك والموقفُ موقفك ٥
أنا الذي عندهُ علمُ الكتابِ على
ما كانَ وما يكونُ ٥ أنا آدمُ الأوّلُ أنا
نوحُ الأوّلُ أنا ابراهيمُ الخليلُ حينَ
أُلقي في النار ط أنا حقيقةُ الاسرارِ ٥
أنا مؤنسُ المؤمنينَ أنا فاتحُ الأسباب
أنا منشي السحابِ أنا مورقُ الأشجارِ ٥
أنا مخرجُ الثمارِ أنا مجري العيونِ أنا
داحي الأرضين ٥ أنا سمّاكُ السمواتِ
أنا فصلُ الخطابِ أنا قسيمُ الجنّةِ
والنارِ أنا ترجمانُ وحيِ اللهِ أنا معصومٌ
من عندِ اللهِ أنا خازنُ علمِ اللهِ
أنا حجّةُ اللهِ على من في السماواتِ
وفوقَ الأرضين أنا قائمٌ بالقسطِ
أنا دابّةُ الأرضِ أنا الراجفةُ أنا
الرادفةُ أنا الصيحةُ بالحقِّ يومَ
الخروجِ أنا الذي لا يكتمُ عنهُ
خلقُ السمواتِ والأرضِ أنا
الساعةُ التي لمن كذّبَ بها

جس کے ذمہ خلائق کے حسابات کئے گئے ہیں میں لوح
محفوظ ہوں کہ (جس کے ضمیر میں تمام حقائق کونی والٰہی
موجود ہیں) میں جنب اللہ اور قلب خدا ہوں میں لوگوں
کی آنکھوں اور قلوب کو پھیرنے والا ہوں ان کی بازگشت
ہماری طرف اور ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے میں وہ
ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا کہ یا علی صراط
مستقیم ہی تمہارا راستہ ہے اور موقف تمہارا موقف
ہے۔ میں وہ ہوں جس کے پاس گذشتہ وہ آئندہ
کا علم کتاب ہے میں ہوں آدم اول (کا ساتھی) میں
ہوں نوحؑ اول (کا مددگار) میں ہوں ابراہیم خلیل
کا مونس جبکہ وہ آگ میں ڈالا گیا۔ میں اسرار خدا کی
حقیقت ہوں میں مومنین کا مونس وغمگسار ہوں میں
ہوں اسباب کا بنانے والا۔ میں ہوں بادلوں کا پیدا
کرنے والا میں، ہوں درختوں میں پتے پیدا کرنے والا
میں ہوں پھلوں کا لگانے والا میں ہوں چشموں کا جاری
کرنے والا میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا میں ہوں
آسمانوں کو بلند کرنے والا میں ہوں حق و باطل میں فرق
کرنے والا میں ہوں جنت اور جہنم کا تقسیم کرنے والا
میں ہوں وحی خدا کا ترجمان میں اللہ کی جانب سے معصوم
خلق ہوا ہوں میں علم الٰہی کا خزانچی ہوں اس مخلوق پر
جو آسمانوں اور زمینوں پر ہے میں حجت خدا ہوں۔
میں عدل سے موصوف اور قائم ہوں میں دابۃ الارض
ہوں میں یوم قیامت صور کی پہلی پھونک ہوں۔ اور میں
رادفہ ہوں میں وہ صیحہ برحق ہوں جو خلقت کے باہر
نکلنے کے دن ہوگا۔ میں وہ ہوں جس سے آسمانوں اور

سَعِيْرًا۔ اَنَا ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ
فِيْهِ ۝ اَنَا الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ
اَنْ يُدْعٰى بِهٖ اَنَا النُّوْرُ الَّذِيْ اقْتَبَسَ
مِنْهُ مُوْسٰى فَهُدٰى اَنَا هَادِمُ الْقُصُوْرِ
انا مخرج المومنين مِنَ القبور انا الَّذِي
عِنْدِيْ اَلْفُ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ الْاَنْبِيَآءِ اَنَا
الْمُتَكَلِّمُ بِكُلِّ لُغَةٍ فِي الدُّنْيَا ۝ اَنَا صاحب
نوح ومنجيه انا صاحب ايوب المبتلى
وشافيه اَنَا صَاحِبُ يُوْنُسَ وَمُنْجِيْهِ ۝
انا صاحب الصور انا مخرج من في القبور
انا صاحب يوم النشور ۝ اَنَا اَقَمْتُ السَّمٰوٰتِ
السَّبْعَ بِاَمْرِ رَبِّيْ وَقُدْرَتِهٖ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
وَاِنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ وَاَنَا
الَّذِيْ بِيْ اَسْلَمَ اِبْرَاهِيْمُ الْخَلِيْلُ وَ
اَقَرَّ بِفَضْلِيْ اَنَا عَصَآءُ الْكَلِيْمِ وَبِهٖ اٰخِذٌ بِنَا
صِيَةِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَنَا الَّذِيْ نَظَرْتُ فِيْ
الْمَلَكُوْتِ فَلَمْ اَجِدْ غَيْرِيْ شَيْئًا وَغَابَ
عَنْ غَيْرِيْ اَنَا الَّذِيْ اَحْصٰى هٰذَا الْخَلْقَ
وَاِنْ كَثُرُوْا حَتّٰى اَدَّيْتُهُمْ اِلَى اللّٰهِ
اَنَا الَّذِيْ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اَنَا وَلِيُّ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ
وَالْمُفَوَّضُ اِلَيْهِ اَمْرُهٗ وَالْحَاكِمُ فِيْ عِبَادِهٖ
وَاَنَا الَّذِيْ دَعَوْتُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
فَاَجَابَانِيْ وَاَنَا الَّذِيْ دَعَوْتُ السَّبْعَ
السَّمٰوٰتِ فَاَجَابُوْنِيْ وَاَمَرْتُهَا فَيَنْقَضُوْنَ ۝

زمین کی مخلوق پوشیدہ نہیں ہے میں وہ ساعت (صاحب
روز قیامت) ہوں کہ جس کے جھٹلانے والے کے لئے جہنم
ہے میں وہ کتاب ہوں جس میں کسی قسم کا شک نہیں (یعنی
قرآن ناطق ہوں) میں خدا کے وہ اسمائے حسنہ ہوں جس کے
ساتھ دعا کرنے کا اللہ کا حکم ہے میں وہ نور ہوں جس
سے موسیٰ نے کچھ حاصل کیا اور ہدایت پائی (میں دنیا کے
محلوں کو منہدم کرنے والا اور مومنین کو قبور سے نکالنے
والا ہوں میں وہ ہوں جس کے پاس پیغمبروں کی کتب
سے ایک ہزار کتابیں ہیں میں دنیا کی ہر زبان میں بات
کرتا ہوں میں نوحؑ کا رفیق اور ان کا نجات دلانے
والا ہوں میں تکالیف میں مبتلا ایوب کا رفیق اور شفا
عطا کرنے والا ہوں اور میں یونسؑ کا رفیق اور نجات دلانے
والا ہوں میں صاحب صور ہوں میں قبور سے لوگوں کو
نکالنے والا اور صاحب مالک یوم قیامت ہوں میں نے
سات آسمانوں کو اپنے رب کے حکم اور قدرت سے قائم
کیا ہے میں غفور و رحیم ہوں اور بہ تحقیق کہ میرا عذاب اس
کا عذاب الیم ہے۔ میں وہ ہوں کہ جس کی وجہ ابراہیم خلیل
سلامت رہے اور میری بزرگی کا اقرار کیا۔ میں موسیٰ کا عصا
ہوں اور اس کے ذریعہ تمام مخلوق کو پیشانی (کے بال
سے) پکڑنے والا ہوں میں وہ ہوں کہ جس نے عالم ملکوت
پر نظر کی اور اپنے سوا کوئی چیز نہ پائی اور میرے غیر کو
غائب پایا میں وہ ہوں جو اس مخلوق کا اعداد و شمار کرتا ہوں
اگرچہ وہ بہت ہیں یہاں تک کہ انہیں اللہ تک پہنچاؤں
میں وہ ہوں جس کے پاس کلام تبدیل نہیں ہوتا میں بندگان
خدا پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں میں زمین پر اللہ کا ولی

انا الذی بعثت النبین والمرسلین ٥ انا فطرت العالمین ٥ انا داحی الارضین والعالم بالاقالیم انا امر اللہ والروح کما قال تعالیٰ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی انا الذی قال اللہ تعالیٰ لنبیہ القیا فی جہنم کل کفار عنید الذی اکوّن الاشیاء بعد تکونہا بامر ربی۔ انا ارسیت الجبال وبسطت الارضین انا مخرج العیون ومنبت الزروع ومغرس للثمار ومخرج شجار انا الذی اقدر اقواتہا وانا منزل القطر ومسمع الرعد ومبرق البرق انا مضئی الشمس مطلع الفجر و منشئ النجوم وانا منشی جوار الفلک فی البحور انا الذی اقوم الساعۃ انا الذی ان مت لم امت وان قتلت لم اقتل انا الذی اعلم ما یحدث انا بعد ان وساعۃ بعد ساعۃ انا الذی اعلم خطرات القلوب ولمح العیون وما یخفی الصدور انا صلوٰۃ المومنین وزکوٰتہم و حجہم وجہادہم انا الناقور الذی قال اللہ تعالیٰ فاذا نقر فی الناقور ٥ انا صاحب النشر الاول والاخر انا اول ما خلق اللہ نوری ٥ انا صاحب الکوکب ومزیل الدولۃ انا صاحب الزلزال

ہوں امر خدا میرے سپرد کیا گیا ہے اور میں اس کے بندوں پر حاکم ہوں میں وہ ہوں جس نے چاند اور سورج کو بلایا اور انہوں نے میری اطاعت قبول کی میں وہ ہوں جس نے ساتوں آسمانوں کو دعوت دی انہوں نے میرے حکم کو قبول کیا پس میں نے حکم دیا اور وہ قائم ہو گئے میں وہ ہوں جس نے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث کیا۔ میں نے تمام عالمین کو پیدا کیا میں ہوں زمینوں کا پھیلانے والا اور تمام ولایتوں کے حالات سے عالم میں ہوں امر خدا اور اس کی روح جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہدو روح میرے رب کے امر سے ہے۔ میں وہ ہوں جس کے لئے اللہ نے اپنے نبی سے کہا کہ تم دونوں ہر کافر عنید کو جہنم میں ڈالو میں وہ ہوں کہ خدا کے حکم سے تمام چیزوں کو تکوین کے بعد وجود میں لایا۔ میں وہ ہوں کہ جس نے پہاڑوں کو لنگر کیا اور زمینوں کو پھیلایا میں ہوں چشموں کا نکالنے والا اور کھیتوں کا اگانے والا اور درختوں کا لگانے والا اور میووں کا نکالنے والا۔ میں وہ ہوں جو لوگوں کے کھانے کا اندازہ لگاتا ہوں اور بارش برساتا ہوں اور بادل کی کڑک سناتا ہوں اور برق کو چمکاتا ہوں۔ میں ہوں سورج کو روشنی دینے والا اور صبح کو طلوع کرنے والا اور ستاروں کو پیدا کرنے والا میں سمندروں میں کشتیوں کا ساتھی ہوں میں قیامت برپا کروں گا میں وہ ہوں کہ جس کو موت دی جائے تو نہ مروں گا اور اگر قتل کیا جاؤں تو قتل نہ ہوں گا۔ میں ہر آن و ہر ساعت پیدا ہونے والی چیزوں کو اور قلوب میں گذرنے والے خطرات کو جاننے والا ہوں اور آنکھوں کے جھپکنے

وَالرَّجْفَةِ اَنَا صَاحِبُ الَّذِیْ اَعْلَمُ
الْمَنَایَا وَالْبَلَایَا وَفَصْلُ الْخطاب اَنَا
صَاحِبُ اِرَمِ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ
یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَنَازِلُهَا
اَنَا الْمُنْفِقُ الْبَاذِلُ بِمَا فِیْهَا ہ اَنَا الَّذِیْ
اَهْلَكْتُ الْجَبَّارِیْنَ وَالْفَرَاعِنَةِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ
بِسَیْفِیْ ذِی الْفِقَارِ ہ اَنَا الَّذِیْ حَمَلْتُ
نُوْحًا فِی السَّفِیْنَةِ اَنَا الَّذِیْ اَنْجَیْتُ اِبْرٰهِیْمَ
مِنْ نَارِ نَمْرُوْدَ وَمُوْنِسُهُ مُوْنِسُ یُوْسُفَ
الصِّدِّیْقِ فِی الْجُبِّ وَمُخْرِجُهُ اَنَا صَاحِبُ
مُوْسٰی وَالْخِضْرِ وَمُعَلِّمُهُمَا اَنَا مُنْشِئُ
الْمَلَكُوْتِ وَالْكَوْنِ وَاَنَا الْبَارِئُ اَنَا الْمُصَوِّرُ
فِی الْاَرْحَامِ اَنَا الَّذِیْ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ
وَالْاَبْرَصَ وَاَعْلَمُ مَا فِی الضَّمَائِرِ ہ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ
بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ
اَنَا الْبَعُوْضَةُ الَّتِیْ ضَرَبَ اللّٰهُ
بِهَا الْمَثَلَ اَنَا الَّذِیْ اَقَامَنِیَ اللّٰهُ
وَالْخَلْقُ فِی الْاَظِلَّةِ وَدَعٰی اِلٰی طَاعَتِیْ
فَلَمَّا اَظْهَرْتُ اَنْكَرُوْهُ اَمْرَهٗ كَمَا قَالَ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَا عَرَفُوْا
كَفَرُوْا بِهٖ اَنَا الَّذِیْ كَسَوْتُ الْعِظَامَ
لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ بِقُدْرَتِهٖ اَنَا حَامِلُ
عَرْشِ اللّٰهِ مَعَ الْاَبْرَارِ مِنْ وُلْدِیْ
وَحَامِلُ الْعِلْمِ اَنَا اَعْلَمُ بِتَاْوِیْلِ
الْقُرْاٰنِ وَالْكُتُبِ السَّالِفَةِ اَنَا الْمَرْسُوْخُ

کے حال اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے سب جانتا ہوں
میں مومنین کی نماز زکوٰۃ اور حج و جہاد ہوں میں وہ ہوں
جس کے لئے اللہ نے فرمایا کہ جب صور پھونکا جائے گا میں
نشر اول و آخر کا مالک و مختار ہوں میں وہ ہوں جس کے
نور کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا میں ہوں صاحب کواکب
اور دولت کا زائل کرنے والا۔ زلزلہ اور راجفہ میرے
اختیار میں ہیں میں منایا اور بلایا سے واقف ہوں اور حق و
باطل میں فرق کرنے والا ہوں۔ میں بڑے بڑے ستونوں
والے جنت کا مالک ہوں جس کا مثل کسی شہر میں پیدا نہیں
ہوا اس میں جو کچھ جواہرات وغیرہ ہیں میں ہوں ان کا خرچ
کرنے والا میں وہ ہوں جس نے ذوالفقار سے سرکشوں اور
جباروں کو ہلاک کیا میں وہ ہوں جس نے نوحؑ کو کشتی میں
سوار کیا میں وہ ہوں جس نے ابراہیمؑ کو نمرود کی آگ سے
نجات دلائی اور اس کا مونس تھا میں یوسف صدیق کا باولی
میں مونس تھا اور اس کو کنوئیں سے نکالا میں موسیٰؑ و خضرؑ
کا صاحب اور تعلیم دینے والا ہوں میں منشی ملکوت اور
کون و مکاں ہوں میں پیدا کرنے والا ہوں میں ماؤں کے
رحموں میں صورتوں کا بنانے والا ہوں میں مادر زاد اندھوں
کو بینا اور مبروص کو اچھا کرتا ہوں اور جو کچھ دلوں میں ہے
اس سے واقف ہوں تم جو کچھ کھاتے ہو اور اپنے گھروں
میں ذخیرہ کرتے ہو اس سے واقف ہوں میں وہ بعوضہ
ہوں جس کی مثال اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے میں
وہ ہوں جس کو اللہ نے قائم کیا جب کہ تمام مخلوق ظلمت
میں گھری ہوئی تھی اور مخلوق کو میری اطاعت کی طرف دعوت
دی پس جب وہ ظاہر ہو گئے (مخلوق عالم وجود میں آگئی)

فِی الْعٰلَمِ اَنَا وَجْہُ اللّٰہِ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلُّ شَیْئٍ
ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اَنَا صَاحِبُ الْجِبْتِ
وَالطَّاغُوْتِ وَمُحْرِقُھُمَا اَنَا بَابُ اللّٰہِ
الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا
بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ
اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ
حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ
نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۔ اَنَا الَّذِیْ خَدَمَنِیْ
جَبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ اَنَا الَّذِیْ اِلَی الْمَآءِ
مِنَ الْجَنَّۃِ اَنَا الَّذِیْ یَتَقَلَّبُ الْمَلَآئِکَۃُ
عَلٰی فَرْشِیْ وَیَعْرِفُنِیْ عِبَادًا کُلَّ اَقْلِیْمِ الدُّنْیَا
اَنَا الَّذِیْ رُدَّتْ لِیَ الشَّمْسُ مَرَّتَیْنِ
اَنَا الَّذِیْ خَصَّ اللّٰہُ جَبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ
بِالطَّاعَۃِ لِیْ ۔ اَنَا اِسْمٌ مِنْ اَسْمَآءِ
اللّٰہِ الْحُسْنٰی وَھُوَ الْاَعْظَمُ وَالْاَعْلٰی اَنَا
صَاحِبُ الطُّوْرِ ۔ وَالْکِتَابِ الْمَسْطُوْرِ
اَنَا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ اَنَا الْحَرْثُ وَالنَّسْلُ
اَنَا الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ طَاعَتِیْ عَلٰی
قَلْبِ کُلِّ ذِیْ رُوْحٍ مُتَنَفِّسٍ مَنْ
خَلَقَ اللّٰہُ اَنَا الَّذِیْ اَنْشُرُ الْاَوَّلِیْنَ
وَالْاٰخِرِیْنَ اَنَا قَاتِلُ الْاَشْقِیَآءِ بِسَیْفِیْ
ذِی الْفِقَارِ وَمُحْرِقُھُمْ بِالنَّارِ اَنَا الَّذِیْ
اَظْھَرَنِیَ اللّٰہُ عَلَی الدِّیْنِ وَاَنَا
الْمُنْتَقِمُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اَنَا الَّذِیْ

اس کے امر سے انکار کر دیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے بس
جب وہ ان کے پاس آیا انہوں نے اسے نہیں پہچانا اور
کافر ہو گئے میں وہ ہوں جس نے نشائے قدرت سے
ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا میں اپنی اولاد میں سے
ابراروں کے ساتھ عرش خدا کا اور لوائے حمد کا اٹھانے
والا ہوں میں تاویل قرآن کا اور گذشتہ کتابوں کا عالم ہوں
میں علم قرآن میں راسخ ہوں میں آسمانوں اور زمین میں وجہ
خدا ہوں جس کے لئے خدا نے فرمایا ہر شے ہلاک ہو جائے
گی سوائے اس کے چہرے کے میں ہوں جبت وطاغوت
کا جلا دینے والا میں وہ اللہ کا دروازہ ہوں جس کے لئے
اللہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی
اور سرکشی کی ان کے لئے نہ آسمانوں کے دروازے کھولے
جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک
کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل ہو جائے اور اس
طرح ہم مجرمین کو بدلہ دیتے ہیں میں وہ ہوں کہ جبرئیل
اور میکائیل نے جس کی خدمت کی میں وہ ہوں کہ
جبرئیل و میکائیل کو اس پانی پر مسلط کیا جو جنت سے
جاری ہوتا ہے میں ہی ملائکہ کو فرش پر بدلتا رہتا
ہوں اور دنیا کی تمام ولایتوں کے لوگوں کو جانتا
ہوں میں وہ ہوں جس کے لئے آفتاب دو مرتبہ لوٹایا
گیا میں وہ ہوں کہ اللہ نے جبرئیل و میکائیل کو میری اطاعت
کے لئے مخصوص کیا۔ میں اللہ کے اسمائے حسنی میں سے
ایک اسم ہوں جو اعظم اور اعلی ہے میں صاحب طور
ہوں اور صاحب کتاب مسطور (یعنی لوح محفوظ)
ہوں۔ میں بیت معمور ہوں میں ہی وہ حرث ونسل

إِنِّي دَعْوَةُ الْأُمَمِ كُلِّهَا إِلَى طَاعَتِي
وَمَنْ كَفَرَتْ وَامْرِتْ مُسِخَتْ أَنَا الَّذِي
أَرُدُّ الْمُنَافِقِينَ مِنْ حَوْضِ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَا بَابُ
فَتَحَ اللهُ لِعِبَادِهِ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا
وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا أَنَا الَّذِي
بِيَدِي مَفَاتِيحُ الْجِنَانِ مَقَالِيدُ النِّيرَانِ
أَنَا الَّذِي جَاهَدَ الْجَبَابِرَةَ بِاطْفَاءِ
نُورِ اللهِ وَادْحَاضِ حُجَّتِهِ فَيَأْبَى اللهُ
إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَوِلَايَتَهِ أَعْطَى
اللهُ نَبِيَّهُ نَهْرَ الْكَوْثَرِ وَأَعْطَانِي
نَهْرَ الْحَيَوَاةِ أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي الْأَرْضِ فَعَرَّفَنِي
اللهُ مَا يَشَاءُ وَيَمْنَعُنِي مَا يَشَاءُ أَنَا قَائِمٌ
فِي حَضْرٍ حَيْثُ الْأَرْوَاحُ تَحَرَّكَ وَلَا نَفْسٌ
يَتَنَفَّسُ غَيْرِي ۔ أَنَا غَائِبٌ صَامِتٌ وَ
مُحَمَّدٌ عَالِمٌ نَاطِقٌ أَنَا الْقَرْنُ الْأُولَى
أَنَا صَاحِبُ الْقَرْنِ الْأُولَى أَنَا جَاوَزْتُ
مُوسَى فِي الْبَحْرِ وَأَغْرَقْتُ فِرْعَوْنَ أَنَا
عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ أَنَا الَّذِي أَعْلَمُ
هَمَاهِمَ الْبَهَائِمِ وَمَنْطِقَ الطَّيْرِ أَنَا
آيَةُ اللهِ وَحُجَّةُ اللهِ وَأَمِينُ اللهِ أَنَا
أُحْيِي وَأُمِيتُ وَأَنَا أَخْلُقُ وَأَرْزُقُ أَنَا
السَّمِيعُ أَنَا الْعَلِيمُ أَنَا الْبَصِيرُ أَنَا
الَّذِي أَجُوزُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ

ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ میں وہ ہوں جس کی اطاعت
اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ہر ذی روح اور ہر متنفس پر
فرض کی ہے میں ہی اولین اور آخرین کو (روز قیامت)
اٹھاؤں گا۔ میں اپنی تلوار ذوالفقار سے اشقیاء کو قتل
کرتا ہوں اور ان کے خرمن حیات کو آتش غضب سے
جلا دیتا ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ نے مجھ کو دین پر غالب
کیا اور میں ظالمین سے بدلہ لینے والا ہوں میں ہی وہ ہوں
جس کی طرف تمام امتوں کو دعوت دی گئی تاکہ میری اطاعت
کریں جس نے کفر کیا اور خلاف ورزی کی مسخ ہوگیا۔ میں ہی
منافقین کو رسول اللہؐ کے حوض کوثر سے دفع کروں گا۔
میں وہ دروازہ ہوں جس کو خدا نے اپنے بندوں کے لئے
کھولا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں رہے گا اور
جو اس سے نکل گیا کافر ہوگیا میں وہ ہوں جس کے
ہاتھ میں جنت اور جہنم کی کنجیاں ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے
جباروں سے جہاد کیا جنہوں نے نور خدا کے بجھانے اور
اس کی حجت کے باطل کرنے کی کوشش کی تھی پس اللہ
نے انکار کیا مگر یہ کہ اس کا نور اور ولایت کامل ہوگئے
اللہ نے اپنے نبیؐ کو نہر کوثر عطا فرمایا اور مجھے آب حیات
عطا فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زمین
پر ہوں پس جس کو چاہا اللہ نے میرا عارف بنایا اور جس
کو نہ چاہا نہ بنایا۔ میں سبزی (یعنی ملکوت) میں کھڑا ہوں
جہاں روحیں حرکت کرتی ہیں اور میرے سوا کوئی سانس لینے
والا نہ تھا۔ میں خاموش عالم ہوں اور محمدؐ بولتے والے عالم
ہیں۔ میں قرن اولی کا صاحب ہوں میں نے موسیٰؑ کو بحر
میں بچایا اور فرعون کو غرق کیا میں یوم ظلّتہ کا صاحب

السَّبعَ فِي طَرفَةِ العَينِ ۝ أَنَا الأَوَّلُ
أَنَا الثَّانِي أَنَا ذُو القَرنَينِ كَمَا قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَآلِهِ
أَنَا ذُو القَرنَينِ هٰذِهِ الأُمَّةِ أَنَا
صَاحِبِ النَّاقَةُ الَّتِي أَخرَجَهَا
اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ صالحٍ ۝ أَنَا الَّذِي نُقِرَ
فِي النَّاقُورِ وَذَالِكَ يَومَئِذٍ يَومٌ عَسِيرٌ
عَلَى الكَافِرِينَ غَيرُ يَسِيرٍ ۝ أَنَا الإِسمُ
الأَعظَمُ وَهُوَ كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ أَنَا المُتَكَلِّمُ على
لسان عيسٰى في المهد صبيا انا المتكلم على لسان صبيّ يوسف الصديق
أَنَا الَّذِي لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ أَنَا العَذَابُ
الأَعظَمُ أَنَا الأَلعَذَابُ الأَعظَمُ أَنَا الآخِرَةُ
وَالأُولٰى أَنَا أَبدِءُ وَأُعِيدُ أَنَا فَرعٌ
مِن فُرُوعِ الزَّيتُونِ الَّذِي قَالَ
اللّٰهُ والتِّينِ والزَّيتُونِ وَقَندِيلٌ
مِن قَنَادِيلُ النُّبُوَّةِ أَنَا مُظهِرُ الأَشيَاءِ
أَنَا الَّذِي أَرَى أَعمَالَ العِبَادِ لَايَعزُبُ
عَنِّي شَيءٌ فِي الأَرضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ أَنَا
مِصبَاحُ الهُدَىٰ أَنَا مِشكَوٰةٌ فِيهَا نُورُ
المُصطَفٰى أَنَا الَّذِي لَيسَ شَيءٌ مِن
عَمَلِ عَامِلٍ إِلَّا بِمَعرِفَتِي ۝ أَنَا خَازِنُ
السَّمٰوَاتِ وَخَازِنُ الأَرضِينَ أَنَا
قَائِمٌ بِالقِسطِ أَنَا عَالِمٌ بِتَغَيُّرِ الزَّمَانِ
وَحَدَثَانِهِ أَنَا الَّذِي أَعلَمُ عدد النَّملِ
وَوَزنَهَا وَخِفَّتِهَا وَمِقدَارُ الجِبَالِ وَ

عذاب ہوں (جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا) میں ان
سب سے زیادہ اعلم ہوں میں جانوروں اور پرندوں
کی بولیوں کا عالم ہوں ۔ اللہ کی آیت ۔ اللہ کی حجت اور
اللہ کا امین ہوں ۔ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور
میں پیدا کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں میں سنتا ہوں اور
ہر چیز کا عالم ہوں اور ہر چیز کو دیکھتا ہوں میں وہ ہوں
جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی ایک چشم زدن میں
سیر کرتا ہوں میں نفخۂ اوّل اور نفخۂ ثانی ہوں میں ذوالقرنین
ہوں جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں امت کا ذوالقرنین
ہوں ۔ میں اس ناقہ کا صاحب ہوں جو صالح نبیؑ کے لئے
نکلا تھا میں وہ ہوں جو کہ صور پھونکے گا اس روز جو کہ
کافروں پر بہت سخت ہوگا ۔ جس میں بالکل آسانی
نہ ہوگی ۔ میں اسم اعظم ہوں جو کہیعص ہے میں وہ
ہوں جو عیسیٰ کی زبان میں گہوارہ میں گویا ہوا میں وہ
ہوں جو یوسف صدیق سے بچپن کی زبان میں گویا ہوا
میں وہ ہوں جس کے مثل کوئی شئے نہیں ۔ میں عذاب
اعظم ہوں (دشمنان خدا کے لئے) میں ہوں آخرت اور
اولیٰ میں ہوں ان کا اعادہ اور حشر کرنے والا میں زیتون
کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں جس کی قسم خدا نے
والتین والزیتون کہہ کر کھائی ہے اور نبوت کی قندیلوں
میں سے ایک قندیل ہوں میں ہوں چیزوں کا ظاہر کرنے
والا جس طرح چاہوں ۔ میں وہ ہوں جو بندوں کے اعمال
کو دیکھتا ہوں ۔ آسمان و زمین کی کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں
میں ہوں چراغ ہدایت میں چراغ دان ہوں جس میں
مصطفیٰ کا نور ہے میں وہ ہوں جس کی معرفت کے بغیر

وَزْنَهَا وَعَدَدَ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ اَنَا آيَاتُ
اللّٰهِ الْكُبْرٰى الَّتِي اَرَاهَا اللّٰهُ بِفِرْعَوْنَ
وَعَصٰى اَنَا اقبل لی القبلتین وَ اُحْيِي
مُرَّتَيْنِ وَ اُظْهِرُ الْاَشْيَاءَ كَيْفَ اَشَاءُ
اَنَا الَّذِي رَمَيْتُ وَجْهَ الْكُفَّارِ كَفَّ
تُرَابٍ فَرَجَعُوا وَهَلَكُوا اَنَا الَّذِي جَحَدَ
وَلَايَتِي اَلْفُ اُمَّةٍ فَمَسَخَهُمُ اللّٰهُ
تَعَالٰى ۃ اَنَا مَذْكُورٌ فِي سَالِفِ الزَّمَانِ
وَالْخَارِجُ اٰخِرَ الزَّمَانِ اَنَا قَاصِمُ لجبت
فَرَاعِنَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَمُخْرِجُهُمْ وَمُعَذِّبُهُمْ
فِي الْاٰخِرِيْنَ اَنَا مُعَذِّبُ لجبت وَالطَّاغُوْتِ
مُحْرِقُهُمْ وَيُعَذِّبُ يَعُوقَ وَيَغُوثَ
وَنَسْرَ وَقَدْ اَضَلُّوا كَثِيْرًا ۃ اَنَا الْمُتَكَلِّمُ
بِسَبْعِيْنَ لِسَانًا وَمُفْتِيْ كُلِّ شَيْءٍ عَلٰى
سَبْعِيْنَ وَجْهًا اَنَا الَّذِي اَعْلَمُ
بِتَاوِيْلِ الْقُرْاٰنِ وَمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ
الْاُمَّةُ اَنَا الَّذِي اَعْلَمُ مَا يَحْدُثُ
بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَمْرًا بَعْدَ اَمْرٍ وَشَيْئًا
بَعْدَ شَيْءٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۃ اَنَا الَّذِي
عِنْدِي اثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ اِسْمًا مِنْ
اَسْمَاءِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَنَا الَّذِي
اَرٰى اَعْمَالَ الْخَلَائِقِ فِي مَشَارِقِ الْاَرْضِ
وَمَغَارِبِهَا وَلَا دُبِهَا وَلَا يَخْفٰى عَلَيَّ مِنْهُمْ
شَيْءٌ اَنَا الْكَعْبَةُ وَبَيْتُ الْحَرَامِ وَالْبَيْتُ
الْعَتِيْقُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلْيَعْبُدُوْا

کسی عمل کرنے والے کا عمل بیکار ہے۔ میں آسمانوں اور
زمینوں کے عجائبات کا خزانچی ہوں (کہ سب میری قدرت
میں ہیں) میں ہوں عدل کا قائم کرنے والا میں زمانہ کے
تغیرات وحوادث کا علم رکھتا ہوں میں وہ ہوں کہ جو چیونٹیوں
کی تعداد کا علم رکھتا ہے اور ان کے وزن اور سبکی سے واقف
ہے اور پہاڑوں کی مقدار اور ان کے وزن کو جانتا ہے اور
بارش کے قطرات کی تعداد سے واقف ہے میں خدا کی آیات
کبریٰ ہوں جو اس نے فرعون کو دکھائی اور اس نے عصیان
کی۔ میں وہ ہوں جس نے دو قبلوں کی طرف منہ کیا اور دو
مرتبہ زندہ کرتا ہوں میں ہی چیزوں کو جس طرح چاہتا ہوں
ظاہر کرتا ہوں میں وہ ہوں کہ کفار کے چہرے پر مٹھی بھر خاک
ڈالی تھی پس وہ واپس ہو گئے اور ہلاک ہو گئے۔ میں وہ ہوں
جس کی ولایت سے ہزار امتوں نے انکار کیا تھا پس اللہ نے
انہیں مسخ کر دیا میں وہ ہوں جس کا ذکر زمانہ سے پہلے کیا
گیا اور آخری زمانہ میں خروج کروں گا میں پہلے فراعنہ کی
گردن توڑنے والا ان کو (ان کی سلطنت سے) نکالنے والا
اور آخرین کو عذاب دینے والا ہوں میں ہوں جبت و
طاغوت کو عذاب دینے والا اور جلانے والا اور یعوق
یغوث اور نسر کو عذاب دینے والا کیونکہ انہوں نے بہت سوں
کو گمراہ کیا۔ میں ہوں ستر زبانوں میں بات کرنے والا اور ہر
چیز کا ستر طور پر فتویٰ دینے والا میں ہی قرآن کی تاویل سے
عالم ہوں اور ہر چیز سے واقف ہوں جس کی امت محتاج
ہے میں وہ ہوں کہ جو ہر اس چیز سے واقف ہے جو رات
و دن واقع ہوتی ہے اور قیامت تک ایک امر کے بعد دوسرا
واقع ہوگا اور ایک شئ کے بعد دوسری شئے واقع ہوگی

رَبَّ هٰذَا البَيْتِ أَنَا الَّذِي يَمْلِكُنِي اللّٰهُ شَرْقَ الْأَرْضِ وَغَرْبَهَا سُرْعَ مِنْ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَعَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلِيٌّ ظَهَرَ مِنِّي أَنَا الْمَمْدُوحُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَنَا الْمَعْنَى الَّذِي لَا يَقَعُ عَلَى اسْمُهُ وَلَا شِبْهُهُ أَنَا أُظْهِرُ الْأَشْيَاءَ الْوُجُودِيَّةِ كَيْفَ أَشَاءُ أَنَا يَابُ حِطَّتِهِمْ الَّتِي يَدْخُلُونَ فِيهَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللّٰهُ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(بحر المعارف ص۳۶۶)

(مشارق الانوار ص...)

میں ہوں جس کے پاس اللہ کے اسمائے اعظم سے بہتر اسماء[2] ہیں۔ میں مشرق سے مغرب تک خلائق کے اعمال کو دیکھتا ہوں اور ان کی کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں میں ہوں کعبہ اور بیت الحرام اور بیت العتیق جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ پس اس گھر (بیت) کے رب کی عبادت کرو میں وہ ہوں کہ جس کو اللہ ایک چشم زدن میں مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کا مالک کر دے گا۔ میں ہوں محمدؐ مصطفیٰؐ اور میں ہوں علیؑ مرتضیٰ جس طرح کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میں روح القدس کا ممدوح ہوں میں وہ ہوں کہ جس پر کسی نام یا شبہ کا اطلاق نہیں ہوتا میں اشیائے وجودیہ کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں میں ان کے لئے باب حطہ ہوں (یعنی نجات کا دروازہ) جو اس میں داخل ہونا چاہے۔ سوائے خدائے علی وعظیم کے کوئی قوت نہیں اللہ کی رحمت نازل ہو محمدؐ اور ان کی آل پر تمام حمد اللہ کیلئے ہے جو پالنے والا ہے تمام عالمین کا۔

⁂

خطبۂ اِفتخاریہ

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

انا اخو رسول اللّٰہ وارث علمہ و معدن حکمۃ وصاحب سرہ وما انزل

میں برادر رسول اور ان کے علم کا وارث ان کی حکمت کا معدن اور ان کا راز دار ہوں۔ ایک ایک حرف جو خدا نے

ع۱: راجفہ: صور کا پہلی دفعہ پھونکنا

ع۲: لصحہ: صور کا دوسری دفعہ پھونکنا

رَبُّ هٰذَا البَیتِ اَنَا الَّذِی یَملکُنی اللّٰہُ شَرقَ الاَرضِ وَغَربَھَا سُرعَ مِن طَرفَۃِ عَینٍ وَعَلِیُّ المُرتَضٰی کَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ عَلِیٌّ ظَھَرَ مِنِّی اَنَا المَمدُوحُ بِرُوحِ القُدسِ اَنَا المَعنِیُّ الَّذِی لَا یَقَعُ عَلَی اِسمُہٗ وَلَا شِبہُہٗ اَنَا اُظھِرُ الاَشیَاءَ الوُجُودِیَّۃَ کَیفَ اَشَاءُ اَنَا بَابُ حِطَّتِھِم الَّتِی یَدخُلُونَ فِیھَا وَلَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ وَصَلَّی اللّٰہُ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجمَعِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۝

(بحرالمعارف ص ۳۶۶)

(مشارق الانوار ص)

میں ہوں جس کے پاس اللہ کے اسمائے اعظم سے بہتر اسماء[2] ہیں میں مشرق سے مغرب تک خلائق کے اعمال کو دیکھتا ہوں اور ان کی کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں میں ہوں کعبہ اور بیت الحرام اور بیت العتیق جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ پس اس گھر (بیت) ـــــــ کے رب کی عبادت کرو میں وہ ہوں کہ جس کو اللہ ایک چشم زدن میں مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کا مالک کر دے گا۔ میں ہوں محمدؐ مصطفیٰؐ اور میں ہوں علیؑ مرتضیٰ جس طرح کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میں روح القدس کا ممدوح ہوں میں وہ ہوں کہ جس پر کسی نام یا شبہ کا اطلاق نہیں ہوتا میں اشیائے وجودیہ کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں میں ان کے لئے باب حطہ ہوں (یعنی نجات کا دروازہ) جو اس میں داخل ہونا چاہیے۔ سوائے خدائے علی وعظیم کے کوئی قوت نہیں اللہ کی رحمت نازل ہو محمدؐ اور ان کی آل پر تمام حمد اللہ کیلئے ہے جو پالنے والا ہے تمام عالمین کا۔

∴∵

خطبۂ اِفتخاریہ

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

انا اخو رسول اللّٰہ و وارث علمہ و معدن حکمۃ وصاحب سرہ وما انزل

میں برادر رسول اور ان کے علم کا وارث ان کی حکمت کا معدن اور ان کا رازدار ہوں۔ ایک ایک حرف جو خدا نے

---

[1] : راوفہ : صور کا پہلی دفعہ پھونکنا

[2] : لصحہ : صور کا دوسری دفعہ پھونکنا

الله حرفاً فی کتاب من کتبه والاوصالی
وزادنی علم ما کان وما یکون الی یوم
القیمة اعطیت علم الانساب والاسباب
واعطیت الف مفتاح یفتح کل مفتاح
الف باب ومددت بعلم القدر
وَ اِنَّ ذالک یجری فی الاوصیاء من
بعدی ما جری اللیل والنهار حتی
یرث الله الارض ومن عَلیهَا وهو
خیر الوارثین۔ اعطیت الصراط و
المیزان واللوا والکوثر انا المقدم
عَلیٰ بنی آدم القیمة انا المحاسب للخلق
انا منزلهم منازلهم۔ انا عذاب
اهل النارات کل ذالک فضلٌ
من الله عَلیَّ ومن انکرن لی فی
الارض کرّة بعد کرّة وعود بعد
رجعة حدیث کما کنت قدیمًا
فقد ردّ علینا مَنْ ردّ علینا فقد ردَّ
عَلیٰ الله انا صاحب الدعوات
اَنا صاحب الصلواة انا صاحب
النفخات انا صاحب الدلالات اَنا
صاحب الآیات العجیبات۔ انا عالم
اسرار البریات انا قرن من حدید
انا منزل الملائکة منازلها۔ اَنا
اخذ العهد علی الارواح فی الازل
انا منادی لهم الست بربکم بامر

اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے وہ سب مجھ کو پہونچ گیا
گذشتہ کا اور قیامت تک جو کچھ واقع ہونے والا ہے
سب علم مجھے دیا گیا۔ مجھے علم انساب و اسباب عطا کیا
گیا ہے اور مجھ کو ہزار مفاتیح علم عطا کی گئی ہیں جن میں
سے ہر مفتاح سے مزید ہزار ہزار مفتاح علم کھلتے ہیں۔
اور مجھے علم تقدیر سے امداد دی گئی ہے اور بیشک یہی
سلسلہ میرے بعد میرے اوصیاء میں جاری رہے گا
جب تک لیل و نہار باقی ہیں یہاں تک کہ خدا زمین
اور اہل زمین کا وارث ہو جائے گا کہ وہ بہترین وارث
ہے اس نے مجھ کو صراطِ میزانؔ لوا اور کوثر عطا کیا۔ یوم
قیامت میں ہی تمام بنی آدم پر مقدم رہوں گا اور تمام
مخلوق کا حساب لوں گا اور ان کو ان کے درجات میں جگہ
دوں گا میں ہی اہل نار کو عذاب دوں گا۔ بہ تحقیق کہ یہ سب
خدا کی جانب سے مجھ پر اس کا فضل ہے اور جس نے اس
بات سے انکار کیا کہ مجھے زمین پر بار بار آنا ہے اور رجعت
کے بعد آنا ہے تو اس نے ہماری تردید کی جس نے ہماری
تردید کی اس نے خدائے قدیم کی بات کو رد کیا۔ میں ہی
صاحب دعوات ہوں۔
میں ہی نماز والا ہوں (ہر زمانہ میں اور ہر دور
میں میں نے نماز ادا کی) میں صاحب صور ہوں۔ میں ہی
(خدا کے وجود کی) دلیلوں کا مالک ہوں۔ میں عجیب عجیب
آیات والا ہوں۔ میں تمام مخلوقات کے اسرار کا عالم ہوں
میں (خدا کے دشمنوں کو فنا کرنے والا) آہنی سینگ ہوں۔
میں ہی فرشتوں کو ان کے مراتب پر مقرر کرتا ہوں۔ میں
ہی نے روز ازل ارواح سے عہد لیا تھا۔ میں ہی نے قیوم

قیوم لم یزل۔ انا کلمۃ اللہ الناطقۃ فی خلقہ انا اخذ العھد علیٰ جمیع الخلائق فی الصلواۃ انا غوث الارامل والیتمیٰ۔ انا باب مدینۃ العلم انا کھف الحلم انا دعامۃ اللہ القائمۃ انا صاحب لواء الحمد انا صاحب الھبات بعد الھبات ولو اخبرتکم لکفرتم، انا قاتل الجبابرۃ انا ذخیرۃ فی الدنیا والآخرۃ انا علم المھتدین انا صاحب الیمین انا عین الیقین انا امام المتقین انا السابق الی الدین انا حبل اللہ المتین انا الذی املاءھا عدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً بسیفی ھذا۔ انا صاحب جبرئیل انا تابع میکائیل۔ انا شجرۃ الھدیٰ انا علم التقی انا حاشر الخلق الی اللہ بالکلمۃ التی یجمع بھا الخلائق انا منشا الانام انا جامع الاحکام انا صاحب القضیب الازھر والجمل الاحمر انا باب الیقین انا امیر المومنین انا صاحب الخضر انا صاحب البیضاء انا صاحب الفیحاء۔ انا قاتل الاقران انا سید الشجعان۔ انا صاحب القرون الاولین انا الصدیق الاکبر انا الفاروق الاعظم انا المتکلم بالوحی انا صاحب

لایزال کے حکم سے ان کے لئے الستُ بربکم کی ندا دی تھی میں اس کی مخلوق میں بولتا ہوا کلمہ رہا ہوں میں ہی نے تمام مخلوق سے صلوٰۃ سے متعلق عہد لیا ہے میں ہی بیواؤں اور یتیموں کا فریاد رس ہوں، میں ہی (رسول خدا کے) شہر علم کا دروازہ ہوں۔ میں حلم کا پہاڑ ہوں میں اللہ کا قائم ستون ہوں میں ہی صاحب لوائے حمد ہوں میں ہی بار بار بخششیں کرنے والا ہوں۔ اگر میں تمام امور سے تمہیں مطلع کردوں تو تم انکار کرنے لگو (برداشت نہ کرسکو گے) میں ہی جابرین کو قتل کرنے والا ہوں میں دنیا و آخرت کا ذخیرہ ہوں۔ میں مومنین کا سردار اور ہدایت یافتوں کا نشان ہدایت ہوں۔ میں ہی صاحب یمین، عین الیقین اور متقیوں کا امام ہوں میں ہی دین میں سبقت کرنے والا اور اللہ کی مضبوط رسی ہوں۔ میں میری ہی اس تلوار سے زمین کو عدل و انصاف سے پر کرنے والا ہوں جس طرح کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی میں ہی جبرئیل کا صاحب و سردار ہوں اور میکائیل سے کام کا مطالبہ کرتا ہوں میں ہی شجر ہدایت ہوں اور تقویٰ و پرہیزگاری کا علم ہوں۔ میں ہی مخلوق کو اللہ کی طرف اس کلمہ سے جمع کرنے والا ہوں جس سے ساری خلائق مجتمع ہوتی ہے میں سرچشمہ ہوں مخلوق کا میں ہی جامع احکام ہوں میں ہی روشن عصا اور سرخ اونٹ والا ہوں (جو زمانہ رجعت میں لشکر یمنی کے ساتھ ظاہر ہوگا) میں ہی باب یقین، امیرالمومنین، صاحب خضر اور صاحب ید بیضا ہوں میں صاحب قصر بیضا اور جوش کنندہ جہنم کا مالک ہوں۔ قرن با قرن میں دشمنان خدا کا قاتل رہا ہوں میں بہادروں کو فنا کرنے والا

النجوم انا مدبرها بامر ربي وعلمه
الله الّذي خفي به انا صاحب
الرايات الصفر والحمر انا الغائب
المنتظر لامر عظيم انا المعطي انا
المبذل انا القابض على القلب انا
الواصف لنفسي انا الناظر لدين
ربّي انا الحامي لابن عمّي انا مدارجه في
الاكفان انا ولي الرحمٰن انا صاحب
الخضر وهارون انا صاحب موسٰى
ويوشع بن نون. انا صاحب الجنة
انا صاحب القطر والمطر انا صاحب
الزلازل والخسوف انا مروع الالوف
انا قاتل الكفار انا امام الابرار
انا البيت المعمور. انا سقف المرفوع
انا بحر المسجود انا باطن الحرم. انا
عماد الامم انا صاحب الاسم
الاعظم هل من ناطق ينا طقني
ولولا انا اسمع كلامُ الله وقول
رسول الله لوضعت سيفي فيكم
وتقتلكم اخركم انا شهر رمضان
انا ليلة القدر. انا ام الكتاب انا فصل
الخطاب انا سورة الحمد انا
صاحب الصلوٰة في الحضر والسفر بل
نحن الصلوٰة والصيام والليالي والايام
والشهور والاعوام. انا صاحب الحشر

ہوں میں ہی قرون اول کے لوگوں کا مالک رہا ہوں میں
صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہوں۔ میں وحی ہی کی وجہ سے
بات کرتا ہوں میں ستاروں کا مالک ہوں اور ان کو اپنے
رب کے حکم سے اور اس علم کے ذریعہ جس سے اللہ نے
مجھے مخصوص کیا ہے گردش دیتا ہوں میں ہی زرد اور
سرخ علم والا ہوں میں ہی وہ غائب ہوں جس کا امر عظیم
کے لئے انتظار کیا جاتا ہے۔ میں ہی عطا کرنے والا اور
میں ہی خرچ کرنے والا ہوں میں ہی دل پر قابو رکھنے والا
ہوں میں ہی اپنی توصیف کرنے والا ہوں میں ہی اپنے
پروردگار کے دین کا نگران ہوں۔ میں اپنے ابن عم کا حامی
ہوں۔ میں ہی ان کو کفن میں لپیٹنے والا اور خدائے رحمٰن کا
ولی ہوں میں خضر وہارون کا صاحب ہوں۔ میں موسیٰ
اور یوشع بن نون کا صاحب ہوں میں جنت کا مالک
ہوں میں ہی زلزلوں کا اور زمنیات کو اندر دھنسا دینے
کا مختار و مالک ہوں میں ہزاروں کو ڈرانے والا اور
کفار کا قاتل ہوں میں امام الابرار ہوں میں ہی (عالم
روحانی میں) بیت معمور اور سقف مرفوع اور بحر مسجود
ہوں۔ میں ہی باطن حرم ہوں۔ میں تمام امتوں کا سہارا
ہوں میں ہی اسم اعظم کا حامل ہوں کیا کوئی ہے جو میرے
نطق پر زبان کھول سکے اور اگر میں کلام خدا اور قول
رسول خدا نہ سنتا ہوتا تو تم سب کو اپنی تلوار سے قتل کر
دیتا اور آخر تک فنا کر دیتا میں حقیقت ماہ رمضان
اور شب قدر (کا راز) ہوں۔ میں ہی ام الکتاب اور
میں ہی فصل خطاب ہوں میں ہی فاتحہ (کتاب تکوین و
تدوین) ہوں۔ میں ہی سفر و حضر میں صاحب نماز ہوں

وانشر انا العابد والمعبود انا الشاھد و
المشھود انا صاحب السندس الاخضر
انا المذکور فی السموات والارض۔
انا الماضی مع رسول اللہ فی السموات۔
انا صاحب الکتاب والقوس۔ انا صاحب
شیث ابن آدم۔ انا صاحب موسیٰ و
آدم انا بی ضرب الامثال انا صاحب
السماء الخضراء وصاحب الدنیا الغبراء
وانا صاحب الغیث بعد القنوط ھا انا ذا
فمن ذا مثلی۔ انا صاحب البحر الاکدر
انا متکلم الشمس انا الصاعقة علی
الاعداء انا غوث من اطاعنی الوری
واللہ ربی لا الہ غیرہ وان للباطل
جولة وللحق دولة۔ وانی ظاعن عنقریب
فارتقبوا الفتنة الامویة والدولة
الکسرویة ثم تقبل دولة بنی
عباس بالفزع والیاس وبنی مدینة
یقال لھا الزوراء بین دجلة ودجیل
والفرات ملعون من سکنھا منھا یخرج
طینة الجبارین تعلی فیھا القصور و
تسبل الستور ویتعاملون بالمکر
والفجور فیتداولھا بنی العباس له
ملکا عدد الملك ثم الفتنة الغبراء
والقلادة الحمراء وفی عقبھا قائم الحق
ثم اسفر عن وجھی بین اجنحة الاقالیم

بلکہ ہم ہی (حقیقت) صوم وصلوٰۃ روز وشب اور ماہ و
سال ہیں۔ میں ہی صاحب حشر ونشر ہوں میں ہی امت
محمدی کا بوجھ ہلکا کرنے والا ہوں میں ہی باب سجود ہوں۔
مصداق فادخلوا الباب سجدا (باب الحطة)
میں ہی عابد ومعبود (مظہر معبود) اور شاہد ومشہود ہوں
میں ہی جنت کے دیبائے سبز کا مالک ہوں۔ میں وہ ہوں
جس کا ذکر آسمانوں اور زمین میں ہوتا ہے میں ہی رسول
اللہ ص کے ساتھ آسمانوں سے گذرنے والا ہوں۔ میں ہی
صاحب کتاب وقوس (رقاب قوسین) ہوں میں شیث
ابن آدم کا ساتھی اور موسیٰ ع و آدم کا مددگار ہوں مجھ سے
ہی مثالیں بیان کی جاتی ہیں میں ہی آسمان سبز اور گرد آلود
زمین کا مالک ہوں میں ہی مایوسیوں کے بعد فریاد رس ہوں
آگاہ ہو جاؤ کہ میرا یہ مرتبہ ہے پس کون ہے میرے مثل
میں ہی رعد اکبر اور عمیق نیلے سمندر کا مالک ہوں۔ میں
ہی آفتاب سے کلام کرنے والا ہوں میں ہی دشمنان خدا
پر برق عذاب ہوں اور ان کا فریاد رس ہوں جو اس کی
اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ میرا پالنے والا ہے۔ اس کے سوا
کوئی اللہ نہیں۔ بیشک باطل کے لئے ایک جولانی ہے اور
حق کے لئے حکومت ودولت۔ بیشک میں عنقریب دنیا سے
کوچ کرنے والا ہوں پس تم اموی فتنہ اور حکومت کسریٰ
کے منتظر رہو اس کے بعد بنی عباس کی حکومت ہوگی جو
خوف ویاس ساتھ لائے گی اور ایک شہر بنایا جائے گا
جس کا نام زوراء (بغداد) ہوگا جو دجلہ اور دجیل و
فرات کے درمیان ہوگا جو اس میں سکونت پذیر ہوگا۔
ملعون ہوگا اسی مقام سے جباروں کی طینت نکلے گی اس پر

كالقمر المضى المضى الكواكب الاوان لخروجى علامات عشرة اولها تحريق الرايات فى ازقة الكوفة وتعطيل المساجد وانقطاع الحج وخسف وقذف بخراسان وطلوع الكواكب المذنبة واقتران النجوم وهرج ومرج وقتل ونهب فتلك علامات عشرة ومن العلامة الى العلامة عجب فاذا تمت العلامات قائما قائم الحق۔

ثم قال :-

معاشر الناس نزهوا ربكم ولا تسيّروا اليه فمن حد الخالق فقد كفر بالكتاب الناطق

ثم قال :-

طوبى لاهل ولايتى الذين يقتلون فىّ ويطردون من اجلى هم خزان فى ارضه لا يفزعون يوم الفزع الاكبر انا نور الله الذى لا يطفى انا السر الذى لا يخفى۔

مشارق الانوار

کوکب دری قدیم وغیرہ

⁂

⁂ ⁂ ⁂

قصر بلند کئے جائیں گے اور پردے لٹکائے جائیں گے اور لوگ مکر و فجور کے ساتھ عمل کریں گے پھر باری باری بنی عباس اس کو لیں گے اور اس کے بعد فتنہ، سیاہ و سرخ گلو بند (یعنی قتل و غارت) واقع ہوں گے اس کے بعد حق قائم ہوگا، پھر اس کے بعد میں اپنا چہرہ (زمانہ رجعت میں) تمام اقالیم کو دکھاؤں گا جس طرح ستاروں میں ماہ تاباں آگاہ رہو کہ میرے خروج کی دس علامتیں ہیں اول یہ کہ کوفہ کے کوچہ و بازار میں فوجی نشانوں کا پھرنا، مساجد کا نمازوں سے معطل رہنا حج کا منقطع ہونا خراسان میں زمین کا دھنس جانا۔ دمدار ستاروں کا طلوع ہونا بیاروں کا قرآن، بگاڑ و فساد اور قتل و لوٹ و غارت پس یہ دس علامات ہیں، ایک علامت سے دوسری علامت تک عجیب امور ظاہر ہوں گے۔ پس جب یہ علامتیں پوری ہو جائیں قائم ظاہر ہو جائیں گے۔

پھر فرمایا :-

اے لوگو تمہارے رب کو صفات عبودیت سے منزہ و پاک رکھو اور اس کی طرف اشارہ نہ کرو (کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے) پس جس نے خالق کی حد قرار دی اس نے کتاب اللہ ناطق سے کفر کیا۔

پھر فرمایا :

خوشحال میرے اہل ولایت کا جو میرے حق میں یہ سب کچھ قبول کرتے ہیں اور میری وجہ دربدر کئے جاتے ہیں وہ خدا کی زمین پر اس کے خزانہ دار ہیں اور روز قیامت کے خوف سے مامون ہیں میں خدا کا وہ نور ہوں جو گل نہیں ہوتا اور میں اس کا وہ راز ہوں جو پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

⁂

نوٹ :۔ اس خطبہ میں بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام عظمت وجلال الٰہی اور اپنے اسرار ولایت بیان فرمائے ہیں۔ البتہ بعض جملے دقیق اسرار کے حامل ہیں ان میں سے ایک فقرہ جو اکثر طبائع میں کھٹک سکتا ہے وہ کلمہ ہے انا العابد والمعبود ہو کہ حضرت نے اپنے نفس کو معبود کیسے فرمایا۔ مگر توحید باری تعالیٰ کے اقرار کے بعد ظاہر ہے کہ آپ کا یہ جملہ صرف مجازی معنی کا حامل ہے اس لئے کہ معبودیت کا ادعا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وحدت و معبودیت حق سے انکار ہو بس اس جملہ کی معنی و مطلب یہ ہو گا کہ آپ مظہر معبودیت ہیں عابد جس قدر عبادت میں اور عبد جس قدر عبودیت میں بڑھتا ہے اسی قدر وہ مظہر اوصاف معبود اور متخلق باخلاق معبود ہوتا جاتا ہے۔

اس کو عارفین کی زبان میں یوں بھی کہا جاتا ہے کہ العبودیۃ جوھرۃ کنھھا الربوبیۃ یعنی عبودیت کاملہ وہ جوہر ہے جس کی کنہ ربوبیت کی حقیقت ہے۔ کمال عبودیت مقام وصال بساحت قدس ربوبیت ہے۔

لہٰذا ہر ذی علم کو چاہیئے کہ اپنی عقل وفہم اور ایمان ومعرفت کے مطابق تاویل کرلے اور نافہمی کی وجہ انکار کر کے ضلالت کفر میں نہ جا گرے۔ ارشادات امام کا انکار آسان ہے مگر دولت ایمان کا سنبھالنا مشکل ہے۔

خطبۃ التطنجیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ تم قسیم الجنت والنار ہو تمہاری ہی محبت کی وجہ ابرار اور فاجرین کی شناخت کی جاتی ہے اور نیک وشریر لوگوں میں تمیز کی جاتی ہے اور مومن وکافر پہچانا جاتا ہے اسی ارشاد سے اس مشہور خطبہ پر دلیل لی جاتی ہے جو تطنجیہ کے نام سے مشہور ہے جس کا ظاہر عجیب اور باطن بے انتہا عمیق ہے پس اس کے پڑھنے والے کو کوفہ اور مدینہ کے درمیان پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی فتق الاجواء وخرق الھواء وعلق الارجاء واضاء الضیاء واحیی الموتیٰ وامات الاحیاء احمدہ حمداً سطع فارتفع وشعشع فلمع حمداً یتصاعد فی السماء ارسالہ ویذھب فی الجو اعتدالہ خلق السموات بلا دعائم واقامھا بغیر

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے فضا کو پھیلایا۔ ہواؤں کو جاری کیا امیدوں کو معلق کیا اور روشنی کو چمکایا، مردوں کو زندہ کرتا اور زندوں کو مارتا ہے میں اس کی ایسی حمد کرتا ہوں جو ساطع اور بلند ہو کر چکا چوند پیدا کی متجلی ہوتی اور صعود کرتی ہے آسمانوں میں اور گذرتی ہے خلا میں سے اعتدال کے ساتھ۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے اور قائم کیا ان کو بغیر

نوٹ :۔ اس خطبہ میں بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام عظمت وجلال الٰہی اور اپنے اسرار ولایت بیان فرمائے ہیں۔ البتہ بعض جملے دقیق اسرار کے حامل ہیں ان میں سے ایک فقرہ جو اکثر طبائع میں کھٹک سکتا ہے وہ کلمہ ہے انا العابد والمعبود ہو کہ حضرت نے اپنے نفس کو معبود کیسے فرمایا۔ مگر توحید باری تعالیٰ کے اقرار کے بعد ظاہر ہے کہ آپ کا یہ جملہ صرف مجازی معنی کا حامل ہے اس لئے کہ معبودیت کا ادعا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وحدت و معبودیت حق سے انکار ہو پس اس جملہ کی معنی و مطلب یہ ہو گا کہ آپ مظہر معبودیت ہیں عابد جس قدر عبادت میں اور عبد جس قدر عبودیت میں بڑھتا ہے اسی قدر وہ مظہر اوصاف معبود اور متخلق باخلاق معبود ہوتا جاتا ہے۔

اس کو عارفین کی زبان میں یوں بھی کہا جاتا ہے کہ العبودیۃ جوھرۃ کنھھا الربوبیۃ یعنی عبودیت کاملہ وہ جوہر ہے جس کی کنہ ربوبیت کی حقیقت ہے۔ کمال عبودیت مقام وصال بساحت قدس ربوبیت ہے۔

لہٰذا ہر ذی علم کو چاہیئے کہ اپنی عقل وفہم اور ایمان ومعرفت کے مطابق تاویل کر لے اور نافہمی کی وجہ انکار کر کے ضلالت کفر میں نہ جا گرے۔ ارشادات امام کا انکار آسان ہے مگر دولت ایمان کا سنبھالنا مشکل ہے۔

خطبۃ التطنجیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ تم قسیم الجنت والنار ہو تمہاری ہی محبت کی وجہ ابرار اور فاجرین کی شناخت کی جاتی ہے اور نیک وشریر لوگوں میں تمیز کی جاتی ہے اور مومن وکافر پہچانا جاتا ہے اسی ارشاد سے اس مشہور خطبہ پر دلیل لی جاتی ہے جو تطنجیہ کے نام سے مشہور ہے جس کا ظاہر عجیب اور باطن بے انتہا عمیق ہے پس اس کے پڑھنے والے کو کوفہ اور مدینہ کے درمیان پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی فتق الاجواء وخرق الھواء وعلق الارجاء واضاء الضیاء واحیی الموتی وامات الاحیاء احمدہ حمداً سطع فارتفع وشعشع فلمع حمداً یتصاعد فی السماء ارسالہ ویذھب فی الجو اعتدالہ خلق السموات بلا دعائم واقامھا بغیر

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے فضا کو پھیلایا۔ ہواؤں کو جاری کیا امیدوں کو معلق کیا اور روشنی کو چمکایا، مردوں کو زندہ کرتا اور زندوں کو مارتا ہے میں اس کی ایسی حمد کرتا ہوں جو ساطع اور بلند ہو کر چکا چوند پیدا کی متجلی ہوتی اور صعود کرتی ہے آسمانوں میں اور گذرتی ہے خلاؤں سے اعتدال کے ساتھ۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے اور قائم کیا ان کو بغیر

فواتم وزینها بالکواکب المصیات
وحبس فی الجوّ سحائب مکفهرات المکفهر
السّحاب الغلیظ الاسود خلق الجبال
والبحار علیٰ تلاطم تیارٌ رقیقٌ ترلیق
وفتقٌ رتجاھا نتغطمطت امواجها
احمده ولہ الحمد واشھد ان
لا الہ الا اللہ واشھدُ ان محمداً
عبدہ ورسُولہ انتجبہ من الجبوحۃ
الغلیا وارسلہ فی العرب العربآء ابتعثہ
ھادیا مھدیا حلا حلا طلسمیّاً فاقام
الدلائل وختم الرسائل نصُریہ المسلمین
واظھر بہ الدّین صلی اللہ علیہ وعلیٰ
الہ الطاھرین۔

ایھا الناس! انیبوا الی شیعتی
والتزموا بعیتی وواظبوا علی الدین
بحسن الیقین وتمسّکوا بوصّی نبیکم الذی
بہ نجاتکم وبحبّہ ویوم المحشر
منجاتکم فانا الامل والمامول انا
الواقف علی التطنجین انا الناظر فی
المشرقین والمغربین رایت رحمۃ اللہ
والافردوس ورای العین وھو فی البحر
السّابع یجری فی الفلک فی زخا خیرۃُ
النجوم و الحبکَ ورایت الارض
ملتفۃ کالتفاف الثوب القصور
وھی خزف من التطنج الایمن

پایہ کے اور زینت دی ان کو روشن ستاروں سے اور
رد کا فضائے بسیط میں ان بادلوں کو جو سیاہ ہیں اور
خلق کیا پہاڑوں کو اور سمندروں کو بلند ہوتی ہوئی رقیق
موجوں پر جو بلند و پست ہو کر پھیل گیئں پس اس کی
موجیں بہت بلند ہوئیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اور
حمد اسی کے لئے ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس
کے بندے اور رسول ہیں جن کو خانوادۂ بزرگ سے
منتخب کیا اور عرب میں پیغمبر بنا کر بھیجا اور انکو ہادیؐ
مہدی اور طلسم کا حل کرنے والا بنا کر مبعوث کیا پس
دلیلوں کو قائم کیا کتب کو ختم کیا اور ان کے ذریعہ مسلمانوں
کی نصرت کی اور دین کو ظاہر کیا۔ اللہ ان پر اور ان کی آل
پاک پر درود بھیجے۔

اے گروہ مردم میرے شیعوں کی طرف رجوع ہو
اور میری بیعت کو اپنے اوپر لازم قرار دو اور حسن الیقین
کے ساتھ دین پر قائم رہو اور اپنے نبیؐ کے وصی سے
متمسک رہو جس کی محبت سے تمہاری نجات وابستہ ہے
وہ تمہیں یوم محشر نجات دلانے والا ہے پس میں امیدوں
کا ماوی و ملجا ہوں اور وہ ہوں جس سے امیدیں وابستہ
ہیں میں تطنجین سے واقف ہوں میں مشرقین ومغربین
کا ناظر ہوں میں نے اللہ کی رحمت کو دیکھا اور فردوس
کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں جو ساتویں سمندر میں
ہے جو فلک میں ستاروں کے جمگھٹ میں گردش کرتا
ہے میں نے زمین لپٹی ہوئی دیکھی ہے جیسا کہ دھلے ہوئے
کپڑے تہہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ زمین (قطنج کی داہنی
جانب کا ایک ٹکڑا ہے جو ملا ہوا ہے مشرق سے یہ

مقابلی المشرق والتطنجان خلیجان
من ماۤء کانہما الیسار تطنجین وانا
المتولی دائرتہا وما افرودوس وماھم
فیہ الّا کالخاتم فی الاصبع ولقد رایت
الشمس عند غروبہا وھی کالطایر
المنصوف الی دکزولولا اصطکاك لراس
افرودوس واختلاط التطنجین ومریبل
الفلك لیسمع من فی السموات الارض
رویہ حمیہ دخولہا فی الماۤء الاسود
وھی العین الحمئة ولقد علمت عجائب
خلق اللّٰہ مالا یعلمہ الّا اللّٰہ وعرفت
ماکان ومایکون وماکان فی الذر الاوّل
مع من تقدم مع آدم الاول ولقد
کشف لی فعرفت وعلّمنی ربی فتعلمت
اَلا فعوا ولا تفجّوا ولا ترتجوا فلولا خوفی
علیکم ان تقولوا جن او ارتدّ لاخبرتکم
بما کانوا وما انتم فیہ وما تلقونہ
الی یوم القیمة بعلم اوعزاتی الیّ فعلمت
ولقد ستّر علمہ عن جمیع النبیین
الّا صاحب شریعتکم ھذا صلی اللّٰہ علیہ
وآلہ فعلّمنی علمہ علمتہ علمی الا وانا
نحن النذر الاولی ونحن النذر الا
خرة والاولی ونذر کلّ زمان واوان
وبنا ھلك من ھلك ونجی من نجی فلا
تستطیعوا زلك فینا فوالذی فلق الجنة

دونوں تطنجان پانی کی دو خلیجیں ہیں گویا کہ وہ دونوں تطنجین
کے دو بازو ہیں اور میں متولی ہوں ان کی گردش کا افرودوس
کیا ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ مثل انگوٹھی کے ہے جو انگلی
میں ہو۔ بہ تحقیق کہ میں نے آفتاب کو اس کے غروب ہوتے
وقت دیکھا ہے اور وہ اس طائر کے مثل رہتا ہے۔ جو
لوٹتا ہے اپنے آشیانہ کی طرف اور اگر افرودوس کے سر کا
اصطکاک نہ ہوتا اور تطنجین کا اختلاط نہ ہوتا اور فلک
کی روانی نہ ہوتی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہوتا ہے
سنائی دیا جاتا۔ یہ گرم اور بوسیدہ ہو کر سیاہ پانی میں اور
سیاہ گدلے چشمہ میں داخل ہوتے ہیں یہی گرم چشمہ
ہے بیشک میں ان عجائبات خلق خدا کو جانتا ہوں
جن کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور میں حالات
گذشتہ و آئندہ کو جانتا ہوں جو عالم ذرا ول میں ان
لوگوں کے ساتھ گذرے جو آدم اول کے ساتھ تھے اور
بیشک میرے لئے پردے اٹھا دیئے گئے اور میں نے
معرفت حاصل کی اور میرے رب نے مجھے تعلیم دی اور
میں نے اس سے سیکھا آگاہ ہو جاؤ یاد رکھو اور تنگ دل
نہ ہو اور مت گھبراؤ اگر تم سے مجھے خوف نہ ہوتا کہ تم کہو
گے کہ علی کو جنون ہو گیا ہے یا وہ حق سے ہٹ گیا ہے تو
میں اس علم کے ذریعے جو میرے رب نے مجھے عنایت
فرمایا ہے تم کو جو کچھ واقعات گذر چکے ہیں جو گذر رہے
ہیں اور جو کچھ قیامت تک گذرنے والا ہے سب سنا
دیتا۔ یہ وہ علم ہے جسے خدا نے تمام انبیاء سے بھی
پوشیدہ رکھا سوائے تمہارے نبی کے پس میں نے اپنا
علم ان کو دیا اور انہوں نے اپنا علم مجھکو دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ

وبرا النسمة وتفرد بالجبروت والعظمة
لقد سخرت لي الرياح والهوام والطيور
عرضت علي الدنيا فاعرضت عنها انا
كابّ الدنيا لوجهها فمني متى يلحق
بي اللواحق لقد علمت ما فوق الفردوس
الاعلى وما تحت السابعة السفلى وما
في السموات العلى وما بينهما وما تحت
الثرى كل ذلك علم احاطة لا علم
اخبار اقسم برب العرش العظيم لو شئت
اخبرتكم بآبائكم واسلافكم اين كانوا
وممن كانوا واين هم الآن وما صاروا
واليه فكم من آكل منكم لحم
اخيه وشارب براس ابيه وهو يشتاقه
ويرتجيه هيهات هيهات اذا كشف
المستور وحصّل ما في الصدور وعلم
الوارد من الضمير وايم الله لقد كورتم
كورات وكررتم كرّات وكم من بين
كرة وكرة من آية وآيات ما بين مقتول
وميت فبعض في حواصل الطيور وبعض
في بطون الوحوش والناس ما بين ماضي
وذاهب ورائح وغادٍ لو كشف لكم ما كان مني
في القديم الاوّل وما يكون مني في الآخر
لرايتم وما يكون عجائب مستعظمات
وامور مستعجبات وصنائع واحاطات
انا صاحب الخلق الاوّل قبل نوح الاول

ہم ہی زمانہ اول والوں کے نذیر ہیں اور ہم ہی دنیا و
آخرت میں نذیر ہیں اور ہر زمانہ وہر دور میں نذیر ہیں۔
اور جو ہلاک ہوا ہماری ہی وجہ سے اور جس نے نجات پائی
ہمارے ہی وسیلہ سے اس کو ہمارے لئے کوئی بڑی بات
نہ سمجھو قسم ہے اس کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور جان کو
پیدا کیا اور جو اپنی عظمت وجبروت میں منفرد ہے بیشک
میرے لئے ہوا حشرات الارض اور پرندے مسخر کر دیئے
گئے ہیں اور دنیا مجھے پیش کی گئی تو میں نے اس سے اعراض
کیا میں دنیا کو منہ کے بل الٹا پھینک دینے والا ہوں پس۔
ملنے والے کب مجھ سے ملحق ہو سکتے ہیں۔ بیشک میں جانتا
ہوں کہ فردوس اعلیٰ کے اوپر کیا ہے اور ساتویں طبق کے
نیچے کیا ہے۔ اور بلند آسمانوں میں ان کے درمیان اور تحت الثریٰ
میں کیا ہے۔ یہ سب علم احاطی سے جانتا ہوں نہ کہ علم
اخباری سے عرش عظیم کے رب کی قسم کہ اگر میں چاہوں
تو تم کو تمہارے آبا و اجداد کی خبر دوں کہ کہاں تھے اور کن
لوگوں میں تھے اور اب کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں پس
تم میں کتنے ہیں جو اپنے بھائی کا گوشت کھانے والے اور
اپنے باپ کے سر کی مٹی کے پیالے میں پانی پینے والے ہیں
اور وہ اس کا مشتاق اور آرزومند ہے افسوس افسوس اس
وقت پوشیدہ چیزیں ظاہر ہو جائیں گی اور جو کچھ دلوں میں
ہے واضح ہو جائے گا اور واردات ضمیر معلوم ہو جائیں
گے۔ خدا کی قسم تم کتنے ہی مرتبہ چکر کھائے ہو اور کتنی مرتبہ
پلٹے ہو ایک دور سے دوسرے تک کتنی نشانیاں ظاہر
ہوئیں اور وہ نشانیاں جو مقتول اور میت کے درمیان ہیں
بعض تو پرندوں کے پیٹ میں ہیں اور بعض درندوں کے

ولو علمتم ما كان بين آدم و نوح من
عجائب اصطنعتها و امم اهلكتها فحق
عليهم القول فبئس ما كانوا يفعلون
انا صاحب الطوفان الاول انا صاحب الطوفان
الثاني انا صاحب سيل العرم انا صاحب
الاسرار المكنونات انا صاحب عاد و الجنات
انا صاحب ثمود و الآيات انا مدمرها
انا مزلزلها انا مرجعها انا مهلكها انا مدبرها
انا بانيها انا داحيها انا مميتها انا محييها
انا الاول انا الاخر انا الظاهر انا الباطن
انا مع الكور قبل الكور انا مع الدور قبل
الدور انا مع القلم قبل القلم انا مع اللوح
قبل اللوح انا صاحب الازلية الاولية
انا صاحب جابلقا و جابرسا انا صاحب
الرفرف و بهرام انا مدبر العالم الاول
حين لا سمائكم هذه و لا غبرائكم

فقام ابن صويرمه و قال انت
انت يا امير المومنين ع

فقال انا انا لا اله الا الله ربي و
رب الخلائق اجمعين له الخلق و الامر
الذي دبر الامور بحكمته و قامت
السموات و الارضون بقدرته كأني
بضعيفكم يقول الا تسمعون ما يدعيه
علي ابن ابي طالب في نفسه و بالامس
تكفهر عليه عساكر اهل الشام فلا يخرج

پیٹ میں لوگ گذرنے والے آنے والے اور صبح و شام مرنے
جینے والے ہیں۔ اگر تم پر وہ اسرار کھل جائیں جو دور قدیم میں
مجھ پر گزارے ہیں اور جو میرے ساتھ دور آخر میں گذرنے
والے ہیں تو تم عجائبات مشاہدہ کروگے اور حیرت انگیز امور
صنائع دیکھوگے۔ میں نوح اول سے پہلے خلقت اول کا
ساتھی ہوں اگر تم جانتے کہ آدم و نوح کے درمیانی دور میں جو
کچھ عجائبات مجھ سے ظاہر ہوتے اور جو امتیں مجھ سے ہلاک
ہوئیں پس خدا کا عذاب ان کے لئے ثابت ہوگیا کہ وہ بہت
برے افعال کرتے تھے (تو البتہ تم حیرت میں پڑ جاتے)
میں ہی صاحب طوفان اول ہوں میں ہی دوسرے طوفان
والا ہوں میں بند کو توڑ کر نکلنے والے سخت سیلاب کا مالک
ہوں۔ میں ہی چھپے ہوئے اسرار کا مالک ہوں میں ہی قوم
عاد اور ان کے باغات کا تباہ کرنے والا ہوں میں ثمود اور
ان کی نشانیوں کا مٹانے والا ہوں میں ہی ان پر زلزلہ لانے
والا ہوں، میں ہی ان کا مرجع ہوں ان کو ہلاک کرنے والا ان
کا مدبر ان کا بانی ان کا پھیلانے والا ان کو مارنے والا اور
ان کو حیات دینے والا ہوں میں اول ہوں، میں آخر
ہوں میں ہی ظاہر اور میں ہی باطن ہوں میں ہر زمانہ کے
ساتھ اور ہر زمانہ سے پہلے تھا میں ہر دور کے ساتھ اور ہر
دور سے پہلے تھا میں قلم (قدرت) کے ساتھ تھا اور اس
سے پہلے میں لوح محفوظ کے ساتھ ہوں اور اس سے پہلے
تھا میں صاحب ازل ہوں میں جابلقا اور جابلسا کا مالک
ہوں میں رفرف (مقام اسرافیل) اور بہرام (مریخ) کا
مالک ہوں میں عالم اول کا مدبر تھا جبکہ نہ یہ تمہارے آسمان
تھے اور نہ زمین۔

البهاو بامست محمد وابراهيم لاقتلن
اهل الشام بكم قتلات واى قتلات
واى قتلات ولاقتلنّ اهل الصفين
بكلّ قتلة سبعين قتلة ولاردن
الىٰ كلّ مسلم حيوة جديدة ولا
سلّمن اليه صاحبه وقاتله الى ان
يشفى غليل صدرى منه ولاقتلن
بعمار بن ياسر واويس القرنى الف قتيل
ادنى ليقال لا وكيف واين ومتى وحتّى
فكيف اذا رايتم صاحب الشام ينشر
بالمناشير ويقطع بالمساطير ثم لاذيقنّه
اليم العقاب الا انا بشروا فانى يرد امر
الخلق غداً بامر ربى فلا تستعظم بما
قلت فانّا اعطينا علم المنايا والبلايا والتاويل
والتنزيل وفصل الخطاب وعلم النوازل
والوقايع فلا يعزب عنّا شئ، كانى بهذا
الحسين ؑ عليه السلام وقد ثار نوره
بين عينيه فاحضره لوقته بحين
طويل فيتزلزلها ويخسفها وثار معه
المومنون من كل مكان وايم اللّٰه
لو شئت سميتهم رجلا باسمآئهم
واسمآء آبآئهم فهم يتنا سلون
من اصلاب الرجال والارحام النسآء
الى يوم الوقت المعلوم۔
ثم قال يا جابر انتم مع الحق

پس ابن صوریہ اٹھا اور کہا آپ یا امیرالمومنین
فرمایا ہاں میں ہیں، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے رب
کے جو تمام مخلوق کا پلنے والا ہے عالمِ خلق اور عالمِ امر سب
اسی کے لئے ہے جس کی حکمت سے تمام امور تدبیر پاتے ہیں
اور جس کی قدرت سے تمام زمین و آسمان قائم ہیں گویا کہ میں
دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ضعیف الایمان لوگ کہتے ہیں کہ جان
لو علی ابن ابی طالب اپنے لئے کیا دعویٰ کرتے ہیں اگر کل فوج
شام ان پر چھا جائے تو یہ ان کی طرف نہ نکلیں گے جس نے محمدؐ و
ابراہیمؑ کو مبعوث کیا اس کی قسم کہ میں اہل شام کو کئی کئی دفعہ
قتل کروں گا کیونکر اور کس طرح ؟ مجھے اپنے حق اور بزرگی کی
قسم ہے کہ میں اہل شام کو کئی مرتبہ قتل کروں گا کس طرح ؟
اور اہل صفین کو ایک ایک کے بدلہ ستّر ستّر کو ماروں گا
اور ہر مسلمان کو نئی زندگی عطا کروں گا اور اس کے قاتل کو
اسی کے حوالہ کروں گا تاکہ اس سے سینہ کی سوزش کو تشفی پہونچے اور عمار
یاسر و اویس قرنی کے بدلہ ہزاروں آدمیوں کو قتل کرونگا کیا میرے لئے
کہا جاتا ہے کہ نہیں کیونکر کہاں اور کب کس وقت ؟ پس اس
وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب دیکھو گے کہ امیر شام کو آرہ
سے چیرا جا رہا ہے اور چھریوں سے کاٹا جا رہا ہے۔ پھر میں
اس کو عذاب الیم کا مزہ چکھاؤں گا۔ خبردار ہو جاؤ اور خوش
ہو کہ کل روز قیامت مخلوق کے معاملات حکم رب سے
میرے سپرد رہیں گے۔ پس جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو
بڑی بات نہ سمجھو بہ تحقیق کہ مجھے علم منایا، بلایا، تاویل و تنزیل
فصل الخطاب اور علم حوادث و وقائع عطا کیا گیا ہے
پس اس میں سے کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں ہے گویا
میں اس حسینؑ کو دیکھتا ہوں کہ اس کا نور اس کی دونوں

ومعه تكونون دنيه عتوتون ديا
جابر اذا صاح الناعوس وكبس الكابوس
وتكلم الجاموس فعند ذالك عجائب
وای عجائب اذا انارة النار ببصری وظهرت
راية العثمانية بوادی سوداء واضطربت
البصرة وغلب بعضهم بعضاً وصبا كل
قوم الی قوم وتحركت عساكر خراسان
وتبع شعيب بن صالح التميمی من بطن
الطالقان وبويع سعيد السوسی بخوزستان
وعقد الراية العماليق كردان وتغلبت
العرب علی بلاد الارمن والستقلاب
واذعن هرقل بقسطنطنية ببطارقة
سينان نتوقعوا ظهور مكلم موسیٰ
من الشجرة علی الطور فيظهر هذا
ظاهر مكشوف ومعاين موصوف الا وكم
عجائب تركتها ودلائل كتمتها لا اجد
لها حملة انا صاحب ابليس بالسجود
انا معذبه وجنوده علی الكبر
والغيور بامر الله انا رافع ادريس
مكانا عليا انا منطق عيسیٰ فی المهد
صبيا انا مدين الميادين وواضع
الارض انا قاسمها اخماسا فجعلت
خمسا برا وخمسا بحرا وخمسا جبالا و
خمسا عامرا وخمسا خرابا انا خرقت
القلزم من الرحيم وخرقت

آنکھوں کے درمیان چمکتا ہے اس کو اس کے وقت پر ایک
مدت کے بعد حاضر کروں گا پس وہ اس کو زمین کو متزلزل
کردیگا اور دھنسا دیگا اور ہر مقام سے کچھ مومنین اس کے
ساتھ اٹھیں گے۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو ان کے اور
اور ان کے باپوں کے ناموں سے آگاہ کردوں پس یہ وقت
معلوم تک اصلاب رجال اور ارحام نساء میں نسلاً بعد
نسل منتقل ہوتے رہیں گے۔

پھر فرمایا اے جابر جس وقت مست رلانے شخص
چیخنے لگے (لیڈر بن کر شور مچائے) اور مرض کا بوس ظاہر
ہو اور بیوقوف کہنے لگیں تو اس وقت بڑے بڑے عجائبات
ظاہر ہونگے بصرہ میں آگ بھڑکے گی اور عثمانی علم وادی
سوداء میں ظاہر ہوگا (خروج سفیانی) اور بصرہ میں
اضطراب ہوگا اور ایک دوسرے پر غالب آتا رہے گا
اور ہر قوم اپنی قوم کی طرف مائل ہوگی اور خراسانی لشکر
حرکت میں آئیں گے اور شعیب ابن صالح تمیمی کی بطن
طالقان میں بیعت کی جائے گی اور سعید سوسی کی خوزستان
میں اور عمالقہ کردان اپنے جھنڈے نصب کریں گے اور
عرب بلاد ارمن اور استقلاب پر غالب آئیں گے اور ہرقل
قسطنطنیہ اہل سینان کو ڈرائے گا پس اس وقت کوہ طور
کے شجر سے تکلم موسیٰ کے منتظر رہو پس وہ ظاہر ہوگا یہ
سب حالات ظاہر ہوں گے .... اور مشاہدہ میں آئیں گے
آگاہ رہو کہ کتنے ہی عجائبات ہیں جن کو میں نے ترک کردیا
اور کتنے دلائل ہیں جن کو میں نے چھپا دیا اس لئے کہ میں کسی
کو ان کا حامل نہ پایا۔ میں ہی ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم
دینے والا تھا میں ہی اس کو اور اس کے لشکر کو اس کے

لعقــــم مــن الحـميـم وخـرقـت كلامَــن كلّ وخرقت بعضا مــن بعض انا عليثو ثا - انا جا ينو ثا انا البارجلون انا المنصرف انا المتصرف على البحار فى قـواليـم الـزّخّار عند البيار حتى يخرج لى ما اعـدّ لى فيـه مــن الخيل والرّجل فاخـذ ما اجبـت واترك اردت ثـم اسـلم الٰى عمار بن ياسر اثنے عشرہ الف ادهـم على ادهم مهامحب اللّٰه ولرسـولـه مع كل واحـد اثـنى عشر كتيبة لايعـلـم عـدد ها الّا اللّٰه الافالبشر فاانتـم نعـم الاخوان الاوانّ لكـم بعـد الحيـن طرفـة تعـلمون بـها بعض البيـان وينكشف لكـم صنائع الـبرهان عـنـد طـلـوع بـهـرام وكيوان على دقائق الاقـتـران فعندها فتواتر الـهدّات والـزّلازل تـبـقـل مـرايات مـن شـاطـى جيحون الٰى بداء بابل

انا متـيرح الايراج وعاقد الـرّياح ومفتح الافـراج وباسـط العجاج - انا صاحب الطــور انا ذالك الـنـور الظاهر انا ذالك الـبرهان البـاهر وانما كشف لموسـى شفـص مــن تشفص الـذر مــن المثقال وكل ذالك بعلمـ من

تکبر کی وجہ اللہ کے حکم سے عذاب کرنے والا ہوں میں بلند کرنے والا ہوں ادریس کو مکان بلند کی طرف' میں نے عیسیٰؑ کو گویا کیا جبکہ وہ گہوارہ میں تھے۔ میں میدانوں کا پھیلانے والا اور زمین کا وضع کرنے والا ہوں میں ہی زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ پس میں نے پانچویں حصے کو خشکی قرار دیا اور پانچویں حصہ کو پہاڑ پانچویں حصہ کو زمین مسطح پانچویں حصہ کو آباد اور پانچویں حصہ کو خراب قرار دیا میں نے قلزم کو زجیم سے شگافتہ کیا اور عقیم کو جمیم سے علیحدہ کیا اور کل کو کل سے شگافتہ کیا اور بعض کو بعض سے علیحدہ کیا۔ میں طیبوثا ہوں میں جا ینوثا ہوں میں بارجلون ہوں میں علیثوثا ہوں۔ میں گہرے اور کثیر پانیوں کے اقلیموں اور اس میں پیدا ہونے والے بھنور پر متصرف ہوں یہاں تک کہ اس میں سے میرے لئے وہ چیزیں نکلینگی جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ پیادے اور سوار ہوں گے پس میں نے جس کو پسند کیا لے لیا اور جس کو رد کیا ترک کر دیا۔ پھر آپ نے عمار یاسر کو بارہ ہزار قدیم نوشتے عطا کئے جن کے (الفاظ کی تعداد) سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو کہ تم اچھے بھائی ہو تمہارے لئے اس وقت کے بعد ایک وقت آئے گا جس میں تم بعض بیانات کو جان لو گے اور تمہارے لئے برہان کی صنعتیں ظاہر ہوں گی۔ جب کہ بہرام و کیوان طلوع ہوں گے اور ان کے قران کے وقت سے یکے بعد دیگرے آفات و زلزلے آنے شروع ہوں گے اور دریائے جیحون کے کنارے سے صحرائے بابل کی طرف علم آنے لگیں گے۔

میں برجوں کا بنانے والا ہواؤں کا منعقد کرنے

اللہ ذی الجلال۔ انا صاحب جنات الخلود انا مجری الانہار من ماء تیار و انہار من لبن و انہار من عسل مصفی و انہار خمر لذۃ للشاربین۔ انا حمیت جہنم وجعلتھا طبقات السعیر و سقر الجبر والاخریٰ عمقبوس اعد دتھا للظالمین و (ا ودعت ذالک کلہ وادی برھوت وھو الفلق و رب ماخلق ویخلد فیھا الجبت والطاغوت ومن عبدھما ومن کفر بذی الملک والملکوت:

اناصانع الاقالیم بامر العلیم الحکیم۔ انا الکلمۃ التی بھا تمت الامور ودھرت الدھور۔ انا جعلت الاقالیم اربا عًا واجزاءً سبعا فاقلیم الجنوب معدن البرکات واقلیم الشمال معدن السطوات واقیم الصبا معدن الزلازل واقلیم الدبور معدن الھلکات الاویل لمد اینکم وامصارکم من طغاۃ یظھرون فیغیرون ویبدلون اذا فالت الشد اید من دولۃ الخصیان وملکۃ الصبیان والنسوان فعند ذالک ترتج الاقطار بالدعاۃ الی کل باطل ھیھات ھیھات توضوا حلول الفرج الاعظم

والا گھاٹیوں کا کھولنے والا اور دھوپ کو بسیط کرنے والا ہوں میں صاحب طور ہوں میں وہ نور ہوں جو وہاں چمکا تھا۔ میں وہی دلیل برہان ہوں جس کی موسیٰ کے لئے ایک جھلک ظاہر ہوئی تھی جو بالکل معمولی تھی۔ یہ سب اللہ صاحب جلال کے عطا کردہ علم کی درجہ تھی میں ہمیشگی کی جنتوں کا مالک ہوں میں پانی سے جوش کھاتی ہوئی نہروں کا، دودھ کی نہروں کا شہد خالص کی نہروں کا اور شراب کی ان نہروں کا جاری کرنے والا ہوں جن میں پینے والوں کے لئے لذت ہے۔ میں نے گرم کیا جہنم کو اور اس کو طبقات سعیر اور تیز آنچ والے طبقے قرار دیئے اور دوسرا طبقہ عمقوس ہے۔ جو ظالمین کے لئے مہیا کیا گیا ہے ان سب کو میں نے وادی برہوت سے ودیعت کیا اور وہ فلق ہے اور ایک حصہ ہے اس کا جو کچھ کہ پیدا کیا گیا ہے اس میں جبت و طاغوت اور ان کی عبادت کرنے والے اور ملک و مالک سے کفر کرنے والے رہیں گے۔

میں خدائے علیم وحکیم کے حکم سے اقالیم عالم کا بنانے والا ہوں میں ہی وہ کلمۃ اللہ ہوں جس سے تمام امور مکمل ہوتے ہیں اور ادوار زمانہ چلے ہیں میں نے اقالیم کو چار قرار دیا ہے اور سات حصوں میں تقسیم کیا ہے پس اقلیم جنوب معدن برکات ہے اور اقلیم شمال معدن شان وشوکت اور اقلیم صبا معدن ہے۔ زلزلوں کا اور اقلیم دبور معدن ہلاکت ہے آگاہ ہو جاؤ کہ ظالموں کے ہاتھ تمہارے شہروں اور بستیوں کی تباہی ہوگی کہ وہ ظاہر ہوں گے اور تغیر کریں گے اور بدل دیں گے جب کہ خواجہ سراؤں بچوں اور عورتوں

اقبالہ فوجاً فوجاً اذا جعل اللّٰہ
حصباء النجف جوھراً وجعلہ تحت
اقدام المومنین وبیا لغ بہ للخلاف
والمنافقین ویبطل معہ الیاقوت
الاحمر وخالص الدّر والجوھر الاوان
ذلک من ابین العلامات حتی
اذا انتھی صدق ضیاتہ وظھور ما
تریدون وبلغتہ ما تحبّون الاوکم
الی ذالک من عجائب جمۃ وامور ملّھۃ
یا اشباح الاغنام وابھا ما الانعام
کیف تکونون اذا وھمتکم رایات
بنی کتام مع عثمان بن عنبۃ من
ارض الشام یرید بھا ابویہ ویزوج
بھا امیتہ ھیھات ان یری الحق
اموی امر عدوی ثم بکی علیہ السلام
وقال :-

واھا لامم اما شاھد رایات بنی
عنبۃ مع بنی کتام السائرین اثلاثا
المرتکبین جبلا جبلا مع خوف شدد
بوس عتد الا وھو الف الذی وعدتم
بہ لاحملنھم علی نجایب تخفھم
مراکب الافلاک کانی بالمنافقین یقولون
نصّ علیّ علی نفسہ بالربا نیۃ۔ الا
نا شھد واشھادۃ سائکم بھا عند
الحاجۃ الیھا ان علیّا نور مخلوق

کی حکومت سے شدتیں ظاہر ہوں گی پس اس وقت باطل
کی دعوت دینے والوں سے اطراف کے ملک کانپنے لگیں
گے افسوس افسوس کہ اس وقت وہ خواہش کریں گے کہ تری
تلو سلامتی حاصل ہو جائے اور وہ فوج در فوج آجائے
جب خدا نجف کی کنکریوں کو جواہر بنا دے گا اور ان کو
مومنین کے قدم کے نیچے قرار دے گا اور منافقین و
مخالفین کے خلاف قرار دے گا۔ اور اس کے ساتھ یاقوت
سرخ خالص موتی اور جواہرات باطل ہو جائیں گے آگاہ
ہو جاؤ کہ یہ ظاہری علامات سے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی
روشنی کی صداقت منتھی ہو جائے گی اور جو تم چاہتے ہو ظاہر
ہو جائے گا اور جس سے تم محبت رکھتے ہو اس تک پہنچ
جاؤ گے آگاہ ہو جاؤ کہ میں بہت سی عجیب چیزیں جانتا ہوں
اور بہت سی چیزیں جانتا ہوں جو رنج دینے والی ہیں اے
چارپایوں اور مویشیوں کے مثل لوگو اس وقت تمہارا کیا
حال ہو گا جب تم بنی کتام کے جھنڈوں کو عثمان بن عنبۃ
کے ساتھ جو ارض شام سے آئے گا دیکھو گے جس کے ساتھ
اس کے ماں باپ ہوں گے اور وہ ان کی لونڈیوں سے تزویج
کرے گا افسوس کہ وہ حق کو امویوں میں یا میرے دشمنوں میں
دیکھتے ہیں۔

پھر مولا نے گریہ فرمایا اور کہا۔

وائے ہو ان امتوں پر جو بنی عنبۃ کے علموں کا بنی
کتام کے ساتھ مشاہدہ کریں گے۔ جو تین تین ملکر چلتے ہوں
گے اور خوف شدید اور مصیبت کے ساتھ جلا وطن ہونگے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ وہ وہ وقت ہو گا جس کا تم سے وعدہ
کیا گیا ہے کہ ان کو بہترین تخموں کے ساتھ اٹھائیں گے۔ گویا

وعبد مرزوق ومن قال غیر هذا فعلیه لعنة الله ولعنة اللاعنین۔

ثم نزل وهو یقول تحصنت بذی الملک والملکوت وعتصمت بذی العزة والجبروت واستعنت بذی القدرة والملکوت من کل ما اخافه واحذره ایها الناس! ما ذکراحدکم هذه الکلمات عند نازلة وشدة الا ازاحها الله تعالیٰ عنه۔

فقال جابر وحدها یا امیرالمومنین قال۔ واضیف الیها الثلاثة عشر اسما وضمنی ثم رکب ومضیٰ۔

(بحرالمعارف ص۳۸۲
مشارق الانوار)

میں منافقین کو دیکھتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ علیؑ نے اپنے لئے ربوبیت کی نص قرار دی ہے۔ خبردار ایسی گواہی دو جو بوقت ضرورت تم سے پوچھی جائے گی۔ بیشک علیؑ ایک نور مخلوق اور رزق پانے والے بندہ ہے جو اس کے خلاف کہے گا اس پر خدا اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

پھر منبر سے اترے اور فرمایا کہ میں نے بادشاہ ملک و ملکوت سے پناہ لی اور عزت و جبروت والے سے تمسک کیا اور ہر اس چیز سے جس سے بچتا ہو اور خوف ہو اور قدرت و ملکوت والے سے مدد چاہی۔ اے لوگو کوئی ان کلمات کا ذکر کسی شدت و مصیبت کے وقت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کو دفع کر دے گا۔

جابر نے کہا یا امیرالمومنین کیا آپ ایک ہی ایسے ہیں فرمایا۔ اس میں تیرہ نام اور بڑھا دو اور مجھے اس میں شریک کر لو پھر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔

نوٹ: اس خطبہ میں بھی حضرت امیرالمومنینؑ نے عظمت و جلال پروردگار عالم کے بیان کے ساتھ عجائب و اسرار ولایت اور چند رموز اخبار غیب بیان فرمایا ہے جو خواص ولایت مطلقہ سے ہیں ممکن ہے اس میں سے بعض فقرات ضعیف الایمان اشخاص کو گراں گذریں مثلاً انا الاول انا الاخر اس جملہ کے معنی میں اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ خدا اول و آخر بالذات ہے اور حضرت علیؑ بالزمان یا لاخر امام نے خود ہی فرمایا کہ چونکہ کسی میں تمام رموز و اسرار سننے کی اہلیت اور ظرف بلیت برداشت نہیں ہے اس لئے بہت سے اسرار پوشیدہ ہی چھوڑ دیتا ہوں اور فرمایا کہ ہمارے یہ چند معمولی اوصاف سن کر بعض ضعیف الایمان لوگ شبہ کرتے ہیں کہ علیؑ دعویٰ ربوبیت کرتا ہے۔ حالانکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اپنے رب کا بندہ ہوں اور اس سے روزی پاتا ہوں۔

ع۱: حبک۔ ستاروں کے درمیان کا راستہ ع۲ اصطکاک: کھٹکھٹانا ع۳ کابوس: ایک مرض ہے جس میں آدمی نیند کی حالت میں ایسا محسوس کرتا ہے کہ کوئی چیز اس کا گلا گھونٹ رہی ہے ع۴ بہرام: یعنی مریخ کیوان یعنی زحل ع۵ فلق: دوزخ کا ایک کنواں ع۶: صبا، مغرب سے چلنے والی ہوا ع۷ مشرق کی طرف سے چلنے والی ہوا

❖ ❖ ❖

خُطبَه

جنگ نہروان سے کوفہ واپس آنے کے بعد مسجد کوفہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔:

فقال بعد حمد اللّٰہ و صلوٰۃ علیٰ محمدؐ
وآلہ انا اول المومنین انا اول المسلمین
انا اول المصلین انا اول الصائمین۔
انا اول المجاھدین انا حبل اللّٰہ المتین انا سیف
رسول رب العالمین انا الصدیق الاکبر
انا الفاروق الاعظم۔ انا باب مدینۃ
العلم۔ انا راس الحلم انا رایۃ الھدیٰ
انا مفتی العدل۔ انا سراج الدین
انا امیر المومنین انا امام المتقین
انا سید الوصیین انا یعسوب الدین،
انا شھاب الثاقب انا عذاب اللّٰہ الواصب
انا البحر الّذی لاینزف انا الشرف الذی
لایوصف انا قاتل المشرکین انا مبید
الکافرین انا غوث المومنین انا قائد الغرا
لمحجلین انا ضراس جھنم القاطعۃ
انا رحاھا الدائرۃ۔ انا سایق اھلھا الیھا
انا الملقی حطبھا علیھا انا اسمی فی الصحف
ایلیا وفی التوراۃ ار یا وعند العرب علیا
وان لی اسماً فی القران عرفھا من عرفھا۔ انا
الصادق الذی امرکم اللّٰہ باتباعہ انا صالح
المومنین۔ انا الموذن فی الدنیا والاخرۃ انا المتصدق

بعد حمد خدا و صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ ارشاد فرمایا کہ
میں سب سے پہلا مومن سب سے پہلا مسلم سب سے پہلا
نماز گزار سب سے پہلا روزہ دار اور سب سے پہلا مجاہد
ہوں میں خدا کی محکم رسی اور رسول خداؐ کی شمشیر برہنہ ہوں
میں ہی صدیق اکبر اور میں ہی فاروق اعظم ہوں۔ میں ہی
(رسول کے) علم کے شہر کا دروازہ اور علم کا مقام بلند ہوں
میں ہی رایت ہدایت ہوں میں ہی عدل سے فتوے دینے
والا ہوں میں دین کا چراغ ہدایت، ہوں میں امیر المومنین
امام المتقین، سید الوصیین اور دین کا سردار ہوں۔ میں
شہاب ثاقب ہوں میں (خدا کے دشمنوں کے لئے) وہ تکلیف
عذاب ہوں میں وہ علم کا سمندر ہوں جو کبھی خشک نہیں
ہوتا میں وہ صاحب عز و شرف ہوں جس کی توصیف
نہیں کی جاسکتی۔ میں قاتل مشرکین اور کافرین کو گھیرنے
والا ہوں میں مومنین کا فریاد رس اور نکوکاروں کا رہنما
ہوں میں ہی جہنم میں ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والا دانت
ہوں اور اس کی گھومنے والی چکی ہوں۔ میں ہی اہل جہنم کو
اس کی طرف ہنکانے والا ہوں میں ہی ان پر ان کا عذاب
عائد کرنے والا ہوں۔ انبیائے سلف کی کتب میں میرا
نام ایلیاؑ ہے اور توراۃ میں اوریاؑ اور عرب میں علیؑ
اور قرآن میں بھی میرا ایک نام ہے جس کو جاننے والے
ہی جانتے ہیں میں ہی وہ صادق ہوں جس کی پیروی کا خدا نے

واکعًا انا الفتیٰ ابن الفتیٰ اخو الفتیٰ انا الممدوح بهل اتیٰ۔ انا وجه الله انا جنب الله انا علم الله انا عندی علم ما کان و ما یکون الی یوم القیمة لا یدعی ذالک احد ولا یدفعنی عنه احد جعل الله قلبی مضیار عملی رضیا لقنی ربی الحکمة وغذانی بها لم اشرک بالله منذ خلقت ولم اجزع منذ حملت قتلت صنادید العرب وفرسانها و ثنیت لیوثها وشجعانها ایها الناس سلونی من علم مخزون وحکمة مجموعة!

(دار المنظم)

(کوکب دری قدیم)

حکم دیا ہے۔ میں ہی صالح المومنین ہوں میں ہی دنیا و آخرت میں (خدا کی جانب سے) آواز دینے والا ہوں میں ہی رکوع میں زکوٰۃ دینے والا ہوں، میں ہی فتیٰ[1] فرزند فتیٰ اور برادر فتیٰ ہوں میں ہی ممدوح ھل اتیٰ ہوں میں وجہ اللہ اور جنب اللہ ہوں۔ میں مجسم علم خدا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے پاس تمام گذشتہ و آئندہ کا علم ہے جو کہ قیامت تک واقع ہونے والا ہے سوائے میرے کوئی اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور کوئی مجھے اس مرتبہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ اللہ نے میرے قلب کو روشن فرمایا ہے اور میرے عمل کو پسند کیا ہے میرے پروردگار نے مجھے حکمت عطا فرمائی ہے اور اس سے پرورش کر رہا ہے جب سے کہ میں پیدا ہوا ہوں چشم زدن کے لئے بھی میں شرک کا مرتکب نہیں ہوا میں نے سرداران عرب اور ان کے شہسواروں کو قتل کیا۔ اور ان کے سرکشوں اور بہادروں کو فنا کیا ہے۔

اے لوگو! مجھ سے علم مخزون الٰہی اور اس کی حکمت کی بابت پوچھ لو جو مجھ میں ذخیرہ کی گئی ہے۔

خُطبَہ

انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمها بعد رسول الله الا انا انا ذوالقرنین المذکور فی الصحف الاولی انا صاحب

بہ تحقیق کہ میرے پاس علم غیب کی کنجیاں ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے میرے کوئی نہیں جانتا۔ میں ہی وہ ذوالقرنین ہوں جو قدیم صحف انبیاء میں مذکور ہے۔ میں ہی صاحب خاتم سلیمان ہوں

[1]: فتی ایسے مرد کو کہتے ہیں جو اپنی جان و مال اور ہر چیز کو راہ خدا میں پیش کر دے اور اپنے کو پورے طور پر اللہ کے حوالہ کر دے۔

خاتم سلیمان۔ انا ولی الحسنات انا
صاحب الصراط والموقف انا قاسم
الجنة والنار انا آدم الاول
انا نوح الاول انا آیة الجبار
انا حقیقة الاسرار انا مورق
الاشجار انا مولع الثمار۔
انا مفجر العیون انا مجری
الانہار انا خازن العلم انا
طور الحلم انا امیر المومنین۔ انا
عین الیقین انا حجة اللہ فی السموات
والارض انا راجفة انا الصاعقة
انا الصیحة بالحق انا الساعة لمن
کذب بہا انا ذالک الکتاب
لاریب فیہ انا الاسماء الحسنی
التی امر اللہ ان یدعا بہا
انا ذالک النور الذی اقتبس موسیٰ
منہ الہدیٰ انا صاحب الصور انا
مخرج من فی القبور انا صاحب یوم
النشور۔ انا صاحب نوح ومنجیہ
انا صاحب ایوب المبتلی وشافیہ
انا اقمت السموات بامر ربی انا صاحب
ابراہیم انا سر الکلیم انا الناظر
فی الملکوت وانا امر الحی الذی
لایموت انا ولی الحق علی سائر الخلق
انا الذی لایبدل القول لدی

میں نیکیوں کا والی و مالک ہوں، میں پل صراط اور
موقف سے گذارنے والا ہوں۔ میں جنت وجہنم کا تقسیم
کرنے والا ہوں۔ میں ہی آدم اول (کا مونس) ہوں میں
نوح اول کا مددگار ہوں میں خدائے جبار کی نشانی اور
اس کے اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں میں پتے
پیدا کرنے والا اور پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں
اور دریاؤں کا جاری کرنے والا ہوں میں علم خدا کا
خازن ہوں میں کوہ حلم ہوں میں امیر المومنین ہوں میں
عین الیقین ہوں میں آسمانوں اور زمین پر خدا کی
حجت ہوں میں ہی (صاحب) زلزلہ ہوں میں ہی برق
خدا ہوں میں ہی صیحہ خدا ہوں (جو وقت ظہور سنائی
دے گا) میں ہی (صاحب) روز قیامت ہوں جس
کی لوگ تکذیب کرتے ہیں، میں ہی وہ کتاب ہوں
جس میں کسی شک کرنے والے کو شک کرنے کی گنجائش
نہیں۔ میں ہی اس کا وہ اسماء الحسنیٰ ہوں جس کے
ساتھ دعا کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے میں ہی اس کا وہ
نور ہوں جس سے موسیٰ نے ہدایت حاصل کی تھی، میں
ہی صاحب صور ہوں میں ہی مردوں کو قبروں سے نکالنے
والا ہوں۔ میں ہی روز نشر کا مالک ہوں میں نوحؑ کا
ساتھی اور ان کو نجات دلانے والا ہوں میں ایوبؑ کا
ساتھی اور ان کا شافی ہوں جن کا امتحان لیا گیا تھا میں
نے آسمانوں کو پروردگار کے حکم سے قائم کیا۔ میں
ابراہیم کا ساتھی ہوں میں کلیم کا راز ہوں میں ملکوت کا
دیکھنے والا ہوں میں اس حی کا وہ امر ہوں جس کو موت
نہیں میں تمام مخلوق پر خدا کا ولی ہوں۔ میں ہی وہ ہوں

وحساب الخلق الیّ انا المفوض الیٰ
امر الخلائق انا خلیفۃ الالٰہ
الخالق انا سر اللہ فی بلادہ وحجتہ
علی عبادہ انا امر اللہ والروح کما
قال یسئلونک عن الروح قل
الروح من امر ربی۔ انا ارسیت
الجبال الشامخات وفجرت العیون
الجاریات انا غارس الاشجار ومخرج
انواع الثمار انا مقدر الاقوات انا
منشر الاموات انا منزل القطر
انا منور الشمس والقمر والنجوم
انا قیم القیامۃ انا مقیم الساعۃ
انا الواجب لہ من اللہ الطاعۃ
انا حی لا اموت واذا مت لم
امت انا سر اللہ المکنون المخزون
انا العالم بما کان وبما یکون
انا صلوٰۃ المومنین وصیامھم
انا مولاھم وامامھم انا صاحب
النشر الاول والاخر۔ انا صاحب
المناقب والمفاخر انا صاحب الکواکب
انا عذاب اللہ الواصب انا مھلک
الجبابرۃ الاول۔ انا مزیل الدول
انا صاحب الزلازل والرجیف انا
صاحب الکسوف والخسوف انا مدمر
الفراعنۃ بسیفی ھٰذا انا الذی

کہ جس کے پاس کوئی بات نہیں بدلتی مخلوق کا حساب
میرے پاس ہے میں ہی ہوں کہ جس کو امر خلائق تفویض
کئے گئے ہیں میں اس خالق و معبود کا خلیفہ ہوں، میں اس
کی بادشاہت میں راز خدا ہوں اور اس کے بندوں پر
اس کی حجت ہوں میں امر خدا اور روح ہوں جیسا کہ خدا
نے فرمایا کہ اے محمدؐ تم سے روح کے متعلق پوچھیں تو
کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے میں نے
محکم پہاڑوں کو جمایا اور بہنے والے چشموں کو جاری
کیا، میں درختوں کا اگانے والا اور ان میں پھلوں کے
خوشے نکالنے والا ہوں میں روزی کا مقدر کرنے والا
ہوں میں مردوں کو دوبارہ زندگی دینے والا ہوں۔ میں
بارش کا نازل کرنے والا ہوں میں آفتاب ماہتاب اور
سیاروں کو روشن کرنے والا ہوں میں قیامت کا قائم
کرنے والا ہوں میں ہی یوم قیامت کا سردار ہوں میں ہی
وہ ہوں کہ جس کی اطاعت اللہ نے واجب قرار دی ہے
میں وہ زندہ ہوں جس کے لئے موت نہیں (رہبر معصوم
انتہائی عدل پر خلق ہوا ہے۔ اس لئے اس کے لئے طبعی
موت نہیں ہے) اور جب مرتا ہوں تو مرا نہیں میں خدا
کا پوشیدہ اور مخزون راز ہوں میں گذشتہ اور آئندہ
کی باتوں کا جاننے والا ہوں میں مومنین کی صلوٰۃ و صیام
ہوں میں ان کا مولا اور امام ہوں میں نشر اول و آخر کا
والی ہوں میں فضائل و مناقب و مفاخر کا حامل ہوں
میں تمام کواکب کا مالک ہوں (تمام ستارے میرے مسخر
ہیں) میں خدا کا سخت عذاب ہوں میں سابق جباروں
کا ہلاک کنندہ ہوں میں دولت مندوں کو فنا کرنے والا ہوں۔

اقامنی الله فی الاظلة ودعاهم
الی طاعتی فلما ظهرت انکروا
فقال سبحانه فلما جاءهم ما عرفوا
کفروا به انا نور الانوار انا حامل
العرش مع الابرار انا صاحب الکتب
السالفة انا باب الله الذی لا یفتح
لمن کذب بها ولا یذوق الجنة
انا الذی تزدحم الملائکة علی
فروشی وتعرفنی عباد اقالیم الدنیا
انا الذی ردت لی الشمس مرتین و
سلمت علی کرتین وصلیت مع
الرسول الی القبلتین وبایعت البیعتین
انا صاحب بدر وحنین انا الطور
انا الکتاب المسطور انا البحر المسجور
انا البیت المعمور انا الذی دعا الله
الخلائق الی طاعتی فکفرت وآخرت
ومسخت واجابت امة نجت واز
لفت وانا الذی بیدی مفاتیح
الجنان ومقالید النیران. انا مع
رسول الله فی الارض وفی السماء
مع المسیح حیث لا روح .بتحرک
ولا نفس یتنفس غیری انا صاحب
القرون الاولی انا صامت ومحمد
ناطق انا جاوزت موسی فی البحر
واغرقت فرعون وجنوده انا اعلم

میں زلزلوں اور کھونچالوں کا صاحب اختیار ہوں میں
چاند گہن اور سورج گہن کا صاحب ہوں میں نے اپنی اس
تلوار سے فرعونوں کو ہلاک کیا میں ہی وہ ہوں جس کو اللہ
نے ظلال نور میں کھڑا کیا ہے اور سب کو میری اطاعت
کی دعوت دی۔ پس جب اس کے ظہور اطاعت کا وقت
آیا تو وہ انکار کر بیٹھے پس خدا نے فرمایا کہ جب وہ آیا
جس کو انہوں نے پہچانا تھا تو اس کا انکار کرنے لگے
میں نوروں کا نور ہوں اور ابرار کے ساتھ حامل عرش
ہوں میں سالفین کی کتب کا مالک و عالم ہوں میں خدا
(کے علم و معرفت) کا وہ دروازہ ہوں جو اس کی تکذیب
کرنے والے کیلئے نہیں کھولا جاتا ـــــ اور وہ تکذیب
کنندہ جنت کا ذائقہ کبھی نہ چکھے گا میں ہی وہ ہوں جس
کے فرش پر ملائکہ اژدھام کرتے ہیں اور جسے دنیا
کی تمام اقالیم کے لوگ پہچانتے ہیں۔ میں ہی وہ ہوں
جس کے لئے دو مرتبہ آفتاب لوٹایا گیا اور اس نے مجھ
پر دو مرتبہ سلام کیا۔ میں نے ہی رسول کے ساتھ
دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو مرتبہ بیعت
کی میں فاتح جنگ بدر و حنین ہوں میں (علم کا)
کوہ طور ہوں میں کتاب مسطور ہوں میں سمندر (حقائق)
ہوں میں ہی بیت معمور ہوں میں وہ ہوں جس کی
اطاعت کے لئے خدا نے مخلوق کو دعوت دی پس
ایک امت نے اس سے انکار کیا اور پیچھے ہٹی
اور مسخ ہو گئی اور ایک نے قبول کیا اور نجات
پائی اور مقرب ہوئی میں ہی وہ ہوں جس کے ہاتھ
میں جنت اور دوزخ کی کنجیاں ہیں میں زمین پر

همامه البهائم ومنطق الطير انا
الذي اجوز السموات والارضين
السبع في طرفة عين انا المتكلم
على لسان عيسى في المهد انا الذي
يصلي عيسى خلفي انا الذي اتقلب
في الصور كيف يشاء الله انا مصباح
الهدى انا مفتاح التقى انا الآخر
والاولى انا الذي ا رى اعمال العباد
انا خازن السموات والارض بامر رب
العالمين انا قائم بالقسط انا ديان
الدين انا الذي لا يقبل الاعمال
الا بولايتي ولا تنفع الحسنات الا بحبي
انا العالم بمدار الفلك الدوار
وانا صاحب المكيال لقطرات الامطار
ورمل القفار باذن ملك الجبار۔
الا انا الذي اقتل مرتين
واحيى مرتين واظهر كيف شاء
انا محصي الخلائق وان كثروا وانا محاسبهم
وان عظموا انا الذي عندي الف
كتاب من كتب الانبياء انا الذي
جحد ولايتي الف امة فمسخوا انا المذكور
في سالف الزمان والخارج في آخر الزمان
انا قاصم الجبارين في الغابرين ومخرجهم
ومعذبهم في الآخرين يغوث و
يعوق ونسرا عذابا شديدا انا المتكلم

رسول اللہؐ کے ساتھ ہوں اور آسمانوں پر مسیح کے ساتھ
جہاں میرے سوا نہ کوئی روح حرکت کر سکتی ہے اور نہ
کوئی جان سانس لے سکتی ہے میں ہی قرون اول (کی امتوں)
کا صاحب ہوں۔ میں صامت (یعنی خاموش) ہوں اور محمدؐ
ناطق ہیں میں نے ہی موسیٰؑ کو دریا سے پار اتارا اور فرعون
اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا میں جانوروں کی آواز اور
پرندوں کی بولی جانتا ہوں میں چشم زدن میں ساتوں
زمینوں و آسمانوں کو طے کر لیتا ہوں میں ہی نے گہوارہ میں
زبان عیسیٰؑ میں تکلم کیا تھا۔
میں ہی وہ ہوں جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے
جس طرح چاہوں صورتیں اختیار کر لیتا ہوں میں ہدایت کی
شمع اور پرہیزگاری کی کنجی اور میں ہی ابتداء اور انجام ہوں
میں تمام بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہوں میں پروردگار
عالمین کے حکم سے زمین و آسمان کا خزانہ دار ہوں۔ میں
عدل کو قائم کرنے والا اور حاکم روزجزا ہوں میں وہ
ہوں کہ جس کی محبت و ولایت کے بغیر نہ کسی کے اعمال
قبول ہوتے ہیں اور نہ کسی کی نیکیاں کام آتی ہیں میں گردش
کنندہ فلک کے مدار کا جاننے والا ہوں میں خدائے جبار کے
حکم سے صحرا کی ریت اور بارش کے قطرات کا حساب رکھتا ہوں
آگاہ ہو جاؤ کہ میں ہی وہ ہوں کہ دو دفعہ قتل کیا جاؤں
گا اور دو دفعہ زندہ کیا جاؤں گا اور جس طرح چاہوں گا ظاہر
ہوں گا میں مخلوق کا حساب رکھنے والا ہوں اگرچہ وہ تعداد
میں کثیر ہیں اور میں ان کا حساب لینے والا ہوں وہ کیسے
ہی بزرگ کیوں نہ ہوں میرے پاس کتب انبیاء سے
ہزار کتابیں ہیں، میں وہ ہوں جس کی ولایت سے ہزار

بکل لسان انا الشاهد لاعمال الخلایق فی المشارق والمغارب انا محمدٌ ومحمدٌ انا انا المعنی الذی لا یقع علیہ اسم ولا شبہ انا باب حطۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(کوکب دری قدیم)

انہوں نے عمداً انکار کیا تھا اور سب مسخ ہوگئیں زمانہ سابق میں میرا ذکر ہوتا رہا ہے اور میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہوں میں جباروں کی گردنیں توڑنے والا اور ان کو نکالنے والا ہوں اور آخرین کو یعوق یغوث اور نسر کے ساتھ سخت عذاب دینے والا ہوں میں ہر زبان میں کلام کرتا ہوں اور تمام مشارق ومغارب میں اعمال مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہوں میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں ہیں اس کی معنی ہوں جس کا نہ کوئی خاص نام ہے اور نہ مثل رہیں ہی باب حطہ ہوں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہے

خطبۂ نون والقلم

علامہ سید شہاب الدین توضیح الدلائل میں لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خطبہ بڑے بڑے فضلاء اور اکابر علماء کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے منبر کوفہ پر فرمایا کہ:۔

انا النون والقلم وانا النور و مصباح الظلم انا الطریق الاقوم انا فاروق الاعظم انا عیبۃ العلم انا دیۃ الحلم۔ انا النباء العظیم انا صراط المستقیم انا وارث العلوم انا ھیولی النجوم انا عمود الاسلام، انا مکسر الاصنام انا لیث الزحام انا انیس الھوام انا الفخار الافخر انا الصدیق الاکبر انا امام المحشر۔

میں نون اور قلم ہوں میں تاریکیوں کو روشن کرنے والا نور ہوں میں ہی صراط مستقیم ہوں۔ میں ہی فاروق اعظم ہوں میں علم کا مخزن ہوں۔ میں حلم کا معدن ہوں میں خبر عظیم ہوں میں صراط مستقیم ہوں میں علم کا وارث ہوں میں ستاروں کا ہیولیٰ ہوں۔ میں اسلام کا ستون ہوں میں بتوں کا توڑنے والا ہوں میں ہجوم کرنے والا شیر ہوں۔ میں اہل غم کا مونس ہوں، میں سب سے بڑے فخر کرنے والے پر بھی فضیلت رکھتا ہوں، میں صدیق اکبر ہوں، میں امام محشر ہوں،

بکل لسان انا الشاهد لاعمال الخلائق فی المشارق والمغارب انا محمدٌ ومحمدٌ انا انا المعنی الذی لا یقع علیہ اسم ولا شبہ انا باب حطۃ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(کوکب دری قدیم)

انہوں نے عمداً انکار کیا تھا اور سب مسخ ہوگئیں زمانہ سابق میں میرا ذکر ہوتا رہا ہے اور میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہوں میں جباروں کی گردنیں توڑنے والا اور ان کو نکالنے والا ہوں اور آخرین کو یعوق یغوث اور نسر کے ساتھ سخت عذاب دینے والا ہوں میں ہر زبان میں کلام کرتا ہوں اور تمام مشارق ومغارب میں اعمال مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہوں میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں ہیں اس کی معنی ہوں جس کا نہ کوئی خاص نام ہے اور نہ مثل ہیں میں ہی باب حطہ ہوں لاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم ہے۔

خطبۂ نون والقلم

علامہ سید شہاب الدین توضیح الدلائل میں لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خطبہ بڑے بڑے فضلاء اور اکابر علماء کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے منبر کوفہ پر فرمایا کہ۔

انا النون والقلم وانا النور ومصباح الظلم انا الطریق الاقوم انا فاروق الاعظم انا عیبۃ العلم انا دیۃ الحلم۔ انا النباء العظیم انا صراط المستقیم انا وارث العلوم انا ھیولی النجوم انا عمود الاسلام انا مکسر الاصنام انا لیث الزحام انا انیس الھوام انا الفخار الافخر انا الصدیق الاکبر انا امام المحشر۔

میں نون اور قلم ہوں میں تاریکیوں کو روشن کرنے والا نور ہوں میں ہی صراط مستقیم ہوں۔ میں ہی فاروق اعظم ہوں میں علم کا مخزن ہوں۔ میں حلم کا معدن ہوں میں خبر عظیم ہوں میں صراط مستقیم ہوں میں علم کا وارث ہوں میں ستاروں کا ہیولیٰ ہوں۔ میں اسلام کا ستون ہوں میں بتوں کا توڑنے والا ہوں میں ہجوم کرنے والا شیر ہوں۔ میں اہل غم کا مونس ہوں، میں سب سے بڑے فخر کرنے والے پر بھی فضیلت رکھتا ہوں، میں صدیق اکبر ہوں، میں امام محشر ہوں،

انا ساقی الکوثر انا صاحب الرّایات
انا سریرة الخفیات انا جامع
الأیات انا مولف الشتاة انا حافظ
الکلمات انا مخاطب الاموات انا
حلّال المشکلات انا مزیل الشبهاة
انا ضیعة الغزوات انا صاحب
المعجزات انا الزمام الاطول، انا
محکم المفضل انا حافظ القرآن
انا تبیان الایمان، انا قسیم الجنان
انا شاطر النیران انا مکلم الثعبان،
انا حاطم الاوثان انا حقیقة الادیان
انا عین الاعیان انا قرن الاقران
انا مذل الشجعان انا فارس
الفرسان انا سوال متی انا الممدوح
هل اتی انا شدید القویٰ انا حامل
اللویٰ انا کاشف الرویٰ انا بعید
المدی انا عصمة الوریٰ انا ذکی
الرغیٰ انا قاتل بغی انا مرهوب
الشذا انا اعذی القذی، انا صفوة
الصفا انا کفوا لوفا انا موضح القضایا
انا مستودع الوصایا انا معدن
الانصاف انا محض العفاف انا
صواب الخلاف انا رجال الاعراف
انا سر المعارف انا معارف العوارف
انا صاحب الاذن انا قاتل الجنّ

میں ساقی کوثر ہوں میں صاحب علم ہوں۔ میں امور
مخفی کی قرارگاہ ہوں میں آیات الہٰی کا جامع اور پراگندوں
کا جمع کرنے والا ہوں میں بدبختوں کا دور کرنے والا
ہوں میں کلمات الہیٰہ کا محافظ ہوں۔ میں مردوں کا
مخاطب کرنے والا ہوں میں مشکلوں کا حل کرنے والا
ہوں میں شبہات کا دور کرنے والا ہوں میں جنگ کا
فتح کرنے والا ہوں اور صاحب معجزات ہوں میں طویل
ترین حبل المتین فضائل کا مصدر اور حافظ قرآن ہوں
میں ایمان کی تشریح کرنے والا ہوں میں قسیم النار والجنت
ہوں میں اژدرسے بات کرنے والا ہوں میں بتوں کا
توڑنے والا اور تمام دینوں کی حقیقت ہوں میں فیض کے
چشموں سے ایک چشمہ ہوں میں قرنوں کا قرن ہوں
میں شجاعوں کو پست کرنے والا اور شہسوار دل کا شہسوار
ہوں میں سوال متی ہوں میں هل اتیٰ کا ممدوح ہوں
میں شدید القویٰ ہوں میں حامل لواء حمد ہوں۔
میں روی[1] کا کھونے والا اور تکلیفوں کا دور
کرنے والا ہوں میں تمام مخلوقات کی عصمت ہوں میں
وجہ حفاظت عالم ہوں۔ میں ظالمین کا قتل کرنے والا
ہوں۔ میں عالم علم لدنی ہوں میں ہر تکلیف کا دور کرنے
والا میں برگزیدوں میں برگزیدہ ہوں میں وفا کا ہمسر ہوں
میں جھگڑوں کا طے کرنے والا ہوں میں وصیتوں کا
مقام ودلیعت ہوں۔ میں معدن انصاف ہوں میں
پرہیزگاری محض ہوں میں غلط امور کا درست کرنے
والا ہوں۔
رجال الاعراف ہوں میں معارف کا مخزن ہوں میں

[1] روی: سیراب کرنے والا پانی

انا یعسوب الدین وصالح المومنین و
امام المتقین انا اول الصدیقین
انا الحبل المتین انا دعامة الدین
انا صحیفة المومن انا ذخیرة المیهمن
انا الامام الامین انا الدارع الحصین
انا ضارب بالسیفین انا طاعن
بالرمحین انا صاحب بدر وحنین
انا شفیق الرسول انا بعل البتول
انا سیف اللہ المسلول انا آدام
الغلیل انا شفاء العلیل انا سوال
المسائل انا نجحة الوسائل انا قالع
الباب انا مفرق الاحزاب انا سیّد
العرب انا کاشف الکرب انا ساقی
العطاش انا النائم علی الفراش
انا الجوهرة الثمینہ انا باب المدینة
انا کلمة الحکمة انا واضع الشریعة
انا حافظ الطریقة انا موضح الحقیقة
انا مطیعة الودیعة انا مبید الکفرة
انا ابو الائمة انا الدوحة الاملیة
انا مفضال الفضیلة انا خلیفة الرسالت
انا سمید ع البسالة انا وارث المختار
انا طهیر الاطهار انا عقاب الکفور
انا مشکوة النور انا جملة الامور انا
زهرة النور انا بصیرة البصائر انا
ذخیرة الذخائر انا بشارة البشر

عارفوں کا معارف ہوں اذن داعیہ ہوں۔ میں جنات کا قاتل
ہوں۔ میں سردار دین ہوں اور صالح المومنین و امام متقین
ہوں میں صدیقین کا پہلا ہوں۔ میں حبل متین اور دین کا بڑا
سردار ہوں میں مومن کا صحیفہ ہوں میں خوف سے امن دینے
والا ذخیرہ ہوں۔ میں امام امین ہوں۔ میں مضبوط زرہ پوش
ہوں۔ میں دو تلواروں سے جنگ کرنے والا ہوں۔ میں
دو نیزوں سے لڑنے والا ہوں۔ میں بدر و حنین کا فاتح
ہوں میں رسول کا شفیق ہوں میں شوہر فاطمہ ہوں میں
خدا کی کھینچی ہوئی تلوار ہوں میں پیاسوں کی تشنگی بجھانے
والا ادم ہوں میں۔ بیماروں کے لئے شفا ہوں میں مسائل
کا حل کرنے والا ہوں، میں کامیابی دلانے والا وسیلہ ہوں
میں دروازہ (خیبر) کو اکھاڑنے والا ہوں۔ میں گروہ کفار کا
بھگانے والا ہوں میں سردار عرب ہوں میں رنج و مصائب
کا دور کرنے والا ہوں میں پیاسوں کے لئے ساقی ہوں میں
فرش (رسول) پر سونے والا ہوں میں قیمتی جوہر ہوں میں
دروازہ شہر (علم نبی) ہوں میں کلمہ حکمت ہوں۔ میں
شریعت کا وضع کرنے والا ہوں۔ میں طریقت کا حافظ
ہوں میں حقیقت کا واضح کرنے والا ہوں میں اماتوں
کا ادا کرنے والا ہوں کفر کو اکھاڑ پھینکنے والا ہوں۔ میں
اماموں کا باپ ہوں میں شرافت کا شجر عظیم ہوں میں
فضیلتوں کا معدن ہوں میں خلیفہ رسالت ہوں۔ میں
شجاعت کا منبع ہوں میں رسول مختار کا وارث ہوں میں
طاہروں کا طاہر ہوں میں کافروں کے لئے عذاب الہی ہوں
میں نور کا چراغ ہوں۔ میں تمام امور کا خلاصہ ہوں میں نور
کی چمک ہوں میں صاحب بصیرت عظیم ہوں میں (علوم کے)

انا الشفیع المشفع فی المحشر انا ابن عم البشیر النذیر انا طور الاطوار انا جود الاجواد انا حلیۃ الخلد انا بیضۃ البلد انا صمصام الجہاد انا حلیۃ الاساد و انا الشاہد المشہود انا العہد المعہود انا منح المنائح انا صلاح المصالح انا غمضہ الغوامض انا لحظۃ الملواحظ انا اعذوبۃ الحفظ انا اعجوبۃ اللحفظ انا نفیس النفائس انا غیاث الضلک انا سریع الفتک انا رحیب الباع انا رتر الاسماع انا رث الوارث انا نفثۃ النافث انا جنب اللّٰہ انا وجہ اللّٰہ۔

خزانوں کا خزانہ ہوں میں انسانوں کے لئے بشارت ہوں میں شفاعت چاہنے والوں کے لئے شفیع محشر ہوں میں بشیر و نذیر کا ابن عم ہوں میں (علم کے) پہاڑوں کا پہاڑ ہوں میں سخیوں کا سخی ہوں میں جنت کو آراستہ کرنے والا زیور ہوں۔ میں بیضۃ البلد ہوں میں جہاد کی تلوار ہوں میں شبیر کا حلیہ ہوں میں مشہود کا گواہ ہوں میں ہی معبود کا عہد ہوں میں بخششوں کا عطا کرنے والا ہوں میں خرابیوں کو درست کرنے والا ہوں میں رازوں کا راز داں ہوں میں سختیوں اور تنگیوں میں لوگوں کی فریاد کو پہنچنے والا ہوں میں نہایت شیریں زبان ہوں میں عجیب و غریب حفاظت کرنے والا ہوں میں نفیس النفائس ہوں۔ میں تنگدستوں کا مددگار ہوں میں نہایت تیزی اور بہادری سے قتل کرنے والا ہوں میں دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرنے والا ہوں میں کانوں کا بہرا کرنے والا ہوں میں وارثوں کے لئے ارث ہوں میں دلوں میں پوشیدہ باتوں کا ڈالنے والا ہوں میں اللہ کے اوامر و نواہی کی حد ہوں میں وجہ خدا ہوں۔

(توضیح الدلائل)

خطبہ

(بدعت۔ رائے۔ قیاس)

حضرت امیر المومنینؑ نے ایک خطبہ میں فرمایا:۔ لوگو! فتنوں کی ابتدا خواہشات نفسانی کی پیروی اور اپنی طرف سے ان احکام کی ایجادات سے ہوتی ہے جو کتاب اللہ کے سراسر خلاف ہوتے ہیں اور لوگ اوروں کو اس میں صاحب تصرف بنا لیتے ہیں۔ پس اگر باطل خالص صورت میں سامنے آتا تو صاحبان عقل سے پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق خالص صورت میں ہوتا تو اختلاف پیدا ہی نہ ہوتا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ باطل سے لیا جاتا ہے اور کچھ حق سے اور یہ دونوں آپس

خلط ملط ہو کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں۔ ایسی صورت میں شیطان اپنے اولیاء پر غالب آتا ہے اور جو لوگ خوف کرتے ہیں ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے نیکی سبقت کرتی ہے۔

نیز فرمایا:۔ خدا کے نزدیک سب سے بدتر دشمن دو ہیں ایک وہ کہ جس کے کام کو خدا نے اسی پر چھوڑ دیا ہے پس وہ راہ راست سے ہٹ گیا اور اپنے بدعتی کلام کا عاشق بن گیا اور روزہ و نماز کا فریفتہ ہو گیا بس وہ (اپنے مریدوں کے لئے) ایک فتنہ ہے جس نے اسے قبول کیا ہدایت سے گمراہی میں جا پڑا وہ اپنی حیات میں اور موت کے بعد بھی اپنی پیروی کرنے والوں کا گمراہ کن ہے وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے اور اپنے گناہوں میں گرفتار ہے۔

دوسرے وہ قاضی و مفتی ہے جو جہل مرکب کا شکار ہو کر دوسروں کو جہالت میں پھانستا ہے اور فتنہ کے پھیلانے میں مدد کرتا ہے۔ عوام الناس نے اس کو عالم سمجھ رکھا ہے حالانکہ اس کا ایک دن بھی احکام الٰہیہ کے مطابق شبہ سے خالی نہیں اس کے جہل مرکب کی علامت یہ ہے کہ اس نے اس چیز کو جس کا کم اس کے زیادہ سے بہتر ہے بہت تیزی سے بہت زیادہ جمع کر لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ آب گندہ سے سیراب ہو گیا اور لاطائل باتوں سے معمور ہو گیا تو قاضی بن بیٹھا اور لوگوں کو شبہات سے نکالنے کا ضامن ہو گیا۔ اگر اس نے اپنے سے پہلے کے قاضی کے حکم کی مخالفت کی تو وہ اس امر سے بے خوف نہ ہوا کہ اس کے بعد آنے والا اس کے حکم کو اسی طرح توڑ دے گا جس طرح اس نے اپنے سے پہلے کے حکم کو توڑا ہے اگر کوئی سخت مسئلہ سامنے آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے خلاف حقیقت بیان کر کے نا معقول باتوں پر معاملہ کو ختم کر دیتا ہے اور شبہات کی پردہ پوشی کا حکم دیتا ہے جس کی مثال مکڑی کے جالا تننے کی ہے۔ اس کو نہ یہ پتہ ہے کہ اس کی رائے صحیح ہے اور نہ یہ پتہ ہے کہ غلط ہے۔ اس کے گمان تک میں یہ بات نہیں کہ جس سے انکار کیا ہے علم اسی میں ہے۔ اور وہ نہیں سمجھتا کہ وہ دو چیزوں کے مشابہ ہونے کی وجہ ایک کا دوسری چیز پر قیاس کرتا تو اپنی فکر کو غلط نہ سمجھتا۔ اگر اس پر کوئی امر مخفی تاریک ہو جاتا ہے یعنی وہ اس میں اپنے قیاس کی راہ نہیں پاتا تو اس کو اپنے جہالت آگیں علم سے چھپاتا ہے تاکہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ وہ نہیں جانتا۔ پس جسارت کر کے حکم لگاتا اور اندھے پن کے اکثر شبہات کی کنجی بنتا ہے اور شکوک و اوہام میں خبط الحواسی کرتا ہے۔ وہ جس بات کو نہیں جانتا اس کے متعلق عذر بھی نہیں کرتا تاکہ گمراہی سے بچے وہ پوری کوشش سے علم حاصل نہیں کرتا تاکہ غنیمت علم و دانش حاصل کرے اور وہ احادیث اس طرح پراگندہ کرتا ہے جیسے تیز ہوا گھاس کو۔

اس کے غلط حکم دینے سے میراث روتی ہے اور مظلوموں کے خون چیخیں مارتے ہیں۔ اس نے اپنے فتوے سے حرام شرم گاہوں کو حلال کر دیا اور اپنے فیصلہ سے حلال شرم گاہوں کو حرام بنا دیا جو احکام اس سے صادر ہوئے وہ ان کے تئے پر از علم نہیں اور علم حق کے متعلق وہ جس کثرت سے اعادہ کرتا ہے۔ وہ اس کا اہل نہیں۔

(اصول کافی۔ ج ا۔ ب ۲۰)

خطبہ در معرفت خدا

کتاب الارشاد میں شیخ مفید نے صالح بن کیسان سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے معرفت خدا میں آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

اول عبادۃ اللّٰہ معرفتہ واصل معرفتہ توحیدہ ونظام توحیدہ نفی الصفات عنہ جل ان تحلہ الصفات بشہادۃ العقول ان کل من حلتہ الصفات فہو مصنوع وشہادۃ العقول انہ جل جلالہ صانع لیس بمصنوع بصنع اللّٰہ یستدل علیہ وبالعقول یعتقد معرفتہ وبالفکر تثبت حجتہ جعل الخلق دلیلا علیہ فکشف بہ ربوبیتہ ھو الواحد الفرد فی ازلیتہ لا شریک لہ فی الٰہیتہ ولاند لہ فی ربوبیتہ بمضادتہ بین الاشیاء المتضادۃ علم ان لا ضد لہ وبمقارنتہ بین الامور المقترنۃ علم ان لا قرین لہ۔

خدا کی اول عبادت اس کی معرفت ہے اور اس کی معرفت کی اصل اس کی توحید ہے اور اس کی توحید کا نظام اس سے صفات کی نفی کرتا ہے وہ اس سے بہت عظیم ہے کہ اس کی صفات کی عقلیں گواہی دیں (یعنی سمجھ سکیں) وہ تمام چیزیں جن کی صفات کی عقلیں شہادت دیں وہ سب مصنوع ہیں۔ بہ تحقیق کہ خداوند جل جلالہ صانع ہے مصنوع نہیں ہے اللہ کی صنعتوں سے اس پر دلیل لائی جاتی ہے اور عقول سے اس کی معرفت کا اعتقاد رکھا جاتا ہے اور فکر سے اس کی حجت کو ثابت کیا جاتا ہے اس پر خدا نے مخلوق کو اپنی دلیل قرار دیا۔ جس سے اس کی ربوبیت ظاہر ہوتی ہے ازل سے وہ تنہا اور واحد ہے ہنیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور ربوبیت میں اس کا کوئی مثل نہیں۔ وہ ضد ہے۔ ان اشیاء کی جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں وہ جانتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی نہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مشابہ امور میں اس کو مقارنت یعنی برابری نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔

ونیز آخری خطبہ میں فرمایا:۔

دلیلہ آیاتہ ووجودہ اثباتہ ومعرفتہ توحیدہ وتوحیدہ

اس کی نشانیاں اس کی دلیل ہیں اور اس کا وجود اس کا اثبات ہے اس کی معرفت اس کی توحید ہے اور

تمییزہ من خلقہ وحکم التمییز بینونۃ صفۃ لا بینونۃ عزلۃ انہ رب خالق غیر مربوب مخلوق کل ما تصور فھو بخلافہ ؑ

ثم قال ۔ بعد ذلک :۔

لیس بالہٖ من عرف بنفسہ ھو الدال بالدلیل علیہ والمؤدی بالمعرفۃ الیہ۔

(احتجاج طبرسی)

اس کی توحید یہ ہے کہ اس کو اس کی مخلوق سے علیحدہ رکھیں اس کو علیحدہ رکھنے کا حکم یہ ہے کہ اس کی صفت کو اس سے متوصل رکھیں نہ کہ اس کی واحدیت کو یہ تحقیق کہ وہ پالنے والا اور خالق ہے اور مخلوق کا مربوب نہیں ہے جو کچھ بھی اس کے متعلق تصور کریں اس کو اس کے خلاف ہی پاؤ گے۔

اس کے بعد فرمایا :۔

وہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے نفس کو کوئی پہچان سکے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دلیل کے ساتھ اپنے پر دلالت کرنے والا ہے اور اپنی معرفت کا عطا کرنے والا ہے۔

خُطبَۃ الوسِیلَۃ

الحمد للہ الذی اعدم الاوھام ان تنال الی وجودہ وحجب العقول ان تخیل ذاتہ لامتناعھا من الشبہ والمشاکل بل ھو الذی لا یتفاوت فی ذاتہ ولا یتبعّض تجزیۃ العدد فی کمالہٗ فارق الاشیاء لا باختلاف الاماکن تمکّن منھا لا علی جھۃ الحلول والممازجۃ وعلمھا لا باداۃ لا یکون العلم الا بھا ولیس بینہ وبین معلومہ علم غیرہ بہ کان عالما لمعلومہ ان قیل کان فعلی تاویل ازلیۃ الوجود وان قیل

تمام حمد خدا کے لئے ہے جس نے اوہام کو نیست و نابود کر دیا تاکہ اس کے وجود تک پہونچ سکیں اور عقول کو محجوب کر دیا تاکہ اس کی ذات کو شبہ اور تشاکل جیسے امتناع سے دور رکھیں وہ ایسی ہستی ہے جس کی ذات میں تفاوت نہیں ہوتا اور اس کے کمال میں عدد کا تجزیہ نہیں ہوتا وہ اشیاء کو جدا کرنے والا ہے مگر نہ ان کے اختلاف اور منشابہت کی بنا پر بلکہ اس بنا پر کہ جو کچھ اس میں تھا اور ہونے والا ہے ان امور کا علم ابدی ہے علم حاصل نہیں ہوتا مگر اس کی وجہ سے اس کے اور اس کے معلومات کے درمیان کوئی ایسا علم نہیں جس کا کوئی غیر عالم ہو یہاں تک کہ کہا جائے کہ میرا فعل ازلیت وجود کی تاویل ہے اور کہا جائے کہ میرا فعل ہمیشہ عدم کی نفی کی تاویل ہے۔

لہ بزل فعلی تاویل نفی العدم۔ فسبحانہ تعالیٰ عن قول من عبد سواہ واتخذ الہا غیرہ علواً کبیرا نحمدہ بالحمد الذی ارتضاہ من خلقہ واوجب قبولہ علی نفسہ واشہد ان لا الہ الّا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشہد انّ محمداً عبدہ ورسولہ شہادتان ترفعان القول وتضاعفان العمل خفّ میزانٌ ترفعان منہ وتثقل میزانٌ توضعان فیہ وبہما الفوز بالجنّۃ والنجاۃ من النار والجواز علی الصّراط وبالشہادۃ تدخلون الجنّۃ وبالصلوۃ تنالون الرحمۃ فاکثروا من الصّلوۃ علی نبیّکم انّ اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلّوا علیہ وسلّمو اتسلیما۔

یا ایہا النّاس لاشرفَ اعلیٰ مِن الاسلامُ ولا کَرَمَ اعزّمن التقویٰ ولامعقل اَحْرَزمِن الورعِ ولاشفیع انجح من التوبۃ ولا لباس اجمل مِن العافیۃ ولاوقایۃ امنع مِنَ السّلامۃ ولامال اذھب بالفاقۃ من الرضیٰ والقناعۃ ولا کنزا غنی من القنوع

پس خدائے پاک بندہ کے اس قول کے سوا ہے کہ جو غیر خدا کو خدا قرار دے خدا اس سے بہت بلند اور بڑا ہے پس اس کی حمد ایسی حمد ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے راضی ہو جائے اور اس کی ذات پر اس کا قبول کرنا واجب ہو جائے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں یہ دونوں وہ شہادتیں جو عقول کو بلند کرتی ہیں اور عمل کو بڑھاتی ہیں اور اس میزان کو ہلکا کرتی ہیں جو اس کی وجہ سے بلند ہو چکی تھی اور وہ میزان ثقیل ہو جاتی ہے جس میں وہ عمل رکھا جاتا ہے۔ ان دونوں کی وجہ سے جنت حاصل ہوتی ہے اور جہنم سے نجات ملتی ہے اور صراط پر سے گزرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس شہادت کی وجہ جنت میں داخل ہو گے صلوات پڑھنے کی وجہ رحمت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ پس اپنے نبیؐ پر کثرت سے درود بھیجو ملائکہ صلوات بھیجتے ہیں نبیؐ پر اے ایمان لانے والو اس پر صلوات بھیجو اور تسلیم کرو جو حق اس کو تسلیم کرنے کا ہے۔

اے لوگو! کوئی شرف اسلام سے بڑھ کر نہیں۔ کوئی بزرگی تقویٰ سے بڑھ کر نہیں۔ کوئی معقل پرہیزگاری سے بڑھ کر بچانے والا نہیں۔ توبہ سے بڑھ کر کوئی کامیاب شفیع نہیں۔ عافیت سے بڑھ کر کوئی لباس جمیل نہیں کوئی نگہبان سلامتی سے زیادہ باز رکھنے والا نہیں۔ قناعت پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال نہیں جو محتاجی کو دور کرے قناعت سے بڑھ کر غنی کرنے والا کوئی خزانہ نہیں۔ جس نے

ومن اقتصر على بلغة الكفاف فقد انتظم الراحة وتبوّ خفض الدعة وانّ الرغبة مفتاح التعب والاحتكار مطيّة النّصب والحسد آفة الدين، والحرص داع للتقحم في الذنوب وهو داع الى الحرمان والبغي سائق الى الحين والشرّ جامع لمساوي العيوب وربّ طمع خائب وامل كاذب ورجاءٍ يؤدّي الى الحرمان وتجارة تئول الى الخسران ومن تورّط في الامور غير ناظرٍ في العواقب، فقد تعرّض لمفضعات النّوائب وبئست القلادة قلادة الذنب الّذين للمومن ٥

قوت لایموت کو کافی سمجھا اس نے راحت کا انتظام اور آرام کو فراہم کر لیا اور اپنی پریشانیوں کے لئے شفقت کی کنجی حاصل کر لی ذخیرہ اندوزی سواری ہے رنج والام کی۔ حسد دین کے لئے آفت ہے اور حرص دعوت دیتی ہے گناہوں میں مبتلا ہونے کی اور محرومی کی اور نافرمانی ہانک لے جاتی ہے ہلاکت کی طرف اور اس کا شر عیوب کے گناہوں کا مجامع ہے اکثر ناکام ہونے والے طمع کرتے ہیں اور جھوٹی امید کرتے ہیں جو محرومی کی طرف لے جاتی ہے یہ ایسی تجارت ہے جو ناکامی کا ذریعہ بنتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جس نے انجام پر غور کئے بغیر اپنے کو ان امور میں مبتلا کر لیا تو ذلیل کرنے والے مصائب میں گھر گیا اور ان گناہوں کو حاصل کر لیا جو مومن کے خلاف تھے۔

ايها النّاس انّه لا كنز انفع من العلم ولا عزّ ارفع من الحلم ولا حسب ابلغ من الادب ولا نسب اوضع من الغضب ولا جمال احسن من العقل ولا قرين شرّ من الجهل ولا سوأة اسوأ من الكذب، ولا حافظ احفظ من الصمت ولا غائب اقرب من الموت ٥

اے لوگو! بہ تحقیق کہ علم سے بڑھ کر کوئی خزانہ نفع رساں نہیں، حلم سے بلند کوئی عزت نہیں۔ کوئی بزرگی ادب سے بڑھ کر بلیغ نہیں۔ کوئی عداوت غصہ سے بڑھ کر تکلیف دہ نہیں، عقل سے بڑھ کر حسین کوئی جمال نہیں۔ جہل سے بڑھ کر کوئی خراب ہم نشین نہیں۔ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں (کم گوئی) سے بڑھ کر کوئی حفاظت کرنے والا نہیں موت سے زیادہ قریب کوئی غائب نہیں۔

ايها الناس من نظر في عيب نفسه شغل عن عيب غيره، ومن

اے لوگو! بتحقیق کہ جس نے اپنے نفس کے عیب پر غور کیا۔ دوسروں کی عیب جوئی سے ہٹ گیا جو خدا کی

رضی برزق الله لہ یاسف علی ما فی ید
غیرہ ومن سل سیف البغی قتل
بہ ومن حفر لاخیہ بئراً وقع فیہا
ومن ھتك حجاب غیرہ انکشفت عورات
بیتہ ومن نسی زللہ استعظم زلل
غیرہ ومن اعجب برایہ ضلّ ومن
استغنی بعقلہ زل ومن تکبر علی
النّاس ذلّ ومن سفہ علی الناس شتم
من خالط العلماء وقر ومن خالط
الانذال حقر ومن حمل نفسہ مالا
یطیق عجز ومن لم یملك لسانہ
یندم ومن لا یتعلّم لا یحلم۔

ایھا الناس انہ لا مال ھو اعود من العقل ولا فقر ھو اشدّ من الجھل ولا واعظ ھو ابلغ من النصح ولا عقل کالتدبیر ولا عبادة کالتفکر ولا مظاھرة اوثق من المشاورة ولا وحدة اوحش من العجب ولا ورع کالکف عن المحارم ولا حلم کالصبر والصّمت۔

ایھا الناس ان فی الانسان عشر خصال یظھرھا لسانہ شاھد یظھر عن الضمیر وحاکم یفصل بین الخطاب وناطق یرد بہ الجواب وشافع تدرك بہ الحاجة وواصف تعرف بہ

رضا پر راضی ہوگیا۔ وہ اس پر تاسف نہ کرے گا کہ دوسرے کو کیا ملا جس نے بغاوت کی تلوار کھینچی خود ہی اس سے قتل ہوا جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا اس میں خود ہی گر پڑا۔ جس نے دوسروں کے راز کو فاش کیا اس نے اپنے گھر کی عورتوں کو بے پردہ کیا جس نے اپنی لغزشوں کو بھلا دیا دوسروں کی لغزشوں کو عظیم سمجھ لیا جس نے اپنی رائے پر گھمنڈ کیا گمراہ ہوگیا جو اپنی عقل سے لاپرواہ ہوا اس کو لغزش ہوگئی جس نے لوگوں سے تکبر کیا ذلیل ہوا جس نے لوگوں سے سفاہت کی اس کو گالیاں دی گئیں جو علماء سے مخلوط ہوا معزز ہوا اور جو کمینوں سے مخلوط ہوا حقیر ہوا جس نے اتنا بار اٹھایا جس کا متحمل نہ ہو سکتا تھا وہ عاجز ہوگیا۔

اے لوگو بہ تحقیق کہ وہ مال ہی نہیں جو پناہ مانگے۔ عقل سے کوئی فقر جہل سے بڑھ کر نہیں۔ نصیحت کرنے والوں سے بڑھ کر کوئی واعظ نہیں۔ تدبیر کے مثل عقل نہیں۔ تفکر کے مثل کوئی عبادت نہیں۔ مشورہ سے زیادہ وثوق کوئی مظاہرہ نہیں۔ کوئی تنہائی خود بینی سے بڑھ کر وحشت خیز نہیں۔ محارم سے بچنے کے مثل کوئی پرہیزگاری نہیں۔ صبر و خاموشی کے مثل حلم نہیں۔

اے لوگو! بہ تحقیق کہ انسان میں دس خصائل ہیں زبان دل کی بات کو ظاہر کر کے شاہد بن جاتی ہے۔ حاکم گفتگو کے دوران فیصلہ کرتا ہے ناطق اس کا جواب ادا کرتا ہے۔ شافع اپنی حاجت پالیتا ہے۔ وصف کرنے والا اشیا کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ واعظ

الاشیاء وواعظ ینھی عن القبیح و معز تسکن بہ الاحزان حامد تجلی بہ الضغاین و مونق یلھی الاسماع ۔

ایھا الناس انہ لاخیر فی الصمت عن الحکم کما انہ لاخیر فی القول الجھل ۔

اعلموا ایھا الناس انہ من لم یملک لسانہ یندم ومن لایتعلم یجھل ومن لایتحلم لایحلم ومن لایرتدع لایعقل ومن لایعقل یھن ومن یھن لایوقر ومن یتوبخ یکتسب مالا من غیر حقہ یصرفہ فی غیرہ اجرہ ومن لایدع وھو محمود یدع وھو مذموم ومن لم یعط قاعدا منع قائما ومن یطلب العز بغیر حق یذل ومن یغلب بالحق یغلب ومن عاند الحق لزمہ الوھن ومن تفقہ وقر ومن تکبر حقر ومن لایحسن لایحمد ۔

ایھا الناس ان المنیۃ قبل الدنیۃ والتجلد قبل التبلد والحساب قبل العقاب القبر خیر من الفقر وعمی البصر خیر من کثیر من النظر والدھر

برائیوں سے روکتا ہے۔ تعزیت دینے والا رنج وغم میں تسکین پہونچاتا ہے۔

اے لوگو! جس طرح حکم کے خاموشی میں کوئی بھلائی نہیں۔ اسی طرح جاہل کے بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

اے لوگو جان لو کہ یہ تحقیق جو اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا نادم ہوتا ہے اور جو علم حاصل نہیں کرتا جاہل ہی رہتا ہے۔ جو بردباری سے کام نہیں لیتا حلیم نہیں ہو سکتا جو غور وخوض سے کام نہیں لیتا عقلمند نہیں ہوتا جو عقلمند نہیں ہوتا ذلیل ہوتا ہے جو ذلیل ہوتا ہے اور کسی کی عزت نہیں کرتا اس کی بھی عزت نہیں کی جاتی۔ جو تکلیف اٹھا کر مال ناحق حاصل کرتا ہے اس کے صرف کرنے میں کوئی اجر نہیں پاتا جو (برائیوں کو) نہیں چھوڑتا اور اس کی تعریف کی جاتی ہے وہ دفع کردہ ہے اور وہ مذموم ہے جو آرام کے وقت عطا نہیں کریگا مفلسی میں کیا دے گا جو بغیر حق کے عزت طلب کریگا ذلیل ہوگا۔ جو حق کے ساتھ غالب آتا ہے وہ غالب ہے جس نے حق کی مخالفت کی ضرور ذلیل ہوا جس نے نفقہ جانا عزت پائی جس نے تکبر کیا حقیر ہوا۔ جو احسان نہیں کرتا اس کی عزت نہیں کی جاتی۔

اے لوگو! یوم جزا سے پہلے موت برحق ہے عقل سے کام لینا اس کے شل ہونے سے پہلے ڈرا دینا حساب کر لینا عذاب قبر سے پہلے قبر کی محتاجی سے بہتر ہے اور آنکھوں کا اندھا ہونا اکثر صاحبان بصارت سے بہتر ہے۔ زمانہ کا ایک دن تیرے

يوم لك ويوم عليك فاصبر فكلا هما ينحسر۔

ايها الناس اعجب ما في الانسان قلبه وله موادمن الحكمة واضداد من خلافها فان سنح له الرجاء اذله الطمع وان هاج به الطمع اهلكه الحرص وان ملكه الياس قتله الاسف وان عرض له الغضب اشتد به الغيظ وان اسعد بالرضى التحفظ وان ناله الخوف شغله الحزن وان اتسع الامر اخذ له العزة وفي استيلائه العزة وان انسع استشعر الامس استلبسته العزة وان جدت له نعمته اخذته العزة وان افاد مالاً اطغاه الغنى وان عضته فاقة يشغله البلاء وان اصابته مصيبة فضحه الجزع وان اجهده الجوع قعد به الضعف وان افرط في الشبع كظته البطنة فكل تقصير به مضر وكل افراط له مفسد۔

ايها الناس من قل ذل ومن جاد ساد ومن كثر ماله رءس ومن كثر حلمه نبل ومن فكر في ذات الله تزندق ومن اكثر من شئ عرف به ومن كثر مزاحه استخف به ومن كثر

فائدہ کیلئے ہے اور ایک دن تیرے نقصان کے لئے پس ٹھہر جا کہ بالآخر دونوں کے لئے حسرت ہی حسرت ہے۔

اے لوگو انسان میں سب سے عجیب چیز اس کا قلب ہے جس میں حکمت کے مادے اور اجتماع ضدین ہے اگر اس سے کوئی امید رکھے تو طمع اس کو ذلیل کر دیتی ہے اس کو طمع کے ساتھ ہیجان میں لائے تو حرص اس کو ہلاک کر دیتی ہے اور اگر مایوسی گھیر لے تو تاسف اس کو قتل کر دیتا ہے۔ اگر اس پر غضب عارض ہو تو غیظ اس پر شدید ہو جاتا ہے وہ اگر رضا کے ساتھ سعادت پاتا ہے تو تحفظ اس کو بھلا دیتا ہے۔ اگر اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو حزن اس کو مشغول کر لیتا ہے اور اگر اس کا امر درست ہوتا ہے تو اس کو عزت حاصل ہوتی ہے اگر وہ کوئی نعمت پاتا ہے تو اس کو عزت حاصل ہوتی ہے اگر اس کو مال سے فائدہ پہونچتا ہے تو غنیٰ اس کو گمراہ کرتا ہے اگر فاقہ کشی عارض ہو تو بلائیں اس کو مشغول کر لیتی ہیں اور اگر اس کو کوئی مصیبت پہونچے تو چیخنے چلانے لگتا ہے۔ اگر اس پر بھوک وارد ہو تو اس کو ضعف ہو جاتا ہے۔ اگر شکم سیری بڑھ جاتی ہے تو وہ اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ ہر تقصیر اس کے لئے مضر ہے اور ہر زیادتی فساد پیدا کرتی ہے۔

اے لوگو! جس نے قلیل مال پایا وہ ذلیل ہوا اور جس نے مال میں زیادتی حاصل کی سردار ہوا اور جس کا مال کثیر ہوا وہ رئیس ہو گیا جس نے ذات خدا میں تفکر کیا زندیق ہو گیا جس نے کسی چیز کے متعلق کثرت سے غور کیا اس کی معرفت حاصل کر لی جس نے مزاح میں

ضحكه ذهبت هيبته فسد حسب
من ليس له ادب ان افضل
الفعال صيانة العرض بالمال
ليس من جالس الجاهل بذي
معقول من جالس الجاهل فليستعد
لقيل وقال لن ينجو من الموت
غني بماله ولا فقير لاقلاله۔

ايها الناس لو ان الموت
يشترى لاشتريه من اهل
الدنيا المكر الابلج واللئيم والمومن۔

ايها الناس ان للقلوب شواهد
تجري الانفس على مدرجة
اهل التفريط وفطنة الوهيم
للموعظ مما يدعوا النفس الى
الحذر من الخطر وللنفوس خواطر
للهوى والعقول تزجر وتنهى و
في التجارب علم مستانف والاعتبار
يقود الى الرشاد وكفاك ادبا لنفسك
ما تكرهه من غيرك وعليك
لاخيك المومن مثل الذي لك عليه
لقد خاطر من استغنى برايه
والتدبير قبل العمل يومنك

زیادتی کی اپنے کو خفیف کر لیا جو بہت ہنسا اس کی ہیبت
ختم ہوگئی جو بے ادب ہے فاسد ہوگیا۔ افضل ترین
فعل یہ ہے کہ مال سے اپنی عزت کو بچائے جاہل کے ساتھ
بیٹھنے والا صاحب عقل نہیں ہوتا جاہل کے ساتھ بیٹھنے والے کو
قیل وقال کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔ نہ ہی مالدار کو
موت سے نجات مل سکتی ہے اور نہ فقیر کو اس کے
قلت مال کی وجہ۔

اے لوگو! اگر موت خریدی جا سکتی تو اہل دنیا سے
نہ ہی کوئی صاحب تدبیر اس کو خریدتا نہ کوئی لیئم اور نہ
کوئی مومن۔

اے لوگو قلب کے لئے کچھ گواہ ہیں نفوس اہل تفریط
کے درجہ کے لحاظ سے جاری ہوتے ہیں اور مواعظ کے لئے
قوت وہمیہ کی تفہیم خطرہ سے بچانے کے لئے نفس کو دعوت دیتی ہے
نفوس کے لئے تدابیر وخواہشات ہیں عقول کا کام
ہے کہ برائیوں سے روکے علم تجربوں کی بنا پر رہدایات
کی ابتدا کرتا ہے۔ عادی ہونا ہدایت کی قیادت کرتا
ہے۔ تیرے نفس کے لئے ادب کافی ہے جس کو تیرا غیر
ناپسند کرتا ہے۔ اور تجھے چاہیئے کہ اپنے مومن بھائی
کا ادب کرے اس شخص کے مثل جو تیرا ادب کرتا ہو
جو اپنی رائے سے بے پرواہ ہو اور عمل کرنے سے پہلے
تدبیر کرتا ہو تجھ کو ندامت سے محفوظ رکھے گا اور جو
شخص لوگوں کی رائے پر عمل کرے خطا کے مواقع کو
پہچان لیتا ہے اور جس نے فضولیات سے اپنے کو روکا
اس نے عقلاء کی رائے کے ساتھ برابری کی جس نے اپنی
خواہش کو روکا اس نے اپنی قدر کی حفاظت کی جس

من السلام ومن استقبل وجوه
الآراء عرف مواقع الخطاء ومن
امسك عن الفضول عدلت رايه
العقول ومن حصر شهوته فقد
صان قدره ومن امسك لسانه
امنه قومه ونال حاجته وفي
تقلب الاحوال علمُ جواهر الرجال
والايام توضح لك السرائر الكامنة
وليس في البرق الخاطف مستمتع
لمن يخوض في الظلمة ومن عرف
بالحكمة لحظته العيون. بالوقار
والهيبة واشرف الغنى ترك المنى
والصبر جنة من الفاقة والحرص
علامة الفقر والبخل جلباب المسكنة
والمودة قرابة مستفادة ووصولٌ
معدمٌ خير من جافٍ مكثر
والموعظة كهف لمن وعاها ومن
اطلق طرفه كثر اسفه كم من
عاكف على ذنبه في آخر ايام ومن
ضاق خلقه مله اهله ومن نال
استطال قلّ ما تصدّقك الامنية
والتواضع يكسوك المهابة وفي
سعة الاخلاق كنوز الارزاق
وقل اعجب الدهر شكره على
من نال سؤله وقل ما ينصفك

نے اپنی زبان کو روکا اس نے اپنی قوم کو مامون کرلیا اور
اپنی حاجت پالی۔ حالات کے پلٹنے میں مردوں اور زمانہ
کے جواہر کا علم ہے۔ پوشیدہ اسرار تجھ پر ظاہر ہوجائیں
گے۔ جو شخص تاریکی میں فائدہ حاصل کرنا چاہے وہ برق
خاطف سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ جس نے حکمت
کو پہچان لیا اس کی آنکھوں میں ہیبت ووقار کی روشنی
چمک اٹھی بہترین مالداری آرزوں کا ترک کرنا ہے صبر
سپر ہے فاقہ کی اور حرص علامت ہے فقر کی بخل محتاجی
کی چادر ہے اور مودت قرابت ہے جس سے فائدہ حاصل
کیا جاسکتا ہے کسی نہ ہونے والی چیز کا پانا خشک و بے
فائدہ کثیر چیز سے بہتر ہے۔ مواعظ خزانے ہیں اس کے
لئے جوان کو محفوظ رکھے۔ جس نے اپنی آبرو کو چھوڑ دیا
اس کی سفاہت بڑھ گئی رہبت سے لوگ ہیں جو اپنے آخری
زمانہ میں گوشہ نشین ہوجاتے ہیں جس کا خلق تنگ ہو
اس کے اہل اس سے رنجیدہ ہوتے ہیں جس نے کچھ
مال پایا اور اس کو زیادہ سمجھا وہ درحقیقت کم ہے جس
کی تصدیق اس کی آرزوئیں کریں گی اور تواضع تیری ہیبت
کو برابر کردے گی۔ اخلاق کے وسیع ہونے میں رزق کے
خزانے ہیں۔ زمانہ نے ہر شخص پر جس نے اپنی حاجت
پالی اس کا شکر واجب گردانا ہے۔ لوگوں کی زبان بہت کثیرے
ساتھ انصاف کرتی جس نے شرم کے لباس کو پہن لیا اس کے عیب
لوگوں سے چھپ گئے قول سے اپنے قصد کو آزاد کر
بہ تحقیق کہ جس نے قصد کو آزاد کیا اس پر نفس کی مخالفت
آسان ہوگئی اور اس کی اس کے ذریعہ سے ہدایت ہوئی
جس نے زمانہ کو پہچان لیا وہ استعداد سے غافل نہیں ہوا۔

اللسان ومن کساہ الحیاء ثوبہ خفی علی الناس عیبہ تحرّا مقصد من القول فان من تحرا القصد خفّت علیہ المؤن فی خلاف النفس رشدہا من عرف الایام لم یغفل عن الاستعداد الاوانّ مع کل جرعۃ شرقا وفی کل اکلۃ غصصًا لا تنال نعمۃ الّا بزوال اخرٰی ولکلّ ذی رمق قوت ولکل حبّۃ آکل وانت قوت الموت ۞

اعلموا ایہا النّاس انہ من مشی علی وجہ الارض فانہ یصیر الی بطنہا واللّیل والنہار تینازعان فی ھدم الاعمار ۞

ایُّہا الناس کفر النعمۃ لؤمٌ وصحبۃ الجاہل شؤم وانّ من الکرم لیّن الکلام وایّاک والخدیعۃ فانہا من خُلق اللّئام لیس کل طالب یصیب ولا کل غائب یؤب لا ترغب فیمن ومن العبادۃ الطہار اللسان وانشاء السلام فیل ورُبّ بعید ھو اقرب من قریبٍ سل عن الرفیق قبل الطریق وعن الجار قبل الدار الا ومن سرع فی المسیر ادرکہ المقیل واستر عورۃ اخیک لما یعلمہ فیك اغتفر زلۃ

آگاہ ہو جاؤ کہ ہر گھونٹ کے لئے اچھو ہے اور ہر نوالہ کے لئے رکاوٹ ہر جاندار کے لئے جب تک ایک نعمت زائل نہ ہو دوسری حاصل نہیں ہوتی ہر دانہ کے لئے جو کھایا جاتا ہے غذا مقرر ہے۔ اور تو موت کی غذا ہے۔

اے لوگو! جان لو کہ ہر زمین پر چلنے والا اس کے بطن میں جائے گا روز و شب عمر کے فنا کرنے میں ہمیشہ کوشاں ہیں۔

اے لوگو! کفران نعمت ایک ملامت ہے اور جاہل کی صحبت اختیار کرنا بدبختی ہے۔ بزرگی یہ ہے کہ نرمی سے گفتگو کرو۔ دھوکا دینا بدبختوں کے خلق سے ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر طالب ہر چیز پالے اور ہر غائب واپس آئے اس میں رغبت نہ کر تیرے لئے عبادت میں زبان کی طہارت اور سلامتی ہے بہت سے بعید ایسے ہیں جو قریب ترین سے بھی زیادہ قریب ہیں کسی راستہ پر چلنے سے پہلے اپنے ہم سفر سے اور اپنی ضروریات پوری کرنے سے پہلے اپنے ہمسایہ سے دریافت کرے (کہ مجھ کو کیا ضرورت ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ تیز چلنے والا آہستہ چلنے والے کو پا لیتا ہے۔ اپنے بھائی کے ہر راز کو جو تو جانتا ہے پوشیدہ رکھ۔ اپنے دوست کی لغزش کو اس روز کے لئے معاف کر دے جس روز تیرا دشمن تجھ پر غالب آجائے گا جس نے ایسے شخص پر غضب کیا جس میں اس کو ضرر پہنچانے کی قدرت نہ ہو اس کا حزن طویل ہو جائے گا اور اس کا نفس عذاب میں مبتلا ہو گا جو اپنے رب سے ڈرتا رہے گا ظلم سے محفوظ رہے گا جو اپنے کلام میں کامل ہو گا اس کو فخر کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔ جس نے خیر و شر

دسم يقلك ليوم يركبك فيه عدوّك
من غضب على من لا يقدر ان يضرّه
طال حزنه وعذب نفسه من خاف
ربّه كفّ ظلمه ومن برع في كلامه
اظهر فخره ومن لم يعرف الخير
من الشرّ فهو بمنزلة البهيمة
انّ من الفساد اضاعة الزّاد ما
اصغر المصيبة مع عظم الفاقة
غدا وما تناكرتم الّا لما فيكم من
المعاصي والذنوب ما اقرب
الراحة من التعب والبؤس من
التغيير النعيم وما شرّ بشرّ بعده
الجنة ولا خير بخير بعده النّار
وكلّ نعيم دون الجنّة محتقر وكلّ
بلاء دون النّار عافية وعند تصحيح
الضمائر تبدو الكبائر وتصفية العمل
اشدّ من العمل وتخليص النيّة
من الفساد اشدّ على العاملين من طول
الجهاد هيهات لولا التقى لكنت
ادهى العرب عليكم بتقوى اللّه
في الغيب والشهادة وكلمة الحق
في الغنى والفقر وبالعدل على
الصديق والعدو وبالعمل في
النشاط والكسل والرضى عن اللّه
في الشدّة والرخاء ومن كثر

میں تمیز نہ کی وہ جانوروں کے مثل ہے۔ بہ تحقیق کہ فساد
زاد راہ کو ختم کرنا ہے۔ کل یوم قیامت کے حاجات
عظیم ہونے کے مقابل ہر مصیبت چھوٹی ہے۔ تم
کیا انکار کروگے حالانکہ تمہارے ساتھ معاصی و
گناہ ہیں۔ کوئی راحت بہ نسبت تعب کے اور
برانگیختگی نعمتوں کے بدل جانے سے زیادہ قریب
نہیں کوئی شر جنت کی دوری سے بڑھ کر نہیں
اور کوئی خیر جہنم کی دوری کے خیر سے بہتر نہیں ہر
نعمت سوائے جنت کے حقیر ہے اور ہر بلا سوائے جہنم
کے عافیت ہے۔ ضمیر کو صحیح کرنے سے ہٹ جانا
گناہان کبیرہ کی ابتداء کرتا ہے۔ عمل کی صفائی عمل
سے زیادہ مشکل ہے۔ فساد سے نیت کو پاک کرنا
عاملین پر طویل جہاد سے زیادہ مشکل ہے۔ افسوس
(کہ کوئی نہیں سمجھتا) اگر مجھے تقویٰ کا خیال نہ ہوتا
تو میں عرب کا چالاک ترین انسان ہوتا۔ تمہیں
چاہیئے کہ امور غیب اور ادائی شہادت میں اور
کلمۂ حق کے بارے میں جس پر رضا حاصل ہو
اور تونگری و فقر میں غضب و قصد میں اور
دوست و دشمن سے عدل کرتے میں اور شادمانی و
کسل مندی میں عمل بجا لانے میں خدا سے محروم۔
اور تقویٰ اختیار کرو جس نے زیادہ کلام کیا زیادہ
خطاؤں کا مرتکب ہوا اور جس نے زیادہ خطائیں کیں
اس کی حیا کم ہوگئی جس کی حیا گھٹ گئی اس کی
پرہیزگاری کم ہوگئی جس کی پرہیزگاری کم ہوگئی
اس کا قلب مرگیا۔ جس کا قلب مرگیا وہ جہنم

كلامه كثر خطاؤه ومن كثر خطاؤه
قلّ حياؤه ومن قلّ حياؤه قلّ ورعه
ومن قل ورعه مات قلبه ومن
مات قلبه دخل النار ومن تفكر
اعتبر ومن اعتبر اعتزل ومن
اعتزل سلم ومن ترك الشهوات
كان حرّا ومن ترك الحسد كانت
له المحبّة عند الناس عز المومن
غناه عن النّاس القناعة مال لا
ينفد ومن اكثر ذكر الموت رضي
من الدنيا باليسير ومن علم ان علامة
شرح من عمله قل كلامه الّا فيما
ينفعه العجب يخاف العقاب
فلا يكف ويرجوا لثواب ولا يتوب
والعمل بعد الفكر تورث نورا
وان الغفلة ظلمة والجهالة
ضلالة والسعيد من وعظ
بغيره والادب خير قرين ليس
مع قطيعة الرحم نماء ولا مع
الفجور غنى العافية عشرة
اجزاء تسعة منها في الصمّت الا
بذكر الله وحده واحد في ترك
مجالسة السفهاء راس العلم
الرفق وآفة الخرق ومن كنوز
الايمان الصبر على المصائب والعفاف

میں داخل ہوگا جس نے تفکر کیا نصیحت حاصل کی اور
جس نے نصیحت حاصل کی گوشہ نشینی اختیار کی جس نے
گوشہ نشینی اختیار کی آفات سے بچا جو شریف الاصل
تھا خواہشات کو ترک کیا۔ جس نے حسد کو ترک کیا
لوگ اسے چاہنے لگے۔ مومن کی عزت اس میں ہے
کہ لوگوں سے مستغنی رہے۔ قناعت ایسا مال ہے جو
ختم نہیں ہوتا۔ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا دنیا
کی تھوڑی سی چیز پر بھی راضی رہے گا۔ جو اپنے
کلام کو اپنے عمل کی بہ نسبت بڑا جانے گا وہ کلام
کم کرے گا۔ تعجب ہے اس شخص پر جو عقاب
خدا سے خائف ہو کر بھی گناہ ترک نہیں کرتا
و نیز اس پر جو خدا سے امید ثواب رکھتا ہے
مگر معاصی سے توبہ نہیں کرتا۔ فکر پر عمل کرنا
نور کا وارث بناتا ہے اور غفلت ظلمت میں
پہونچاتی ہے۔ جہالت گمراہی ہے۔ نیک بخت
وہ ہے جو غیروں سے نصیحت حاصل کرے۔
بہترین میراث اور اچھے اخلاق بہترین ساتھی ہیں
قطع رحم سے نہ کوئی فائدہ حاصل ہوگا اور نہ
فسق و فجور سے۔ عافیت کی بے نیازی کے دس (۱۰)
اجزاء ہیں ان میں سے نو خاموشی میں ہیں آگاہ ہو
جاؤ کہ ان میں سے ایک ذکر خدا ہے اور ایک
کم عقلوں کے ساتھ مجالست ترک کرنا ہے۔
حسن سلوک علم کی سربلندی ہے اور بیوقوفوں
کے لئے آفت ہے اور ایمان کے خزانہ سے ہے
عقاب و مصائب پر صبر فقر کی زینت ہے

زینۃ الفقر والشکر زینۃ الغنی کثرۃ الزیارۃ تورث الملالۃ والطمانیۃ قبل الخبرۃ ضد الحزم واعجاب المرء بنفسہ یدل علی ضعف عقلہ لاتولیس من نبا فکم من عاکف علی ذنبہ ختم لہ بخیر وکم من مقبل علی عملہ مفسد فی آخر عمرہ صائر الی النار بئس الزاد الی المعاد العدوان علی العباد طوبی لمن اخلص للہ عملہ وعلمہ وحبہ وبغضہ واخذہ وترکہ وکلامہ وصمتہ وفعلہ وقولہ لایکون المسلم مسلماً حتی یکون ورعاً ولن یکون ورعاً حتی یکون زاھداً ولن یکون زاھداً حتی یکون حازماً ولن یکون حازماً حتی یکون عاقلاً وما العاقل الا من عقل عن اللہ وعمل للدار الاخرۃ وصلی اللہ علی محمدؐ النبی وعلی اھلبیتہ الطیبینؑ

(بحار الانوار ج ۷ ص ۱۲، روضۃ الکافی
تحف العقول، مستدرک)

اور ادائی شکر غنی کے لئے زینت ہے۔ ملاقاتوں کی کثرت رنجش کی باعث ہوتی ہے۔ کسی بات کے جاننے سے پہلے اظہار طمانیت احتیاط کے خلاف ہے کسی کا اپنے نفس سے راضی رہنا اس کی عقل کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ گناہ گار کے لئے مایوسی نہیں بہت سے گوشہ نشین جنہوں نے اپنی دانست میں اپنے گناہوں پر نیکیوں کی مہر لگادی تھی اور بہت سے اپنے اعمال کے مقبل[1] آخر عمر میں مفسد بن گئے یہ سب جہنم میں جانے والے ہوں گے۔ بندگان خدا پر ظلم وستم کرنے کی وجہ ان کا زاد آخرت بہت ہی برا ہے۔ اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے اپنے علم و عمل، حب و بغض، ترک و اختیار، کلام و خاموشی اور فعل و قول کو اللہ کے لئے خالص کیا کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ جب تک کہ وہ پرہیزگار نہ ہو اور پرہیزگاری حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ زہد نہ ہو۔ کوئی زاہد نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں انجام بینی نہ ہو۔ کوئی عاقبت اندیش نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ عاقل نہ ہو۔ عاقل کون ہے سوائے اس کے جس نے اللہ کے ساتھ تدبر سے کام لیا ہو اور دار آخرت کیلئے عمل کیا ہو اللہ رحمت نازل کرے محمد نبیؐ پر اور انکے پاک اہلبیت پر۔

⁂

ع[1]: مقبل = خدا کا حکم قبول کرنے والا

خطبہ دیباج

الحمد لله فاطر السموات الخلق و
فالق الاصباح ومنشر الموت و
باعث من في القبور واشهد ان
لا اله الا الله وحده لا شريك له
وان محمداً عبده ورسوله
عباد الله ان افضل ما توسل به
المتوسلون الى الله جل ذكره
الايمان بالله وبرسله وما جاءت
به من عند الله والجهاد في
سبيله فانه ذروة الاسلام
وكلمة الاخلاص فانها الفطرة
واقامة الصلوة فانها الملة
وايتاء الزكوة فانها فريضة وصوم
شهر رمضان فانه جنة حصينة
وحج البيت والعمرة فانهما ينفيان
الفقر ويكفران الذنب ويوجبان
الجنة وصلة الرحم فانها
ثروة في المال ومنساة في الاجل
وتكثير للعدد والصدقة في السر
فانها تكفر الخطاء وتطفي غضب
الرب تبارك وتعالى والصدقة
في العلانية۔ فانها تدفع ميتة

تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں کا اور مخلوق
کا پیدا کرنے والا رات کی سیاہی سے صبح کی سفیدی
کا نکالنے والا، مردوں کو زندہ کرنے والا صاحبان
قبر کو قبروں سے اٹھانے والا ہے میں گواہی دیتا
ہوں کہ سوائے اس کے کوئی اللہ نہیں وہ ایک ہے
اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے
اور رسولؐ ہیں۔ بندگان خدا افضل ترین شے جس
سے متوسلین کو اللہ کے لئے توسل رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ
اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائیں اور جو کچھ
احکام اللہ کی جانب سے آئے ہوں ان کی تعمیل کریں
اور خدا کی راہ میں جہاد کریں کہ یہ اسلام کی بلند ترین
چیز اور کلمۂ اخلاص ہے اور فطرت اسلام ہے اور
نماز کو قائم کرو کہ دین وملت یہی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرو
کہ یہ فرض ہے ماہ رمضان میں روزے رکھو کہ یہ
سپر اور قلعہ ہیں بیت الحرام کا حج وعمرہ ادا
کرو کہ یہ دافع فقر وگناہوں کے معاف کرنے والے اور
جنت کو واجب کرنے والے ہیں۔ صلۂ رحم کرو کہ یہ مال
کو بڑھاتا موت کو دور کرتا اور اولاد کے لئے باعث
کثرت ہے اور پوشیدہ طور پر صدقہ دو کہ یہ خطاؤں کا
کفارہ ہے اور پروردگار کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے
علانیہ صدقہ دینا بری موت کو دفع کرتا ہے۔ اور نیکی
کا برتاؤ مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہونے سے

السوء وصنائع المعروف فانها تقی مصارع السوء وافیضوا فی ذکر اللہ جل ذکرہ فانہ احسن الذکر وھو امان من النفاق وبراءۃ من النار وتذکیر لصاحبہ عند کل خیر یقسمہ اللہ جل وعز لہ دوی تحت العرش وارغبوا فیما وعد المتقون فان وعد اللہ اصدق الوعد وکلما وعد فھو ان کما وعد واقتدوا بھدی رسول اللہ فانہ افضل الھدی واسنو بسنتہ فانھا اشرف السنن وتعلموا کتاب اللہ تبارک وتعالی فانہ احسن الحدیث وابلغ الموعظۃ وتفقھوا فیہ فانہ ربیع القلوب واستشفوا بنورہ فانہ شفاء لما فی الصدور واحسنوا تلاوتہ فانہ احسن القصص واذا قری علیکم القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون واذا ھدیتم لعلمہ فاعملوا بما علمتم منہ لعلکم تفلحون واعلموا عباد اللہ ان العالم العامل بغیر علمہ کالجاھل الحایر الذی لایستفیق من جھلہ بل الحجۃ علیہ اعظم وھو عند اللہ الوم والحسرۃ ادوم علی ھذا

بچاتا ہے۔ خدائے جل ذکرہ کا ذکر کثرت سے کرو کہ یہ بہترین ذکر ہے۔ یہ نفاق سے امان دینے والا اور جہنم سے بری کرنے والا ہے۔ اپنے ساتھی کو نیک کام کے لئے نصیحت کرنے والے کو خدا تحت عرش سے صلہ عطا کرتا ہے۔ متقیوں سے خدا نے جو وعدہ کیا ہے اس کی طرف راغب رہو بہ تحقیق کہ اللہ کا وعدہ سب سے زیادہ سچا ہے جب بھی اس نے وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔ ہدایت میں رسول اللہ کا اقتدا کرو اس لئے کہ ان کا اقتدا بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کی پیروی کرو اس لئے کہ وہ شریف ترین ہے۔ کتاب خدا کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین حدیث ہے۔ موعظہ کی تبلیغ کرو اور فقہ سیکھو کہ یہ قلوب کے لئے بہار ہے۔ اس کے نور سے فائدہ حاصل کرو۔ بہ تحقیق کہ جو کچھ صدور میں ہے اس کے لئے یہ شفا ہے قرآن کی تلاوت عمدہ طریقہ سے کرو کہ اس میں بہترین قصے ہیں۔ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور جب تمہیں اس کے علم کی ہدایت کی جائے تو جو کچھ تم کو اس سے علم حاصل ہو حاصل کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اے بندگان خدا جان لو کہ بغیر علم کے عمل کرنے والا عالم اس سرگشتہ جاہل کے مثل ہے جس کو اس کے جہل سے نکلنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ اس پر بڑی حجت کرتا ہے وہ اللہ کے پاس ملامت شدہ ہے ایسے عالم پر دائمی حسرت ہے جو اپنے علم سے علیحدہ ہو گیا ہو اس کی مثل اس جاہل کے جیسی ہے جو اپنے جہل سے متحیر ہو اور

العالم المسلم من علمه مثلها
على هذا الجاهل المتحير في جهله
وكلا هما حاير باير مضل مفتون
مبتور ما هم فيه وباطل ما كانوا
يعلمون عباد الله لا ترتابوا فتشكوا
ولا تشكوا فتكفروا ولا تكفروا فتند
موا ولا ترخصوا لانفسكم فتدهنوا و
تذهب بكم الرخص مذاهب
الظلمة فتهلكوا ولا تداهنوا في
الحق اذا ورد عليكم وعرفتموه فتخسر
وا خسرانا مبينا عباد الله ان من الحزم
ان تتقوا الله وان من العصمة
ان لا تغتروا الله عباد الله ان انصح
الناس لنفسه اطوعهم لربه
واغشهم لنفسه اعصاهم له
عباد الله انه من يطع الله يامن
ويستبشر ومن الصفه يخب ويندم
ولا يسلم عباد الله سلوا الله اليقين
فان اليقين راس الدين وارغبوا
اليه في العافية فان اعظم النعمة
العافية فاغتنموها للدنيا والاخرة
وارغبوا اليه في التوفيق فانه اس
وثيق واعلموا ان انه خير ما لزم
القلب اليقين واحسن اليقين التقى
وافضل امور الحق عزائمها وشرها محدثاتها

وہ دونوں سرگشتہ ہلاک ہونے والے گمراہ، دنیا پر فریفتہ
متکبر اور ہر ایسی صفت کے حامل ہیں اور وہ جو کچھ کرتے
ہیں باطل ہے۔ بندگان خدا کسی پر گمان نہ کرو کہ شکی
ہو جاؤ گے کسی پر شک نہ کرو کہ کافر ہو جاؤ گے (ایمان
سے) انکار نہ کرو کہ پشیمان ہو گے اپنے نفسوں کو آزادی
نہ دو کہ یہ تمہیں دھوکا دیں گے اور گمراہ مذاہب کی طرف
لے جائیں گے اور تمہیں ہلاک کر دیں گے حق بات میں
کبھی فریب نہ دو جب تم پر وارد ہو اور تم اس کو پہچان
لو تو ہلاکت ظاہری گمراہی کو گھٹانے کی کوشش کرو بندگان
خدا یہ عاقبت اندیشی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور یہ
عصمت سے ہے کہ اللہ کو دھوکا نہ دو بندگان خدا
سب سے زیادہ اپنے نفس کو نصیحت کرنے والا وہ
ہے جو اپنے رب کی اطاعت کرتا ہو اور اپنے
اعضاً کو نفس سے باز رکھے بندگان خدا بہ تحقیق کہ
جس نے خدا کی اطاعت کی مامون اور خوش ہوا
اور جس نے عصیان کیا دھوکا کھایا اور پشیمان ہوا
اور نجات نہ پائی اور بندگان خدا اللہ پر یقین رکھو
کیونکہ یقین سرمایہ دین ہے۔ عافیت میں اس کی
طرف رغبت کرو پس بہ تحقیق کہ عافیت سب سے
بڑی نعمت ہے اس کو دنیا اور آخرت کیلئے غنیمت
سمجھو اور اس کی طرف رغبت کرو، توفیق کے ساتھ
کہ یہ ایک مضبوط بنیاد ہے جان لو کہ یہ بہتر ہے۔ اس
سے جو تمہارے قلب پر یقین کے ساتھ لازم کیا گیا
ہے بہترین یقین تقویٰ ہے امور حق میں سب سے
افضل اس کے حقوق و فرائض ہیں۔ اس کے خلاف

تها وكلّ محدثة بدعة وكلّ بدعة
ضلالة وبالبدع هدم السنن
المغبون من غبن في دينه والمغبوط
من سلم له دينه وحسن يقينه
والسعيد من وعظ بغيره والشقي من
انخدع لهواه عباد الله اعلموا ان
يسير الريا شرك وان اخلاص
العمل اليقين والهوى يقود الى
النّار ومجالسة اهل اللهو ينسي
القران ويحضر الشيطان والنسئ زيادة
في الكفر واعمال العصاة تدعوا الى سخط
الرحمن وسخط الرحمن يدعوا الى النّار
ومحادثة النساء تدعوا الى البلاء
ويزيغ القلوب والرمق لهن يخطف
نور ابصار القلوب ولمح العيون مصائد
الشيطان ومجالسة السلطان يهيج
النيران عباد الله اصدقوا فانّ الله
مع الصادقين وجانبوا الكذب فانه
مجانب للايمان وانّ الصادق على شرف
منجاة وكرامة والكاذب على شفى
مهواة وهلكة وقولوا الحق تعرفوا به
واعملوا به تكونوا من اهله
وادّوا الامانة الى من ائتمنكم عليكم
وصلوا ارحام من قطعكم وعودوا
بالفضل على من حرمكم واذا عاقدتم

شریعہ ہے کہ ایسی نئی بات پیدا کریں جو نہ کتاب خدا
میں ہو اور نہ سنت رسولؐ ہو۔ ہر محدث (ایسی بات)
بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعتوں سے
سنت زائل ہو جاتی ہے۔ زیاں کار ہے وہ شخص جس
نے امور دین میں غلطی کی اور قابل رشک ہے وہ
شخص جس کا دین سالم ہو اور جس کا یقین محکم ہو۔
نیک بخت ہے وہ جو اغیار سے نصیحت کرے شقی ہے
وہ جو اپنی خواہشات سے دھوکہ کھائے بندگان
خدا جان لو کہ کم سے کم ریا بھی شرک ہے۔ خواہشات
(دنیا) کے یقین کے ساتھ اپنے عمل کو خالص سمجھنا
جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ صاحبان لہو ولعب
کے ساتھ مجالست قرآن کو فراموش کراتی اور شیطان
کو حاضر کرتی ہے۔ نسیان کفر اور بداعمالیوں کو بڑھاتا
ہے اور خدائے رحمٰن کے غضب کو مدعو کرتا ہے اور خدائے
رحمٰن کا قہر جہنم کی طرف لے جاتا ہے عورتوں سے محادثہ
بلاؤں کو مدعو کرتا ہے قلوب کی کجی اور حسد قلوب کی بصیرت
کے نور کو بجھا دیتے ہیں دزدیدہ نظر شیطان کی شکارگاہ ہے
بادشاہوں کے ساتھ ہم نشینی آتش جہنم کو بھڑکاتی ہے۔
بندگان خدا سچائی اختیار کرو کہ اللہ صادقین کے ساتھ ہے
اور جھوٹ سے بچو کہ یہ ایمان سے دور رکھتا ہے اور سچ کہنے
والا بزرگی اور راہ نجات کے بلند مقام پر ہے اور جھوٹا
خواہشات و ہلاکت کے کنارے پر ہے اور حق بات کہو اس کو
پہچانو اور اس پر عمل کرو اور اس کے اہل بن جاؤ جس سے تم
امانت لو اس کو ادا کرو جو تم سے قطع رحم کرے اس سے
تم صلہ رحم کرو جس نے تمہیں محروم کیا اس سے احسان و

ناوفوا واذا حکمتم فاعدلوا واذ ظلمتم
فاصبروا اذا اسیٔ الیکم فاعفوا و
اصفحوا کما تحبون ان یعفی عنکم
ولا تفاخروا بالآباء ولا تنابزوا بالالقاب
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
ولا تمازحوا ولا تغاضبوا ولا تنابز
خوا ولا یغتب بعضکم بعضا یحب
احدکم ان یاکل لحم اخیه
میتا ولا تحاسدوا فان الحسد
یاکل الایمان کما تاکل النار الحطب
ولا تباغضوا فانها الحالقة وافشوا
السّلام فی العالم وردوا التحیة
علی اهلها باحسن منها وارحموا
الارملة والیتیم واعینوا الضعیف
والمظلوم والغارمین وفی سبیل اللّٰه
وابن السبیل والسّائلین وفی الرّقاب
والمکاتب والمساکین وانصروا المظلوم
واعطوا القروض وجاهدوا انفسکم
فی اللّٰه حق جهاده فانه شدید
العقاب وجاهدوا فی سبیل اللّٰه
واقروا الضیف واحسنوا الوضوء وحافظوا
علی الصّلوات الخمس فی اوقاتها
فانها من اللّٰه جل وعز بمکان ومن
تطوع خیرا فهو خیر له فان اللّٰه
شاکر علیم تعاونوا علی البر والتقویٰ

بھلائی کرو جب تم کوئی فیصلہ کرو تو عدل سے کام لو اگر تم
پر ظلم کیا گیا تو صبر کرو اگر کوئی تمہارا گناہ کرے تو معاف کردو
اور درگذر کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ ان سے معاف کئے جاؤ
اپنے باپ دادا پر فخر نہ کرو ایک دوسرے کو برے لقب نہ
دو ایمان کے بعد فسق اختیار کرنا برا ہے نہ مزاح کرو
نہ غضب ناک ہو نہ آپس میں جھگڑا کرو اور نہ ایک دوسرے
کی غیبت کرو آیا تم میں سے ایک بھی شخص پسند کرے گا کہ اپنے
مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے حسد نہ کرو کہ حسد ایمان
کو اسی طرح کھا لیتا ہے جیسا کہ آگ سوکھی لکڑی کو کسی سے
بغض نہ کرو کہ یہ بہت ہی بری صفت ہے عالم میں افشائے
سلام کرو۔ سلام کا جواب اس سے بہتر طریقہ سے اس کے
اہل کو دیا کرو مسکین لڑکیوں اور یتیموں پر رحم کرو اور
اعانت کرو۔ ضعیفوں مظلوموں اور نقصان رسیدہ
لوگوں کی سائلین و فقراء کی اور راہ خدا میں مدد کرو اور نیز
رقاب و مکاتب کی اعانت کرو۔ مساکین اور مظلوموں کی
مدد کرو اور بخشش عطا کرو اور اللہ کے لئے اپنے نفوس
سے ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے بہ تحقیق کہ وہ سخت
عقاب کرنے والا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ مہمان کی
تعظیم کرو اور صحیح ترین طریقہ سے وضو کرکے پنجگانہ نمازیں
ان کے اوقات پر ادا کرو بہ تحقیق کہ خدا کے پاس
اس کا خاص مرتبہ ہے جس نے مستحبات کو بھی بجا لایا
یہ اسی کے لئے بہتر ہوگا بیشک اللہ علیم اور اس کی جزا
دینے والا ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے لئے اعانت کرو
گناہ اور ظلم کے ارتکاب کے لئے مدد نہ کرو اللہ سے
ایسا ڈرو جو حق اس سے ڈرنے کا ہے۔ تم ہرگز نہ مرو

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
واتقوا اللّٰه حق تقاته ولا تموتن
الّا وانتم مسلمون واعلموا عباد اللّٰه
انّ الامل مذهب العقل ویکذب
الوعد ویحث علی الغفلة ویورث
الحسرة فاکذبوا الامل فانه غرور
وان صاحبه مأزور فاعملوا فی الرغبة
والرهبة فان نزلت بکم رغبة
فاشکروا واجمعوا معها رغبة فان
اللّٰه قد تأذن للمسلمین بالحسنی ولمن
شکر بالزیادة فانی لم ار مثل الجنة
نام طالبها ولا کالنار نام هاربها ولا
اکثر مکتسبا ممن کسبه لیوم تدخر فیه
الذخائر وتبلی فیه السرائر وان
من لا ینفعه الحق یضره الباطل
ومن لا یستقیم به الهدی تضره
الضلالة ومن لا ینفعه الیقین
یضره الشک وانکم قد امرتم بالظعن
ودللتم علی الزاد الا انّ اخوف ما
اخوف علیکم اثنان طول الامل
واتباع الهوی الّا وانّ الدّنیا قد
ادبرت واذنت بانقلاع الا وانّ
الاخرة قد اقبلت واذنت باطلاع
الا وانّ المضمار الیوم والسّباق
غدا الا وانّ السبقة الجنة والغایة

مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو بندگان خدا جان لو
کہ آرزوئیں عقل کو ختم کر دیتی ہیں وعدہ خلافی کرواتی ہیں
اور غفلت پر برانگیختہ کرتی ہیں اور حسرت کا باعث بنتی
ہیں آرزوؤں سے باز رہو کہ یہ صرف دھوکہ اور فریب ہیں
بہ تحقیق کہ صاحب آرزو فریبی ہوتا ہے رغبت وخوف کو
جان لو کہ اگر تم پر رغبت نازل ہو تو خدا کا شکر ادا کرو۔
اور رغبت کے ساتھ متحد ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے مسلمین کو حکم
دیا ہے کہ نیکی کریں اور جس نے شکر ادا کیا اس کو زیادہ عطا
کیا میں نے نہیں دیکھا جنت کے مثل کہ جس کا طالب
سو رہا ہو اور نہ جہنم کے مثل کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا
ہو اور نہ زیادتی کے حاصل کرنے والے نے اس شخص سے
جس نے یوم قیامت کے لئے ذخیرہ کر لیا ہو جس میں پوشیدہ
چیزیں بھی بوسیدہ ہو جاتی ہیں جس کو حق فائدہ نہ پہنچائے
باطل ضرر پہنچاتا ہے اور جو ہدایت سے سیدھا نہ ہو
اس کو گمراہی ضرر پہنچاتی ہے اور جس کو یقین فائدہ نہ پہنچائے
اس کو شک نقصان پہنچاتا ہے۔ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ
کوچ کریں اور بتایا گیا ہے کہ زاد راہ حاصل کریں۔ آگاہ ہو
جاؤ کہ تمہیں اپنے بارے میں جس بات کا خوف ہے اس
سے زیادہ میں تمہارے متعلق دو باتوں سے خوف کرتا
ہوں یعنی طویل آرزوؤں اور خواہشات کی پیروی سے
آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا نے تم سے منہ پھیر لیا ہے اور زمانہ
و نیز وقت کے منحرف ہو جانے سے آگاہ کر دیا ہے
زمانہ نے منقلب کر دیا اور قیامت کے کھلا دینے والے
وقت سے جہنم کی انتہا اور جنت کے لئے سبقت لے
جانے والے لمحات سے آگاہ کر دیا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ تم

النار الا وانکم فی ایام مهل من ورائہ اجل یحثہ عجل العجل فمن اخلص للہ عملہ فی ایامہ قبل حضور اجلہ نفعہ عملہ ولم یضرہ املہ ومن لم یعمل فی ایام مہلہ ضرہ املہ ولم ینفعہ عملہ عباد اللہ افزعوا الی اقوام دینکم باقام الصلوٰۃ لوقتھا وایتاء الزکوٰۃ فی حینھا والتضرع والخضوع وصلۃ الرحم وخوف المعاد واعطآء السائل واکرام الضعفۃ والضعیف وتعلم القرآن والعمل بہ وصدق الحدیث والوفاء بالعھد واداء الامانۃ اذا ائتمنتم وارغبوا فی ثواب اللہ وارھبوا عذابہ وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم وتزودوا من الدنیا ما تحرزون بہ انفسکم واعملوا بالخیر تجزوا بالخیر یوم یفوز بالخیر من قدم الخیر اقول قولی واستغفر اللہ لی ولکم۔

(بحار الانوار ج ۱۷ ص)

مستدرک

زمانۂ مہلت میں ہو اس سے آگے موت ہے جو بہت تیزی سے ریزہ ریزہ کردیگی۔

جس نے اللہ کے لئے اپنی موت سے پہلے اپنے عمل کو خالص کیا اس کا عمل اس کو فائدہ پہنچائے گا۔ اور اس کی آرزوئیں مضرت نہیں پہونچائینگی اور جس نے ایام مہلت میں نیک عمل نہ کیا اس کی آرزوئیں اس کو نقصان پہونچائیں گی اور اس کے اعمال اس کو کوئی فائدہ نہ پہونچائیں گے بندگان خدا اپنے اہل دین کو وقت پر نماز ادا کرنے کیلئے ڈراؤ اور زکوٰۃ ادا کرنے خضوع ومنت وزاری، صلہ رحم قیامت کے خوف سائل کو عطا کرنے ضعیفوں سے اکرام قرآن کی تعلیم اور اس پر عمل احادیث کی تصدیق وعدہ وفائی اور امانت کی ادائی کی طرف متوجہ کرو جب کوئی تمہارے پاس کچھ امانت رکھے۔ ثواب خدا کی رغبت دلاؤ اور اس کے عذاب سے خوف دلاؤ۔ راہ خدا میں اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو، جو کچھ تم نے دنیا میں اپنے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس کو اپنا زاد راہ بناؤ۔ عمل نیک کرو اور جزائے نیک پاؤ۔ جو خیر کے ساتھ یوم قیامت آئے گا خیر ہی کی کامیابی پائے گا میں اپنی بات کہتا ہوں۔ خدا میری اور تمہاری مغفرت کرے۔

ع۱ : رقاب : وہ غلام جو مالک کی غیر موجودگی میں اسباب کی نگرانی کرے۔

ع۲ : مکاتب : وہ غلام جو مزدوری کر کے مالک کو اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہوجائے۔

خُطبۃ المنبریۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے منبر کوفہ پر یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

الحمد للّٰہ حمدہ واومن بہ واستعینہ واستھدیہ واشھد ان لا الٰہ الّا وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ولوکرہ المشرکون ؕ

تمام حمد اللہ کے لئے ہے اس کی حمد بار بار کرتا ہوں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی سے مدد اور ہدایت چاہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی اللہ نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اس نے ان کو ہدایت کے لئے بھیجا دین حق غالب آجائیگا تمام دینوں پر خواہ مشرکین اسکو ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

ایتھا النفوس المختلفۃ والقلوب المتشتتۃ الشاھدۃ ابدانھم الغائبۃ عنھم عقولھم کم اطادکم علی الحق وانتم اذلکم علی الحق تنفرون عنہ نفور المعزیٰ من وعوعۃ الاسد ھیھات ان اُطلع بکم ذرۃ سرار العدل او اقیم اعوجاج الحق اللّٰھم انک تعلم انہ لم یکن منی منافسۃ فی سلطان ولا التماس فضول اعطام ولکن لاُری الاحکام ومعالم الحلال والحرام من دینک واظھر الصلاح فی بلادک فیامن المظلومون من عبادک ونقام المعطلۃ من حدودک اللّٰھم انک تعلم انی اوّل من اناب وسمع فاجاب لم یسبقنی الّا رسولک

اے نفوس مختلف و قلوب پراگندہ جن کے اجسام کو نہ خوش منظری نصیب ہے اور نہ خوش بیانی اور جن کی عقلیں ان سے غائب ہیں کس قدر تمہیں حق پر آمادہ کیا گیا اور حق کا راستہ دکھایا گیا۔ جس سے تم اس طرح بھاگتے ہو جیسا کہ شیر کے پکارنے سے بکریوں کا گلہ بھاگتا ہے افسوس آیا تمہیں حقیقت عدل کی بلندیوں سے آگاہ کیا جائے یا حق سے منحرف ہو کر کجی اختیار کرنے کو چھوڑ دیا جائے خداوندا تو جانتا ہے کہ وہ ہرگز مجھ سے نہیں تھا۔ اس کا منافستہ اقتدار کے لئے ہے۔ اسے کوئی تلاش نہیں ہے۔ قلیل مال دنیا کو ترجیح دیتا ہے لیکن تیرے دین کے حلال و حرام کی نشانیوں اور احکام کو رد کرتا ہے۔ تیرے شہروں میں اصلاح کو ظاہر کرتا ہے (اور سمجھتا ہے کہ) تیرے مظلوم بندے مامون ہو جائیں گے اور تیرے حدود میں جو معطل چیزیں ہیں قائم ہو جائیں گی خداوندا بہ تحقیق کہ تو جانتا ہے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نیابت کی اور سنا۔

اللّٰھم لاینبغی ان یکون الوالی علی الدّماء والفروج والمغانم والمسلمین وامور المومنین والامامۃ البخیل لانّ تھمۃ فی جمیع الاموال ولا الجاھل فیدّلھم بجھلہ علی الضلال ولا الجافی فیتّضرھم بجفائہ ولا الخائف فیتخذ قومًا دون قوم ولا المرتشی فی الحکم فیذحب بالحقوق ولا المعطل للسنن فیودیّ الی الفجور ولا الباغی فیدحض الحق ولا الفاسق فیشین الشرع۔

اور قبول کیا سوائے تیرے رسولؐ کے کسی نے مجھ پر سبقت نہیں لے گیا خداوندا حاکم کے لئے سزاوار نہیں کہ خون ریزی زناکاری مال غنیمت اور مسلمین و مومنین کے امور میں شریک رہے و نیز بخیل امامت کا سزاوار نہیں اس لئے کہ تمام مال و دولت میں اس پر بدگمانی کی جاتی ہے اور نہ جاہل (اس کا سزاوار ہے) اس لئے کہ وہ اپنے جہل سے گمراہی کا راستہ بتاتا ہے اور نہ جفا کرنے والا (سزاوار) ہے اس لئے کہ وہ اپنے ظلم سے اعراض کرواتا ہے اور نہ خائف (سزاوار ہے) کہ وہ ایک گروہ کے عوض دوسرے کو اختیار کرتا ہے اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا سزاوار ہے اس لئے کہ اس سے حقوق تلف ہو جاتے ہیں اور نہ سنت کو معطل کرنے والا سزاوار ہے کہ وہ بدکاری کی طرف آمادہ کرتا ہے اور نہ باغی کہ حق کو زائل کر دیتا ہے اور نہ فاسق کہ احکام شرع میں عیب لگاتا ہے۔

فقام الیہ رجل فقال یا امیر المومنین ما تقول فی رجل مات وترک امرأۃ وابنتین وابوین فقال لکلّ واحد من الابوین السدس وللابنتین الثلثان۔

قال فالمرأۃ

قال صار ثمنھا تسعًا وھذا من ابلغ الاجوبۃ۔

(بحار ج ۱۷ صـ۸۱)

(تذکرہ خواص الائمہ)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے مرتے وقت ایک عورت دو لڑکیاں اور والدین کو چھوڑا۔ فرمایا کہ ماں اور باپ میں ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اور لڑکیوں کے لئے دو ثلث عرض کیا کہ عورت کے لئے کس قدر؟

فرمایا کہ نویں حصہ کا آٹھواں حصہ ہے یہ بلیغ ترین جواب ہے۔

خطبہ بالغہ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسالت مآبؐ کی حمد و ثناء کے بعد حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:۔

ایھا الناس ان اللہ ارسل الیکم رسولاً لیزیح بہ علیکم دیوقظ بہ غفلتکم وانی خوف ما اخاف علیکم اتباع الھوی وطول الامل اما اتباع الھوی فیصد کم عن الحق واما طول الامل فلینسیکم الاخرۃ الا وان الدنیا قد ترحلت مدبرۃ وان الاخرۃ قد ترحلت مقبلۃ ولکل واحد منھما بنون فکونوا من ابناء الاخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان الیوم عمل ولا حساب وغداً حساب لا عمل واعملوا انکم میتون ومبعوثون من بعد الموت ومحاسبون علی اعمالکم ومجازون بھا فلا یغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور فانھا دار البلاء محفوفۃ وبالفناء والغدر موصوفۃ وکل ما فیھا الی زوال وھی بین اھلھا دول دسجال لا سروم احوالھا ولا یسلم من شرھا نزالھا بینا اھلھا منھا فی رخاء وسرور اذا ھم فی بلاء وغرور العیش فیھا مذموم والرخاء فیھا لاید وم اھلھا فیھا اغراض مستھدفۃ کل حتفہ فیھا مقدور وحظہ من نوایبھا موفور وانتم عباد اللہ علی محجۃ من قد مضی

اے لوگو خدا نے تمہاری طرف ایک رسول کو بھیجا تاکہ تمہیں اس کے توسط سے نیکی کی طرف متوجہ کرے اور غفلت سے سختی کے ساتھ بیدار کرے میں تمہیں خوف دلا رہا ہوں اور تمہارے اتباع نفس کی خواہش اور امیدوں کی طوالت میں مبتلا ہو۔ تم سے خوف کرتا ہوں۔ خواہشوں کی آمد تمہیں حق سے روکتی ہے اور آرزوں کی بہتات آخرت کو بھلا دیتی ہے دنیا کے گذرنے والے لمحات تمہیں مار کر منتقل کرتے ہیں اور آخرت تمہیں قبول کر کے منتقل کرتی ہے یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ان دونوں کے فرزند ہیں۔ تم آخرت کے فرزند بنو دنیا کے فرزند نہ بنو۔

بہ تحقیق کہ آج کا دن عمل کا ہے حساب کا نہیں اور کل قیامت کا دن حساب کا ہوگا عمل کا نہیں جان لو کہ تم مرو گے اور مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے اور تمہارے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور اس کی جزا دی جائے گی پس حیات دنیا پر فریفتہ نہ ہو۔ اور دھوکے کے ذریعہ خدا سے فریب نہ کرو کیونکہ یہ دار البلاء ہے جو تمہیں گھیری ہوئی ہے۔ یہ بیوفائی اور مقام شقت کے نام سے موصوف ہے۔ اس میں جو کچھ ہے زوال پذیر ہے یہ اس کے اہل کے درمیان ہے رفیاضی اور دولت اس کے احوال کو مداومت نہیں بخشتے۔ اس کے شر میں سلامتی نہیں جو اس کے اہل کے درمیان نازل ہوتی ہے۔ جبکہ وہ فراخی وعیش وحالت میں سرور میں رہتے ہیں جب وہ اس کی معیبت اور عیش کے فریب میں مبتلا رہتے ہیں۔ مذموم ہوتے ہیں اس

رسل من كان ثم انقضى ممّن
كان اطول منكم اعمارًا واشد
بطشًا واعمر ديارًا اصبحت اجسادهم
بالية وديارهم خالية فاستبدلوا
بالقصور المشيدة والنمارق الموسدة
بطون اللحود ومجاورة الدود في دار
ساكنها مغترب ومحلّها مقترب
بين قوم مستوحشين متجاورين غير
متزاورين لايتانسون بالعمران
ولايتواصلون تواصل الجيران على
مابينهم من قرب الجوار ودنو الدار
وكيف يكون بينهم تواصل وقد طحنتهم
البلى واظلتهم الجنادل والثرى
فاصبحوا بعد الحيواة امواتا وبعد غضارة
العيش رفاتا قد فجع بهم الاحباب
واسكنوا التراب وظعنوا فليس لهم
اياب وتمنّوا الرّجوع فحيل بينهم وبين
مايشتهون ٥

(بحار انوار ج ١٧ ص١٨)

کے عیش میں اس کے اہل کے لئے مداومت نہیں اس کے
اغراض ہدف بنائے جاتے ہیں۔ یہاں سب کے لئے موت
مقدر ہو چکی ہے۔ اس میں مصائب بہت کثرت سے ہیں
اور تم اے بندگان خدا ان لوگوں کے راستہ پر ہو جو گذر گئے
اور جو تھے اور پھر ختم ہو گئے۔ تم میں جو زیادہ مکانوں میں
رہنے والے تھے ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے۔ اور ان
کے دیار خالی ہو گئے۔ ان کے مضبوط محلوں اور خوبصورت
قالینوں کے بدلے انہیں لحد کے گڑھے ملے اور وہ ایسے
گھروں میں جن کے ساکن اپنے مقامات سے نکلے ہوئے
ہیں کیڑوں کے ہم نشیں ہو گئے۔ ان کے محل قریب قریب
تھے جو ویران ہو گئے یہ ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں مگر
ملتے نہیں۔ انہیں آبادیوں سے کوئی انس نہیں، یہ پڑوسیوں
سے باوجود باہمی قربت کے اور ان کے مکانوں کے قریب قریب
ہونے کے مواصلت نہیں کرتے ان کے درمیان محبت و توصل
کس طرح قائم ہو سکتا ہے کہ مصائب نے انہیں پیس دیا ہے
اور مصائب ان پر ٹوٹ پڑے ہیں زندگی کے بعد انہوں نے
کوچ کیا اور مردہ ہو گئے ان کے احباب ان پر روتے ہیں
ان کی مٹی ساکن ہو گئی انہوں نے کوچ کیا اب نہ انہیں واپس
ہونا ہے اور نہ وہ واپسی کی تمنا کر سکتے ہیں کیونکہ موت ان
کے اور ان کی خواہش کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

خطبۃ الاستسقاء

طلب باراں کے لئے حضرت علی علیہ السلام یہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے یہ خطبہ من لا یحضرہ الفقیہ باب الصلوٰۃ الاستسقاء کے تحت مرقوم ہے اس کا ترجمہ محمد تقی مجلسی نے شرح اللوامع میں لکھا ہے :-

الحمد لله سابغ النعم ومفرج الهم
وبارئ النسم الذي جعل السماوات
لكرسيه عمادا وجعل الارض للعباد
مهادا والجبال اوتادا وملائكته
على ارجائها وحملة عرشه على
امطائها واقام بعزته اركان العرش
واشرق بضوء شعاع الشمس واطفأ
بشعاعه ظلمة الغطش وفجر الارض
عيونا والقمر نورا والنجوم بهورا ثم تجلى
فتمكن وخلق فاتقن واقام فتهيمن
فخضعت له نخوة المستكبر وطلبت اليه
خلة المتمسكن اللهم فبدرجتك
الرفيعة ومحلتك المنيعة وفضلك
السابغ وسبيلك الواسع اسالك
ان تصلي على محمد وآل محمد
كما دان لك ودعا الى عبادتك ووفى
بعهدك وانفذ احكامك واتبع
اعلامك عبدك ونبيك وامينك
على عهدك الى عبادك القائم
باحكامك ومؤيد من اطاعك
وقاطع عذر من عصاك. اللهم
فاجعل محمدا صلى الله عليه وآله
اجزل من جعلت له نصيبا من
رحمتك وانضر من اشرق وجهه
بسجال عطيتك واقرب الانبياء

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو نعمتوں کو حد کمال تک
تک پہونچانے والا ہر غم کا دور کرنے والا اور جانداروں
کا پیدا کرنے والا ہے جس نے آسمانوں کو اپنی کرسی کا ستون
قرار دیا اور زمین کو اپنے بندوں کے لئے گہوارہ اور
پہاڑوں کو اس کی میخیں قرار دیا اور اپنے ملائکہ کو اس
کے اطراف اور حاملین عرش کو اپنی سواریوں پر قرار دیا۔
اور اپنی سربلندی سے عرش کے ستونوں کو قائم کیا۔ اور
آفتاب کی شعاعوں کی ضو سے جلوہ تابی کی اور شب تار
کی ظلمت کو اس کی شعاعوں سے دور کیا۔ زمین سے چشمے
جاری کئے، چاند کو نور بخشا اور ستاروں کو روشن کیا
اس کے بعد عرش الوہیت پر متجلی ہو کر متصرف ہو گیا
اور (کائنات) کو خلق کر کے استوار کیا اور قائم ہو کر ہر
شئے پر چھا گیا۔ پس ہر متکبر اس کے سامنے سرنگوں ہے اور
ہر محتاج کی فقیری اس کی جانب راغب ہے۔ خداوندا میں
تیرے بلند مرتبہ، ناقابل تسخیر محل، تیرے فضل کامل
اور وسیع سبیل کی بناء پر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و
آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جیسا کہ انہوں نے تیری اطاعت
کی اور تیرے بندوں کو تیری عبادت کی دعوت دی تیرے
عہد کو پورا کیا، تیرے احکام کو جاری کیا اور تیری نشانیوں
کی پیروی کی (وہ محمدؐ) جو تیرے بندے تیرے نبیؐ، تیرے
بندوں سے متعلق تیرے عہد و پیمان کے امانت دار
تیرے احکام پر عمل پیرا ہونے والے تیرے اطاعت
گذاروں کی تائید کرنے والے اور عاصیوں کے عذر کو
قطع کرنے والے تھے۔ خداوندا محمدؐ کو ان لوگوں میں جن
کے لئے تو نے اپنی رحمت کا ایک حصہ قرار دیا ہے

زُلْفَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَكَ
وَاَوْفَرَهُمْ حَظًّا مِنْ رِضْوَانِكَ وَاَكْثَرَهُمْ
صُفُوْفَ اُمَّةٍ فِيْ جِنَانِكَ كَمَا لَمْ
يَسْجُدْ لِلْاَحْجَارِ وَلَمْ يَعْتَكِفْ لِلْاَ
شْجَارِ وَلَمْ يَسْتَحِلَّ السِّبَاۤءَ وَلَمْ يَشْرَبِ
الدِّمَاۤءَ اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ
فَاجَاَتْنَا الْمَضَاۤئِقُ الْوَعِرَةُ وَاَلْجَا
تْنَا الْمَحَابِسُ الْعَسِرَةُ وَعَضَّتْنَا عَلَاۤئِقُ
الشَّيْنِ وَتَاَثَّلَتْ عَلَيْنَا لَوَاحِقُ الْمَيْنِ
وَاعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ
وَاَخْلَفَتْنَا مَخَاۤئِلُ الْجُوْدِ وَاسْتَظْمَاْنَا
لِصَوَارِخِ الْقَوْدِ فَكُنْتَ رَجَاۤءَ الْمُبْتَئِسِ
وَالثِّقَةَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوْكَ حِيْنَ
قَنَطَ الْاَنَامُ وَمُنِعَ الْغَمَامُ وَهَلَكَ
السَّوَامُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ عَدَدَ الشَّجَرِ
وَالنُّجُوْمِ وَالْمَلَاۤئِكَةِ الصُّفُوْفِ وَالْعَنَانِ
الْمَكْفُوْفِ اَنْ لَا تَرُدَّنَا خَاۤئِبِيْنَ وَلَا
تُؤَاخِذَنَا بِاَعْمَالِنَا

وَلَا تُحَاصَّنَا بِذُنُوْبِنَا وَانْشُرْ
عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ الْمُتَاۤئِقِ وَ
النَّبَاتِ الْمُوْنِقِ وَامْنُنْ عَلٰى عِبَادِكَ
بِتَنْوِيْعِ الثَّمَرَةِ وَاَحْيِ بِلَادَكَ بِبُلُوْغِ
الزَّهَرَةِ وَاَشْهِدْ مَلَاۤئِكَتَكَ الْكِرَامَ
السَّفَرَةَ سَقْيًا مِنْكَ نَافِعَةً مُحْيِيَةً
هَنِيَّةً مَرِيْئَةً مُرْوِيَةً تَاۤمَّةً عَاۤمَّةً

سب سے زیادہ اپنی رحمت عطا فرما اوران لوگوں میں جن
کے چہرے تیری عطاؤں کے نزول سے چمک رہے ہیں
اور یوم قیامت تمام انبیاً سے زیادہ تجھ سے قریب تیری
خوشنودی کا سب سے زیادہ حصہ پانے والا اور تیری
بارگاہ میں سب سے زیادہ امت کی فیض رکھنے والاقرار دے
جیساکہ انہوں نے نہ ہی پتھروں کو سجدہ کیا اور نہ درختوں کو
پوجا نہ شراب کوحلال قرار دیا اور نہ خون ہی نوش کیا بارالٰہا ہم
تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں جب کہ نیکیوں کی کمی ہم پر
حملہ آور ہو گئی ہے اور تنگی کی بندشوں نے مجبور بنا دیا ہے
اور مصائب وغم کے اسباب رہے ہیں۔ دروغ گو ہمارے
پاس اکھٹا ہو گئے ہیں قحط سالی کے خشک کنویں ہمارے
سامنے ہیں (تیرے) کرم کی امیدوں نے ہماری مخالفت کی اور
ہم تیری رحمت کے تشنہ ہو گئے ہیں اور تو ہر پریشان
کا (سرمایہ) آرزو ہے دتیر ہر خواہش مند کا (مرکز) اعتماد
ہے ہم تجھ سے جبکہ سب لوگ مایوس ہو چکے ہیں اور رک
گئے ہیں اور چوپائے ہلاک ہو گئے ہیں اے حیّ والے قیوم
درختوں ستاروں صف درصف فرشتوں اور رکے
ہوئے بادوں کے بقدر تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں
ناکام واپس نہ کر اور ہمارے اعمال کا مواخذہ نہ کر اور
ہمارے گناہوں کی سزا نہ دے اور خوشنما نباتات اور
چمکدار ابر کے ذریعہ ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول
دے اور اپنے بندوں پر پھلوں (کی پیداوار) کے ذریعہ
احسان فرما اور اپنے شہروں کو کلیوں کے بارآور ہونے
سے شاداب بنا دے اور اپنے بزرگ ملائکہ کو اپنی اس
سیرابی کا گواہ قرار دے نفع بخش اور سبز، خوشگوار دل پسند

طَيِّبَةً مُبَارَكَةً مَرِيعَةً دَآئِمَةً غُزْرُهَا
وَاسِعًا دَرُّهَا زَاكِيًا نَبْتُهَا نَامِيًا زَرْعُهَا
نَاضِرًا عُودُهَا نَامِرًا فَرْعُهَا مُمْرِعَةً آثَارُهَا
غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا وَلَا جَهَامٍ عَارِضُهَا
وَلَا قَزَعٍ رَبَابُهَا وَلَا شَفَّانٍ ذِهَابُهَا
جَارِيَةً بِالْخِصْبِ وَالْخَيْرِ عَلَىٰ أَهْلِهَا
تُنْعِشُ بِهَا الضَّعِيفَ مِنْ عِبَادِكَ
وَتُحْيِي بِهَا الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ وَتُتِمُّ
بِهَا الْمَبْسُوطَ مِنْ رِزْقِكَ وَتُخْرِجُ بِهَا
الْمَخْزُونَ مِنْ رَحْمَتِكَ وَتَعُمُّ بِهَا
مَنْ نَاْىٰ مِنْ خَلْقِكَ حَتَّىٰ يَخْصِبَ
لِإِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُونَ وَيَحْيَىٰ بِبَرَكَتِهَا
الْمُسْنِتُونَ وَتُتْرِعَ بِالْقِيعَانِ غُدْرَانُهَا
وَتُورِقَ ذُرَى الْآكَامِ رَجَوَاتُهَا وَيُدْهَامَّ
بِذُرَى الْآكَامِ شَجَرُهَا وَتُعْشِبَ بِهَا
نِجَادُنَا وَتَجْرِيَ بِهَا وِهَادُنَا وَيُخْصَبَ
جَنَابُنَا وَتُقْبِلَ بِهَا ثِمَارُنَا وَتَعِيشَ
بِهَا مَوَاشِينَا وَتَنْدَىٰ بِهَا أَقَاصِينَا
وَتَسْتَعِينَ بِهَا ضَوَاحِينَا مِنَّةً مِنْ
مِنَنِكَ مُجَلَّلَةً وَنِعْمَةً مِنْ نِعَمِكَ
مُفَضَّلَةً عَلَىٰ بَرِيَّتِكَ الْمُرْمِلَةِ
وَوَحْشِكَ الْمُهْمَلَةِ وَبَهَائِمِكَ
الْمُعْمَلَةِ اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً
مُخْضِلَةً مِدْرَارًا وَاسْقِنَا الْغَيْثَ
وَاكِفًا مِغْزَارًا غَيْثًا مُغِيثًا مُمْرِعًا مُجَلْجِلًا

سیراب شدہ، ہمہ گیر پاک و با برکت بہار کیف ہو جس
کی سبزی دائمی جس کا کرم کشادہ جس کے سیراب شدہ
نباتات نشوونما کے مالک جس کی نباضی وسیع جس کی
شاخیں میوہ دار جس کے ٹکڑے تازگی بخش ہوں نہ
اس کی برق بے باراں ہو نہ (کوئی ابر) پانی سے خالی ہو،
نہ اس کی کمزور بارش ہو نہ سرد سے بغل گیر ہو ایسی
بارش ہو جو سرسبزی کے ساتھ جاری ہو، اس کے ذریعہ
تو اپنے کمزور بندوں کو طاقتور بنا دے اور تیرے شہر
جو نشوونما کی طاقت کھو چکے ہیں ان کو سرسبز کر دے اور
ان کے واسطے سے روزی کشادہ کر دے اور اپنی پوشیدہ
رحمت کو برآمد کر دے اور اسے اپنی مخلوق میں سے
ان کو بھی عطا فرما جو تیرے نافرمان ہیں یہاں تک کہ
قحط زدہ ترو تازہ ہو جائیں اور اس کی برکت سے مبتلائے
خشک سالی زندہ اور خوش حال ہو جائیں اس کی جاری
کردہ نہریں چٹیل میدانوں میں چھلک جائیں اور ٹیلوں
کی بلندیوں کو اس کے کنارے پتوں کے سرسبز لباس
پہنا دیں بلندیوں پر اس کے سینچے ہوئے درخت سبز ہو
جائیں اور اس کے ذریعہ ہماری زمینوں کے بلند مقامات
پر گیاہ ہو جائیں اور اس سے نشیبی حصوں میں نہریں بہنے
لگیں اور اطراف و جوانب خوش حال ہو جائیں اور میوے
زیادہ ہو جائیں اور اس کی وجہ ہمارے مویشی تنومند ہو
جائیں اور ہمارے دور رہنے والوں کو تازہ کر دے اور
ہمارے اطراف رہنے والے اس سے امداد حاصل کریں
تیرے اس کرم سے جو تیرے احسانات کا ایک جز ہے جو
تیرے محتاجین تیرے نظرانداز کئے ہوئے چوپایوں اور

وَاسِعًا وَابِلًا نَافِعًا سَرِيعًا عَاجِلًا سَحًّا
وَبِلًا تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ وَتَرُدُّ بِهِ
مَا قَدْ فَاتَ وَتُخْرِجُ بِهِ مَا هُوَ آتٍ
اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا رَحْمَةً مِنْكَ وَاسِعَةً
وَبَرَكَةً مِنَ الْهَاطِلِ نَافِعَةً يُدَافِعُ
الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقَ وَيَتْلُوا الْقَطْرُ
مِنْهَا مُنْبَجِسَةً بُرُوْقُهُ مُتَتَابِعَةً خُفُوْقُهُ
مُرْتَجِسَةً هُمُوْعُهُ سَيْبُهُ مُسْتَدَامٌ
وَصَوْبُهُ مُسْبَطِرٌّ وَلَا تَجْعَلْ ظِلَّهُ
عَلَيْنَا سُمُوْمًا وَبَرْدَهُ عَلَيْنَا حُسُوْمًا
وَضَوْءَهُ عَلَيْنَا رُجُوْمًا وَمَاءَهُ
رَمَادًا رِمْدِدًا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ
مِنَ الشِّرْكِ وَهَوَادِيْهِ وَالظُّلْمِ
وَدَوَاهِيْهِ وَالْفَقْرِ وَدَوَاعِيْهِ يَا مُعْطِيَ
الْخَيْرَاتِ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَمُرْسِلَ
الْبَرَكَاتِ مِنْ مَعَادِنِهَا مِنْكَ
الْغَيْثُ الْمُغِيْثُ وَاَنْتَ الْغِيَاثُ الْمُسْتَغَاثُ
وَنَحْنُ الْخَاطِئُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الذُّنُوْبِ
وَاَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ الْغَفَّارُ نَسْتَغْفِرُكَ
لِلْجَهَالَاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَنَتُوْبُ
اِلَيْكَ مِنْ عَوَامِّ خَطَايَانَا يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا
وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُّنَا
وَتَحَيَّرَتْ فِيْ مَرَابِضِهَا وَعَجَّتْ عَجِيْجَ الثَّكَالٰى
عَلٰى اَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ الدَّوَرَانَ فِيْ

وحشی جانوروں پر کرم کرنے والی ہیں۔
بارالہا وہ بارش نازل فرما جو تر کرنے والی اور
پے در پے برسنے والی ہو اور اس ابر سے سیراب فرما
جو ٹھہر ٹھہر کر برسے جس کا پانی بہت زیادہ ہو وہ ابر فریادرس
سرسبز کرنے والا گرجنے والا موسلا دھار نفع بخش سریع
اور تیز رفتار ہو اسی فراواں بارش سے مردہ زمینوں کو
زندہ کر دے اور خوش حالی جو جا چکی ہے لوٹا دے اور
جو آنے والی ہے بر آمد کر دے۔ خداوندا ہمیں اپنی وسیع
رحمت اور ابر باراں کی فائدہ رساں برکت سے سیراب
فرما جس کی ایک بڑے قطرے والی بارش دوسری بارش
کو آگے ڈھکیلنے والی اور جس کے قطروں کی ایک صف پر
دوسری صف موجود ہو جس کے ساتھ بجلیاں ہوں جو
کی حرکت پے در پے جس کی بارش کڑک دار جس کا فیض
جاری اور جس کی عطا رواں ہو۔
اس کے سایہ کو ہمارے لئے مضرت رساں اس کی
خنکی کو نامبارک اس کی روشنی کو بے حقیقت اور اس کے
پانی کو مہلک و تباہ کن نہ قرار دے خداوندا ہم تجھ سے
شرک اور اس کے ظلم اور اس کی آفتوں فقیری اور اس
کے اسباب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے نیکیوں کے ان کی
منزلوں سے جہاں وہ ہیں عطا کرنے والے اور برکتوں
کو ان کے معدن سے نکال کر بھیجنے والے ابر کا وجود
تیری ہی رحمت سے ہے تو ہی ایسا فریادرس ہے جس
سے فریاد رسی کی جاتی ہے اور ہم خطا کار اور گناہ گار ہیں
اور تو وہ بخشنے والا ہے جس سے ہم گناہوں کی بخشش
چاہتے ہیں اور اے رحم کرنے والے اپنی لغزشوں سے

مُوَاقِعِهَا وَالْحَنِينِ اِلٰی مَوَارِدِهَا حِينَ حَبَسْتَ عَنْهَا قَطْرَ سَمَاءٍ فَدَقَّ كَذَالِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ شَحْمُهَا وَانْقَطَعَ دَرُّهَا اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ اَنِينَ الْآنَّةِ وَحَنِينَ الْحَانَّةِ فَاِلَيْكَ ارْتِجَاؤُنَا وَاِلَيْكَ مَآبُنَا فَلَا تَحْبِسْهُ حَيْثًا لِتَبْطِنَكَ سَرَائِرَنَا وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا فَاِنَّكَ تُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَاَنْتَ وَلِيُّ الْحَمِيدُ ۞

(صحیفہ علویہ)

تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ بارالٰہا ہمارے پہاڑ خشک ہو چکے ہیں اور زمین غبار پوش ہو چکی ہے ہمارے چوپائے سرگردان اور اپنے باندھے جانے کی جگہوں میں حیران ہیں جس طرح پسر مردہ عورتیں اپنے بچوں کے لئے روتی ہیں وہ چیخ رہے ہیں اپنی چراگاہوں میں گھومتے گھومتے اپنی سیراب گاہوں کے اشتیاق میں تھک کر خستہ اور ملول ہو گئے ہیں جب کہ ابر سے نزول قطرات روک لئے گئے ہیں اسی لئے ان کی ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور ان کی چربی جاتی رہی ہے اور ان کا دودھ ختم ہو گیا ہے۔ خداوندا کراہنے والوں کی کراہ اور رغبت کرنے والوں کے اشتیاق پر رحم کر کر ہماری امید تجھ سے وابستہ ہے اور تیری ہی جانب ہماری بازگشت ہے ہمارے رازوں سے باخبر ہونے کی وجہ ہمارے لئے پانی بند نہ کر اور ہم میں کے بیوقوفوں کے افعال کا مواخذہ نہ کر۔ یہ تو ہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے پر پانی برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے تو ہی سب کا ولی اور مستحق حمد ہے۔

۞ ــــــــــــ ۞

سلونی قبل ان تفقدونی

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام اس طرح مسجد روانہ ہوئے کہ رسول خداؐ کی چادر اوڑھے ہوئے عمامہ زیب سر کئے ہوئے پاؤں میں پاپوش رسول اور کمر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار تھی۔ مسجد پہونچکر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے۔

یا معشر الناس! سلونی قبل ان تفقدونی وهذا سفط العلم هذا لعاب رسول اللّٰه هذا ما زقنی رسول اللّٰه زقا زقا، سلونی فان عندی علم الاولین

اے لوگو! سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ یہ علم سے سیری ہے یہ لعاب رسول اللہ کا اثر ہے یہ وہی علم ہے جو رسول اللہ نے میرے سینہ میں بھرا تھا۔ سوال کر لو مجھ سے کہ میرے پاس اولین و

والاخرین۔

اما واللہ لو ثنیت لی الوسادۃ فجلستُ علیہا لافتیت اھل التوراۃ بتوراتھم واھل الانجیل بانجیلھم واھل الزبور بزبورھم واھل القرآن بقرآنھم حتی ینطق کل کتاب من کتب اللہ فیقول صدق علیٌّ لقد افتاکم بما انزل اللہ فیّ انتم تتلون القرآن لیلاً ونہاراً فھل فیکم احد یعلم ما انزل اللہ فیہ ولولا آیۃ فی کتاب اللہ لاخبرتکم بما کان وما یکون وما ھو کائن الی یوم القیامۃ وھی ھذہ الآیۃ "یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب" (رعد ۳۹)

والآخرین کا علم ہے۔

خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو اہل تورات کے فیصلے تورات سے اہل انجیل کے انجیل سے اہل زبور کے زبور سے اور اہل قرآن کے قرآن سے کروں تو خدا کی تمام کتابیں کہنے لگیں گی کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم میں نازل فرمایا ہے اس سے آپ نے جو کچھ فتویٰ دیا اس کی ہم تصدیق کرتے ہیں تم لوگ روز و شب تلاوت قرآن کرتے ہو پس کیا تم میں سے ایک متنفس بھی جانتا ہے کہ خدا نے اس میں کیا کیا نازل فرمایا ہے ورنہ قرآن کی اس آیت سے میں تمہیں مطلع کروں گا کہ جو کچھ تھا جو ہے اور جو کچھ روز قیامت تک واقع ہوگا اور وہ آیت یہ ہے۔

" اللہ جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم کر دیتا ہے اور ام الکتاب تو اسی کے پاس ہے" (رعد ۳۹)

ثم قال " سلونی قبل ان تفقدونی فوالذی فلق الحبۃ وبری النسمۃ لو سالتمونی عن آیۃ آیۃ فی لیل نزلت ام فی نہار نزلت، مکیھا ومدنیھا سفریھا وحضریھا، وناسخھا ومنسوخھا ومحکمھا ومتشابھا، وتاویلھا وتنزیلھا لانباتکم "

پھر فرمایا سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اس کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا اگر تم مجھ سے آیات کے متعلق سوال کرو تو میں بتا دوں گا کہ کون سی آیت رات میں نازل ہوئی کونسی دن میں؟ کونسی مکی ہے اور کون سی مدنی، کون سی سفر میں نازل ہوئی کون سی حضر میں کونسی آیات ناسخ ہیں اور کون سی منسوخ کونسی محکم ہے اور کونسی متشابہ اور کس کی کیا تاویل ہے کیا تنزیل ہے جس کی تمہیں خبر نہیں

۱۔ فقام الیہ رجل من اقصی المجلس۔ فقال : یا امیر المومنین دلنی علی عمل ینجینی اللہ بہ من النار ویدخلنی الجنۃ "

۱۔ ایک آدمی جو بہت دور بیٹھا تھا کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام مجھے اس علم کی رہنمائی کیجئے جس کے ذریعہ خدا مجھے جہنم سے نجات دے اور جنت میں داخل کرے۔

قال ع: اسمع، ثم افهم، ثم استيقن
قامت الدنيا بثلاث: بعالم ناطق
مستعمل لعلمه، وبغني لا يبخل بماله على
اهل دين الله وبفقير صابره
فاذا كتم العالم علمه، وبخل الغني
بماله، ولم يصبر الفقير على فقره فعندها
الويل والثبور، وكادت الارض ان ترجع
الى الكفر بعد الايمان۔

ايها السائل لا تغترن بكثرت
المساجد، وجماعة اقوام اجسادهم مجتمعة
وقلوبهم متفرقة، فانما الناس
ثلاث: زاهد وراغب وصابر۔ اما
الزاهد فلا يفرح بالدنيا اذا اتته
ولا يحزن عليها اذا فاتته واما الصابر
فيتمناها بقلبه فان ادرك منها شيئاً
صرف عنها نفسه لعلمه بسوء العاقبة
واما الراغب فلا يبالي من حل اصابها
ام من حرام۔

۲: قال: يا امير المومنين فما علامة
المومن في ذلك الزمان۔

قال: ينظر على ولي الله فيتولاه والى
عدو الله فيبرا منه وان كان
حميما قريبا

حضرت علیؑ۔ سن لے اور سمجھ پھر یقین کر کہ دنیا کا قیام تین
باتوں کی وجہ سے ہے۔ عالم ناطق جو اپنے علم پر عمل
کرے۔ دوسرے مالدار جو اپنے مال کو اہل دین پر صرف
کرنے میں بخل نہ کرے تیسرے فقیر جو صابر ہو۔

اگر عالم اپنے علم کو چھپائے، غنی اپنے مال میں بخل
کرے اور فقیر اپنے فقر پر صبر نہ کرے تو ویل وتباہی
ہوگی اور دنیا ہلاک ہو جائے گی اور ایمان کے بعد کفر
کی طرف رجوع ہو جائے گی۔

اے سائل مساجد کی کثرت پر مغرور نہ ہو۔ بعض
گروہ مردم ایسے ہیں کہ ان کے بدن تو مجتمع ہیں مگر ان کے
قلوب متفرق ہیں۔ جان لو کہ خلق خدا کے تین گروہ ہیں زاہد،
راغب وصابر، زاہد وہ ہے جو دنیا کی کسی چیز کے اس کی
طرف آنے پر خوش نہ ہو اور دنیا کی کسی چیز کے جانے پر غمگین
نہ ہو۔ صابر وہ ہے جو اپنے دل سے دنیا کی آرزو نہیں کرتا اور
جب ہاتھ آجاتی ہے تو اس سے معترض بھی نہیں ہوتا اس لئے
کہ وہ اس کے انجام کو جانتا ہے اور راغب وہ ہے جو
حاصل شدہ دنیا کے حلال وحرام کی پرواہ
نہ کرے۔

۲۔ سائل، یا امیر المومنینؑ، اس زمانہ میں مومن کی کیا
علامت ہوگی۔

امیر المومنینؑ: مومن کی یہ علامت ہے کہ اگر وہ ولی
خدا کے قریب رہنا چاہتا ہے اور اس کی طرف نظر کرے
تو اس کو دوست بنالے اور اگر دشمن خدا کی طرف
نظر کرے تو اس سے برائت حاصل کرے خواہ وہ قریبی
رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

قال : صدقت واللہ یا امیرالمومنینؑ
ثم غاب فلم یر۔
فقالؑ : ھذا اخی الخضرؑ۔

یا امیرالمومنین خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا۔
پھر وہ غائب ہو گیا اور کسی نے اس کو نہ دیکھا
حضرت نے فرمایا کہ یہ بھائی خضرؑ تھے۔

۳۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرما کر کہا:۔

ایھا النّاس سلونی فان بین جوانحی علماً جمّاً۔

اے لوگو! سوال کرو مجھ سے کہ میرے سینہ میں علم بھرا ہوا ہے۔

ابن الکوا اٹھ کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ:۔

یا امیرالمومنین ما الذاریات ذرواً؟
پراگندہ کرنے والی ہوا کیا ہے۔

قالؑ :۔ الریاح
امیرالمومنینؑ : وہ ایک ہوا ہے۔

قالؑ۔ فما الحاملات وقراً ؟
ابن الکوا: بوجھ اٹھانے والے کون ہیں ؟

قالؑ۔ السحاب
امیرالمومنینؑ : ابر

قالؑ۔ فما الجاریات یسراً ؟
ابن الکوا۔ آسانی سے چلنے والی کون ہیں۔

قالؑ۔ السفن
امیرالمومنینؑ : کشتیاں

قالؑ : فما المقسمات امراً ؟
ابن الکوا۔ احکام کے پہونچانے والے کون ہیں ؟

قالؑ : الملائکۃ
امیرالمومنینؑ : فرشتے۔

قال : یا امیرالمومنین وجدت کتاب اللہ ینقض بعضہ بعضاً۔
ابن الکوا۔ یا امیرالمومنین میں نے کتاب خدا کے بعض حصوں کو بعض کا منافی پایا۔

قال : ثکلتك امك یا بن الکوا کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضاً ولا ینقض بعضہ بعضاً فسل عما بدالك۔
امیرالمومنینؑ۔ اے ابن الکوا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے کتاب خدا کے بعض حصے بعض کی تصدیق کرتے ہیں نہ کہ تنقیض۔ سوال کرے کہ وہ کون سے مقامات ہیں۔

قال : یا امیرالمومنینؑ سمعتہ یقول "رب المشارق والمغارب" وقال فی آیۃ اخری "رب المشرقین ورب المغربین" وقال فی آیتا اخری۔ "رب المشرق والمغرب"
ابن الکوا : یا امیرالمومنینؑ میں نے قرآن میں ایک جگہ "مشارق و مغارب کا رب" اور ایک بعد کی آیت میں "رب المشرقین ورب المغربین" اور آخری آیت میں "مشرق و مغرب" کا رب پڑھا ہے۔

قالؑ: ثکلتك املك ابن الکواء هذا المشرق وهذا المغرب، واما قوله: رب المشرقین ورب المغربین، فان مشرق الشتاء علی حدة ومشرق الصیف علی حدة اما تعرف ذلک من قرب الشمس وبعدها؟ واما قوله "رب المشارق والمغارب فان لها ثلثمائة وستین برجا" تطلع کل یوم من برج، تغیب فی آخر فلا تعود الیه الامن قابل فی ذلك الیوم۔

امیرالمومنین اے ابن الکوا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے یہ مشرق ہے اور یہ مغرب اور قول خدا کہ "دو مشرقوں اور دو مغربوں کا رب ہے" اس میں ایک مشرق گرما ہے اور دوسری مشرق سرما۔ آفتاب کی حدت کو تو اس کی نزدیکی اور دوری سے جان لے گا۔ اور قول خدا مشرقوں اور مغربوں کے رب کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تین سو ساٹھ مقام ہیں اور وہ ہر روز ایک مقام سے طلوع ہوتا ہے اور دوسرے مقام پر غروب ہوتا ہے۔ پھر یہ اسی مقام پر اس وقت تک واپس نہیں آتا۔ جب تک کہ وہی دن پلٹ کر نہ آئے۔

قال: یا امیرالمنین کم بین موضع قدمك الی عرش ربك۔

ابن الکوا: یا امیرالمومنین آپ کے قدم کے مقام سے آپ کے رب کے عرش کا فاصلہ کتنا ہے

قال ثکلتك املك یا ابن الکوا سل متعلما ولا تسال متعنتا من موضع قدمی الی عرش ربي ان یقول قائل مخلصا "لا الٰه الا اللّٰه"۔

امیرالمومنینؑ: تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اے ابن الکوا علم حاصل کرنے والے سوال کر تنگ کرنے والے سوال نہ کر۔ میرے مقام قدم سے میرے رب کے عرش کا فاصلہ اتنا ہے کہ ایک مخلص لا الہ الا اللہ کہے۔

قال: یا امیرالمومنین فما ثواب من قال لا الٰه الا اللّٰه؟

ابن الکوا: لا الٰه الا اللّٰه کہنے کا ثواب کیا ہے۔

قالؑ: من قال لا الٰه الا اللّٰه مخلصا طمست ذنوبه کما یطمس الحرف الاسود من الرق الابیض فان قال ثانیة۔ لا الٰه الا اللّٰه مخلصا خرقت ابواب السموات وصفوف الملائکة حتی یقول الملائکة بعضها

امیرالمومنین جس نے خلوص سے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا اس کے گناہ اسی طرح مٹ جاتے ہیں۔ جیسا کہ سفید کاغذ پر سے سیاہ حروف۔ اگر اس نے دوسری مرتبہ خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ کہا آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ملائکہ ایک دوسرے سے کہنے لگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی عظمت کے سامنے جھک

بعض: اختشعوا لعظمة الله فاذا
قال ثالثة لا اله الا الله مخلصًا تنته
دون العرش فيقول الجليل اسكني
فوعزتي وجلالي لاغفرن لقائلك
بما كان فيه ثم تلا هذه الاية
"اليه يصعد الكلمه الطيب والعمل
الصالح يرفعه" يعني اذا كان عمله
صالحًا ارتفع قوله وكلامه۔

قال: يا امير المومنين اخبرني عن
قوس قزح۔

قال ؑ: ثكلتك امك لا تقل قوس و
قزح فان قزحا اسم شيطان، ولكن۔

قال: قوس الله، اذا بدت يبدو
الخصب والريف۔

قال: اخبرني يا امير المومنين عن
المجرة التي تكون في السماء

قال ؑ۔ هي شرج في السماء، وامان
لاهل الارض من الغرق، ومنه غرق
الله قوم نوح بماء منهمرة

قال:۔ يا امير المومنين اخبرني عن
المحو الذي يكون في القمرة

قال ؑ: الله اكبر الله اكبر الله اكبر
رجل عمي يسأل عن مسالة عمياء، اما سمعت
الله تعالیٰ يقول: وجعلنا الليل والنهار
آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية

جائیں اور اگر کسی نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ اخلاص کے
ساتھ کہا تو وہ عرش کے بھی آگے پہونچ جائے گا تو خدا
فرمائے گا کہ ٹھہر جا میری عزت وجلال کی قسم جو کچھ اس کے
ساتھ ہے اس کے دگنا ہوں کے باوجود میں ضرور اس کو
بخش دوں گا اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی
اس کی طرف پاکیزہ کلمات صعود کرتے ہیں اور اس کو
عمل صالح بلند کرتا ہے۔ یعنی جب اس کا عمل نیک ہوتا
ہے۔ اس کا قول اور اس کا کلام بلند کیا جاتا ہے۔

ابن الکوا۔ یا امیر المومنین قوس قزح کے متعلق ارشاد
فرمایئے۔

امیر المومنین ؑ: تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے قوس قزح
مت کہہ کیونکہ قزح شیطان کا نام ہے اور کہہ قوس خدا
جب یہ نکلتی ہے سبزی اور چارہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

ابن الکوا۔ یا امیر المومنین کہکشاں سے متعلق کچھ فرمایئے
جو آسمان میں ہے۔

امیر المومنین ؑ: یہ آسمان میں ایک راستہ ہے اور اہل
زمین کے لئے غرق ہونے سے باعث امن ہے۔ اسی سے
موسلا دھار بارش برسا کر خدا نے قوم نوح کو غرق کیا تھا۔

ابن الکوا: یا امیر المومنین مجھے اس نشان سے خبر دیجئے
جو چاند میں ہے۔

امیر المومنین مجھے اس نشان سے خبر دیجئے جو
چاند میں ہے

امیر المومنین ؑ: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ایک اندھا
ایسے مسئلے سے متعلق سوال کر رہا ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے

النهار مبصرة۔

قال: یا امیر المومنین اخبرنی عن اصحاب رسولؐ

قالؑ: عن ای اصحاب رسول اللّٰہ تسالنی؟

قالؑ: یا امیر المومنین اخبرنی عن ابی ذر الغفاری۔

قالؑ: سمعت رسول اللّٰہ یقولؐ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء علی ذی لھجۃ اصدق من ابی ذر۔

قال: یا امیر المومنینؑ: فاخبرنی عن سلمانؓ الفارسی ۃ

قالؑ: بخ بخ سلمان منا اھل البیت ومن لکم بمثل لقمان الحکیم علم علم الاول والاخرہ

قال: یا امیر المومنین اخبرنی عن حذیفۃ بن الیمانی ۃ

قالؑ: ذالک امرء علم اسما المنافقین ان تسألوہ عن حدود اللّٰہ تجدوہ بھا عالماً۔

قال: یا امیر المومنین فاخبرنی عن عمار بن یاسر۔

قالؑ: ذالک امرء حرم اللّٰہ لحمہ ودمہ علی النار ان تمس شیأ منھا ۃ

قال: یا امیر المومنین فاخبرنی عن نفسک۔

کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے رات اور دن دونوں کو آیات قرار دی ہیں پس ہم آیت شب کو محو کر دیتے ہیں اور آیت دن کو مبصر قرار دیتے ہیں۔

ابن الکوا: امیر المومنین اصحاب رسول سے متعلق ارشاد فرمایئے۔

امیر المومنینؑ رسول اللہ کے کن اصحاب سے متعلق سوال کرتا ہے۔

سائل یا امیر المومنین علیہ السلام ابو ذر غفاری سے متعلق فرمایئے۔

امیر المومنینؑ۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ کسی شخص پر نہ کسی درخت نے سایہ ڈالا اور نہ زمین تنگ ہوئی جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔

سائل: یا امیر المومنین سلمان فارسی کے متعلق بتایئے۔

امیر المومنین۔ مبارک ہو مبارک ہو کہ سلمان ہم اہلبیت سے ہے اور تم میں حکیم لقمان کے مثل ہے وہ اولین و آخرین کے علم کا حامل ہے۔

سائل: یا امیر المومنین حذیفہ یمانی کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔

امیر المومنین: وہ ایک مرد تھا جو منافقین کے نام جانتا تھا۔ اگر تم اس سے حدود خدا کے متعلق سوال کرتے تو اس کو اس کا عالم پاتے۔

ابن الکوا: یا امیر المومنین عمار بن یاسر کے متعلق کچھ فرمایئے۔

امیر المومنین وہ ایک مرد تھا جس کے گوشت اور خون پر خدا نے جہنم کو حرام کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی چیز کو مس کرے۔

ابن الکوا۔ یا امیر المومنینؑ اپنے نفس کے متعلق کچھ فرمایئے۔

قال ع: کنت اذا سالت اعطیتُ واذا سکت ابتدئت۔

امیر المومنین ع جو کچھ تو نے پوچھا میں نے اس کا جواب دیدیا اور جب میں خاموش ہو گیا تو نے ابتداء کی یعنی اس کے متعلق کچھ نہ پوچھ۔

قال: "یا امیر المومنین اخبرنی عن قول اللّٰہ عزوجل، قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ....."

ابن الکوا یا امیر المومنین اس قول خدا کے متعلق کچھ فرمائیے ان سے کہدو کہ آیا ہم ان کے متعلق خبر دیں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں۔

قال: کفرۃ اھل الکتاب الیھود والنصاریٰ وقد کانوا علی الحق فابتدعوا فی ادیانھم وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً ہٗ

امیر المومنین: یہود و نصاریٰ نے جو اہل کتاب تھے کفر کیا تھا۔ حالانکہ وہ حق پر تھے پھر بھی انہوں نے دین میں بدعت پیدا کر دی۔ اور گمان کرنے لگے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے تھے۔

ثم نزل عن المنبر وضرب بیدہ علی منکب ابن الکوا۔

پھر امیر المومنین منبر سے نیچے تشریف لائے اور ابن کوا کے کاندھے پر ہاتھ سے ضرب لگائی اور فرمایا۔

ثم قال ع: یا ابن الکوا وما اھل النھروان منھم ببعید ہٗ

امیر المومنین: اے ابن کوا اہل نہروان سے کیا بعید کیا گیا تھا۔

فقال: یا امیر المومنین ما ارید غیرک ولا اسئال سواک

ابن الکوا: یا امیر المومنین میں آپ کے سوا کسی کو نہیں سمجھتا اور کسی سے سوال نہیں کرتا۔

قال ع: فرأتنا ابن الکوا یوم النھروان فقیل له: ثکلتک امک بالامس تسائل امیر المومنین عما سالته وانت الیوم تقاتلهٗ فرأتنا رجلا حمل علیه فطعنه فقتله ہٗ

امیر المومنین: اے ابن الکوا یوم نہروان میں نے کچھ دیکھا تھا اس کے متعلق کہا گیا تھا کہ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو نے کل جو امیر المومنین سے سوال کیا تھا۔ وہ کس کے متعلق تھا تو اس روز اس سے مقاتلہ کر رہا تھا پس میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ سے قتل کر دیا۔

۵ - امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا:-

سلونی عن کتاب اللّٰہ عزوجل فو اللّٰہ ما نزلت آیۃ من کتاب اللّٰہ فی لیل ونھار ولا مسیر ولا مقام الا وقد اقرانیھا رسول اللّٰہ وعلمنی تاویلھا۔

کتاب خدائے عزوجل سے متعلق مجھ سے سوال کرو خدا کی قسم رسول اللہ نے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے خواہ وہ دن میں ہو یا رات میں سفر میں ہو یا حضر میں مجھے پڑھ کر سنایا اور اس کی تاویل کی تعلیم دی۔

فقام الیہ ابن الکوا فقال : یا امیر المومنین
فما کان ینزل علیہ وانت غائب عنہ :
قال ۴۔ کان رسول اللہ ما کان ینزل علیہ
من القرآن وانا غائب عنہ حتی اقدم
علیہ فیقرانیہ ویقول لی یا علی انزل
اللہ علی بعدک کذا وکذا وتاویلہ
کذا وکذا فیعلمنی تنزیلہ وتاویلہ۔

ابن کوا کھڑا ہوا اور عرض کیا یا امیر المومنین آپ کے غائبانے
میں ان پر کیا نازل کیا گیا تھا۔
حضرت : میرے غیاب میں قرآن سے جو کچھ رسول اللہ
پر نازل ہوتا تھا رسول اللہ میرا انتظار کرتے تھے اور
میرے آنے پر پڑھ کر سناتے تھے اور مجھ سے فرماتے تھے
کہ یا علیؑ تمہارے جانے کے بعد خدا نے یہ اور یہ نازل فرمایا
اور اس کی تاویل اس طرح ہے اور مجھے اس کی تاویل و
تنزیل کی تعلیم دیتے تھے۔

وجاء فی الآثار :۔ ان امیر المومنین کان
یخطب فقال فی خطبتہ سلونی قبل ان
تفقدونی، فواللہ لا تسالونی عن فتنۃ تضل
مائۃ وتھدی مائۃ الا نباتکم
بناعقھا وسائقھا الی یوم القیامۃ۔

ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ کے
دوران میں فرمایا کہ " سلونی قبل ان تفقدونی "
خدا کی قسم تم لوگوں نے اس فتنہ کے متعلق مجھ سے سوال
نہ کیا جس سے سو آدمی گمراہ ہوں گے اور سو ہدایت پائیں
گے آگاہ ہو جاؤ کہ قیامت تک کے لئے اس کے للکارنے والے
اور ہانکنے والے سے متعلق میں تمہیں خبر دیتا ہوں۔

فقام الیہ رجل (اشعث ابن قیس)
فقال : یا امیر المومنین : اخبرنی کم
فی راسی ولحیتی من طاقۃ شعر۔
فقال امیر المومنین : واللہ لقد حدثنی
خلیلی رسول اللہ بما سالت عنہ، وان
علی کل طاقۃ شعر فی راسک ملکا یلعنک
وعلی کل طاقۃ شعر فی لحیتک شیطانًا
یستفزک، وان فی بیتک سخلا یقتل
ابن رسول اللہ، ذلک مصداق ما خبر
تک بہ ولولا ان الذی سالت یعسر
برھانہ لاخبرتک بہ، ولکن آیۃ

اشعث ابن قیس کھڑا ہوا اور پوچھا :
اشعث - یا امیر المومنین یہ بتایئے کہ میرے سر میں اور
داڑھی میں کتنے بال ہیں۔
امیر المومنینؑ۔ خدا کی قسم میرے خلیل رسول اللہ تیرے اس
سوال سے متعلق ارشاد فرما چکے ہیں کہ تیرے سر کے ہر بال
پر ایک فرشتہ تجھ پر لعنت بھیج رہا ہے اور تیری داڑھی
کے ہر بال پر ایک شیطان تجھ کو اغوا کر رہا ہے بتحقیق کہ
تیرے گھر میں ایک ذلیل لڑکا ہے جو فرزند رسولؐ کا
قاتل ہے۔ یہ اس بات کا مصداق ہوگا جس کی میں تجھ کو خبر
دیتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ
کرتا تو اس کی دلیل ٹوٹ جاتی جس کی میں نے تجھے خبر دی۔

ذلك ما نبا تك به من لعنك وسخلك الملعون وكان ابنه في ذلك الوقت صبيًا صغيرًا يحبو فلما كان من امر الحسينؑ ما كان تولى قتله وكان الامر كما قال امير المومنين عليه السلام۔

لیکن میں نے جو تجھے تجھ پر لعنت سے متعلق خبر دی اور وہ تیرا ملعون لڑکا جو اس وقت ایک بچہ ہے جو امر حسینؑ کے وقت (جنگ کربلا کے روز) اس امر کو اختیار کرے گا جسے اس کے قتل کے لئے کوئی اختیار نہ کرے گا۔ (ایسا ہی ہوا جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا)

(کتاب الاحتجاج ج ۱۔ صـ ۳۸۴)

۳: اسی طرح دوسرے روز تمیم نے بھی یہی سوال کیا تھا اور حضرت نے اس کو بھی ایسا ہی جواب دیا اس کا بیٹا حصین ابن تمیم کربلا میں ابن زیاد کے لشکر میں تھا۔

۴: ایک اور شخص حبیب جماز نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میں نے وادی القریٰ میں خالد بن عرفطہ کو مردہ پایا اس کے لئے استغفار کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ:

واللّٰه مامات ولا يموت حتى يقود جيش ضلالة صاحب لوائه حبيب ابن جماز ۃ

خدا کی قسم نہ وہ مرا ہے اور نہ مرے گا جب تک کہ گمراہ فوج قیدنہ ہو جائے جس کا صاحب علم حبیب ابن جماز ہو گا۔

حبیب جماز: یا امیر المومنین حبیب جماز میں ہی ہوں اور آپ کو دوست رکھتا ہوں۔

امیر المومنینؑ: تو ہی حبیب جماز ہے۔

حبیب: جی ہاں۔

امیر المومنینؑ: کیا تو ہی حبیب جماز ہے۔

حبیب: خدا کی قسم میں ہی حبیب جماز ہوں۔

امیر المومنینؑ: اما واللّٰه انك لحاملها ولادخلن بها من هذا الباب

ترجمہ: کوفہ کے باب الفیل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آگاہ ہو جا خدا کی قسم تو ہی اس کا حامل علم ہو گا اور تو ہی حملہ کرے گا اور ان کے ساتھ اس دروازہ سے داخل ہو گا۔

(۵) حضرت علی علیہ السلام نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد تین مرتبہ فرمایا کہ سلونی قبل ان تفقدونی۔ اس اعلان پر صعصعہ ابن صوحان اپنی جگہ سے اٹھے اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ دجال کب خروج کرے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس امر کے لئے چند علامات ہیں۔ جیسا کہ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم پڑتا ہے اگر تو چاہتا ہے تو بیان کروں۔ صعصعہ نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ فرمایئے۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا :۔

إذا أماتت الناس الصلوة وأضاعوا الأمانة واستحلّوا الكذب وأكلوا الرّبا وأخذوا الرّشاء وشيّدوا البنيان وباعوا الدين بالدنيا واستعملوا السفهاء وشاوروا النساء وقطعوا الأرحام واتّبعوا الأهواء واستخفّوا بالدماء وكان الحلم ضعفاً والظّلم فخراً وكانت الأمراء فجرة والوزراء ظلمة والعرفاء خونة والقرّاء فسقة وظهرت شهادات الزور واستعلن الفجور وقول البهتان والإثم والطّغيان وحليت المصاحف وزخرفت المساجد وطوّلت المنار وأكرم الأشرار وازدحمت الصفوف واختلف الأهواء ونقضت العقود واقترب الموعود وشاركت النساء أزواجهنّ في التجارة حرصاً على الدنيا وعلت أصوات الفسّاق واستمع منهم وكان زعيم القوم أرذلهم واتّقي الفاجر مخافة شرّه وصدّق الكاذب واؤتمن الخائن واتّخذت القيان والمعازف ولعن آخر هذه الأمّة أوّلها وركب ذوات الفروج السروج وتشبّه النساء بالرجال وشهد الشاهد من غير أن يستشهد وشهد الآخر قضاء لذمام بغير حقّ عرفه وتفقّه لغير الدين وآثروا عمل الدنيا على الآخرة ولبسوا جلود الضأن على قلوب الذئاب وقلوبهم أنتن من الجيف وأمرّ من الصبر فعند ذلك الوحا الوحا العجل العجل خير المساكن يومئذ بيت المقدس ليأتينّ على الناس زمان يتمنّى أحدهم أنّه من سكّانه ٥

ترجمہ :۔ اس وقت جب کہ لوگ نماز قضا کرنے لگیں، امانت کو ضائع کرنے لگیں۔ جھوٹ کو حلال سمجھیں، سود کھانے لگیں رشوت لینے لگیں عمارت ہائے محکم تعمیر کرنے لگیں، دین کو دنیا کے لئے بیچنے لگیں۔ کمینہ لوگوں کو داخل امر کرنے لگیں عورتوں سے مشورہ کرنے لگیں، قطع رحم کریں خواہش نفس کے تابع ہو جائیں خون ریزی کو آسان سمجھنے لگیں، ان کا حلم ضعیف ہو جائے ظلم وستم کو فخر سمجھنے لگیں۔ نامراد فاجر ہو جائیں اور وزراء ظالم ہو جائیں عرفا خیانت کرنے لگیں۔ قاریان قرآن فاسق ہو جائیں، شہادت دروغ ظاہر ہو جائے۔ فجور و بہتان اور گناہ طغیان آشکار ہو جائے۔ قرآن کو صرف زینت دی جائے۔ مساجد منقش کی جائیں اور اس کے مینار بلند تعمیر ہوں۔ اشرار مکرم ہوں۔ صف ہائے نماز ازدحام بن جائیں مخلوق کی خواہشات ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ عہد شکنی ہونے لگے۔

وعدہ جو کیا گیا ہے، قریب ہو جاتے۔ عورتیں دنیا کی حرص و طمع میں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں فاسقوں کی آواز بلند ہو یعنی فاسق مقبول القول ہوں اور ان کی باتیں سنی جائیں اور ان کی اطاعت کی جائے۔ اراذل قوم رئیس ہو جائیں اور فاجرین سے ان کے شر کی وجہ لوگ ڈرنے لگیں۔ جھوٹوں کی تصدیق ہونے لگے اور خائن امین شمار ہونے لگیں۔ چنگ و آلات لہو و لعب کی اور بدکاریوں کی عظمت ہو۔ اس امت کے آخرین ان کے اولین پر لعنت کرنے لگیں۔ عورتیں زین پر بیٹھنے لگیں عورتیں اور مرد ایک دوسرے کی شباہت اختیار کرنے لگیں، ایک شاہد کہ جس سے شہادت طلب کی جائے شہادت دے اور شاہد دیگر اپنے دوست کے ملاحظہ و مراعات کی وجہ شہادت باطل دے۔ مسائل دینیہ فاسد اغراض کے لئے یاد کئے جائیں۔ کارہائے دنیا کو آخرت پر مقدم قرار دینے لگیں۔ اور پوست گوسفند بھیڑیوں کے قلوب پر پہنانے لگیں یعنی ان کا ظاہر بکرے اور ان کا باطن بھیڑیئے کے مانند ہو جائے، حالانکہ ان کے قلوب مردار سے زیادہ گندہ اور صبر سے زیادہ تلخ ہوں گے پس اس وقت چاہیئے کہ عجلت کریں عجلت اس زمانہ میں بہترین مسکن بیت المقدس ہوگا اس زمانہ کے لوگ ہر آئینہ آرزو کریں گے کہ اس مقام کے ساکن بنیں۔

(۶) جب کلام معجز بیان اس حد تک پہنچا اصبغ بن نباتہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا امیرالمومنین علیہ السلام دجال کون ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ دجال صاید بن عبید ہے جو اس کی تصدیق کرے گا وہ شقی ہے اور جو اس کی تکذیب کرے وہ سعید ہوگا۔ وہ شہر اصفہان کے موضع یہودیہ سے خروج کرے گا اس کی سیدھی آنکھ خلقت ہی سے نہ ہوگی یعنی اس کو حدقہ چشم ہی نہ ہوگا اور دوسری آنکھ صبح کے ستارہ کی مانند چمکتی ہوگی اس کی آنکھوں میں کوئی چیز گوشت کے ٹکڑے کی مانند ہوگی جو خون سے ممزوج ہوگی۔ دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر اس طرح لکھا ہوگا کہ ہر شخص اس کو پڑھ سکے گا خواہ وہ نوشت و خواند جانتا ہو یا نہ جانتا ہو وہ دریاؤں میں داخل ہوگا اس کے سامنے دھوئیں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پیچھے ایک پہاڑ ہوگا جس کو مخلوق سمجھے گی کہ اس میں کھانے کی چیزیں ہیں۔ وہ سخت قحط کے زمانہ میں خروج کرے وہ سبز یا خاکی رنگ کے گدھے پر سوار ہوگا جس کا ایک ایک قدم ایک ایک میل کا ہوگا۔ زمین اس کے پاؤں میں پیچیدہ ہوگی۔ وہ جس پانی پر سے گذرے گا وہ قیامت تک کے لئے خشک ہو جائے گا۔ وہ بلند آواز سے ندا دے گا جس کو مشرق و مغرب کے درمیان تمام جن وانس و شیاطین وغیرہ سن سکیں گے۔ وہ کہے گا کہ اے میرے دوستو میری طرف آؤ کہ میں نے ہی تمام مخلوقات کو خلق کیا اور ان کی صورت و ہیئت کا تعین کیا اور ان کی معیشت کا انتظام کیا اور روزی دی اور انہیں دین اور اپنی توحید و معرفت کی ہدایت کی۔ میں تمہارا پروردگار ہوں اور ہر چیز پر قادر ہوں یہ دشمن خدا جھوٹ کہے گا کیونکہ وہ ایک شخص ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازار میں پھرتا ہے، تمہارا پروردگار نہ اندھا ہے اور نہ کھانا کھاتا ہے نہ راستہ چلتا ہے اور نہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ اس کے تابعین سے اکثر اولاد زنا اور صاحبان طیلسان سبز ہوں گے۔ (یہ ایک

پارچہ ہوگا جو ردا کی طرح کاندھے پر ڈالا جاتا ہے) خداوند عالم اس کو شہر شام میں بمقام تل عفیفت درۂ عقبہ پر روز جمعہ تین ساعت گذر نے پر اس شخص کے ہاتھ سے قتل کرائیگا جس کے پیچھے مسیح ابن مریم نماز پڑھیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ اس کے بعد طامۂ کبریٰ واقع ہوگا۔

اصحاب نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ طامۂ کبریٰ کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ صنعاء کے نزدیک دابۃ الارض کا خروج ہے اس کے پاس سلیمان کی انگشتری اور موسیٰ کا عصا ہوگا۔ وہ انگشتری کو ہر مومن کے چہرے پر سے گذارے گا تو یہ سچا مومن ہے۔ یعنی ھٰذا مُوْمِنٌ حق لکھ دیا جائے گا اور جب انگشتری کافر کے چہرے پر سے گذرے گی تو ھذا کافر "حق" یعنی یہ دراصل کافر ہے لکھ دیا جائے گا اس وقت مومنین آوازیں دیں گے کہ اے کافر تجھ پر وائے ہو اور کفار آوازیں دیں گے کہ اے مومن تجھ کو مبارک ہو کیا اچھا ہوتا کہ آج ہم بھی تیری مانند ہوتے اور فیض عظیم پاتے۔ اس کے بعد دابۃ الارض مغرب سے طلوع آفتاب کے بعد اپنے سر کو اٹھائے گا تمام مخلوق جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے اس کو دیکھیں گی۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اسی روز سے نہ ہی توبہ قبول ہوگی اور نہ عمل اور نہ ایمان کا لانا کوئی فائدہ پہونچائے گا۔ اب مجھ سے نہ پوچھو کہ خروج دابۃ الارض کے بعد کیا ہوگا کیونکہ میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ خدا کی ان آیات کو سوائے اپنی عترت اور اولاد کے کسی سے نہ کہوں۔

(بحار الانوار ج ۱۳ - علائم ظہور)

(۷) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:-

اوتینا فصل الخطاب نحل فصل الخطاب الا معرفۃ اللغات انا دابۃ الارض انا حی لا اموت واذا مت یرث اللہ الارض ومن علیہا سلونی فانی لا اسال عما دون العرش الا اجبت وقولہ "عما دون العرش" رمزلہ وجوہ، الاول منہا ان العرش ھو العلم والعرش عند علماء الحروف ھو محمد والعرش العرش وقولہ عما دون العرش لا یستلزم انہ لا یعلم ماوراء ذلک بل ان عقول البشر لا تعی العقول

مجھے فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے فصل الخطاب کیا ہے یہ لغات کی معرفت کے سوا کچھ نہیں، میں دابۃ الارض ہوں میں وہ زندہ ہوں جس کو موت نہیں جب میں مر جاؤں گا تو خدا (کسی اور کو) زمین کا وارث قرار دے گا جو اس پر ہوگا سوال کرلو مجھ سے عرش کے آگے سے بھی تو میں اس کا جواب دوں گا۔ ارشاد خداوندی "عما دون العرش" ایک رمز ہے جس کے چند وجوہ ہیں اول یہ کہ عرش ایک علم ہے اور عرش علمائے حروف کے پاس محمد ہیں اور وہ عرش کے بھی عرش ہیں اور اس کا قول عما دون العرش لازم نہیں گردانتا اور بہ تحقیق کہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کے آگے کیا ہے لیکن انسانوں کی عقلیں قول میں

عما وراء العرش ولا تحملة بل تعمی
دونہ البصائر والا بصار ۲ لو احد
حملۃ ٔ

فقام الیہ رجل فی عنقہ کتاب رافعًا
صوتہ ایھا المدعی مالا تعلم المقلد
مالا یفھم انی سائلک فاجب فوثب
الیہ اصحاب علی لیقتلوہ فقال لھم
امیرالمومنین ؑ دعوہ فان حج اللّٰہ
لا یقوم بالبطش، ولا بالباطل تظھر
براھین اللّٰہ ٔ

ثم التفت الی الرجل وقال ؑ
سل بکل لسانک فانی مجیب انشاءاللّٰہ
تعالیٰ۔

(۱) فقال الرجل، کم بین المشرق و
المغرب۔

قال ؑ: مسافۃ الھواء

رجل: وما مسافۃ الھواء

قال: دوران الفلک

رجل: وما دوران الفلک

قال ؑ: میسرۃ یوم الشمس

رجل: صدقت

۲۔ رجل: فمتی القیامۃ

قال ؑ: عند حضور المنیۃ وبلوغ الاجل

رجل: صدقت۔

نہیں سماتیں عرش کے آگے جو کچھ ہے اس کو تو برداشت
نہیں کر سکتا اگر تو سنے گا تو بصیرت اور بصارت دونوں
سے اندھا ہو جائے گا۔ میں اس کو پاؤں تو برداشت کروں گا۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی گردن میں ایک
کتاب آویزاں تھی بلند آواز سے کہنے لگا کہ اے مدعی اگر
آپ کوئی بات نہیں جانتے تو آپ مقلد ہوئے جو کہ کچھ بھی نہیں
جانتا۔ اچھا میں سوال کرتا ہوں جواب دو۔ اس پر اصحاب
علی یک لخت کھڑے ہو گئے کہ اس کو قتل کر دیں امیرالمومنین ؑ
نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دیں کہ حجت ہائے خدا غصہ سے
یکایک کسی پر ٹوٹ نہیں پڑتے و نیز باطل سے براہین
خدا ظاہر نہیں ہوتے۔

پھر اس شخص کی طرف ملتفت ہو کر فرمایا تو اپنی تمام
زبانوں میں سوال کرلے انشاءاللہ تعالیٰ میں سب کا جواب دونگا۔

سائل: مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کس
قدر ہے؟

حضرت ؑ: فضاء کی مسافت۔

سائل: فضاء کی مسافت کیا ہے؟

حضرت ؑ: آسمان کی گردش۔

سائل: آسمان کی گردش کس قدر ہے۔

حضرت: آفتاب کی ایک روز کی سیر

سائل: آپ نے سچ فرمایا۔

(۲) سائل: قیامت کب واقع ہو گی۔

حضرت ؑ: وقت معین کے پہونچنے پر جس کا علم
مالک تقدیر کو ہے۔

سائل:۔ آپ نے سچ فرمایا۔

(۳) رجل : تکم عمر الدنیا

قالؑ : یقال سبعة الاف ثم لا تحدید۔

رجل : صدقت

(۴) رجل : فاین مکة من بکة

قال : مکة اکناف الحرم وبکة مکان البیت

رجل : ولم سمیت مکة

قالؑ : لان الله تعالیٰ مك الارض من تحتها ای دحاها۔

رجل : فلم سمیت بکة

قالؑ : لانها ابکت عیون الجبارین والمذنبین۔

رجل : صدقت

(۵) رجل : واین کان الله قبل خلق عرشه :

قال : سبحانه الله من لا یدرك کنه صفة حملة عرشه علی قرب زمراتهم من کراسی کراماته ولا الملائکة المقربون من انوار سبحات جلاله ویحلك لا یقال لم ولا کیف ولا این ولا متی ولا لیم ولا حیث۔

رجل : صدقت

(۶) رجل : تکم مقدار ما لبث العرش علی الماء قبل خلق الله الارض والسماء

(۳) سائل : دنیا کی عمر کتنی ہے۔

حضرت : لوگ سات ہزار سے زیادہ کہتے ہیں مگر اس کی کوئی حد نہیں۔

سائل : آپ نے سچ فرمایا۔

(۴) سائل : بکہ سے مکہ کتنی دور ہے۔

حضرت : مکہ اطراف حرم کو کہتے ہیں اور بکّہ خانہ کعبہ کو۔

سائل : اس کا نام مکہ کیوں رکھا گیا۔

حضرت : کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس کے نیچے سے ہٹا دیا (یعنی پوشیدہ کر دیا)

سائل : بکہ کیوں نام رکھا گیا۔

حضرت : اس لئے کہ یہ جباروں اور گناہ گاروں کو رلاتا ہے۔

سائل : آپ نے سچ فرمایا۔

(۵) سائل : عرش کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کہاں تھا۔

حضرت : پاک ہے وہ اللہ جس کی کنہ صفت کا ادراک اس کی کرسیوں کی کرامات اور غلبۂ نصرت کی قربت کے باوجود نہ ہی حاملان عرش کر سکتے اور نہ مقرب ملائکہ جو اس کے انوار جلال کے پردوں میں رہتے ہیں۔ وائے ہو تجھ پر مت کہہ کہ نہیں اور کیسا ہے کہاں ہے کب سے ہے، کس کے ساتھ ہے۔

سائل : آپ نے سچ فرمایا۔

(۶) سائل : خدا کے آسمان و زمین خلق کرنے سے پہلے کتنے عرصہ سے عرش پانی پر ٹھہرا ہوا تھا۔

قال؏: اتحسن ان تحسب

رجل: نعم۔

قال؏: افرایت لو صب فی الارض خردل حتی سد الهواء وملاما بین الارض والسماء ثم اذن لك علی ضعفك ان تنقله حبة حبة من المشرق الی المغرب ثم مد لك فی العمر حتی نقلته واحصیته لکان ذلك ایسر من احصاء ما لبث العرش علی الماء قبل خلق الارض والسماء وانما وصفت لك جزء من عشر عشیر جزء من مائة الف جزء واستغفر الله من القلیل فی التحدید فحرك الرجل راسه وقال اشهد ان لا اله الا الله ؏

(مشارق الانوار ص۱)

حضرت کیا تو چاہتا ہے کہ اس کا حساب بتاؤں۔

سائل: جی ہاں

حضرت اگر زمین پر رائی ڈال دی جائے یہاں تک کہ یہ فضاء کو مسدود کر دے اور زمین و آسمان کے درمیان بھر جائے پھر میں تیرے ضعف کے باوجود اجازت دوں کہ اس کے ایک ایک دانہ کو مشرق سے مغرب تک منتقل کرے۔ پھر تیری عمر بڑھا دی جائے یہاں تک کہ تو ان کو منتقل کرے اور ان کا شمار کرتا جائے۔ تو یہ تیرے لئے آسان ہوگا بہ نسبت اس کے کہ اس کا احصاء کرے کہ زمین و آسمان کے خلق ہونے سے کتنا پہلے سے عرش پانی پر ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ اس کے ایک لاکھویں حصہ کے سویں (۱/۱۰۰) حصہ کے ایک جز کا وصف ہے جو تیرے لئے بیان کیا۔ میں نے تحدید کے ساتھ جو تھوڑا سا بیان کیا اس کے لئے خدا سے معافی مانگتا ہوں۔ سائل نے اپنے سر کو حرکت دی اور اشہد ان لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔

خطبہ رجیعہ

اِنَّ لِیْ الْکَرَّةَ بَعْدَ الْکَرَّةِ وَالرَّجْعَةَ بَعْدَ الرَّجْعَةِ وَاَنَا صَاحِبُ الرَّجَعَاتِ وَالْکَرَّاتِ وَصَاحِبُ الصَّوْلَاتِ وَالنَّقِمَاتِ وَالدَّوْلَاتِ الْعَجِیْبَاتِ وَاَنَا قَرْنٌ مِنْ حَدِیْدٍ وَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اَمِیْنُ اللّٰهِ وَخَازِنُهٗ وَعَیْبَتُهٗ

بیشک میرے لئے (دنیا میں) بار بار آنا اور رجعت کرنا ہے۔ میں صاحب رجعات و کرات ہوں۔ میں حملوں والا سزاؤں والا نعمتوں والا اور عجیب دولتوں والا ہوں۔ میں (ہر قلعہ کفر کو ڈھانے والا) آہنی سینگ ہوں میں بندۂ خدا اور برادر رسول خداؐ ہوں میں خدا کا امین اور خزانہ دار ہوں اور اس کے رازوں کا محفوظ صندوق ہوں۔ میں حجاب خدا وجہ خدا، صراط خدا،

سِرّہٖ وحجابہٖ وَوَجھُہٗ وصراطہٗ
ومیزانہٗ وَاَنَا الحاشرُ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَا
کلمۃُ اللّٰہ التی یجمع بھا المتفرق ویفترق
بھا المجتمع وَاَنا اَسمآءُ اللّٰہِ الحسنٰی و
اَمثالُہُ العُلیا وَایاتُہُ الکُبریٰ وَاَنَا
صَاحِبُ الجنّۃِ والنّار اُسکِنُ اَھلَ
الجَنّۃِ وَاَھلَ النّار النّار وَاِلیَّ تزویجُ
اَھلِ الجَنّۃِ وَاِلیَّ عذابُ اَھلِ النّار
وَاِلیَّ اِیابُ الخلقِ جمیعًا وَاَنَا المآبُ
الذی یَؤوبُ اِلَیہِ کُلُّ شَیءٍ بَعدَ
القضآءِ وَاِلیَّ حِسابُ الخلق جمیعًا
وَاَنَا صاحِبُ الحسنات وَاَنا المؤذّنُ
عَلَی الاَعراف وَاَنَا بارزٌ الشمس
وَاَنَا دابّۃُ الارض وَاَنا قسیم النّار
وَاَنَا خازنُ الجنان وصاحب الاعراف
وَاَنَا امیرُ المؤمنین ویعسوبُ المتقین وَ
آیۃُ السابقین ولسانُ الناطقین
وَخاتمُ الوصیّین ولسانُ ووارث
والنبیّین وخلیفۃُ رَبِّ العالمین
وَصراطُ رَبّی المستقیمُ وَقسطاسُہٗ
والحجّۃُ علیٰ اَھلِ السمٰوات وَ
الاَرضین وَمَا فیھما وبینھما وَاَنا
الذی احتجّ اللّٰہ بہٖ علیکم فی
ابتدآءِ خلقکم وَاَنَا الشاھدُ
یَومَ الدّین وَاَنَا الذی عَلمتُ علمُ

اور اس کی میزان ہوں میں ہی (مخلوق کو) خدا کی طرف
جمع کرنے والا ہوں میں وہی کلمۂ خدا ہوں جس کے ذریعہ
ہر متفرق چیز اکٹھی اور ہر اکٹھی چیز متفرق ہو جاتی ہے میں
خدا کے اسمائے حسنیٰ عالی مرتبہ امثال اور بڑی نشانیوں کا
مظہر ہوں۔ اہل جنّت کو جنت میں اور اہل نار کو جہنم میں
داخل کروں گا۔ اہل جنت کی تزویج اور اہل نار پر عذاب
کرنا میرے ہی ذمہ ہے اور تمام مخلوق کی بازگشت میری
ہی طرف ہوگی اور میری ہی طرف ہر امر بعد قضائے الٰہی
رجوع ہوتا ہے اور ساری خلق کا حساب میرے ہی ذمہ
ہے۔ میں ہی نیکیاں بخشنے والا ہوں اور اعراف کی طرف
پکارنے والا ہوں میں ہی آفتاب کو واپس کرنے والا
ہوں۔ میں ہی دابۃ الارض ہوں۔ اور میں ہی جہنم کا تقسیم
کرنے والا ہوں۔ میں ہی خازن بہشت ہوں۔ اور صاحب
اعراف ہوں میں امیرالمومنین اور متقیوں کا یعسوب،
سابقین کی نشانی، ناطقین کی زبان، خاتم الوصیین اور وارث
انبیین اور پروردگار عالم کا خلیفہ ہوں میں اپنے رب کا
صراط مستقیم اور تمام اہل سماوات و زمین اور جو کچھ
ان کے درمیان ہے سب پر اللہ تعالیٰ کی حجت
ہوں۔ میں وہ ہوں کہ اللہ نے ابتدائے خلقت کے
وقت تم پر احتجاج و اتمام حجت کیا اور میں ہی یوم
قیامت کا شاہد ہوں میں علم منایا، بلایا، قضایا اور فصل
الخطاب
اور علم انساب جانتا ہوں۔ میں ہی تمام نبیوں کی مخفی
نشانیوں کا محافظ ہوں۔ میں ہی صاحب عصا میسم ہوں
میں ہی ہوں جس کے لئے بادل، برق، گرج، تاریکیاں،

اَلْمَنَايَا وَالْبَلَايَا وَالْقَضَايَا وَفَصْلِ الْخِطَابِ وَالْاَنْسَابِ وَاسْتُحْفِظَتْ آيَاتِ النَّبِيِّينَ الْمُخْفِينَ الْمُسْتَحْفِظِينَ وَ اَنَا صَاحِبُ الْعَصَاءِ وَالْمِيسَمِ وَاَنَا الَّذِي سُخِّرَتْ لِيَ السَّحَابُ وَالرَّعْدُ وَ الْبَرْقُ وَالظُّلْمَ وَالْاَنْوَارُ وَالرِّيَاحُ وَالْجِبَالُ وَالْبِحَارُ وَالنُّجُومُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَاَنَا الْقُرْآنُ الْحَدِيدُ وَ اَنَا فَارُوقُ الْاُمَّةِ وَاَنَا الْهَادِي وَاَنَا الَّذِي اَحْصَيْتُ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا بِعِلْمِ اللّٰهِ الَّذِي اَوْدَعَنِيهِ وَبِسِرِّهِ الَّذِي اَسَرَّهُ اِلَى مُحَمَّدٍ وَ اَسَرَّهُ النَّبِيُّ اِلَيَّ وَاَنَا الَّذِي اَنْحَلَنِي رَبِّي اِسْمَهُ وَكَلِمَتَهُ وَحِكْمَتَهُ وَعِلْمَهُ وَفَهْمَهُ ۔ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ سَلُونِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُونِي ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُشْهِدُكَ وَاَسْتَعْدِيكَ عَلَيْهِمْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مُتَّبِعِينَ اَمْرَهُ ۔

روشنیاں، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے، آفتاب اور ماہتاب مسخر کر دیئے گئے ہیں قوت خدا کا آہنی سینگ ہوں، اور میں فاروق امت ہوں۔ یعنی مجھ ہی سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے میں ہی مخلوق کو اللہ کی طرف ہنکانے والا ہوں میں ہی وہ ہوں جس نے ہر شے، کو گن گن کر اس کے ذریعہ جو خدا نے مجھ میں ودیعت کیا ہے اور اس راز قدرت کے ذریعہ جو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچایا اور نبیؐ نے مجھ کو پہونچایا احصا کیا ہے۔ میں ہی وہ ہوں جسے خدا نے اپنا نام، اپنا کلمہ اپنی حکمت اور اپنا علم و فہم عطا فرمایا۔

اے لوگو! سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ خداوندا میں تجھ کو ان پر گواہ بناتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے سوائے اس خدائے علی و عظیم کے اور ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے حکم کا اتباع کرتے ہیں۔

(بحار الانوار ج ۱۳)

نوٹ: اس خطبہ کی شرح بحار الانوار جلد ۱۳ باب الرجعت میں ملاحظہ فرمائیں تو واضح ہوگا کہ اس میں کیسے کیسے معارف ایمانیہ اور حقائق نورانیہ مذکور ہیں۔

خطبۂ مخزون (علائم الظہور)

کتاب منتخب البصائر میں سید رضی الدین علی بن موسیٰ بن طاؤس کے ہاتھ کا نوشتہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبۂ ذیل ارشاد فرمایا۔ حضرت نے اس خطبہ میں حمد خدا منقبت رسول خدا اور علائم الظہور بیان فرمائے ہیں۔

الحمد للّٰہ الاحد المحمود الذی توحد بملکہ وعلی لقدرتہ احمدہ علی ما عرف من سبیلہ والھم من طاعتہ وعلم من مکنون حکمتہ فانہ محمود بکل ما یوتی مشکور ما یبلی واشھد ان قولہ عدل وحکمہ فصل ولم ینطق فیہ ناطق بکان الاکان قبل کان واشھد ان محمد عبد اللّٰہ وسید عبادہ خیر من اھل اولاً وخیر من اھل آخراً فکلما نسخ اللّٰہ الخلق فرقتین جعلہ فی خیر الفرقتین لم یسھم فیہ عاھر ولا نکاح جاھلیتہ ثم ان اللّٰہ قد بعث الیکم رسولا من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف

تمام حمد خدا کے لئے ہے جو احد ہے اور قابلِ حمد ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جو اپنی سلطنت میں یگانہ ہے اور اپنی قدرت میں بلند پایہ ہے۔ میں اس کی حمد اس طرح کرتا ہوں کہ گویا اس کی معرفت اس کی سبیل سے حاصل ہوئی اور اس کی طاعت کا الہام ہوا ہے اور اس کی مکنون حکمت کا علم ہو چکا ہے۔ پس وہ ہر اُس چیز کے مقابلہ میں جو اس نے عطا کیا ہے، سزاوار حمد ہے اور تمام بلاؤں کے عوض کہ جن سے مخلوق کا امتحان لیتا ہے۔ سزاوار شکر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس کا قول عین عدل اور حکم عین فضل ہے۔ کسی کلام کرنے والے نے اُس کے متعلق یہ نہ کہا کہ وہ "واقع ہوا" سوائے اس کے کہ "وہ تھا" قبل اس کے کہ کوئی چیز تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے ہیں اور اُس کے بندوں کے سردار ہیں اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر ہیں۔ پس تمام مخلوق میں دو فریق بنائے اور آنحضرتؐ کو ان دونوں میں سے بہتر فرقہ میں قرار دیا جس میں نہ کوئی بدکار واقع ہو اور نہ کبھی جاہلیت

رحیم فاتبعوا ما انزل الله الیکم من
ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء فقلیلا
ما تذکرون فان الله جعل للخیر اهلا
وللحق دعائم وللطاعة عصماً
یعصم بهم ویقیم من حقه فیهم
علی ارتضاء من ذلک وجعل لها
رعاة وحفظة یحفظونها بقوة
ویعینون علیها اولیاء ذلک
بما ولّوا من حق الله فیها۔

اما بعد فان روح البصر روح
الحیوة الذی لا ینفع ایمان الا به
مع کلمة الله والتصدیق بها فالکلمة
من الروح والروح من النور
والنور نور السماوات فبایدیکم
سبب وصل الیکم منه ایثار
واختیار نعمة الله لا تبلغوا شکرها
خصّصکم بها واختصکم لها تلک
الامثال نضربها للناس وما
یعقلها الا العالمون فابشروا
بنصر من الله عاجل وفتح یسیر یقرّ
الله به اعینکم ویذهب بحزنکم
کفّوا ما تناهی الناس عنکم فان
ذالک لا یخفی علیکم ان لکم عند کل
طاعة عونا من الله یقول علی الالسن
وتثبیت علی الافئدة وذلک عون الله

کے نکاح واقع ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے تم میں سے ایک
رسولؐ تمہاری طرف بھیجا جو تم ہی میں صاحب عزت
ہے جس پر تمہارا مشقتیں اٹھانا گراں ہے وہ تم پر حریص اور
تمہاری طرف مائل ہے اور مومنین پر بہت مہربان اور
رحم کنندہ ہے۔ پس خدا نے تم پر جو کچھ نازل فرمایا ہے
اس کی متابعت کرو اس کے علاوہ اور کسی کی اطاعت نہ
کرو۔ اللہ کا ذکر کرنے والے اولیاء بہت کم ہیں، پس
تحقیق کہ خدا اہل کے لئے خیر و خوبی اور حق کے لئے
ستون اور اطاعت کے لئے نگہدارندہ قرار دیا اور ان کو
عصیان سے بچاتا ہے اور اپنے حق کو اپنی مرضی کے مطابق
ان میں برپا کرتا ہے اور ان کے لئے نگہبان و محافظ مقرر
کیا ہے تاکہ ان کی قوت کے ساتھ حفاظت کریں
اور اس امر میں ان کی اعانت کریں جو اللہ کے حق سے منحرف
ہو جاتے ہیں، بدرستیکہ روح بصارت کسی شخص کے لئے
روح حیات ہوتی ہے جس کو ایمان بھی کوئی فائدہ
نہیں پہنچا سکتا مگر کلمہ خدا کے اور اس کی تصدیق کے ساتھ
پس اس کا کلمہ روح سے ہے اور روح نور سے ہے اور نور
نور سماوات ہے (کہ عبارت ہے وجود واجب سے) پس
وہ تمہارے ہاتھ میں ایک سبب ہے اور تم کو اس کے
ساتھ ایثار و اختیار ملا ہے، جو نعمت خدا ہے جس کا شکر تم
نہیں ادا کرسکتے، اس نے تم کو اس کے ساتھ اور اس کے
لئے مخصوص کیا ہے۔ یہ مثالیں مخلوق کے لئے ہیں جن کو
سوائے عالمین کے کوئی نہیں جانتا، پس تم کو فوری نصرت
خدا کی بشارت ہو اور تمہارے لئے فتح و کشائش آسان ہو
کہ خدا تمہاری آنکھوں کو اس کے ساتھ ٹھنڈا کرے اور تمہارے

لاولیائہ یظھر فی خفی نعمتہ ،
لطیفا وقد اثمرت لاھل
التقوی اغصان لشجرۃ الحیوۃ
وان فرقانا من اللہ بین اولیائہ
واعدائہ فیہ شفاء للصدور
وظھور للنور یعز اللہ بہ اھل
طاعتہ و یذل بہ اھل معصیتہ
فلیعد امرؤ لذالک عدتہ ولا عدۃ
لہ الا بسبب بصیرۃ و صدق
نیۃ وتسلیم وسلامۃ اھل
الخفۃ فی الطاعۃ ثقل المیزان و
ثقل المیزان بالحکمۃ فضا للبصر و
الشک و المعصیۃ فی النار ولیتامنا
ولا لنا ولا الینا قلوب المومنین
مطویۃ علی الایمان اذا اراد اللہ
اظھار ما فیھا فتحھا بالوحی وزرع
فیھا الحکمۃ و ان لکل شئ انا بیلغہ
لا یعجل اللہ بشئ حتی یبلغ اناہ و
منتھاہ فاستبشروا و ابشروا بما
بشرتم واعترفوا بقرب ما قرب
لکم وتنجزوا ما وعدکم ان منا دعوۃ
خالصۃ یظھر اللہ بھا حجتہ البالغۃ
ویتم بھا نعمہ السابغۃ ویعطی
بھا الفاصلۃ من استمسک بھا اخذ
بحکمۃ انا کما اللہ برحمتہ نور

رنج و غم کو دور کرے اور ان چیزوں سے باز رکھے جن
میں مخلوق انتہا کو پہونچ گئی ، پس یہ تم پر پوشیدہ
نہیں کیونکہ ہر طاعت کے وقت خدا کی جانب سے
امانت آتی ہے جو زبانوں پر مذکور اور دلوں میں ثابت و
محکم رہتی ہے ، اس کے دوستوں کے لئے یہ اللہ کی امانت
ہے کہ جس کو وہ لطیف طور پر اپنی مخفی نعمتوں میں
اپنے اولیاء کے لئے ظاہر کرتا ہے ۔ بدرستیکہ
زندگی کا شجر اہلِ تقوی کو ثمر عطا کرتا ہے ، اور
یہ تحقیق کہ اس کے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان
فرق بتلاتا ہے ، اس میں سینوں کے لیے شفا ہے
اور یہ نور ایمان کا ظاہر کنندہ ہے ۔ خدا اس
کے سبب اہلِ طاعت کو عزیز اور اہلِ معصیت
کو ذلیل کرتا ہے ، پس کوئی شخص اپنا توشہ اپنے
لئے مہیا کر لیتا ہے ، اس کے لئے کوئی توشہ نہیں
ہے مگر بسبب بصیرت صدق نیت اور تسلیم و سلامتی
کے جو لوگ مقام طاعت میں مستعدی بتلاتے ہیں
ظاہر ہوگا کہ (یوم قیامت) ان کی میزان ثقیل
ہوگی ۔ میزان عمل کی سنگینی اُس وقت ہے کہ عمل
طریقِ حکمت پر ہو (یعنی موافق شریعت) قضا جولانگاہ
دیدۂ باطن حکمت ہے ۔ اہل شک و معصیت جہنم میں ہوں
گے ، نہ وہ ہم میں سے ہیں نہ ہمارے لئے ہیں اور نہ ان کی
بازگشت ہماری طرف ہے ۔ مومنین کی قلوب ایمان کے
ساتھ پیچیدہ ہوگئے ۔ جب خدا چاہتا ہے کہ اس چیز کو
ظاہر کرے جو ان کے قلوب میں ہے اس کو وحی سے کھول
دیتا ہے اور اس میں حکمت کو بو دیتا ہے ۔ یہ تحقیق

القلوب ووضع عنكم اوزار الذنوب
وعجل شفاء صدوركم في
صلاح اموركم وسلامٌ
منا دائما عليكم تسلمون
به في دول الايام وقرار الارحام
فان الله اختار لدينه اقواماً
انتجبهم للقيام عليه والنصرة
له بهم ظهرت كلمة
الاسلام و ارجاء مفترض
القرآن والعمل بالطاعة
في مشارق الارض ومغاربها
ثم ان الله خصصكم بالاسلام
واستخلصكم له لانه اسم
سلامة وجماع كرامة
اِصطفاهُ الله فنهجهُ وبيّنَ
حججهُ وارّف ارفه وحده
ووصفه ووصف اخلاقه
وبيّن اطباقهُ واكد ميثاقه
من ظهر وبطن ذي
حلاوة وَامن فمنْ
ظفر بظاهرهٖ راى
عجائب مناظره في
موارده ومصادره و
من فطن بما
بطن راى مكنون

کہ ہر امر کے لئے ایک وقت مقرر ہے، چاہیئے کہ اُس
وقت کا انتظار کریں ۔ خدا کسی بات میں عجلت نہیں کرتا
یہاں تک کہ اس کا وقت آجائے ، پس اس مژدہ پر خوش
ہو کہ تم کو اس کی بشارت دی جا چکی ہے اور اس امر
کی تصدیق کرو، جو چیز تمہارے قریب کی ہے اور
راہِ خدا میں قربانی کے ساتھ اس کا اعتراف کرو کہ وہ تمہارے
سے قریب ہے اور تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کا بدل
مانگ لو بہ تحقیق کہ ہماری جانب سے مخلوق کو دعوت
دی گئی ہے (جو ریا و نفاق وغیرہ سے بری ہے) اللہ اس
حجت بالغہ کی دعوت کے سبب اپنے کو ظاہر اور اپنی وسیع
نعمت کو تمام کرے گا اور جو اس سے متمسک ہو اس کو
کرمِ فاضل عطا کرے گا اور حکمت سے سرفراز ہو گا ۔ خدا
نے اپنی رحمت میں سے کچھ رحمت تمہیں عطا
کی ۔ اپنی رحمت سے قلوب کو پُر نور کیا، اور
گناہوں کے وبال کو تمہاری گردن سے دُور
کیا ۔ تمہارے سینوں کی شفا اور کاموں کی اصلاح
میں اُس نے تعجیل کی ۔ ہماری جانب سے ہمیشہ تم
پر سلام ہو اور اس کی وجہ زمانہ کی دولتوں میں اور
ماؤں کے رحموں میں سلامتی ہو پس بدرستیکہ خدا
اپنے دین کے لئے ایک قوم کو برگزیدہ کیا اور اس کو اس
کے قیام اور اس کی نُصرت کے لئے منتخب کیا اور ان کی وجہ
زمین کے مشرق و مغرب میں کلمہ اسلام اور نوشتہ
جات قرآن اور طاعت الہی پر عمل کرنا ظاہر و
آشکار کیا ۔ پھر خدا نے تم کو اسلام سے مخصوص کیا اور
تم کو اس کی وجہ خالص کیا کیونکہ وہ سلامتی کا نام اور مجمع

الفطن وعجائب الامثال والسنن
فظاهره انيق وباطنه عميق لا
تنقضي عجائبه ولا تفنى غرائبه
فيه ينابيع النعم ومصابيح الظلم
لا تفتح الخيرات الا بمفاتحه
ولا تنكشف الظلم الا بمصابيحه
فيه تفصيل وتوصيل وبيان
الاسمين الاعلين الذين
جمعا فاجتمعا لا يصلحان الا
معاً يسمّيان فيعرفان و
يوصفان فيجتمعان قيامهما
في تمام احدهما في منازلهما جرى
بهما ولهما نجوم وعلى نجومهما
نجوم سواهما تحمى حماه وترعى
مراعيه وفي القرآن بيانه
وحدوده ومواضع
تقادير ما خزن بخزائنه
ووزن بميزان
العدل وحكم الفصل انّ
رعاة الدين فرّقوا بين
الشك واليقين وجاؤا
بالحق المبين قد بيّنوا
الاسلام بنيانا واسّسوا له اساسا
واركانا وجاؤا على ذلك
شهودا وبرهانا من

کرامت ہے۔ خدا نے اس کو برگزیدہ کیا اور اپنی حجت
کو بیان کیا۔ اور اپنے رحم سے مہربانی کی اور اس کے
حدود کو مقرر کیا اور اس کا وصف بیان کیا اور اس طرح
قرار دیا کہ مخلوق اس سے راضی اور خوش ہو جائے
جیسا کہ خود اس کے اخلاق و خصائل کا وصف کیا اور
اطوار کو بیان کیا اور ظاہر و باطن میں اس کے عہد و
پیمان کو محکم کیا کہ وہ صاحبِ حلاوت و شیرینی اور
امن ہے۔ پس جس نے اس کے ظاہر کو دیکھا ہوگا۔ عجائب
نظر کو ان کے مصادر اور مقام ورود پر دیکھا اور جس
نے اس کے باطن کو دیکھا اس نے پوشیدہ مطالب
اور عجیب امثال و طرائق کا مشاہدہ کیا۔ پس اس کا ظاہر
خوش آئندہ اور اس کا باطن عمیق ہے، اس کے
عجائب تمام نہیں ہوتے اور اس کے غرائب ختم نہیں ہوتے
اس میں نعمتوں کے چشمے اور ظلمت کو دور کرنے والے
چراغ ہیں۔ خیرات کے دروازے نہیں کھلتے مگر اس کی
کنجیوں سے اور کوئی تاریکی زائل نہیں ہوتی مگر اس کے چراغوں
سے اس میں تفصیل و توصیل ہے اور اس میں دو عالی مرتبہ
ناموں (محمدؐ و علیؑ) کا ذکر ہے کہ وہ ایک جگہ جمع کئے
ہوئے ہیں۔ یہ دو نام نفع نہیں پہنچاتے مگر دونوں مل کر
یعنی اگر کوئی ایک کا معتقد اور دوسرے کا منکر ہو تو یہ نفع
نہیں پہنچاتے۔ جب کبھی وہ دونوں نام لئے جائیں تو چاہیے
کہ معرفت شدہ ہوں اور جب کبھی ان کا وصف کیا جائے تو
دونوں کو ملا کر کیا جائے۔ ان دونوں کا قیام ان کے مقامات
معینہ میں ہر ایک کے تمام ہونے تک باقی ہے اور دونوں کے
لئے ستارے ہیں اور ان دونوں کے لئے ستاروں پر ایک

علامات و امارات فیها کفاف للمکتفی
وشفاء للمشتفی یحمون حماه و
یرعون مرعاه ویصونون مصونه
ویهجرون مهجوره ویحبون
محبوبه بحکم الله وبره و
بعظیم امره وذکره بما یجب ان
یذکر به یتواصلون بالولایة
ویتلاقون بحسن اللهجة ویتساقون
بکاس رویة ویتراعون
بحسن الرعایة بصدور
بریة واخلاق سنیة و
بسلامة رضیة لا یشرك
فیه الدنیة ولا تشرع فیه
الغیبة فمن استبطن من
ذالك شیئاً استبطن خلقاً
سنیاً وقطع اصله واستبدل
منزله بنقضه مبرماً واستحلاله
محترماً من عهد معهود الیه
وعقد معقود علیه
بالبر والتقوی وایثار سبیل
الهدی و انحی الفتهم فعلیه
یتحابون وبه یتواصلون
فکانوا کالزرع فتفاضله یبقی
فیوخذ منه ویفنی و
یبعثه التخصیص ویبلغ منه

دوسرا اشارہ ہے کہ دلائل و براہین سے عبارت ہے اور
قرآن میں اس کا بیان اور حدود ارکان مذکور ہیں۔ وہ
حاملان مشیت ہیں کہ جہاں اُس کے خزانے مخزون
ہیں اور اس کے میزانِ عدل کا وزن اور احکامِ فیصلہ
درج ہیں ہر رستیکہ حافظان دین نے یقین اور شک
کے درمیان حدِ فاصل کھینچی اور حق مبین کے ساتھ
سامنے آئے اور اسلام کی بنیاد و اساس کی بنا ڈالی اور
اُس کے لیے علامات سے شہود و برہان قائم کیے جو اکتفا
کرنے والے کے ساتھ کفایت کرتے ہیں اور شفا کے متلاشی
کو شفا بخشتے ہیں وہ محافظین اسلام زمین اسلام کو کندن
بناتے ہیں اور اس کی کھیتی کی حفاظت کرتے ہیں اور اس
کی حفاظت کرنے والے کی حفاظت کرتے ہیں اور جس چیز سے
بچنا ہے اجتناب کرتے ہیں اور جس کو ترک کرنا ہے چھوڑ
دیتے ہیں اور اس کے محبوب سے بحکم خدا اس کے احسان
اور امرِ عظیم کے ساتھ دوست رکھتے ہیں اور جن کے ساتھ
خدا کا ذکر کرنا واجب ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ ولایت
سے متوصل رہتے ہیں۔ اچھے لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں اور
ایک دوسرے کو کاسۂ تفکر سے سیراب کرتے ہیں۔ باہم احسان
کنندہ قلوب اور اخلاق پسندیدہ اور خوشگوار سلامتی
کے ساتھ حسن مراعات کرتے ہیں، اس میں بخیل کے لیے
کوئی حصہ نہیں اور غائب کے لیے کوئی راہ نہیں، پس
جس نے اس گہرائی سے کچھ اپنا لیا اس نے پسندیدہ
اخلاق کو اپنے میں پنہاں کر لیا اور یقین حاصل کر لیا۔
اور اپنی منزل کو اس کی بدی سے بدل کر نیک بنا لیا اور
اس کے استحلال سے محترم بنا لیا اس عہد محکم کے ذریعہ

التخليص فانظر أمره في قصر
أيامه وقلّة مقامه في منزله
حتى يستبدل منزلاً ليصحّ متحوّله
ومعارف منقلبه فطوبى
لقلب سليم أطاع من
يهديه وتجنّب ما يرديه فيدخل
مدخل الكرامة فأصاب سبيل
السلامة يبصر ببصره وأطاع
هادي أمره دلّ أفضل الدلالة
وكشف غطاء الجهالة المضلّة
المرهبة ممن أراد تفكّراً
وتذكّراً فليذكر رأيه وليبرز
بالهدى ما لم تغلق أبوابه و
تفتّح أسبابه وقبل
نصيحة من نصح بخضوع و
حسن خشوع بسلامة الإسلام
ودعاء التمام وسلام بسلام
تحية دائمة لخاضع متواضع متنا...
بتنافس بالإيمان ويتعارف عدل
الميزان فليقبل أمره وإكرامه
بقبول وليحذر قارعة قبل
حلولها إن أمرنا صعب مستصعب
لا يحتمله إلا ملك مقرّب أو نبي
مرسل أو عبد امتحن الله
قلبه بالإيمان لا يعي

جو ایک کیا ہوا معاہدہ ہے جو نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ ہے اور راہِ راست کے ساتھ وابستہ ہے اور حافظانِ دنیا کی دوستی سے منعقد کیا ہے۔ پس وہ اُس عہد و پیمان سے ایک دوسرے سے مواصلت کرتا ہے۔ پس یہ زراعت کی مانند ہیں کہ جو چیدہ چیدہ ہو جاتی ہے (اس میں سے کچھ زمین پر گر جاتی ہے) جس کی خوشہ چینی کی جاتی ہے، یہاں تک کہ یہ تمام ہو جائے (جس طرح زراعت سے اس کا مالک اور دوسرے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں، اسی طرح حافظانِ دین کا علم ہے، جس سے سب متمتع ہوتے ہیں) پس اپنی کوتاہ مدت اور اپنی منزل میں اپنے قلیل قیام میں امرِ الٰہی کا منتظر رہتا ہے۔ یہاں تک کہ منزل بدل جائے تاکہ مرکز تبدیل ہو سکے اور اس کے معارف منقلب ہو جائیں۔

پس خوشخبری ہے صاحبِ قلبِ سلیم کے لئے جو اطاعت کرتا ہے اس کی جو اس کا ہادی ہو اور دوری اختیار کرتا ہے اُس سے جو اس کو رد کرتا ہے پس وہ خدا کے مقامِ کرامت میں داخل ہوتا ہے اور سلامتی کی راہ پر پہنچتا ہے اور اپنی چشمِ باطن کو بینا کرتا ہے اور اپنے ہدایت کنندہ کی اطاعت کرتا ہے اور بہترین دلیل سے دلالت کردہ بن جاتا ہے۔ پردۂ جہالت جو گمراہ کنندہ اور فتنہ انگیز ہے اس کے سامنے سے اُٹھ جاتا ہے۔ پس ہر شخص جس نے تفکر و تذکر کا ارادہ کیا، ہر آئینہ اُس نے اپنے گمان کو سمجھا اور خود کو ہدایت پانے سے آشکار کیا۔ اگرچہ کہ اس کا دروازہ بند نہ ہوا تھا اُس نے اسبابِ ہدایت کو کھول دیا اور خضوع و خشوع سے نصیحت کرنے والے کی نصیحت کو قبول کر لیا کہ کفر و نفاق سے سلامتی اسلام و دعوتِ تمام اور سلام کے عوض ہے

حدیثنا الاصوات حینئذ
اوصدوره امینة و احلام
ونابینة ، یا عجب کل العجب
بین جمادی و رجب ۔

حضرت نے یہاں تک فرمایا تھا کہ فوجی جرنیلوں
میں سے ایک آدمی نے کھڑا ہوکر سوال کیا کہ
یا امیرالمومنین ! یہ تعجب کس بات پر ہے ۔
حضرت نے فرمایا :۔

ومالی لا اعجب وسبق القضاء
فیکم و ما تفقھون الحدیث الا صوتا
بینھن موتات حصد نبات و
نشر اموات واعجبا کل العجب بین
جمادی و رجب ۔

ترجمہ : کیوں تعجب نہ کروں حالانکہ قضائے
خدا جاری ہوچکی ہے اور تم حدیث نہیں سمجھتے ، آگاہ
ہوجاؤ کہ کچھ آوازیں آئیں گی اور ان کے درمیان
اموات واقع ہوں گی اور انسانوں کے بدن کٹے ہوئے
نباتات کی طرح گرنے لگیں گے اور کچھ مُردے زندہ کیے جائیں
گے ۔ پس تعجب ہے ، تعجب درمیان جمادی الثانی
اور رجب کے ۔

سلام سے دعوت کرتا ہے ۔ یہ تحفہ خاشع اور متواضع کے لئے
جو ایمان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور میزان کے عدل سے
واقف ہے دائی ہے پس (وہ نصیحت سننے والا) نصیحت کنندہ
کے امر و کرم کو قبول کرلیتا ہے جب کہ وہ نصیحت کرنے والا کہتا
ہے کہ قبل اس کے کہ روز قیامت کا ہول آپہنچے ، خوف کرو ۔
بدرستیکہ ہمارا امر دشوار اور دشوار تر ہے ، اس کا
متحمل نہیں ہوسکتا ، سوائے ملک مقرب یا نبی مرسل یا اس
بندہ کے جس کے قلب کا امتحان خدا نے ایمان کے ساتھ لے لیا
ہو ۔ ہماری حدیث کی حفاظت نہیں کرتے مگر وہ قلوب جو مضبوط
قلعہ کی طرح ہیں یا ایسے سینے جو امین ہیں یا ایسی عقلیں جو باوقار
ہیں ۔ تعجب ہے بہت تعجب ہے درمیان جمادی اور رجب کے ۔

ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ یہ پے درپے تعجب کیا ہے ؟
حضرت نے فرمایا :

ثکلت الاخر اُمہ وای عجب
یکون اعجب منہ اموات یضربون

اس شخص اول کی ماں اس کے ماتم میں بیٹھے کون سا امر عجیب
تر ہے کہ مُردے زندوں کے سروں پر مار رہے ہیں ۔

ھوام الاحیاء رہ

عرض کیا کہ یا امیر المومنین! یہ کب اور کس طرح ہوگا

فرمایا والذی فلق الحبۃ وبری النسمۃ کانی انظر قد تخالوا اسکک الکوفۃ و قد شہروا سیوفہم علی مناکبہم یقتلون کل عدو للہ ولرسولہ وللمومنین وذالک قول اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیہم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبورہ

الا یا ایہا الناس سلونی قبل ان تفقدونی انی بطرق السماء اعلم من العالم بطرق الارض انا یعسوب الدین وعامۃ المومنین السابقین ولسان المتقین وخاتم الوصیین ووارث النبیین وخلیفۃ رب العالمین انا قسیم النار وخازن الجنان وصاحب الحوض وصاحب الاعراف ولیس منا اھل البیت امام الاعارف بجمیع اھل و لایتہ وذالک قول اللہ تبارک و تعالی انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔

الا یا ایہا الناس سلونی قبل ان تشرغ برجلہا فتنۃ شرقیۃ و تطا فی خطامہا بعد موت وحیاۃ وتشب نار بالحطب الجزل غربی الارض ورافعۃ ذیلہا تدعو یا ویلہا

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا گویا کہ میں مردوں کو دیکھ رہا ہوں کہ زندہ کیے گئے ہیں اور کوفہ کی گلیوں میں گھوم رہے ہیں اور اپنی تلواروں کو نیام سے نکالے ہوئے اپنے کاندھوں پر رکھے ہیں اور دشمنانِ خدا و رسول و مومنین کو اس سے مارتے ہیں اور یہ قولِ خدا ہے کہ "اے ایمان والو جس قوم پر خدا نے غضب نازل کیا اس کو دوست نہ رکھو۔" یہ لوگ آخرت سے مایوس شدہ ہیں جیسا کہ کفار اہلِ قبور سے مایوس ہیں (کہ ان کے زندہ ہونے کا گمان بھی نہیں رکھتے)

اے لوگو! سن لو اور سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ میں تم سے غائب ہو جاؤں بہ تحقیق کہ میں راہ ہائے آسمان سے دانا تر ہوں، بہ نسبت اس کے جو راہ ہائے زمین سے دانا تر ہے۔ میں بزرگ مومنین ہوں، ستون دین ہوں، متقیوں کی زبان ہوں، خاتم الوصیین، وارثِ انبیاء اور خلیفہ پروردگار ہوں۔ میں قاسم جہنم، خازنِ جنت صاحبِ حوضِ کوثر اور صاحبِ اعراف ہوں، ہم اہلبیت سے کوئی امام نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے تمام محبوں کو جانتا ہے، چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے پیغمبر تم ہر قوم کو ڈرانے والے ہو اور ہدایت کرنے والے ہو۔"

اے لوگو! سوال کر لو، قبل اس کے کہ جانب مشرق فتنہ برپا ہو اور مر کر زندہ ہونے کے بعد لوگ اپنے پیر اٹھا کر اپنے اجداد پر سے گزرنے لگیں اور قبل اس کے کہ مغرب میں کثیر لکڑیوں کے ساتھ آگ روشن ہو جائے اور شعلے

بدجلة او مثلها فاذا استدار الفلك قلت مات او هلك او وادٍ سلك فيومئذٍ تاویل هذه الاٰیة "ثم رددنا لکم الکرة علیهم وامددناکم باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیراً" و لذالك اٰیاتٌ و علاماتٌ اوّلهنّ احصار الکوفة بالرصد والخندق وتخریق الزوایا فی سکك الکوفة وتعطیل المساجد اربعین لیلة وتخفق رایات ثلث حول المسجد الاکبر یشبهن بالهدی القاتل والمقتول فی النار قتل کثیر و موت ذریع وقتل نفس الزکیة بظهر الکوفة فی سبعین والمذبوح بین الرکن والمقام وقتل الاسبع المظفر صبراً فی بیعة الاصنام مع کثیر من شیاطین الانس وخروج السفیانی برایة خضراء و صلیب من ذهب امیرها رجل من کلب واثنی عشر الف عنان من یحمل السفیانی متوجها الی مکة و المدینة امیرها احد من بنی امیة یقال له خزیمة اطمس العین الشمال علی عینه طرفة یمیل بالدنیا فلاترد له رایة حتی ینزل المدینة فیجمع رجالاً و نساءً من اٰل محمد فیحبسهم فی دار بالمدینة یقال لها دار ابی

بلند ہوں اور قبل اس کے کہ فتنہ شدارت دیکھنے کے بالکل یا اس کے مثل مصائب نازل ہوں اور صدائے وا ویلا بلند ہو تو تم لوگ کہنے لگو گے کہ وہ (امام آخرالزمانؑ) یا تو ہلاک ہوگئے یا کسی بیابان کی طرف چلے گئے۔ پس اس آیت کی تاویل اس روز ظاہر ہوگی۔ "پھر غلبہ کرنے کو تمہارے لئے ہم نے قرار دیا اور مال واولاد سے ہم نے تمہاری مدد کی اور تمہارے دوستوں کی تعداد بڑھادی"۔ اس آیت کی تعبیر کے لئے چند علامات ہیں۔ پہلی علامت کوفہ کی قلعہ بندی ہے جو برجوں اور خندقوں کے ساتھ کی جائے گی۔ کوفہ کی گلیوں میں مشکوں کا پارہ پارہ کردیا اور جلا دیا جانا اور چالیس شب مساجد کا معطل رہنا۔ تین علموں کا مسجد اکبر کے اطراف جنبش دیا جانا جو علم ہائے ہدایت ہوں گے لیکن قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہوں گے (نیز قتل کثیر موتِ عام' نفسِ ذکیہ کا رکن ومقام کے درمیان قتل ہونا اور ان کے ستر ساتھیوں کا پشتِ کوفہ پر قتل کیا جانا اور بطریقِ صبر سبع مظفر کا بہت سے انسان شیاطین کے ساتھ بتوں کی بیعت کرنے کی وجہ قتل کیا جانا (صبر سے مراد یہ ہے کہ ایک ایک کو لے کر سنگ وتیر سے مارتے جائیں، یہاں تک کہ مر جائے) دوسری علامت سونے کی صلیب اور سبز جھنڈے کے ساتھ سفیانی کا خروج ہوگا اس کا امیر قبیلہ بنی کلب کا ایک آدمی ہوگا، سفیانی بارہ ہزار کا لشکر مکہ ومدینہ کی طرف بھیجے گا جس کا سردار بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو خزیمہ کہیں گے، اس کو بائیں آنکھ نہ ہوگی۔ دوسری آنکھ میں ایک خون کا نقطہ ہوگا۔ وہ اہلِ دنیا پر ظلم وجور کرے گا۔ اس کے جھنڈے

الحسن الاموی و یبعث خیلا فی طلب
رجل من آل محمد قد اجتمع علیه رجال
من المستضعفین بمکة امیرهم رجل
من غطفان حتیٰ اذا توسطوا الصفائح
الابیض بالبیداء یخسف بهم فلا
ینجوا منهم احد الا رجل واحد یحول
الله وجهه فی قفاه لینذرهم و
یکون آیة لمن خلفه فیومئذ
تاویل هذه الآیة "ولو تریٰ اذ
فزعوا فلا واخذ ومن مکان قریب"
ویبعث السفیانی مائة وثلثین
الفا الی الکوفة فینزلون بالروحا
والفاروق وموضع مریم وعیسیٰ
بالقادسیة ویسیر منهم ثمانون
الفا حتی ینزلوا الکوفة موضع
قبر هود بالنخیلة فیهجموا علیه
یوم زینة وامیر الناس
جبار عنید یقال له الکاهن الساحر
فیخرج من مدینة یقال لها الزوراء
فی خمسة الاف من الکهنة ویقتل
علی جسرها سبعین الفا حتی یحمی
الناس فرات ثلثة ایام من الدماء
ونتن الاجسام ویسبی من الکوفة
ابکارا لا یکشف عنها کف ولا قناع
حتی یوضعن فی المحامل یزلف بهن

کو کوئی گرا نہ سکے گا یہاں تک کہ وہ مدینہ پہنچ جائے گا۔ پس
آل محمدؐ سے چند مرد اور چند عورتوں کو جمع کرے گا اور
ابوالحسن اموی کے مکان پر بھیج دے گا اور آل محمدؐ سے ایک
آدمی کی تلاش میں ایک فوج بھیجے گا۔ جب کہ ضعیفوں سے
چند لوگ مکہ میں جمع ہوں گے جن کا سردار غطفان کا ایک
آدمی ہوگا۔ جب یہ لشکر مقام بیداء پر صفائح سفید کے
قریب پہنچے گا، سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے
اور ان میں سے کوئی نہ بچے گا، سوائے ایک شخص واحد کے"
جس کے چہرے کو خداوند تعالیٰ اپنی قدرت سے پشت کی
طرف پلٹا دے گا تاکہ وہ سفیانی اور اس کے لشکر کو ڈرائے
اور اس کے بعد آنے والوں کے لئے ایک نشانی کا کام دے
پس اس آیت کی تاویل اسی روز ظاہر ہوگی یعنی اگر تو
دیکھے تو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ فزع و اضطراب ظاہر کریں
گے۔ پس غضب الٰہی ان سے دور ہوگا اور قریبی عذاب
میں مبتلا رہیں گے اور سفیانی ایک سو تیس ہزار نفر کو فہ بھیجے
گا۔ یہ لوگ مقام روحا اور فاروق اور قادسیہ میں مقام
مریم و عیسیٰ پر اتریں گے۔ ان میں سے اسی ہزار افراد کوفہ
میں محلہ قبر ہود میں اور نخیلہ میں اتریں گے پس روز عید قربان
کوفہ میں ایک ہجوم پر یلغار کریں گے، اسی وقت ایک حاکم جو
جبار، عنید اور ظالم ہوگا۔ ممکن ہے لوگ اس کو ساحر و کاہن
کہیں، پس وہ اس شہر سے جس کو زوراء (بغداد) کہتے ہوں
پانچ ہزار کاہنوں کو لے کر نکلے گا اور وہاں کے پل پر قتل کرے
گا۔ اس قتل کی وجہ سے تین روز تک دریا کا پانی خون اور
اجسام سے اس قدر گندہ ہو جائے گا کہ لوگ اس کا پینا ترک
کر دیں گے اور کوفہ میں ایسی باکرہ لڑکیوں کو اسیر کرے گا

الثوینۃ وھی الفریقین ثم یخرج من الکوفۃ مائۃ الف بین مشرک ومنافق حتی یضربون دمشق لایصدھم عنھا صاد وھی ارم ذات العماد و تقبل رایات شرقی الارض لیست بقطن ولاکتان ولا حریر مختمۃ فی روس القنۃ بخاتم السید الاکبر یسوقھا رجل من آل محمد یوم تطیر بالمشرق یوجد ریحھا بالمغرب کالمسک الاذفر یسیر الرعب امامھا شھراً و یخلف ابناء سعد السقا بالکوفۃ طالبین بدماء ابائھم و ھم ابناء الفسقۃ حتی یھجم علیھم خیل الحسین یستبقان کانھما فرسا رھان شعث غبر اصحاب بواکی وقوارح اذ یضرب احدھم برجلۃ باکیۃ یقول لاخیر فی مجلس بعد یومنا ھذا اللھم فانا التائبون الخاشعون الراکعون الساجدون فھم الابدال الذین وصفھم اللہ عزوجل ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین والمطھرون نظراؤھم من آل محمد و یخرج رجل من اھل نجران راھب مستجیب الامام فیکون اول النصاری اجابۃ ویھدم صومعۃ ویدق صلیبھا و یخرج بالموالی وضعفاء

کہ کبھی نہ جن کے ہاتھ کھلے ہوں گے اور نہ ان کے سر سے مقنعہ اٹھا ہوگا اور ان کو محلوں میں چھوڑ دے گا اور ثبویتہ جو مغرب کی طرف ہے یعنی نجف بھیج دے گا۔ اس کے بعد ایک لاکھ نفر جن میں بعض منافق اور بعض مشرک ہوں گے کوفہ سے باہر آئیں گے جو دمشق پہنچ کر خیمہ ڈالیں گے۔ ان کو کوئی شخص منع نہ کرسکے گا۔ اس جگہ باغ شداد ہے پھر مشرق کی جانب سے چند جھنڈے آئیں گے۔ جو نہ ہی سوت کے بنے ہوئے ہوں گے، نہ کتان کے اور نہ ابریشم کے اور ان کی لکڑیوں کے سروں پر سید اکبر یعنی رسول خدا کی مہر کندہ ہوگی۔ ان کو آل محمدؐ سے ایک حرکت دے گا اگر ان کو زمین کی مشرق میں حرکت دی جائے تو ان میں سے مشک اذفر کی بو زمین کے مغرب تک پھیل جائے گی اور اس کا خوف ایک ماہ کے راستہ تک دشمنوں کے قلوب میں جاگزین ہوجائے گا اور سعد سقا کے بیٹے کوفہ میں اپنے باپ دادا کے خون کے طالب رہیں گے یہ فاسقین کی اولاد ہو گی۔ یہ اس مقام پر اس وقت تک رہیں گے کہ لشکر امام حسینؑ ان پر ہجوم و سبقت کرے یا دونوں لشکر ایک دوسرے پر چڑھائی کرنے کے خواہش مند ہوں گے گویا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قتل کے لیے آمادہ ہوں گے۔ حالانکہ پژمردہ ہوں گے۔ ان میں ایک شخص روتے ہوئے اپنے پیر زمین پر مار کر کہے گا کہ آج کے بعد کسی مجلس میں خیر نہیں اے خدا ہم توبہ کناں خضوع و خشوع کنندگان اور رکوع اور سجود کرنے والے ہیں۔ پس وہ لوگ ابدال ہیں کہ خدا نے جن کا وصف کیا ہے۔ بہ تحقیق کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ ان کی نظیر آل محمدؐ میں

الناس والخيل فيسيرون الى النخيلة
باعلام هدى فيكون مجمع الناس
جميعا من الارض كلها بالفاروق و
هي محجة امير المومنين و هي ما بين
البرس والفرات فيقتل يومئذ فيما
بين المشرق والمغرب ثلثة الاف
من اليهود والنصارى فيقتل بعضهم
بعضاً فيومئذ تاويل هذه الاية "فما
زالت تلك دعواهم حتى جعلناهم
حصيدا خامدين بالسيف و تحت ظل
السيف و يخلف من بني اشهب الزاجر
اللحظ في اناس من غير ابيه هرابا حتى
ياتون سبطرى عوذا بالشجر فيومئذ
تاويل هذه الاية فلما احسوا باسنا
اذا هم منها يركضون لا تركضوا و
ارجعوا الى ما اترفتم فيه و
مساكنكم لعلكم تسئلون" ومساكنهم
الكنوز التي غلبوا من اموال المسلمين
وياتيهم يومئذ الخسف والقذف و
المسخ فيومئذ تاويل هذه الاية
"وما هي من الظالمين ببعيد" وينادي
مناد في رمضان من ناحية المشرق
عند طلوع الشمس يا اهل الهدى
اجتمعوا وينادي من ناحية المغرب
بعد ما يغيب الشمس يا اهل الهدى

ملے گی۔ اہلِ نجران سے ایک شخص خروج کرے گا جو راہب
ہو گا اور امام کی دعوت کو قبول کرے گا پس گروہِ نصاریٰ
سے یہ پہلا شخص ہو گا جو دعوتِ امام کو قبول کرے گا اور
اپنے صومعہ کو منہدم کر دے گا اور صلیب کو نکال دے
گا اور غلاموں، ضعفائے خلائق اور سواروں کے ساتھ
باہر نکلے گا۔ پس یہ لوگ بیدق ہائے ہدایت کے ساتھ
نخلہ کی طرف روانہ ہوں گے پس تمام مخلوق روئے زمین پر
فاروق میں جمع ہو گی۔ یہی حجت امیر المومنین ہو گی۔ یہ
برس و فرات کے درمیان واقع ہو گا اس روز مشرق و مغرب
کے درمیان یہود و نصاریٰ سے تین ہزار آدمی مارے جائیں
گے۔ ان میں سے بعض، بعض کو قتل کریں گے اور اس روز
اس آیت کی تاویل ظاہر ہو گی کہ ہمیشہ ان کا دعویٰ یہ
ہو گا، یہاں تک کہ شمشیر برندہ سے ان کے سر کاٹ
دیئے جائیں اور تلوار کے زیرِ سایہ خاموش رہیں گے۔ بنی
اشہب سے ایک عنسہ والا اور بدنظر آدمی چند لوگوں کے
ساتھ باقی رہ جائے گا جو اس کے غیر ہوں گے۔ وہ ان
کے ہمراہ بھاگ کر سبطری (ایک مقام دمشق کے قریب)
پہنچ کر ایک درخت کے نیچے پناہ لے گا، پس اس
روز اس آیت کی تاویل ظاہر ہو گی کہ "جب یہ جنگ کی
شدت کو دیکھتے ہیں تاکہ اس سے فرار ہو جائیں، بھاگ
نہیں جاتے بلکہ اپنے اموال مساکن اور نعمتوں کی طرف
پلٹ جاتے ہیں کہ جس کی وجہ طغیان کرتے تھے، امید ہے
کہ تم سے سوال کیا جائے گا۔" ان کے مسکن سے مقصد
مسلمانوں کا وہ مال ہے جو قہر و غلبہ سے حاصل کئے تھے
اس روز ان کے ساتھ زمین کا دھنس جانا، سنگباری

اجتمعوا ومن الغد عند الظهر بعد تکور الشمس فتکون سوداء مظلمة واليوم الثالث يفرق بين الحق و الباطل بخروج دابة الارض و تقبل الروم الى قرية بساحل البحر عند كهف الفتية ويبعث الله الفتية من كهفهم اليهم رجل يقال له مليخا والاخر كمسلمينا وهما الشاهدان المسلمون للقائم فيبعث احد الفتية الى الروم فيرجع بغير حاجة ويبعث بالاخر فيرجع بالفتح فيومئذ تاويل هذه الاية وله اسلم من في السموات والارض طوعاً وكرهاً ثم يبعث الله من كل امة فوجاً ليريهم ما كانوا يوعدون فيومئذ تاويل هذه الاية ويوم نبعث من كل امة فوجاً ممن يكذب باياتنا فهم يوزعون والوزع خفقان افئدتهم ويسير الصديق الاكبر براية الهدى والسيف ذوالفقار والمخصرة حتى ينزل ارض الهجرة مرتين وهي الكوفة فيهدم مسجدها ويبنيه على بناءه الاول ويهدم ما دونه من دور الجبابرة ويسير الى البصرة حتى يشرف على بحرها ومعه التابوت وعصى موسى فيعزم عليه فيزفر في

اور مسخ ہونا واقع ہوگا ، اور اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی کہ "وہ ظالمین سے دور نہیں ہے"۔ اور ایک منادی ماہ رمضان میں طلوع آفتاب کے وقت مشرق کی جانب سے آواز دے گا کہ اے اہلِ ہدایت جمع ہو جاؤ اور بعد غروب مغرب کی جانب سے آواز دے گا کہ اے اہلِ باطل جمع ہو جاؤ اس کے دوسرے روز وقت ظہر آفتاب کا نور لے لئے جانے کے بعد یہ قرص سیاہ ہو جائے گا ، ندائے روم پھر آئے گی تیسرے روز دابۃ الارض کے خروج کے ساتھ حق اور باطل کے درمیان فرق کیا جائے گا اور گروہ روم ایک قریہ کی طرف جو سمندر کے کنارے اور اصحاب کہف کے غار کے قریب ہے جائیں گے۔ اس وقت خدا اصحابِ کہف کو زندہ کرے گا جن میں سے ایک ملیخا ہوگا اور دوسرا کمسلمینا ہوگا۔ یہ دونوں وہ شاہد ہوں گے جو ہمارے قائم کو تسلیم کریں گے، پس وہ ان میں سے ایک کو روم کی طرف بھیجیں گے اور وہ فتح و نصرت کے ساتھ واپس ہوگا۔ اس روز اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی کہ جو کوئی زمین اور آسمانوں میں ہے ، رغبت یا اکراہ کے ساتھ خدا پر اسلام لایا اس کے بعد خدا ہر اُمت سے ایک جماعت کو زندہ کرے گا اور ان کو وہ چیزیں دکھائی جائیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا ، پس اس روز اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی کہ "ایک روز ہر اُمت سے ایک گروہ جو ہماری آیات کی تکذیب کرتا تھا ، زندہ کیا جائے گا ، پس ان کے دل مضطرب ہوں گے اور صدیق اکبر رایت ہدایت ذوالفقار اور حاضرین کے ساتھ روانہ ہوں گے یہاں تک کہ دو مرتبہ زمین ہجرت پر پہنچیں گے ، یہ مقام کوفہ ہوگا ، پس وہاں کی مسجد کو منہدم کریں گے اور بنائے اول کے طرز پر تعمیر کرینگے

البصرة ثم فزرة فتصير بحراً لجياً لا يبقى
فيها غير مسجدها كجؤجؤ السفينة على
ظهر الماء ثم يسير الى حروراء حتى
يحرقها ويسير من باب بنى اسد
حتى يزفر زفرة فى ثقيف وهم زرع
فرعون ثم يسير الى مصر فيصعد منبره
فيخطب الناس فتبشر الارض بالعدل
وتعطى السماء قطرها والشجر ثمرها
والارض نباتها وتتزين لاهلها و
تامن الوحوش حتى ترتعي فى طرق
الارض كانعامهم ويقذف فى
قلوب المومنين العلم فلا يحتاج
مومن الى ما عند اخيه من علم
فيومئذ تاويل هذه الآية "يغنى
الله كلاً من سعته" و تخرج لهم
الارض كنوزها ويقول القائم كلوا
هنيئاً بما اسلفتم فى الايام الخالية
فالمسلمون يومئذ اهل صواب للدين
اذن لهم فى الكلام فيومئذ تاويل
هذه الاية وجاء ربك والملك
صفاً صفاً فلا يقبل الله يومئذ الا
دينه الحق الا لله الدين الخالص
فيومئذ تاويل هذه الآية اولم
يروا انا نسوق الماء الى الارض الجرز
فنخرج به زرعاً تاكل منه انعامهم

اور ظالمین کے دور میں جو کچھ
بنا تھا منہدم کر دیں گے، اس کے بعد بصرہ جائیں گے، یہاں
تک کہ سمندر کے قریب پہنچیں گے انکے ساتھ تابوت سکینہ اور عصائے
موسیٰ ہو گا۔ بصرہ میں سختی و شدت ہو گی اور وہ وہاں سے واپس
آئیں گے اور وہ مقام دریائے گرداب بن جائے گا اور کوئی جگہ
باقی نہ بچے گی سوائے مسجد کے جو سفینہ کشتی کی مانند ہو گی جو پانی
پر ہو۔ اس کے بعد حرور جائیں گے اور اس مقام کو جلا دیں گے
اور دروازہ بنی اسعد سے نکل کر قبیلہ ثقیف تک پہنچیں گے جو زراعت
فرعون ہیں۔ اس کے بعد مصر جائیں گے اور منبر پر جاکر لوگوں کو
مخاطب کریں گے۔ پس تمام زمین پر عدل پھیل جائے گا اور آسمان
اپنی بارش، درخت اپنے میوے اور زمین اپنے نباتات دے گی،
اور زمین اپنے اہل خانہ کے لئے مزین ہو جائے گی۔ جنگلی جانور
مامون ہو جائیں گے، حتیٰ کہ چوپایوں کی طرح زمین پر پھرنے لگیں
گے۔ مومنین کے دل میں اتنا علم ڈال دیا جائے گا کہ وہ دوسرے
کا محتاج نہ رہے گا، پس اس روز اس آیت کی تاویل ظاہر
ہو گی کہ "خدا سب کو حسب احتیاج غنی کر دے گا اور زمین
ان کے لئے اپنے خزانے اُگل دے گی، اور قائم مخلوق سے کہیں گے
کہ کھاؤ، گذشتہ زمانہ میں تم پر جو زحمت گزری ہے، اس کے
عوض یہ تم کو مبارک ہو، پس مسلمان اس روز دین کی وجہ
صاحب صواب ہوں گے نہ کہ صاحب خطا۔ انہیں کلام کرنے کی
اجازت ہو گی، پس اس آیت کی تاویل اس روز ظاہر ہو
گی کہ امر پروردگار اور ملائکہ صف صف آتے ہیں پس خدا
اس روز دین حق کے سوا قبول نہ کرے گا۔ آگاہ رہو کہ دین
خالص صرف خدا کیلئے ہے پس اس روز اس آیت کی تاویل
ظاہر ہو گی کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پانی کو زمین مردہ پر

وانفسهم افلا يبصرون ويقولون متى
هذا الفتح ان كنتم صادقين قل يوم
الفتح لا ينفع الذين كفروا ايمانهم
ولا هم ينظرون فاعرض عنهم و
انتظر انهم منتظرون فيمكث فيما
بين خروجه الى يوم موته ثلثمأة
سنة ونيف وعدة اصحابه ثلثمأة
وثلثة عشر منهم تسعة من بنى
اسرائيل وسبعون من الجن ومأتان
واربعة وثلثون منهم سبعون
الذين غضبوا للنبى اذ هجمه مشركوا
قريش فطلبوا الى نبى الله ان ياذن لهم
فى اجابتهم فاذن لهم حيث نزلت
هذه الاية الا الذين امنوا وعملوا
الصالحات وذكروا الله كثيرا وانتصروا
من بعد ما ظلموا سيعلم الذين ظلموا
اى منقلب ينقلبون وعشرون من
اهل اليمن منهم المقداد بن الاسود
ومأتان واربعة عشر الذين كانوا بساحل
البحر مما يلى عدن فبعث اليهم نبى الله
برسالة فاتوا مسلمين ومن افناء
الناس الفان وثمانمأة وسبعة عشر و
من الملئكة اربعون الفا من ذلك
من المسومين ثلثة الاف ومن
المردفين خمسة الاف فجميع اصحابه

نازل کیا جس کی وجہ سے اس سے نباتات کو اگایا کہ اس کو چار
پائے اور وہ خود کھائیں۔ کیا ہماری اس نعمت کو وہ دیکھتے اور
سمجھتے نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو تو اے
محمدؐ ان سے کہہ دو کہ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں روز فتح،
انہیں ایمان کوئی فائدہ نہیں بخشے گا اور کچھ مدد نہ کرے گا۔
پس ان سے روگردانی کرو اور انتظار کرو" بدرستیکہ یہ لوگ
منتظر ہیں۔ پس قائمؑ کے خروج اور یوم رحلت کے درمیان تین سو
سال سے زیادہ کا عرصہ ہے اور ان کے اصحاب کی تعداد تین سو
تیرہ ہوگی اور ان میں سے نو نفر بنی اسرائیل سے ہوں گے، ستّر
نفر جنات سے اور دو سو چونتیس دوسرے ہوں گے۔ ان میں
وہ ستّر لوگ بھی ہوں گے جو اس وقت غضب ناک ہوئے
تھے جب مشرکین قریش آنحضرتؐ پر ہجوم کیے ہوئے تھے اور انہوں
نے رسولِ خدا سے خواہش کی تھی کہ ان کے ساتھ انہیں جہاد کی
اجازت دیں، پس آنحضرتؐ نے انہیں دی تھی۔ اس وقت
یہ آیت نازل ہوئی تھی، وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا اور
عمل صالح کیا اور خدا کا بہت ذکر کیا۔ ان پر ظلم کے ہو جانے
کے بعد ان کی نصرت کی گئی، وہ لوگ جانتے نہیں جنہوں
نے ظلم کیا کہ ان کی بازگشت کہاں ہوگی۔ اور اہلِ یمن سے بیس شخص
ہوں گے جن میں مقداد ابنِ اسود بھی ہوں گے اور دو سو چودہ
اشخاص دریا کے کنارے عدن کے قریب رہنے والے ہوں گے۔ رسولِ
خدا نے ان کے پاس پیام بھیجا تھا کہ اسلام قبول کریں اور انہوں
نے تسلیم کر لیا تھا اور گمنام لوگوں میں سے ایک ہزار آٹھ سو سترہ
لوگ ہوں گے اور ملائکہ سے چالیس ہزار ہوں گے جن کے منجملہ
تین ہزار مسومین اور پانچ ہزار مردفین ہوں گے۔ پس حضرت
کے تمام اصحاب سینتالیس ہزار ایک سو تیس ہوں گے اور ان

سبعة وار بعون الفا ومائة وثلاثون من ذالك تسعة ورأس من كل راس من الملائكة اربعة الاف من الجن والانس عدة يوم بدر فيهم يقاتل اياهم ينصر الله وبهم ينصر وبهم يقدم النصر ومنهم نضرة الارض كتبتها كما وجدتها وفيها نقص حروف (بحار الانوار ج ۱۳)

میں سے نو سردار ملائکہ کے سرداروں میں سے ہوں گے۔ انس و جن میں سے چار ہزار ہوں گے۔ یوم بدر کی تعداد کے مساوی ہوں گے۔ یہ مقابلہ کریں گے اور خدا ان کی مدد کرے گا۔ نصرت ان کے ساتھ ہوگی اور ان کا استقبال کرے گی، ان میں سے بعض زمین کی زینت ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تازگی ہوگی اور ان پر لکھا ہوگا، جو تم پاؤ گے، اس میں حروف بہت کم ہوں گے۔

خُطبۃ انا مدینۃ العلم

خطبۂ ذیل کو علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ نے کتاب در المنظم اور شیخ سلیمان بلخی مفتی اعظم قسطنطنیہ نے ینابیع المودۃ میں درج کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ سید شہاب الدین نے بھی توضیح الدلائل میں د نیز مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ نے عبقات الانوار کی پانچویں جلد میں نقل کیا ہے۔

علماء کے نزدیک اسانید صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر یہ خطبہ فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله بديع السموات والارض وفاطرها وساطح المدحيات ووادها ومطود الجبال وقافرها ومفجر العيون ونافرها ومرسل الرياح وزاجرها وناهي القواصف وآمرها وزين السماء وزاهرها مدبر الافلاك ومسيرها ومقسم المنازل ومقدرها ومنشى

تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور سطح زمین کا پھیلانے اور درست کرنے والا، پہاڑوں کو قائم و بلند کرنے والا، چشموں کا جاری کرنے اور بہانے والا، ہواؤں کا چلانے اور روکنے والا، آسمانوں کو زینت دینے اور روشن کرنے والا، افلاک کی تدبیر کرنے اور چلانے والا ان کی منازل کو تقسیم کرنے اور ان پر مقدرت رکھنے والا، بادل کو پیدا کرنے اور مطیع کرنے والا، تاریک راتوں کو منور کرنے والا، اجسام

(حاشیہ گذشتہ صفحہ کی آخری سطر سے) ۱؎ مستومین۔ جن پر نشان لگا دیا گیا ہو۔ ۲؎ مردفین۔ ساتھی

سبعة وأربعون ألفا ومائة وثلاثون من ذالك تسعة رؤس من كل رأس من الملائكة أربعة آلاف من الجن والانس عدة يوم بدر فبهم يقاتل اياهم ينصر الله وبهم ينصر وبهم يقدم النصر ومنهم نضرة الارض كتبتها كما وجدتها وفيها نقص حروف (بحار الانوار ج ۱۳)

ہیں سے نو سردار ملائکہ کے سرداروں میں سے ہوں گے۔ انس و جن میں سے چار ہزار ہوں گے۔ یوم بدر کی تعداد کے مساوی ہوں گے۔ یہ مقاتلہ کریں گے اور خدا ان کی مدد کرے گا۔ نصرت ان کے ساتھ ہوگی اور ان کا استقبال کرے گی، ان میں سے بعض زمین کی زینت ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تازگی ہوگی اور ان پر لکھا ہوگا، جو تم پاؤ گے، اس میں حروف بہت کم ہوں گے۔

خُطبۃ انا مدینۃ العِلم

خطبۂ ذیل کو علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ نے کتاب در المنظم اور شیخ سلیمان بلخی مفتی اعظم قسطنطنیہ نے ینابیع المودۃ میں درج کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ سید شہاب الدین نے بھی توضیح الدلائل میں د نیز مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ نے عبقات الانوار کی پانچویں جلد میں نقل کیا ہے۔

علماء کے نزدیک اسانید صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر یہ خطبہ فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله بديع السموات والارض وفاطرها وساطح المدحيات ووازرها ومطود الجبال وقافرها ومفجر العيون ونافرها ومرسل الرياح وزاجرها وناهي القواصف وآمرها وزين السماء وزاجرها مدبر الافلاك ومسيرها ومقسم المنازل ومقدرها ومنشئ

تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور سطح زمین کا پھیلانے اور درست کرنے والا، پہاڑوں کو قائم و بلند کرنے والا، چشموں کا جاری کرنے اور بہانے والا، ہواؤں کا چلانے اور رد کرنے والا، آسمانوں کو زینت دینے اور روشن کرنے والا، افلاک کی تدبیر کرنے اور چلانے والا ان کی منازل کو تقسیم کرنے اور ان پر مقدرت رکھنے والا، بادل کو پیدا کرنے اور مطیع کرنے والا، تاریک راتوں کو منور کرنے والا، اجسام

(حاشیہ گذشتہ صفحہ کی آخری سطر سے) ۱ مسوّمین۔ جن پر نشان لگا دیا گیا ہو۔ ۲ مردفین۔ سا تھی

السحاب ومسخرها ومولج الحنادس ومتورها ومحدث الاجسام ومقررها ومكور الدهور ومكدرها ومورد الامور ومصدرها وضامن الارزاق ومدبرها ومحي الرفات وناشرها احمده على الائه وتوافرها واشكره على نعمائه وتواترها واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له شهادة تودي الى السلامة ذاكرها وتومن من العذاب ذاخرها واشهد ان محمد صلى الله عليه وآله وسلم الخاتم لما سبق من الرسل وفاخرها ورسوله الفاتح لما استقبل من الدعوة وناشرها ارسله الى امة قد شغر بعبادة الاوثان شاعرها فابلغ صلى الله عليه وآله وسلم في النصيحة وافرها وانار منار اعلام الهداية ومنابرها ومحا بمعجز القرآن دعوة الشيطان ومكاثرها وارغم مجاطيس غواة العرب وكافرها حتى اصبحت دعوة الحق باول زائرها وشريعته المطهرة الى المعاد شريعة يفخر فاخرها صلى الله عليه وآله الدوحة العليا وطيب عناصرها۔

ایها الناس سار المثل وحقق

کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے والا، زمانوں کو لپیٹنے اور مکدّر کرنے والا اور امور کو وارد و صادر کرنے والا، رزق کا ضامن اور تدبیر کرنے والا اور ہڈیوں کو زندہ اور پراگندہ کرنے والا ہے۔ میں اُس کی زیادہ نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کی متواتر نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی اللہ نہیں ہے وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایسی گواہی دیتا ہوں جو اس کے بیان کرنے والے کو سلامتی کی طرف لے جائے اور اس کے ذخیرہ کرنے والے کو عذاب سے مامون رکھے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ صلعم گذشتہ رسولوں کے خاتم اور ان کے فخر ہیں اور ایسے رسولؐ ہیں جو ہر پیغام کی تشریح کرنے اور نشر کرنے والے ہیں۔ خُدا نے آپ کو ایسی اُمت کی طرف بھیجا جس نے بتوں کی عبادت کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا، پس صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت میں اپنا پورا حق ادا کیا، اور ہدایت کے علم اور منبروں کو روشن کیا اور قرآن کے معجزے کے ذریعہ شیطان کی دعوت اور اس کی مکاریوں کو مٹا دیا اور عرب کے گمراہ اور کافروں کی ناک رگڑ دی یہاں تک کہ دعوتِ حق اپنے ابتدائی دور ہی میں اور شریعت مطہرہ دنیا ملت تک کے لئے جاری اور معزز ہوگئی اور خدا نے اس کے شجرۂ علیا اور پاک عناصر کو معزز فرمایا۔

اے لوگو! مثل جاری ہوگئی اور عمل ثابت ہوگیا اور خواہیں سرا منصرف اور رعونتیں حاکم بن گئیں اور خواہشات مختلف ہوگئیں اور بلائیں عظیم اور شکایات شدید

العمل وتسلمت الخصیان وحکمت النسوان واختلفت الاھواء وعظمت البلویٰ و اشتدت الشکویٰ واستمرت الدعویٰ وزلزلت الارض وضیع الغرض و کنست الامانۃ وبدت الخیانۃ و قام الادعیاء ونال الاشقیا وتقدمت السفھاء وتاخرت الصلحاء وانزور القرآن واحمر الدبران وکملت الفترہ وسدت الھجرۃ وظھرت الافاطس محنت الملاطس یملکون السرائر و یھتکون الحرائر و یحیون کیسان ویخربون خراسان یھدمون الحصون ویظھرون المصون و یفتحون العراق بدا میراق فاہ آہ ثم آہ آہ لعریض الافواہ و ذبول الشفاہ

ہوگئیں اور دعویٰ ہر طرف عام ہوگیا۔ زمین متزلزل ہو گئی اور فریضہ خدائی زائل ہو گیا، امانت پوشیدہ ورائیگاں ہوگئی اور خیانت ظاہر ہوگئی۔ حرامزادے اُٹھ کھڑے ہوئے اشقیاء آگئے اور کمینے آگے بڑھ گئے اور نیک لوگ پیچھے رہ گئے، قرآن کو جھٹلایا اور خلاف فطرت امور نمایاں اور زمانۂ فترت کامل ہوچکا اور ہجرت ختم ہوگئی اور چپٹی ناک والے ظاہر ہوگئے۔ لباس متغیر اور کوتاہ ہوگئے۔ یہ اسرار پر قابض ہوگئے اور شریفوں کی بے حرمتی ہونے لگی۔ غدار لوگ آئیں گے اور خراسان کو خراب کریں گے اور قلعوں کو منہدم کریں گے اور محفوظ چیزوں کو باہر نکالیں گے اور خون ریزی کے ساتھ عراق فتح کریں گے۔ پس افسوس... آہ... آہ... آہ، کھلے منہ پر اور سوکھے ہونٹوں پر۔

اس کے بعد آپ نے دائیں اور بائیں جانب نظر کی اور ایک گہرا ٹھنڈا سانس لیا، اور خضوع و خشوع سے آپ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اس وقت سوید ابن نوفل ھلالی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین، یہ واقعات آپ نے کیونکر معلوم کیے۔ کیا آپ وہاں پر موجود تھے۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے غیض کی نظر سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ رونے والیاں تجھ پر روئیں اور بلائیں تجھ پر نازل ہوں۔

یا ابن الجبان والخبائث والمکذب الناکث سیقصر بک الطول ویغلبک الغول انا سر الاسرار انا شجرۃ الانوار انا دلیل السموات انا انیس المسبحات انا خلیل جبرئیل انا صفی میکائیل

اے بزدل کے بیٹے اور خبیث، جھوٹے بیعت شکن، تیرا طویل عرصہ کم ہو جائے اور ایک گروہ تجھ پر غالب آجائے، میں رازوں کا راز ہوں، میں شجرِ انوار ہوں، میں آسمانوں میں رہبر ہوں میں تسبیح کنندوں کا انیس ہوں۔ میں جبرئیل کا دوست

انا قائد الاملاک انا سمندل الافلاک
انا سریر الصّراح انا حفیظ الالواح انا
قطب الدیجور انا البیت المعمور انا
مزن السحائب انا نور الغیاهب انا فلک
اللجج انا حجة الحجج انا مسدد الخلائق
انا محقق الحقائق انا ماوّل التاویل
انا مفسر الانجیل انا خامس الکساء انا تبیان
النساء انا الفة الایلاف انا رجال الاعراف
انا سر ابراهیم انا ثعبان الکلیم انا
ولی الاولیاء انا وارثة الانبیاء
انا اوریا الزبور انا حجاب الغفور
انا صفوة الجلیل انا ایلیاء الانجیل
انا شدید القوی انا حامل اللواء
انا امام المحشر انا ساقی الکوثر
انا قسیم الجنان انا مشاطر النیران
انا یعسوب الدین انا امام المتقین
انا وارث المختار انا طهیر الاطهار
انا مبید الکفرة انا ابو الائمة البررة
انا قالع الباب انا مفرق الاحزاب
انا جوهر الثمینه انا باب المدینه
انا مفسر البیّنات انا مبین المشکلات
انا النون والقلم انا مصباح الظلم
انا سوال متی انا ممدوح هل اتی
انا النباء العظیم انا صراط المستقیم
انا لولوء الاصداف انا جبل قاف

ہوں، میں میکائیل کا صنعی ہوں، میں فرشتوں کا
قائد ہوں، میں افلاک کا سمندل (ایک پرندہ کا نام) ہوں،
میں اخلاص و سچائی کی قرارگاہ ہوں۔ میں محافظ الواح
ہوں۔ میں تاریکی میں قطب ہدایت ہوں۔ میں علوم و
معارف سے پُر، بیت معمور ہوں، میں بادلوں کا
آراستہ کرنے والا ہوں، میں سخت تاریک راتوں کا نور ہوں
میں عمیق ترین سمندر میں کشتی (نجات) ہوں، میں تمام
حجتوں (انبیاء و آئمہ) کی حجت ہوں، میں مخلوق کو مضبوط
کرنے والا ہوں، میں انجیل کا مفسر ہوں، میں (انوار) کسا
کا پانچواں رکن، ہوں میں سورۃ النساء کا واضح بیان ہوں
میں اُلفت والوں کی اُلفت ہوں، میں اعراف کے مردوں
میں سے ہوں، میں ابراہیم کا راز ہوں، میں کلیم کا اژدہا
ہوں، میں اولیاء کا ولی ہوں، میں (علوم) انبیاء کا
وارث ہوں، میں زبور کا دریا ہوں، میں غفور کا حجاب
ہوں، میں خدائے جلیل کا برگزیدہ ہوں، میں انجیل کا ایلیا
ہوں، میں شدید القوی ہوں، میں لوائے (حمد) کا حامل
ہوں، میں محشر کا امام ہوں، میں جنتوں کا تقسیم کرنے
والا ہوں اور نار کا بانٹنے والا ہوں، میں دین کا سردار
ہوں، میں متقین کا امام ہوں، میں رسول مختار کا وارث
ہوں میں مدد کرنے والوں کا مددگار ہوں، میں کفر کو بیخ و
بن سے اکھاڑ پھینکنے والا ہوں، میں نیک اماموں کا باپ
ہوں، میں دروازہ خیبر کا اکھاڑ پھینکنے والا ہوں، میں
گروہوں (فوجوں) کو منتشر کرنے والا ہوں، گوہر گراں بہائے
(امامت) ہوں۔ میں شہر (علم نبی) کا دروازہ ہوں، میں
آیات بیّنات کی تفسیر کرنے والا ہوں، میں مشکلات کا حل

انا سر الحروف انا نور الظروف انا الجبل الراسخ انا علم الشامخ انا مفتاح الغیوب انا مصباح القلوب انا نور الارواح انا روح الاشباح انا الفارس الکرار انا نصرة الانصار انا السیف المسلول انا الشهید المقتول انا جامع القرآن انا تبیان البیان انا شفیق الرسول انا بعل البتول انا عمود الاسلام انا مکسر الاصنام انا صاحب الاذن انا قاتل الجن انا صالح المومنین انا امام ارباب الفتوة انا کنز الاسرار النبوة انا المطلع علی الاخبار الاولین انا مخبر عن وقائع الاخرین انا قطب الاقطاب انا حبیب الاحباب انا مهدی الاذان انا عیسی الزمان انا والله وجه الله انا والله اسد الله انا سید العرب انا کاشف الکرب انا الذی قیل فی حقه لا فتیٰ اِلاّ علی انا الذی قیل فی شانه انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ انا لیث بنی غالب انا علی ابن ابی طالب۔

کرنے والا ہوں۔ میں نون والقلم ہوں، میں گمراہی کی تاریکی دُور کرنے والا چراغ ہوں، میں منی دینی) کا مقصود ہوں، میں ھل اتیٰ کا ممدوح ہوں، میں نباءِ عظیم ہوں میں صراطِ مستقیم ہوں، میں صدفِ حقیقت کا موتی ہوں میں کوہِ محیط (علم وہدایت) ہوں، میں کتاب تکوین کے حروف کا راز ہوں، میں اجسام کا نور ہوں، میں (ہدایت کا) جبل راسخ ہوں میں بلند علم ہوں، میں امورِ غائبہ کی کنجی ہوں، میں دلوں کو روشن کرنے والا چراغ ہوں میں ارواح کا نور ہوں اور اجسام کی روح ہوں، میں مکرر مکرر حملہ کرنے والا ہوں، میں دوستوں کی نصرت کرنے والا ہوں، میں کھلی ہوئی تلوار (الٰہی) ہوں، میں قتل کیا ہوا شہید ہوں، جامع قرآن ہوں، میں قرآن کی تفسیر ہوں میں رسول کا شفیق ہوں، میں بتول کا شوہر ہوں، میں اسلام کا ستون ہوں، میں بتوں کا توڑنے والا ہوں، میں اذن داعیہ کا مقصد ہوں، میں جنوں کا قاتل ہوں، میں صالح المومنین ہوں، میں... میں فلاح یافتہ لوگوں کا امام ہوں، میں اسرارِ نبوّت کا خزانہ ہوں، میں اولین کے حالات سے مطلع اور آخرین کے واقعات جاننے والا ہوں میں قطب الاقطاب ہوں، میں دوستوں کا دوست ہوں میں مہدی اذان ہوں، میں، میں زمانہ کا عیسیٰ ہوں، بخدا میں وجہ اللہ ہوں، خدا کی قسم میں شیرِ خدا ہوں، میں عرب کا سردار ہوں، میں مصیبتوں کا دُور کرنے والا ہوں، میں وہ ہوں جس کے حق میں لا فتیٰ اِلاّ علیؑ کہا گیا ہے، میں وہ ہوں جس کی شان میں کہا گیا کہ تم کو مجھ سے وہی منزلت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، میں بنی غالب کا شیر ہوں، میں علی ابنِ ابی طالب ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص، جس نے اعتراض کیا تھا فضائل کی تاب نہ لا سکا اور ایک چیخ مار کر گر پڑا اور مر گیا

پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے کلام کو جاری فرمایا:

الحمد للہ بارئ النسم وذارئ الامم والصلوٰۃ علی الاسم الاعظم والنور الاقدم محمد وآلہ وسلم ۞

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے روحوں کو پیدا کیا اور اُمتوں کو خلق کیا۔ رحمت نازل ہو اسمِ اعظم اور نورِ مقدم محمد وآلہ وسلم پر۔

پھر فرمایا:

سلونی عن طرق السماء فانی اعلم بها من طرق الارض سلونی قبل ان تفقدونی فان بین جنبی علوم کثیرة کالبحار الزواخر۔

سوال کرلو مجھ سے آسمانوں کے راستوں سے متعلق کہ میں ان کا بہتر علم رکھتا ہوں، بہ نسبت اس کے جو زمین کے راستوں سے واقف ہو۔ سوال کرلو مجھ سے، قبل اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ، میرے سینہ میں بے شمار علوم بحرِ ذخار کی طرح موجیں مار رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ علماء اور حکماء اُٹھے اور اولیاء واصفیاء آپ کے قدم چومنے لگے اور اسمِ اعظم کی قسم دے کر عرض کیا کہ آپ اپنا کلام پورا کریں۔ پس حضرت نے فرمایا:

یظهر صاحب الرایة المحمدیة والدولة الاحمدیة القائم بالسیف والحال الصادق فی المقال یمهد الارض ویحیی السنة والفرض ۞

جب یہ حال ہو جائے گا تو علمِ محمدیہ کا اٹھانے والا اور سلطنت احمدیہ کا تلوار سے اور کلمات حق سے قائم کرنے والا ظاہر ہوگا جو زمین کو سنبھالے گا اور سنت و فرض کو زندہ کرے گا۔

پھر فرمایا:

ایها المحجوب عن شانی الغافل عن حالی ان العجائب اثار خواطری والغرائب اسرار ضمائری لانی قد خرقت الحجاب واظهرت العجاب اتیت بالباب ونطقت بالصواب وفتحت خزائن الغیوب وفتقت دقائق القلوب وکنزت لطایف المعارف ورمزت عوارف الطائف فطوبی لمن استمسک بعروة هذه الکلام وصلی خلف

اے وہ شخص جو میری شان سے واقف نہیں، اور جو میرے حال سے غافل ہے (معلوم کر) کہ میرے قلب میں عجیب آثار اور عجیب و غریب اسرار موجود ہیں۔ میں نے پردوں کو چاک کیا اور عجیب باتوں کو بیان کردیا اور ٹھیک بات کہی اور غیب کے خزانوں کو کھول دیا اور دل کے اسرار کی باریکیاں ظاہر کر دیں۔ میں نے لطائف و معارف جمع کئے ہیں اور لطائف کی معرفت پر اشارہ کیا۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے اس کلام کی رسی کو مضبوط پکڑا

هذا الامام فانه يقف على معانى الكتاب المسطور والرق المنشور ثم يدخل الى البيت المعمور والبحر المسجور ٥

ثم انشد يقول :

لقد حزت علم الاولين واننى
ضنين بعلم الاخرين كتوم
وكاشف اسرار الغيوب باسرها
وعندى حديث حادث وقديم
وانى لقيوم على كل قيم
محيط بكل العالمين عليم

اور اس امام کی اقتداء میں نماز ادا کی کیونکہ وہ کتاب مسطور کے معانی اور لکھے ہوئے چمڑے کے مقاصد سے واقف ہے پھر وہ بیت معمور اور بھرے ہوئے سمندر میں داخل ہوجاتا ہے۔

پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے :

میں نے اولین کا علم جمع کرلیا ہے۔
میں علم الاخرین کا ضامن ہوں۔
میں تمام اسرار غیب کا کھولنے والا ہوں۔
میرے پاس حادث وقدیم کے اسرار ہیں۔
اور میں ہر قوی کے اوپر قوی تر ہوں۔
تمام عالمین پر احاطہ کیا ہوا علیم ہوں۔

پھر فرمایا :

لو شئت لاوقرت من تفسير الفاتحة سبعين بعيراً ٥

اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کا بار بھر دوں۔

پھر فرمایا :

قٓ والقرآن المجيد كلمات خفيات الاسرار وعبارات جليات الاثار ينابيع عراف القلوب من مشكوٰة لطايف الغيوب لمعات العواقب كالنجوم الثواقب نهاية المفهوم بداية العلوم الحكمة ضالة كل حكيم سبحان القديم يفتح الكتاب ويقرأ الجواب يا ابا العباس انت امام الناس سبحان من يحيى الارض بعد موتها ويرد الولايات الى بيوتها يا منصور تقدم الى بناء السور ذلك تقدير العزيز العليم ٥

قٓ والقرآن المجید ایسے کلمات ہیں جن کے اسرار مخفی ہیں اور ایسی عبارتیں ہیں جن کے آثار بہت بلند ہیں، یہ دلوں کی معرفت کے چشمے ہیں، غیب کی باریکیوں کے چراغ ہیں، شہابِ ثاقب کی طرح یہ عقول کی آخری حد ہیں، علوم حکمت کے آغاز ہیں، تمام داناؤں کی گم کردہ چیز ہیں، وہ قدیم پاک ہے جو (ان الفاظ سے) کتاب کو کھولتا ہے اور یہ جواب پاتا ہے کہ اے ابوالعباس (یعنی علی ابن ابی طالب) تم لوگوں کے امام ہو، پاک ہے وہ ذات جو زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور ولایات کو ان کے گھروں کی طرف لاتا ہے۔ اے منصور فصیل کی تعمیر کی طرف بڑھو، یہ عزیز وعلیم کی مقدر کی ہوئی تقدیر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آخری کلامِ نورانی تھا جو میں نے سُنا اور اس کو منضبطِ تحریر میں لایا۔

(عبقات الانوار ج ۵ ص ۵۵۲ ینابیع المودۃ)

اس خطبہ کی عظمت و جلالت، شوکتِ الفاظ، معانی کی رفعت سے وہی لوگ زیادہ لطف اندوز ہو سکتے ہیں جو عربی سے واقف اور فقہ اسلامی کے رموز سے آگاہ ہیں، اس کا موزوں ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ فترت۔ وہ زمانہ۔ جو دو پیغمبروں کے درمیان ہو۔

عَلائِمُ الظّہُور

حضرت امیر علیہ السلام نے منبر کوفہ پر خُطبۂ لولو ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ ہمارے قائمؑ کے ظہور کی دس علامات ہیں

(۱) برج جدی میں دمدار ستارہ کا طلوع ہونا۔ اس کے طلوع ہونے پر ہرج و مرج اور فتنہ و شر واقع ہوں گے یہ ارزانی کی علامت ہوگی۔ ایک علامت سے دوسری علامت تک عجیب و غریب امور واقع ہوں گے۔

دمدار ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا جو ماہِ درخشندہ کی طرح اور اس کی دُم کمان کی طرح اس طرح خمیدہ ہوگی کہ اس کے دونوں حصے مل جانے کے قریب ہوں گے۔ اس کے بعد آسمان پر سُرخی نمودار ہوگی۔

(۲) موت احمر و موت ابیض :- حضرت نے فرمایا کہ ہمارے قائمؑ کے ظہور سے کچھ قبل موت احمر و موت ابیض واقع ہوں گے اور دو مرتبہ ملخ آئے گی، ایک تو زراعت کے وقت اور دوسرے غیر وقت۔ ان کا رنگ خون کی طرح سرخ ہوگا۔ موتِ احمر تلوار سے قتل اور موتِ ابیض طاعون ہوگا۔ (بحار ج ۱۳)

(۳) خروج دجال : سلونی قبل ان تفقدونی کے تحت دیکھا جائے۔

(۴) وقوع طامہ کبرای :

ابوطفیل نے پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ خدا نے آیت : " واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃً من الارض تکلمھم (ترجمہ : اور جب ان لوگوں پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو اُن سے یہ باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے۔ (پ ۲۰ نمل ۸۲) میں جس دابۃ الارض کا ذکر کیا ہے وہ کون ہے؟

حضرت امیرؑ : وہ دابہ وہ ہے جو کھانا کھاتا ہے، بازار میں پھرتا ہے اور وزن اٹھاتا ہے۔

ابوطفیل : یا امیر المومنینؑ ! وہ کون ہے؟

حضرت امیرؑ : وہ صدیق و فاروق عالم و پرہیزگار و شجاع اس اُمت میں ایک ہی ہستی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آخری کلام نورانی تھا جو میں نے سُنا اور اس کو منبطِ تحریر میں لایا۔

(عبقات الانوار ج ۵ ص۵۵۲ ینابیع المودۃ)

اس خطبہ کی عظمت و جلالت، شوکتِ الفاظ، معانی کی رفعت سے وہی لوگ زیادہ لطف اندوز ہو سکتے ہیں جو عربی سے واقف اور فقہ اسلامی کے رموز سے آگاہ ہیں، اس کا موزوں ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ فترت۔ وہ زمانہ۔ جو دو پیغمبروں کے درمیان ہو۔

عَلائِمُ الظّہُور

حضرت امیر علیہ السلام نے منبر کوفہ پر خُطبۂ لولو ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ ہمارے قائمؑ کے ظہور کی دس علامات ہیں

(۱) برج جدی میں دمدار ستارہ کا طلوع ہونا۔ اس کے طلوع ہونے پر ہرج و مرج اور فتنہ و شر واقع ہوں گے یہ ارزانی کی علامت ہوگی۔ ایک علامت سے دوسری علامت تک عجیب و غریب امور واقع ہوں گے۔

دمدار ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا جو ماہِ درخشندہ کی طرح اور اس کی دُم کمان کی طرح اس طرح خمیدہ ہوگی کہ اس کے دونوں حصے مل جانے کے قریب ہوں گے۔ اس کے بعد آسمان پر سُرخی نمودار ہوگی۔

(۲) موت احمر و موت ابیض :- حضرت نے فرمایا کہ ہمارے قائمؑ کے ظہور سے کچھ قبل موت احمر و موت ابیض واقع ہوں گے اور دو مرتبہ ملخ آئے گی، ایک تو زراعت کے وقت اور دوسرے غیر وقت۔ ان کا رنگ خون کی طرح سرخ ہوگا۔ موتِ احمر تلوار سے قتل اور موتِ ابیض طاعون ہوگا۔ (بحار ج ۱۳)

(۳) خروج دجال : سلونی قبل ان تفقدونی کے تحت دیکھا جائے۔

(۴) وقوع طامہ کبرای :

ابو طفیل نے پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ خدا نے آیت : " واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃً من الارض تکلمھم (ترجمہ : اور جب ان لوگوں پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو اُن سے یہ باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے۔ (پ۲۰ نمل ۲۸) میں جس دابۃ الارض کا ذکر کیا ہے وہ کون ہے؟

حضرت امیرؑ : وہ دابہ وہ ہے جو کھانا کھاتا ہے، بازار میں پھرتا ہے اور وزن اٹھاتا ہے۔

ابو طفیل : یا امیر المومنینؑ! وہ کون ہے؟

حضرت امیرؑ : وہ صدیق و فاروق عالم و پرہیزگار و شجاع اس اُمت میں ایک ہی ہستی ہے۔

ابو طفیل : یا امیر المومنین! وہ کون ہے؟

حضرت امیرؑ : وہ موردِ آیت " ویتلوہ شاھدٌ منہ" اور موردِ آیت " والذی عندہ علم الکتاب" اور " الذی جاء بالصدق" ہے اور وہ وہی ہے جس نے اُس وقت تصدیق کی تھی جب کہ تمام لوگ کافر تھے۔

ابو طفیل : یا امیر المومنینؑ! اُس کا نام فرمایئے؟

حضرت امیرؑ : اُس کا نام تو کہہ دیا۔ اے ابو طفیل، خدا کی قسم یہ تمام لوگ جن کے ساتھ میں جہاد کے لیے جاتا ہوں، اور وہ میری اطاعت کرتے ہیں اور مجھے امیر المومنین کہتے ہیں اور مخالفین سے جہاد کو حلال سمجھتے ہیں۔ اگر قرآن کی بعض چیزوں سے مطلع ہو جائیں جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی ہیں جو میرے اسرار سے متعلق ہیں، سوائے چند کے جو تیرے مانند ہیں سب متفرق ہو جائیں گے اور کوئی باقی نہ رہے گا (دار السلام)

(۵) قتل نفس ذکیہ : حضرت نے فرمایا کہ نفس ذکیہ جو سادات سے ہوں گے مع ستر مردان صالح کے پشت کوفہ پر قتل کیے جائیں گے اور مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان ایک بنی ہاشم کا قتل ہو گا۔ کوفہ میں چالیس شب مساجد معطل رہیں گی۔ (بحار)

(۶) خروج سفیانی : حضرت نے فرمایا کہ جب دو خروج کرنے والے شام میں آیاتِ خدا سے مخالفت کریں گے ایک نشانی ظاہر ہو گی۔ سائل نے پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ، وہ نشانی کیا ہے۔ فرمایا کہ زلزلہ ہو گا جس سے ایک لاکھ سے زائد آدمی ہلاک ہوں گے۔ یہ مومنین کے لیے رحمت اور کفار کے لیے عذاب و نقمت ہو گا۔ اس کے بعد سرخ گھوڑوں کے سوار زرد پرچموں کے ساتھ مغرب سے آکر شام میں داخل ہوں گے، اس وقت جوعِ اکبر اور موتِ احمر واقع ہوں گے اور مقام دھلیر جو دیہات شام سے ہے اور جس کا نام خوراشنا ہے زمین میں دھنس جائے گا۔ اس کے بعد پسر زن جگر خوار یعنی سفیانی کے وادی یابس سے خروج کا انتظار کرنا۔ (بحار، ج ۱۳)

۷۔ خلاف عادت نیمۂ رمضان کو سورج گہن ہو گا۔

۸۔ بیابان بیدا میں زمین کا دھنس جانا اور مغرب میں بھی ایک مقام پر زمین کا دھنس جانا۔

۹۔ آفتاب کا ظہر تا عصر ساکن ہو جانا۔

۱۰۔ طاق سال میں دسویں محرم یوم جمعہ ظہور ہو گا۔

۱۱۔ مسجد براثا کی بربادی اور مسجد کوفہ کی دیوار کا انہدام۔

۱۲۔ عبایہ بن ربعی اور چار آدمی حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوالات کرنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں آخر سلطنت بنی فلاں ـــــ سے ... متعلق خبردوں، عرض کیا کہ مولا فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان

کی سلطنت اس وقت ختم ہوگی کہ قریش میں سے ایک قوم نفس حرام کو روز حرام شہر حرام میں یعنی ایک نفس محترم کو روز محترم شہر محترم میں قتل کرے گی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو خلق کیا کہ ہر آئینہ نفس محترمہ کے قتل کے بعد ان کی سلطنت گیارہ روز سے زائد باقی نہ رہے گی۔ سب نے عرض کیا کہ اس سے قبل یا اس کے بعد بھی کوئی واقعہ ہو گا یا نہیں۔ فرمایا کہ ماہِ رمضان میں ایک چیخ سنائی دے گی جو بیدار کو مضطرب اور سوئے ہوئے کو بیدار اور پردہ نشین لڑکی کو پردہ سے باہر کر دے گی۔ (بحار، ج ۱۳)

چند ارشادات

(۱) تفسیر عیاشی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ حضرت امیرؑ اپنے بعد ظہور قائمؑ تک واقع ہونے والے واقعات میں سے کچھ ارشاد فرما رہے تھے، امام حسینؑ نے سوال کیا۔

حضرت امام حسینؑ: یا امیر المومنینؑ! خداوند عالم روئے زمین کو ظالمین سے کب پاک کرے گا؟

حضرت علیؑ: خداوند عالم زمین کو ظالمین سے اس وقت تک پاک نہ کرے گا جب تک کہ وہ خون نہ بہایا جائے جس کا بہایا جانا حرام ہے، کفار ہلاک ہوں گے اس کے بعد قائمؑ جن کے ظہور کے لوگ آرزومند ہوں گے اور وہ امام کہ جو مخفی و پنہاں ہو گا، ظاہر ہو گا، تمام شرف و فضل اُسی کے لیے ہے۔ اے حسینؑ وہ تمہاری اولاد سے ہو گا۔ اس کے مانند کوئی پسر نہ ہو گا، وہ مکہ میں دو رکن کے درمیان ایک قلیل جماعت کے ساتھ تمام آلات حرب کے ساتھ ظہور کرے گا اور تمام جن و انس پر غالب ہو گا اور روئے زمین میں سے ایک نفر کو بھی باقی نہ رکھے گا۔ مبارک ہو اس شخص کے لیے جو اُس کا زمانہ پائے اور اس کی خلافت کے زمانہ میں اس کی خدمت میں رہے۔ (بحار)

(۲) جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ مخلوق کے لیے ہر آئینہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ فاجرین کو بہت زیادہ مال دیا جائے گا اور نیک لوگ ضعیف ہو جائیں گے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا امیر المومنین یہ کب ہو گا، فرمایا کہ جب عورتیں اور کنیزیں صاحب تسلط و اقتدار اور بچے حاکم ہونے لگیں گے۔ (بحار)

(۳) علقمہ ابن قیس سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے کوفہ میں خطبۂ لؤلؤ کے آخر میں فرمایا کہ: آگاہ ہو جاؤ کہ میں عنقریب سفر آخرت کرنے والا ہوں اور عالم غیب کی طرف جانے والا ہوں، پس فتنہ بنی اُمیہ سلطنت کسرویہ اور دین اسلام کے معطل ہونے سے کہ جس کو خدا نے ہم پر ظاہر کیا اور بدعت کے برپا ہونے سے جس کو خدا نے معطل کیا، منتظر رہو اور اپنے مکانوں کو اپنا صومعہ قرار دو اور درخت غضا کی آگ کو کہ جو چالیس روز تک رہتی ہے اور بجھتی نہیں، اپنے دانت میں دبائے رکھو (یعنی شدید مشقت کرو) اور خدا کا بہت ذکر کرو، کیونکہ اگر خدا کے ذکر کو سمجھ لو تو معلوم ہو گا کہ یہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

پھر فرمایا کہ : " دجلہ دجیل اور فرات کے درمیان ایک شہر زوراء کی بنا پڑے گی (اس سے بغداد مراد ہے) اور جب دیکھو کہ وہ شہر گچ اور پتھر سے محکم ہو جائے حالانکہ سونا، چاندی، لاجورد، مرمر و رخام اور اسی قسم کے پتھر بعض جگہ سرخ سفید اور زرد رنگ کے استعمال ہوں اور ہاتھی دانت، آبنوس کے جو سردار دروازے تعمیر ہوں اور اس کے قبے منقش و مذہب ہوں اور ساج، عرعر اور صنوبر کے درخت اس میں بہت ہو جائیں اور محلوں سے یہ محکم ہو جائے اور شاہان بنی شیعبان جن کی تعداد چوبیس ہو گی یکے بعد دیگرے وہاں آئیں جو سفاح، مقلا، جموع، خدوع، مظفر و مونث و نظار کبش و مھتور و عشار و مصطلم و مستصعب و علام و رہبانی و خلیع و سیار و مترف و کدید و اکتب و مرف و الکلب و سیم و صلام و عینوق ہیں، خاکی رنگ کا ایک قبہ سرخ بیابان میں بنا ہو گا جس کے عقب سے ہمارے قائمؑ اپنے چہرے سے نقاب غیبت اٹھائیں گے، وہ ایک درخشندہ چاند کے مانند ہوں گے جو تاروں کے درمیان ہو۔

(۴) امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیرؑ نے آیت " فاختلف الاحزاب من بینھم " کے معنی سے متعلق فرمایا کہ تین چیزوں کے مشاہدہ کے منتظر رہو۔ (۱) اختلاف جو اہلِ شام کے درمیان واقع ہو گا (۲) دوسرے سیاہ پرچم جو خراسان کی طرف سے آئیں گے (۳) تیسرے اضطراب جو ماہِ رمضان میں واقع ہو گا۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ کیا اضطراب ہے۔ فرمایا کہ کیا تو نے یہ قولِ خدا نہیں پڑھا : ان نشا ننزل علیھم من السمآءِ ایۃً فظلت اعناقھم لھا خاضعین ۝

ترجمہ : ہر آئینہ ہم چاہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک نشان نازل کریں، اس وقت ان کی گردنیں اس نشانی سے خضوع و فروتنی کرنے لگیں گی۔

وہ آیت ایک آواز ہو گی جو آسمان سے آئے گی، یہ ایسی شدید ہو گی کہ باعفت لڑکیاں بے تحاشہ پردہ سے باہر ہو جائیں گی اور خوابیدہ انسان بیدار اور بیدار مضطرب ہو جائے گا۔ (تفسیر عیاشی۔ بحار ج ۳)

(۵) شیخ صدوق نے کتاب خصال میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری ہی وجہ خلقتِ عالم کی ابتدا فرمائی اور ہماری ہی وجہ اس کو ختم کرے گا اور ہماری ہی وجہ جس چیز کو چاہے گا محو کرے گا اور ہمارے ہی سبب باقی رکھے گا اور ہمارے ہی سبب زمانہ کے اغتشاش ناسازگاری اور پریشانی کو دفع کرے گا۔ ہماری ہی برکت کے سبب بارش کو نازل کرتا ہے، پس تمہارا معزور ہونا تمہیں خدا سے غافل نہ کر دے اور آسمان نزول رحمت کو حبس نہ کرے تا آنکہ ہمارے قائمؑ ظہور کریں اور آسمان سے قطرہ ہائے باراں نازل ہونے لگیں اور زمین اپنے نباتات اُگا دے۔ ہر آئینہ عداوت و خصومت بندگانِ خدا کے قلوب سے زائل ہو جائے گی، چرندوں اور درندوں میں مصالحت ہو جائے گی، کوئی عورت شام سے عراق تک چلی جائے تو اس کے قدم سبزہ و نباتات کے سوا نہ ٹکے گیں، اُس کا سامان زینت اس کے سر پر ہے گا نہ کوئی شخص اس سے معترض ہو گا اور نہ کوئی درندہ اس پر حملہ آور ہو گا اور وہ بھی ان سے نہیں ڈرے

گی۔ (بحار الانوار۔ ج ۱۳)

(۶) اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت علیؑ مسجد کوفہ پہنچے تو اس کو ٹھیکریوں، شراب کے برتنوں وغیرہ سے بنی ہوئی پایا۔ حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو اس شخص پر کہ جس نے تجھے خراب کیا اور اس پر جس نے تجھ کو سفال وغیرہ سے تعمیر کیا اور نوحؑ کے قبلہ کو بدل دیا اور ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کہ جو ہم اہلِ بیت کے قائمؑ کے ساتھ تجھے خراب کرنے حاضر ہوں گے، وہ اس اُمت کے برگزیدہ لوگ ہوں گے جو میری عترت کے ساتھ ہوں گے۔

(۷) کتاب تہذیب میں شیخ طوسی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ نے کوفہ سے شہر حیرہ کی جانب تھوڑی دور تشریف لے جاکر فرمایا یہ دونوں مقامات باہم متصل ہو جائیں گے۔ یہاں آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ ایک گز زمین کی قیمت چند اشرفی ہو جائے گی۔ بہرحال حیرہ میں ایک مسجد تعمیر کی جائے گی جس کے پانچ سو دروازے ہوں گے۔ اس مسجد میں قائمؑ کے نائب نماز ادا کریں گے کیونکہ مسجد کوفہ ان کے لئے ناکافی ہو جائے گی اور مسجد کوفہ میں بارہ عادل پیش نماز، نماز پڑھائیں گے۔

حبہ عرنی نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ، آیا مسجد کوفہ اتنے آدمیوں کے لئے کافی ہوگی۔ فرمایا کہ قائمؑ کے لئے چار مساجد تعمیر کی جائیں گی۔ یہ سب میں چھوٹی مسجد ہوگی۔ اُن میں سے ایک یہ مسجد ہوگی جو کہ اب موجود ہے، دو مساجد کوفہ کی طرف اور ایک رود خانۂ اہلِ بصرہ اور اہلِ عزیان کی طرف تعمیر ہوں گی۔

(۸) کتاب عدا الغفویہ میں لکھا ہے کہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں قائمؑ کو پشتِ نجف پر اس حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے جسم پر رسولِ خداؐ کی زرہ اور اسپ ابلق پر سوار ہیں، جس کی پیشانی سفید ہوگی، وہ اس طرح حرکت کرے گا کہ ہر شہر کے رہنے والوں پر اس سفیدی کا نور درخشاں ہوگا۔ یہ چیز حضرت قائمؑ کے لئے ایک معجزہ ہوگی، اس کے بعد حضرت قائمؑ رسولِ خداؐ کا پرچم کھولیں گے۔ اس کے ساتھ ہی مشرق تا مغرب دُنیا نورانی ہو جائے گی۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ گویا میں قائمؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ ابلیسے گھوڑے پر سوار ہیں کہ جس کی پیشانی اور پیر سفید ہیں اور وہ وادی السلام سے مسجد سہلہ کی جانب یہ دُعا کرتے ہوئے جا رہے ہیں:

لا الٰہ الا اللہ حقاً حقاً لا الٰہ الا اللہ ایماناً وتصدیقاً لا الٰہ الا اللہ تعبداً ورقاً اللّٰھم معز کل مومن وحید ومذل کل جبار عنید انت کنفی حین تعییی المذاھب وتضیق علی الارض بما رحبت اللّٰھم خلقتنی وکنت غنیاً عن خلقی ولولا نصرک ایای لکنت من المغلوبین منشر الرحمۃ من مواضعھا ومخرج البرکات من معادنھا ویا من خص نفسہ بالشموخ والرفعۃ فاولیاءہ بعزہ یتعززون یا من وضعت لہ الملوک نیر المذلۃ علی اعناقھم فھم من سطوتہ خائفون اسالک باسمک الذی فطرت بہ خلقک فالکل لک مذعنون۔ اسالک ان۔۔۔

تصلیّ علی محمّدٍ و آلِ محمّدٍ و ان تنجز لی امری و تعجّل لی فی الفراج و تکفینی و تعافینی تقضی حوائجی الساعۃ اللیلۃ انّک علیٰ کلّ شیئٍ قدیرہ

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ حق ہے ۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جس پر ایمان لایا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے میں اس کا غلام اور بندہ ہوں ۔ خداوندا تو ہر مومن کو عزت دینے والا اور ہر ظالم اور جابر عناد کنندہ کو ذلیل کرنے والا ہے ، تو میرا پناہ و ملجا ہے ، جس وقت کہ معیشت کے راستے مجھے عاجز کردیں اور زمین پر اس کی وسعت میرے لئے تنگ ہو جائے ۔ خداوندا تو نے مجھ کو خلق کیا حالانکہ تجھ کو میرے خلق کرنے کی احتیاج بھی نہ تھی ۔ اگر تو میری مدد نہ کرے ۔ ہر آئینہ مغلوبین سے ہو جاؤں گا ۔ اے رحمت کو اس کی جگہ سے منتشر کرنے والے اور معدنوں سے برکتوں کو باہر لانے والے ، اے وہ کہ جس نے اپنی شان کی بلندی کو اپنے نفس پر منحصر کیا ہے ، اُس کے اولیاء اس کی عزّت کے ساتھ عزّت پاتے ہیں ، اے وہ کہ جس کے سامنے بادشاہان جہاں ریسمان ذلّت اپنی گردنوں میں باندھے ہوئے ہیں اور وہ اس کی سطوت سے خائف ہیں تیرے نام کے طفیل میں کہ جس کی وجہ سے تو نے مخلوق کو اس طرح پیدا کیا کہ تیرے مطیع و منقاد ہیں ، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے اور میرے امر کو عرصہ ظہور میں لائے اور میرے فرج میں تعجیل کرے ، میرے ساتھ کفایت کرے اور عافیت عطا فرمائے ، اس ساعت اور اس شب میرے حاجات بر لا ، در حقیقت تو ہر شئے پر قادر ہے ۔

(۹) ابن کوا نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ کیا آپ نے اپنے کلام پر غور فرمایا کہ جمادی اور رجب کے درمیان بہت سے امور تعجب خیز واقع ہوں گے ۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابن کوا وائے ہو تجھ پر اس امر عجیب سے مُراد مردوں کے پراگندہ شدہ اجزاء کو جمع کرنا ان کو زندہ کرنا اور نبانات یعنی کفّار و منافقین کو ہلاک کرنا اور دیگر فسادوں کا واقع ہونا ہے جو ہلاک کنندہ ہوں گے ۔ اس وقت نہ میں رہوں گا اور نہ تو ۔

(۱۰) عبایۂ اسدی سے روایت ہے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ البتہ شہر مصر میں ایک منبر تعمیر کروں گا اور شہر دمشق کو سنگ بہ سنگ یعنی خانہ بہ خانہ خراب کر دوں گا اور یہود و نصاریٰ کو عربوں کے تمام شہروں سے نکال باہر کر دوں گا اور عرب کے ایک طائفہ کو چارپایوں کی مانند اس عصا سے ہانکوں گا ۔ عبایۂ نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ گویا آپ اطلاع دیتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں گے ۔ حضرت نے فرمایا کہ افسوس اے عبایۂ تو نے میرا مقصد سمجھنے میں خطا کی کیونکہ یہ کام میں نہیں کروں گا بلکہ میری اولاد سے میرا ایک فرزند کرے گا ۔

۱۱۔ فتح ہند و روم : ابن الکوا نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ ہم نے سُنا ہے کہ رسولِ خدؐا نے فرمایا کہ ہم نے ایک مرد کو دیکھا ہے جو سن میں اپنے باپ سے زیادہ تھا ۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے ابن الکوا وائے ہو تجھ پر آنحضرت صلعم اپنے پرچم کو حرکت میں لائیں گے اور اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ہمارے قائمؑ کو دیں گے ۔ اس کے بعد جس

قدر خدا چاہے ہم دنیا میں قیام کریں گے۔ اس کے بعد خدا مسجدِ کوفہ سے ایک چشمہ روغن، ایک چشمہ آب اور ایک دودھ کا چشمہ پیدا کرے گا۔ اس کے بعد حضرت قائمؑ شمشیر رسولؐ خدا لے کر مشرق جائیں گے۔ کسی دشمن خدا کو زندہ نہ چھوڑیں گے، کوئی بُت باقی نہ رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ ہندوستان بھی فتح کر لیا جائے گا۔

(بحار ج ۱۳ دارالسلام ص ۴۱۶)

۱۲۔ ثوابِ فرج: شیخ صدوق سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ قائمؑ کے منتظر فرج رہو اور خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو کہ خدا کے نزدیک محبوب ترین اعمال انتظار فرج ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ پہاڑوں کا جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دینا ایک ایسے بادشاہ کی خدمت و مدارت کرنے کی بہ نسبت آسان ہے کہ جس کی مدت سلطنت طویل ہو، پس خدا سے مدد چاہو، اور صبر کرو کیونکہ زمین ملک خدا ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور عاقبت کا امر متقیوں کے ساتھ ہے۔ اس وقت کے آنے سے پہلے اس امر کے لیے تعجیل نہ کرو کہ باعث پشیمانی ہوگی اور اس مدت کو طویل نہ سمجھو کہ قساوت قلب کا باعث ہوگا۔ ہر شخص جو ہمارے امر کے میں ہمارا ساتھ دے گا مقام قدس میں ہمارے ساتھ رہے گا اور جو شخص ہمارے امر کے ظہور کا منتظر رہے گا وہ اس شخص کے مانند ہوگا جو راہ خدا میں غلطاں ہوا ہو۔ (کتاب الخصال)

۱۳۔ عدد القویہ میں مرقوم ہے کہ سلمان محمدی نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین حضرت قائمؑ جو آپ کی اولاد سے ہوں گے، کب ظہور کریں گے۔ حضرت نے ایک آہ کھینچ کر فرمایا کہ قائمؑ اس وقت تک ظہور نہ کریں گے جب تک کہ اطفال حکومت نہ کرنے لگیں اور حقوق خدا ضائع نہ ہوں ... اور شہر بصرہ خراب نہ ہو۔ (دارالسلام ص ۳۶۵)

۱۴۔ بعد ظہور جب حضرت قائمؑ کوفہ جائیں گے اور جنگ کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیں گے، اپنے اصحاب کے ساتھ عذرا جائیں گے، جہاں لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ سے ملحق ہوگی۔ سفیانی اس روز وادی رملہ میں ہوگا، پس دو لشکر آپس میں اس روز ملاقی ہوں گے، یہ روز تغیر و تبدل کا ہوگا۔ چونکہ شیعوں کا ایک گروہ جو سفیانی کے لشکر میں ہوگا... حضرت قائمؑ سے ملحق ہو جائے گا اور دوستان آل ابی سفیان جو حضرت کے ساتھ ہوں گے، سفیانی کے پاس چلے جائیں گے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ سفیانی اور اس کے تمام تابعین اس روز مار ڈالے جائیں گے، ایک آدمی بھی نہ بچے گا کہ ان کی خبر لی جائے۔ اس روز نا امید وہ شخص ہوگا جو بنی کلب کے اموال و غنیمت سے جو کہ سفیانی کے خالو کے قبیلے سے ہوں گے محروم رہے، اس کے بعد قائمؑ کوفہ واپس ہو کر قیام کریں گے۔ کوئی مسلم غلام نہ ہوگا مگر یہ کہ آزاد کر دیا جائے گا۔ کسی کے ذمہ کوئی مظلمہ نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کے صاحب کی طرف رد کر دیا جائے، کوئی شخص کسی سے مارا نہ جائے گا مگر یہ کہ اس کی دیت اس کے ورثا کی طرف پلٹا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ پوری زمین عدل و داد

سے بھر جائے گی جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ قائمؑ اور ان کے اہلِ بیت کوفہ کے محلہ رجبہ میں قیام کریں گے جہاں حضرت نوحؑ رہتے تھے۔

۱۵۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ ہمارے قائمؑ اس وقت تک ظہور نہ کریں گے جب تک کہ چشمِ دُنیا اندھی نہ ہو جائے اور آسمان پر پھر سرخی ظاہر نہ ہوگی جب تک کہ اہلِ زمین کے درمیان ایک ایسی قوم ظاہر نہ ہو جنہیں کبھی خیر نصیب ہی نہ ہوتا ہو، وہ مخلوق کو میرے فرزند کی اطاعت کے لئے بلائیں گے حالانکہ ان کے قلوب اس سے بیزار رہیں گے۔ یہ بدؤوں کا ایک طائفہ ہوگا جو خیر سے بے بہرہ ہوگا اور یہ اشرار پر مسلّط ہوں گے۔ ظالمین کے ساتھ فتنہ برپا کریں گے اور بادشاہوں کو قتل کریں گے۔ یہ لوگ کوفہ کے اطراف ظاہر ہوں گے، ان کا بزرگ ایک شخص ہوگا جس کا چہرہ بھی سیاہ ہوگا اور دل بھی سیاہ ہوگا۔ وہ دیانت و خیر سے بے بہرہ ہوگا۔ وہ نا نجیب لئیم درشت گو مادر زنا کار سے جنا ہوا، بدترین نسل سے ہوگا۔ جس سال میری اولاد سے ایک شخص جو صاحب پرچم سرخ و علم سبز ہوگا ظہور کرے گا۔ خدا اُس کو آبِ باراں چکھائے گا۔ اس کے ظہور کا وہ دن ہوگا کہ شہر انبار و نہر ہیئت کے لوگ اس کے ظہور سے نا اُمید ہو چکے ہوں گے اور وہ، وہ روز ہوگا کہ ہلاکت اکراد و یکنگان اور فراعنہ کے شہر کی خرابی ہوگی جو کہ جباروں اور ظالمین کا مسکن اور معدن بلا و بے ناموسی ہوگا۔ اے عمر بن سعد، پروردگارِ علیؑ کی قسم ہر آئینہ وہ شہر بغداد ہوگا۔ آگاہ ہو، بنی اُمیہ اور بنی عباس کے غاصبوں پر خدا کی لعنت ہو کہ وہ ہمارے ساتھ خیانت کرتے رہیں گے اور میری اولاد سے نیکوں کو قتل کریں گے۔ میرے عہد و پیمان کی وجہ وہ ان سے نہ ہی رعایت کریں گے اور نہ میری حرمت کا لحاظ رکھیں گے اور اپنے امور میں خدا سے نہ ڈریں گے۔ بہ تحقیق کہ بنی عباس کے لئے ان کی دولت و حکومت کے زوال کا ایک روز آئے گا۔ اُس وقت وضع حمل کے وقت کسی عورت کی نالہ و زاری کی طرح ان کی آہ و زاری ہوگی۔ وائے ہو بنی عبّاس کے تابعین پر اس جنگ سے کہ جو نہاوند اور دینور کے درمیان واقع ہوگی، یہ فقرائے شیعیانِ علیؑ کا محاربہ ہوگا جن کا بزرگ اہلِ ہمدان کا ایک شخص ہوگا جو پیغمبر کا ہم نام ہوگا۔ یہ ایک خوش خلق، شریف تر و تازہ رنگ والا، خندہ مژگاں، فراخ گردن، کم بال والا اور اس کے پیش دنداں ایک دوسرے سے جدا ہوں گے جب گھوڑے پر سوار ہوگا بدری معلوم ہوگا کہ جو زیرِ ابر دیکھا جائے۔ اس کا لشکر ایک گروہ ہوگا جو تصدیقِ دینِ خدا میں بہترین لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ خضوع و خشوع و تقرب میں یہ عرب کے پہلوان ہوں گے جو اُس روز شدید جنگ کریں گے اور دشمنوں پر فتح پائیں گے اور دشمن ہلاک و فنا ہوں گے۔ (بحار۔ ج ۱۳، دار السلام ص۳۴۵)

۱۶۔ اسی کتاب میں اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایک سو پچاس سال کے بعد امیران کافر امینان خائن اور عارفان فاسق آئیں گے۔ تجّار بہت ہو جائیں گے مگر منافع کم ہوگا، سود خواری فاش اولادِ زنا بہت زیادہ ہوگی، معروف آدمی سے لوگ انکار کریں گے، بزرگوں کے مالِ پریشان کریں گے، عورتیں عورتوں پر اور

مردِ مردوں پر اکتفا کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔۔۔ کہ اس زمانہ میں کیا کرنا چاہیئے، فرمایا کہ بھاگ جانا چاہیئے، بھاگ جانا چاہیئے، بدرستیکہ خداوند تعالیٰ نے اپنی عدالت کو پھیلا دیا ہے، جب تک کہ قاری امراء کی طرف میل نہ کریں، اور ان میں کے نیکوکار فسق و فجور سے ممانعت نہ کریں، پس اگر یہ نیکوکار نہیں اور ان سے نفرت نہ کریں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہیں تو خداوندِ عالم کہے گا کہ انہوں نے جھوٹ کہا۔ (دار السلام ص۳۴۹)

۱۷۔ گنہگارِ اول و حقوق امیر المومنینؑ : حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اے لوگو! سب سے پہلے جس نے خدا کی معصیت کی وہ عناق بنت آدم تھی۔ خدا نے اس کے دونوں ہاتھوں میں بیس انگلیاں اور ہر انگلی میں درانتی کے مانند دو دو ناخن دیئے تھے۔ اس کے بیٹھنے کا مقام ایک مرلع جریب زمین تھی۔ جب اس نے معصیت کی خداوندِ عالم نے اونٹ کے برابر ایک شیر اور گھوڑے کے برابر ایک گدھ کو اس کو ہلاک کرنے بھیجا اور انھوں نے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا نے فرعون و ہامان کو ہلاک کیا اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس قصّہ کا ذکر اپنے دشمنوں کے لئے از راہِ مثل ہے کہ اس کے حق کو غصب کیا تھا، پس خدا نے ان کو ہلاک کر دیا۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میرا ایک حق تھا جس کو میرے سوا کسی اور نے حاصل کر لیا جس کے لئے وہ نہ تھا اور میں نے بھی اُس کو شریک نہ کیا تھا۔ اس باب میں اُس کی توبہ قبول نہیں ہوتی مگر یہ کہ تازہ نازل شدہ کتاب کے ساتھ یا تازہ مبعوث شدہ پیغمبر کے ساتھ کیونکہ اُس کی توبہ اس پیغمبر کے ارشاد اور اس کتاب کے احکام کے پیشِ نظر قبول نہ ہو گی۔ اب حال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی رسول یا نبی آنے والا نہیں ہے، پھر یہ توبہ کس طرح کر سکتے ہیں حالانکہ عالمِ برزخ کے بعد قیامت ہے۔ دنیا اور شیطان نے اُس کو معاملۂ خدا میں فریب دیا اور اُس کو خدا کی مخالفت اور معصیت میں مبتلا کیا اور وہ اپنی منزل پر پہنچا دیا گیا۔ خدائے تعالیٰ ستم گاروں کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کی مُراد نہیں بر لاتا، اسی طرح قائمؑ کی مثال غیبت میں جانے اور موسیٰ کی طرح فرعون سے ڈرنے اور پنہاں ہونے کی ہے۔ (بحار ج ۱۳ ب ۳۳)

حدیث غمامہ

اس باب میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بے شمار اقوال موجود ہیں کہ عاملان علوم اسمائے الہٰی وافعال خداوندی اور علمائے صفات وکمال الہیہ اس کے خلفاء اور اوصیا ہیں جن کا متصف بہ اوصاف خدا ہونا ضروری ہے۔ حدیث غامہ کا شمار ان احادیث میں ہے جن میں آئمہ طاہرین کے اقتدارات و تصرف کا ذکر ہے۔

سلمان محمدی سے روایت ہے کہ خلافت دوم کے زمانہ میں ایک روز امام حسن و امام حسین علیہم السلام، محمد بن حنیفہ، محمد بن ابوبکر، عمار ابن یاسر، مقداد ابن اسود کندی اور وہ خود حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور سب نے امام حسن علیہ السلام سے تحریک کی اور آپ نے عرض کی کہ بابا۔ خداوند عالم نے سلیمان ابن داؤد کو ایسا ملک عظیم عطا فرمایا تھا کہ تمام عالمین میں کسی کو عطا نہ کیا تھا۔ بابا ملک سلیمان سے کیا خدا نے آپ کو بھی کچھ عطا فرمایا ہے۔

حضرت امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ وہ جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جانداروں کو عدم سے وجود میں لایا تمہارے باپ کو ایسا ملک عظیم عطا کیا ہے کہ اس سے قبل نہ کسی کو عطا کیا تھا اور نہ بعد عطا کرے گا۔

حضرت امام حسن ع نے عرض کیا کہ بابا ہم چاہتے ہیں کہ خدا نے آپ کو جو جو ملک عطا کیا ہے اس میں سے کچھ عالمِ ملکوت کو دیکھیں۔

حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی اور صحن خانہ میں تشریف لے جا کر اپنے ہاتھ کو مغرب کی طرف دراز کر کے اشارہ کیا اس کے ساتھ ہی ایک بادل کا ٹکڑا آ کر پورے مکان کو گھیر لیا اس بادل کی ایک جانب ایک اور بادل تھا اس کو بھی حکم فرمایا کہ نیچے اتر آئے۔

سلمان کہتے ہیں کہ خدائے عظیم کی قسم ہے کہ ہم نے دیکھا کہ بادل نیچے اتر آیا اور کہنے لگا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ وانک وصی رسول کریم محمد رسول اللہ وانت ولیہ ومن شک فیک فقد ھلک ومن تمسک بک فقد سلک بسبیل النجاۃ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور بیشک آپ رسول کریم کے وصی ہیں۔ محمدؐ خدا کے رسول ؐ اور آپ اس کے ولی ہیں جس نے اس میں شک کیا اس نے اپنے کو ہلاک کیا اور جو آپ سے متمسک ہوا اس نے اپنے کو سبیل نجات سے متمسک کر لیا۔)

پس دونوں ابر نیچے اتر آئے اور ایک بساط کی طرح زمین پر پھیل گئے۔ ان سے اصلی مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور ہم

سے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اٹھو اور سب اس ابر پر بیٹھ جاؤ۔ پس ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور مغرب کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہنے لگے جس کو ہم میں سے کسی نے بھی نہ سمجھا۔ ابھی آپ کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ہوا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور اس کو بلند کرنے لگی۔ اس کے بعد حضرت۔ دوسرے ابر پر ایک نور کی کرسی پر بیٹھے جو زرد کپڑے سے مزین تھی۔ حضرت کے سر پر یاقوت سرخ کا تاج تھا اور پیر میں چمکدار یاقوت کے نعلین تھے اور ہاتھ میں دربیضا کی انگوٹھی تھی اور چہرہ سے ایسا نور ساطع ہو رہا تھا کہ آنکھیں خیرہ کر رہی تھیں۔

پس امام حسنؑ نے عرض کیا کہ بابا سلیمان ابن داؤد کی انگوٹھی کی وجہ سب ان کے مطیع تھے۔ آپ کی اطاعت میں کس وجہ سے ہیں۔

حضرت نے فرمایا " ولدی انا وجہ اللّٰہ وعین اللّٰہ ولسان اللّٰہ الناطق فی خلقہ وانا ولی اللّٰہ وانا نور اللّٰہ وانا باب اللّٰہ وانا کنز اللّٰہ وانا القدرۃ المقدرۃ وانا قسیم الجنۃ والنار وانا سید الفریقین یا ولدی اتحب ان اریک خاتم سلیمان بن داؤد " یعنی اے فرزند میں وجہ اللہ، عین اللہ اور مخلوق میں خدا کی زبان ناطق ہوں اور میں اللہ کا ولی اللہ کا نور اور معرفت خدا کے لئے اس تک پہونچنے کا راستہ اور دروازہ ہوں) میں اللہ کا خزانہ ہوں میں تقدیر ساز قدرت ہوں اور میں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

دونوں فریقوں کا سردار ہوں۔ اے فرزند کیا تم چاہتے ہو کہ خاتم سلیمان کو دیکھو۔ عرض کیا کہ ہاں۔ سلمان نے کہا کہ حضرت نے کرسی کے کپڑے کے نیچے ہاتھ داخل کر کے انگوٹھی نکالی جو سونے اور چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس میں یاقوت سرخ لگا ہوا تھا جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہی خاتم سلیمان ابن داؤد ہے جس پر ہمارے نام لکھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ ہمارے باقی ساتھی اس سے متعجب ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ کس چیز سے تعجب کرتے ہو۔ یہ کون سی عجیب بات ہے۔ بیشک آج میں تم کو وہ چیزیں دکھاؤں گا جو آج تک کسی نے دیکھا ہے اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ ہم چاہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج اور ان کی دیوار کو دیکھیں پس حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ اس طرف لے چلے۔ سلمان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم جب ہوا نے اس حکم کو سنا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور ہم کو فضا میں لے چلی یہاں تک کہ ہم ایک بلند پہاڑ پر پہونچے جس پر ایک خشک درخت تھا جس کے تمام پتے گر چکے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ اس درخت کا کیا حال ہے کہ خشک ہو چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سے سوال کرو کہ وہ تمہیں جواب دے گا۔

پس امام حسنؑ نے پوچھا کہ اے درخت تیرا یہ کیا حال ہے تو ہی بیان کر کہ ہم نہیں جانتے مگر درخت نے جواب نہ دیا پھر حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے درخت میرے حق کا واسطہ انہیں اللہ کے حکم سے جواب دے۔ سلمان کہتے ہیں کہ

خدائے عظیم کی قسم کہ ہم نے سنا کہ درخت کہنے لگا کہ لبیک لبیک یا وصی رسول اللہ وخلیفۃ من بعدہ حقًا۔ پھر فرمایا کہ تیرے حال سے مطلع کر۔ پس اس نے امام حسنؑ کہا کہ اے ابا محمدؐ آپ کے پدر بزرگوار امیرالمومنینؑ ہر رات میرے پاس آکر نماز پڑھتے اور خدا کی تسبیح بجا لاتے تھے۔ جب وہ نماز و تسبیح سے فارغ ہوتے ایک سفید بادل آتا تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور اس پر ایک کرسی رہتی تھی جس پر وہ بیٹھ کر سفر کرتے تھے اور میں ہر رات اس کی خوشبو سے زندہ اور تر و تازہ رہتا تھا۔ چالیس راتیں گذر گئیں کہ وہ نہیں آئے اور اس وقت تک مجھے ان کی کوئی خبر بھی نہ ملی تھی وہ شخص کہ جو مجھ پر مہربان ہو کس طرح اس کو بھول سکتا ہوں پس ان کے نہ آنے کے غم و حزن میں میں نے اپنے کو کھو دیا اے میرے سردار ان سے کہیے کہ میرے پاس بیٹھنے کا عہد کریں تاکہ میں ان کی خوشبو سے اور ان کے مجھ پر ایک نظر ڈالنے سے اسی وقت سرسبز و شاداب ہو جاؤں۔

سلمان نے عرض کیا کہ ہمارے باقی لوگ اس سے متعجب ہیں۔ حضرت کھڑے ہو گئے اور کرسی سے اتر کر درخت کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے اس کو مس کیا۔ سلمان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ درخت یکایک سبز ہو گیا اور اس کو خدا کی قدرت سے پتے اور پھل لگ گئے۔ پس ہم نے وہ پھل کھائے جو شکر سے زیادہ میٹھے تھے پس ہم نے کہا کہ یا امیرالمومنین یہ بھی عجیب ہے حضرت نے فرمایا کہ جو اس کے بعد دیکھو گے عجیب تر ہے۔ پھر آپ اپنے مقام پر واپس آ گئے۔

پھر حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ لے چلے پس ہوا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور ہم کو بلند کرنے لگی یہاں تک کہ دنیا ہم کو سر کے برابر نظر آنے لگی اور ہم نے دیکھا کہ ہوا میں ایک فرشتہ کھڑا ہے۔ جس کا سر آفتاب کے نیچے اور اس کے پیر سمندر کی تہ میں اور اس کا ایک ہاتھ مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے پس جب اس نے ہماری طرف نظر کیا کہنے لگا کہ:

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله وانك وصيه حقًا ولا شك فيه فمن شك فيك فهو كافر" ہم نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین یہ فرشتہ کون ہے اور اس کے ہاتھوں کا کیا حال ہے کہ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو یہاں میں نے حکم خدا سے کھڑا کیا ہے اور اس کو رات کے اندھیرے اور دن کی روشنی پر وکیل کیا ہے۔ یہ اسی طرح قیامت تک رہے گا۔ بیشک میں خدا کی اجازت اور اس کے حکم سے امور دنیا کی تدبیر کرتا اور پیدا کرتا ہوں جو چاہتا ہوں بندوں کے اعمال میرے پاس پیش کئے جاتے ہیں جن کو خداوند عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ پس ہم اس طرح اڑتے ہوئے یاجوج و ماجوج کی دیوار پر کے اور حضرت ایک بلند پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو دیوار کے قریب تھا جس کی بلندی حد نظر تک تھی اور

رات کی طرح اس پر سیاہی تھی اور اس میں سے دھواں نکل رہا تھا ہوا کو حکم فرمایا کہ نیچے اتارے اور فرمایا کہ میں اس دیوار کا مالک ہوں جوان لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے سلمان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے تین قسم کے آدمی وہاں دیکھے ایک تو طویل قامت لوگ تھے جن میں سے ہر آدمی اکیس ہاتھ اونچا تھا اور دس ہاتھ چوڑا تھا۔ دوسری صنف بھی اسی طرح ایک ہی قامت کے آدمیوں پر مشتمل تھی جن میں ہر آدمی ایک سو ہاتھ اونچا اور ستر ہاتھ چوڑا تھا۔ تیسری صنف کے لوگوں کے کان اتنے بڑے تھے کہ وہ ایک کان نیچے بچھا کر دوسرا کان اوڑھ لیتے تھے۔

اس کے بعد حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ کوہ قاف کی طرف لے چلے پس ہم ایک پہاڑ پر پہونچے۔ جو یاقوت سبز کا تھا اور دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ اس پہاڑ پر انسانی شکل کا ایک فرشتہ تھا جو کوہ قاف کا موکل ہے جوں ہی اس فرشتہ کی نظر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پر پڑی اس نے کہا کہ " السلام علیک یا امیرالمومنین ؑ اتاذن لی فی الکلام (یعنی اے امیرالمومنین آپ پر سلام ہو کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے) پس حضرت نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھے خبردار کرتا ہوں کہ بات کرنے کا ارادہ نہ کرے مجھے تجھ سے سوال کرنا چاہیئے یا تجھ کو مجھ سے ؟ ملک نے جواب دیا کہ البتہ آپ کو یا امیرالمومنین حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے تیرے دوست کے پاس جانے اور اس کی زیارت کی اجازت دی۔ پس اس فرشتہ نے عجلت کی اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اڑ گیا اور ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔

سلمان نے کہا کہ ہم اس پہاڑ سے بھی آگے بڑھے یہاں تک کہ پھر ایک ویسے ہی خشک درخت کے پاس پہونچے جو پہلے کے مثل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ؑ اس درخت کا کیا حال ہے کہ خشک ہو گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی سے سوال کرو۔ پس امام حسن علیہ السلام اٹھے اور درخت سے فرمایا کہ تجھ کو امیرالمومنین کی قسم بیان کر کہ یہ تیرا کیا حال ہے۔

سلمان کہتے ہیں کہ درخت نے عرض کیا کہ یا ابا محمدؐ بہ تحقیق کہ میں تمام درختوں پر فخر کرتا ہوں اور تمام اشجار میری وجہ فخر کرتے ہیں اور یہ سب آپ کے پدر بزرگوار کی وجہ ہے کہ وہ ہر شب ثلث اول میں یہاں آتے اور یہاں نماز اور تسبیح بہ بارگاہ عزوجل بجالاتے تھے پھر اس کے بعد شکی سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جاتے تھے اور میں ان کی خوشبو سے بہ عیش و انتشار اپنا وقت گذارتا تھا۔ چالیس راتیں گذر گئیں کہ نہ وہ تشریف لائے اور نہ میں ان کو دیکھ سکا۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین خدا سے دعا کیجئے کہ درخت کو اسی حالت پر لوٹا دے جیسا کہ یہ پہلے تھا۔ پس حضرت نے اپنے دست مبارک سے درخت کو مس کیا اور کہا کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ اس درخت کے لئے ہماری دعا کو سن۔

اس کے ساتھ ہی درخت نے گواہی دی کہ " اشهد ان لا الٰہ الا اللہ واشهد ان محمدا رسول اللہ

وانک امین هذا الامة ووصی رسول اللہ من تمسک بک فقد نجی ومن خالفک فقد غوی" (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے اور بیشک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور بہ تحقیق کہ آپ اس امت کے امین اور رسول اللہ کے وصی ہیں جو آپ سے متمسک ہوا اس نے ضرور نجات پائی اور جس نے آپ سے مخالفت کی وہ ضرور گمراہ ہوا۔)

پس درخت سبز ہو گیا اور اس میں پتے بھی آ گئے اور ہم اس کے نیچے تھوڑی دیر بیٹھے اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ وہ فرشتہ کہاں چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں کل کوہ ظلمت پر تھا وہاں کے ایک فرشتہ نے اس فرشتہ سے ملنے کی اجازت مانگی تو میں نے آج کے دن کے لئے اس کو اجازت دی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا یہ فرشتے اپنے مقام سے بغیر آپ کی اجازت کے نہیں ہٹ سکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی قسم کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا ان میں سے کوئی فرشتہ ایک چشم زدن کے لئے بھی میری اجازت کے بغیر اپنے مقام سے ہٹنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا ورنہ وہ جل جائے گا۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا آپ اپنے مقام پر ہمارے ساتھ نہیں رہتے پھر آپ کوہ قاف کس وقت تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی آنکھیں بند کر لو پس ہم نے آنکھیں بند کر لیں۔

پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولیں اور ہم نے آنکھیں کھولیں اب ہم اس شہر کے قریب پہونچ گئے تھے جو امیر المومنین کی منزل مقصود تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم پہونچ چکے ہیں مگر تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ہم کہاں ہیں۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین وصی رسول سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

پھر فرمایا کہ بیشک میں مالک ہوں ایسے ملک کا جس کو تم لوگ دیکھو گے تو کہو گے کہ بس آپ ہی آپ ہیں اور میں اس کی مخلوق میں سے ایک ہوں اور کھاتا پیتا ہوں۔ پھر ہم ایک باغ میں پہونچے جو جنت کے باغ کے مانند تھا پس ہم ایک جوان کے قریب پہونچے جو دو قبروں کے درمیان نماز ادا کر رہا تھا ہم نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ جوان کون ہے۔ فرمایا کہ یہ میرا بھائی صالح ہے اور یہ ان کے والدین کی قبریں ہیں جن کے درمیان یہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اس کے بعد انہوں نے ہماری طرف اور حضرت امیر المومنین کی طرف نظر کی اور رونے لگے اور جب رونے سے فارغ ہوئے تو ہم نے رونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بہ تحقیق کہ امیر المومنین ہر صبح یہاں آتے تھے مجھے ان سے انس ہو گیا ہے اور ان کے آنے سے میری عبادت میں زیادتی ہوتی ہے اس تشریف لانے کو حضرت نے چالیس روز سے منقطع کر دیا۔ پس یہی میرا غم و اندوہ میری اشک ریزی شدت شوق کی وجہ ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے اب میں نے اپنے مقصد کو پا لیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ ہم اب تک جو کچھ دیکھ چکے ہیں ان میں سب سے زیادہ عجیب ہے آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں پھر اس مرد کے پاس کس طرح اور کب آتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ کیا تم سلیمان ابن داؤد کو دیکھنا چاہتے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ جی ہاں پس حضرت کھڑے ہو گئے اور ایک طرف چلنے لگے اور ہم سب بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک ایسے باغ میں داخل ہوئے کہ اس کے مثل ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس میں تمام میووں کے درخت تھے اور نہریں جاری تھیں اور طیور ترنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے تھے۔ جب ان پرندوں نے امیرالمومنین کو دیکھا آپ کے سر پر اپنے پروں کو پھیلا کر سایہ کر دیا اس باغ کے وسط میں فیروزہ کے ایک تخت پر ایک جوان نظر آیا۔ جس کی نظر نیچے کی طرف اور ہاتھ سینہ پر تھا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی نہ تھی اس کے سر پر ایک کپڑا تھا اور پیروں میں ایک کپڑا تھا۔ جوں ہی اس نے امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھا آپ کے قدموں پر جھک گیا اور اپنے چہرے کو مٹی پر رگڑنے لگا یہاں تک کہ وہ گرد آلود ہو گیا ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین کیا یہ سلیمان ہیں فرمایا کہ ہاں اور اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتارتے ہوئے فرمایا کہ یہ خاتم سلیمان ہے اور سلیمان کو پہنا دیا۔ پھر فرمایا کہ اے سلیمان اس بڑے حیات بخشنے والے کے حکم سے اٹھو کہ جو قدیم ہے وھو الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم القھار رب السموات والارضین ورب آبائنا الاولین۔

سلمان کہتے ہیں کہ ہم نے سلیمان کو یہ کہتے سنا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون واشھد انک وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الامین الھادی وانی سئلت ربی ان اکون من شیعتک ولولا قلت ذالک ما ملکت شیئا۔

سلمان کا بیان ہے کہ جب میں نے وہ سنا اور وہ ثابت ہو گیا اور امیرالمومنین آگے بڑھے اور سلیمان سو گئے اور ہم اٹھے اور کوہ قاف کی طرف بڑھے اور سوال کیا کہ قاف کے آگے کیا ہے فرمایا کہ اس کے آگے چالیس دنیا ہیں اور یہ تمام دنیا ہماری دنیا کے مثل ہیں جہاں سے ہم آرہے ہیں اور ہر دنیا اس سے چالیس گنا بڑی ہے پھر میں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپ کو اس کا علم کس طرح ہوا۔ فرمایا کہ ان عوالم سے متعلق اور جو کچھ وہاں ہے میرا علم پوچھتے ہو میں تو ان کا حفیظ اور رسول اللہ کے بعد ان پر گواہ و شہید ہوں اور اسی طرح میرے بعد میرے فرزندوں سے میرے اوصیاء گواہ ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ بہ تحقیق میں زمینوں اور آسمانوں کے راستوں کو جانتا ہوں اے سلمان ہمارے نام رات پر لکھے ہوئے ہیں جس سے اس میں ظلمت آئی و نیز دن پر لکھے ہوئے ہیں جس سے ان میں روشنی آئی ہم دشمنوں پر سختی و تکلیف و رنج کا باعث ہیں میں طامۃ الکبریٰ ہوں ہمارے نام عرش پر لکھے ہیں جس سے وہ منور

ہوا اور آسمانوں پر لکھے ہیں۔ جس کی وجہ وہ قائم ہوئے اور زمین پر لکھے ہوئے ہیں جس کی وجہ وہ ساکن ہوتی اور ہوا پر لکھے ہوئے ہیں جس سے وہ جاری ہوئی اور برق پر لکھے ہوئے ہیں جس سے اس میں چمک پیدا ہوتی اور نور پر لکھے ہوئے ہیں جس سے وہ چمکنے لگا اور رعد میں خوف پیدا ہوا اور ہمارے نام اسرافیل کی پیشانی پر لکھے ہیں جن کے ازو مشرق و مغرب میں ہیں اور وہ سبوح قدوس ربُّ الملائکۃ والرّوح کہتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں بند کریں اور ہم نے آنکھیں بند کرلیں

پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولیں اور ہم نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ہم ایک شہر میں تھے جہاں کے مثل نہ ہی ایسے بڑے آدمی کہیں دیکھے تھے اور نہ ایسے بازار اور نہ ایسی بڑی عمارتیں اور نہ ایسے طویل لوگ سب کے سب درخت کی طرح طویل قامت تھے۔

پھر ہم نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ کون ہیں کہ ان سے بڑے لوگ ہم نے نہیں دیکھے، فرمایا کہ یہ قوم عاد کے نیچے ہوئے لوگ ہیں اور سب کفار ہیں کہ یوم قیامت پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے پس میں نے چاہا کہ تمہیں دکھاؤں کہ وہ اسی مقام پر رہتے ہیں اور میں خدا کی قدرت سے وہاں گیا اور ان کے شہروں کو اکھاڑ پھینکا۔ یہ مشرق کے شہروں میں سے ہے وہ تمہارے پاس آتے ہیں مگر تمہیں اس کا علم نہیں ہوتا میں نے چاہا کہ تمہارے سامنے ان سے مقابلہ کروں اس لئے تمہیں یہاں لے آیا۔ حضرت نے انہیں ایمان کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس حضرت نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے حضرت پر حملہ کیا ہم انہیں دیکھتے رہے مگر انہوں نے ہم کو نہیں دیکھا ہم ان سے دور ہوتے گئے اور وہ ہمارے قریب آتے گئے۔

علامہ صدوق نے لکھا ہے کہ حضرت نے ان پر حملہ کرکے بہت سوں کو مار ڈالا اور جب ہمارے خوف کو ملاحظہ فرمایا تو ہمارے قریب تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ہمارے سینوں پر پھیرا جس سے ہمارا خوف دفع ہوگیا۔

دوسری مرتبہ ان کو پھر بآواز بلند اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ایمان نہ لایا اور ایک برق صاعقہ ظاہر ہوئی اور حضرت نے کچھ پڑھا جس کو ہم سمجھ نہ سکے اور ہم کو ایسا نظر آنے لگا کہ یہ برق و رعد حضرت کے دہن مبارک سے نکل رہی ہے اور ایسی ہولناک آوازیں پیدا ہونے لگیں کہ گویا آسمان زمین پر گر رہا ہے اور پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑے جا رہے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ جب حضرت اس قوم سے جنگ کرنے سے فارغ ہو گئے تو وہ رعد و برق بھی غائب ہوگئیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم میں اس سے زیادہ مشاہدہ کرنے کی طاقت نہیں ہمیں اپنے وطن پہونچا دیجئے۔

پس حضرت نے اسی ابر کو طلب فرمایا اور ہم اس پر سوار ہوگئے اور حضرت نے ہوا کو حکم دیا۔ جس نے ہم کو ایک ایسے مقام پر پہونچایا کہ وہاں سے زمین ایک درہم کے مساوی نظر آنے لگی۔ اس کے ایک لمحہ کے بعد ہم نے حضرت امیر المومنینؑ کے بیت مقدس میں اپنے کو پایا جہاں سے روانہ ہوئے تھے۔

ہم علی الصباح طلوع آفتاب کے بعد روانہ ہوئے تھے اور جب ابر سے نیچے اترے تو نماز ظہر کی اذان ہو رہی تھی گویا پانچ گھنٹوں میں ہم نے پچاس سالہ راستہ طے کیا۔ جب حضرت نے ہم کو متعجب دیکھا تو فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میں چاہوں تو تم کو ایک چشم زدن میں تمام آسمانوں اور زمینوں کی سیر کرا دوں کیونکہ میں اس پر قادر ہوں۔ یہ قدرت عظیم مجھے خالق ارض و سما کی اجازت اور خلق اعظم کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اور میں ان کا ولی اور وصی ہوں۔ (بحر المعارف ص ۳۵۶) بحار الانوار)

دنیا کی سیر

کتاب اسماء میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ سلمان نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مولا و آقا مجھ کو ناقہ، ثمود اور کچھ آپ کے معجزات سے دکھلایئے فرمایا کہ اچھا تیار ہو جا اور دولت سرائے میں تشریف لے گئے اور سفید ٹوپی و سفید قبا زیب تن فرما کر تشریف لائے اور قنبر کو حکم دیا کہ سیاہ گھوڑے لے آئے جب گھوڑے آ گئے ایک پر آپ خود سوار ہوئے اور دوسرے پر سلمان کو سوار ہونے فرمایا۔ سلمان کا بیان ہے کہ ان گھوڑوں کے پہلوؤں میں دو پر چسپیدہ تھے۔ پس حضرت نے حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی گھوڑے ہوا میں پرواز کرنا شروع کئے اور اس قدر بلند ہوئے کہ تحت العرش فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں یہاں تک کہ ایک بحر ذخار کے کنارہ پہونچے جو بہت زیادہ موج زن تھا۔ حضرت نے اس کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی یہ ساکن ہو گیا پھر سلمان کا ہاتھ پکڑ کر سمندر پر چلنے لگے اور دونوں گھوڑے ہمارے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک جزیرہ پر پہونچے ہم نے بحر کو پار کر لیا مگر ہمارے پیر تک تر نہ ہوئے۔

جزیرہ پر پہونچ کر میں نے دیکھا کہ وہاں بے شمار درخت میووں سے لدے ہوئے رنگ برنگ کے پرندے اور متعدد پانی کی نہریں تھیں۔ وہیں ایک بہت بڑا درخت بھی تھا۔ جس پر نہ کوئی پھل تھا نہ شگاف اور نہ شگوفہ۔ حضرت نے اس پر اپنی لکڑی سے ایک ضرب لگائی جس سے درخت شگافتہ ہو گیا اور اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی جس کا طول اسی ہاتھ تھا اور عرض چالیس ہاتھ تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا حضرت نے فرمایا کہ اس اونٹنی کے قریب جا کر اس کا دودھ نچوڑ کر پیوں پس میں اس کے قریب گیا اور دودھ نچوڑ کر سیر ہونے تک پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور لذیذ تھا حضرت نے پوچھا کہ دودھ کیسا ہے عرض کیا کہ بہت لذیذ اور بہت اچھا ہے حضرت نے پھر پوچھا کہ کیا اس سے بھی بہتر چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ اے سلمان آواز دو کہ "اے حسنا" باہر آ۔ چنانچہ میں نے آواز دی اور اس کے ساتھ ہی اسی شگاف سے ایک دوسری اونٹنی نکل آئی جس کا طول

ایک سو ہاتھ اور عرض ساٹھ ہاتھ تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت سرخ کی سیدھا بازو سونے کا اور بایاں بازو چاندی کا سینہ عنبر اشہب کا، پاؤں زبرجد کے، زمام یاقوت زرد کے اور جسم مروارید تر کا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ سلمان اس کا دودھ منہ سے بیو جب میں دودھ پینے لگا تو معلوم ہوا کہ اصلی شہد منہ میں آرہا تھا۔

میں نے عرض کیا کہ اے سید وسردار یہ اونٹنی کس کے لئے ہے فرمایا کہ یہ تیرے لئے اور میرے تمام اولیائے شیعوں کے لئے پس حضرت نے حکم دیا کہ واپس چلی جائے اور وہ واپس چلی گئی۔

اس کے بعد ہم اور آگے چلے یہاں تک کہ ایک اور درخت عظیم کے نیچے پہونچے جہاں ایک بہت بڑا دسترخوان بچھا ہوا تھا جس پر کھانا تیار رکھا تھا جس سے مشک کی بو آرہی تھی وہاں ایک بہت بڑا پرندہ جس کی شکل کرگس کی تھی آکر حضرت کو سلام کیا اور پھر اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ مولا یہ دسترخوان کیسا ہے فرمایا کہ یہ مائدہ ہمارے شیعوں کے لئے ہے جو یہاں قیامت تک رہے گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ پرندہ کون ہے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو اس مائدہ پر موکل ہے۔

عرض کیا کہ:-

آیا یہ فرشتہ یہاں تنہا رہتا ہے۔ فرمایا کہ خضرؑ روزانہ ایک مرتبہ اس جزیزہ پر سے گذرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت میرا ہاتھ تھام کر آگے بڑھے اور سمندر کو عبور کر کے ایک دوسرے بڑے جزیرے پر پہونچے۔ وہاں ایک بہت بڑا محل تھا۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور عقیق زرد کی ریت زمین پر بچھی ہوئی تھی۔ اس محل کے ہر کرسی میں ستر ستر ملائکہ تھے پس وہاں امام تشریف فرما ہوئے اور تمام ملائکہ آکر حضرت کو سلام کرنے لگے اور آپ نے انہیں ان کے مقامات پر واپس بھیج دیا۔ پھر حضرت محل کے اندر داخل ہوئے۔ جس میں میوؤں سے لدے ہوئے بے شمار درخت، نہریں، پرندے اور رنگ برنگ کے نباتات وگھاس وغیرہ تھے۔ ہم نے اس پورے محل کی سیر کی۔ اس قصر کے اندر ایک بہت بلند وشاندار عمارت تھی۔ اس عمارت میں ذہب احمر کی ایک کرسی تھی جس پر حضرت بیٹھ گئے۔ ناگاہ ہم نے ایک بحر اسود کو دیکھا جس کی موجیں پہاڑ کی مانند بلند تھیں حضرت نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس کا تموج ختم ہوگیا۔ حضرت نے پوچھا کہ سلمان جانتے ہو کہ یہ کون سا دریا ہے۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ یہ وہی دریا ہے۔ جس میں فرعون اور اس کے تابعین غرق ہوئے تھے۔ ان سب کو جبرئیل نے پروں پر اٹھا کر اس میں پھینک دیا تھا۔ ان کو قیامت تک قرار نصیب نہ ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ مولا کیا ہم نے اب تک دو فرسخ راستہ طے کیا ہے۔ فرمایا کہ ہم اب تک پچاس ہزار فرسخ چلے ہیں اور دس مرتبہ دنیا کے اطراف چکر لگا چکے ہیں۔ عرض کیا کہ یہ کس طرح ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر گاہ ذوالقرنین نے دنیا کے مشرق ومغرب کا طواف کیا اور یاجوج ماجوج کی دیوار تک پہونچا مگر کسی شخص نے اس کے لئے شبہ نہ کیا

میں برادر سید المرسلین، امین رب العالمین، حجت خدا اور عالمین پر پروردگار کا خلیفہ ہوں میرے لئے عذر کرتے ہو اے سلمان کیا تم نے قول خدا نہیں پڑھا کہ "حیث یقول عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضٰی من رسول۔"

میں نے عرض کیا کہ جی ہاں!

حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان "انا المرتضٰی من الرسول الذی اظھرہ علی غیبہ انا العالم الربانی۔ انا الذی ھون اللہ علی الشدائد وطوی لی البعید" یعنی رسول کا وہ برگزیدہ مرتضٰی ہوں کہ جس پر خدا نے اپنے غیب کی چیزوں کو ظاہر کر دیا میں عالم ربانی ہوں میں وہ ہوں کہ جس کے لئے اللہ نے شدائد دنیا آسان کر دیں اور مسافت بعید مختصر کر دی۔

سلمان کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ ہی آسمان سے ایک آواز سنائی دی کہ "آپ نے سچ فرمایا آپ ہی صادق اور مصدق ہیں لیکن یہ کہنے والا نظر نہ آیا۔

اس کے بعد ہم گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور گھوڑے ہوا میں اڑنے لگے اور ناگاہ ہم نے اپنے کو دروازہ شہر کوفہ پر پایا یہ وقت شب تھا اور ان عجائب کو دیکھ کر آنے میں صرف تین گھنٹے صرف ہوئے۔

حضرت نے فرمایا: یا سلمان الویل کل الویل علی من لا یعرفنا حق معرفتنا و انکر ولا یتنا۔ یا سلمان ایما افضل محمدؐ ام سلیمان ابن داؤد (اے سلمان افسوس ہے سخت افسوس اس شخص پر جو معرفت حاصل نہیں کرتا جو حق معرفت حاصل کرنے کا ہے اور ہماری ولایت سے انکار کرتا ہے۔ اے سلمان محمدؐ افضل تھے یا سلیمان ابن داؤد) سلمان نے عرض کیا کہ محمدؐ افضل تھے، فرمایا کہ اے سلمان آصف برخیا تو تخت بلقیس کو ایک ماہ سے زائد راستہ کے فاصلہ سے ایک چشم زدن میں لا سکتا ہے جس کے پاس خدا کی کتاب کا کچھ علم تھا میرے پاس تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کتابوں کا علم ہے جن میں سے شیث بن آدم پر پچاس صحیفے ادریس پر تیس صحیفے، ابراہیم پر بیس صحیفے نازل ہوتے تھے۔ و نیز توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ نازل ہوئے اور میں کیا نہیں کر سکتا سلمان نے عرض کیا کہ بیشک مولا و آقا آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان جو شخص بھی ہمارے امور اور ہمارے علوم میں شک کرے اس شخص کے مانند ہے جو ہماری معرفت اور ہمارے حقوق نہ جانتا ہو۔ خداوند تعالیٰ نے ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے اور اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ کیا عمل کرنا چاہیئے اس کو ہر شخص نہیں جانتا (یا سلمان ان الشاک فی امورنا و علومنا کالممتری فی معرفتنا و حقوقنا وقد فرض اللہ عزوجل ولا یتنا فی کتابہ وبین فیہ ما اوجب العمل بہ وھو غیر مکشوف)

ترجمہ :۔ اے سلمان، ہمارے امور علوم میں شک کرنے والا ہمارے حقوق اور ہماری معرفت میں شک کرنے والے کے مثل ہے خدائے عزوجل نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے۔ اور اس میں بیان فرمایا ہے کہ واجب ترین عمل کیا ہے اور وہ غیر مکشوف ہے۔ (بحر المعارف ص ۱۰۰، ریاض الشہادت ج ۱)

چشمۂ اسرار

شواہد النبوۃ، حبیب السیر اور تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین کے سفر میں ایک روز پانی ختم ہو گیا اور اصحاب پیاس سے بےچین ہونے لگے کہ ایک دیر نظر آیا اور اصحاب نے وہاں پہونچ کر راہب دیر سے پانی طلب کیا تو اس نے کہا کہ پانی وہاں سے دو فرسخ پر ملے گا۔ اصحاب پیاس سے بیتاب ہو گئے تو حضرت نے ایک مقام کو بتلا کر فرمایا کہ وہاں سے مٹی ہٹائیں کچھ مٹی ہٹانے پر ایک بہت بڑا پتھر نمایاں ہوا اور تمام اصحاب نے مل کر کوشش کی کہ اس پتھر کو ہٹائیں مگر اس کو حرکت نہ دے سکے پھر حضرت سواری سے اترے اور دو انگلیوں سے اس پتھر کو نکال کر دور پھینک دیا اس کے نیچے ہی صاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جس قدر ہو سکا بھر کر ساتھ رکھ لیا۔ اس کے بعد حضرت نے پھر اس پتھر کو چشمہ پر رکھ دیا اور مٹی اس پر ڈال دی۔ جب راہب نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ آیا آپ پیغمبر ہیں یا ملک، فرمایا کہ نہیں۔ پھر عرض کیا کہ آیا آپ وصی پیغمبر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاً کا وصی ہوں عرض کیا کہ ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور اسلام قبول کروں پس اس نے اپنی زبان سے اظہار ایمان کیا کہ اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمد رسول الله واشهد انك وصی رسول الله۔

حضرت نے پوچھا کہ آج تو نے کیوں اپنے آبائی مذہب کو ترک کیا اور اسلام کو اختیار کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا اور اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے جس کے اوپر ایک پتھر ہے جس کو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا ہے۔ جب میں نے اس امر کا خود مشاہدہ کیا تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا جس کا ایک عرصہ سے منتظر تھا۔

حضرت علی نے جب راہب کی باتیں سنیں تو اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا کہ الحمد لله الذی لم اکن عنده منسیا کنت فی کتبه مذکوراً (یعنی اس خدا کا شکر و احسان ہے جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا)

ترجمہ :- اے سلمان، ہمارے امور علوم میں شک کرنے والا ہمارے حقوق اور ہماری معرفت میں شک کرنے والے کے مثل ہے خدائے عزوجل نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے اور اس میں بیان فرمایا ہے کہ واجب ترین عمل کیا ہے اور وہ غیر مکشوف ہے۔ (بحر المعارف ص ۲۴۷، ریاض الشہادت ج ۱)

چشمۂ اسرار

شواہد النبوۃ، حبیب السیر اور تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین کے سفر میں ایک روز پانی ختم ہو گیا اور اصحاب پیاس سے بےچین ہونے لگے کہ ایک دیر نظر آیا اور اصحاب نے وہاں پہونچ کر راہب دیر سے پانی طلب کیا تو اس نے کہا کہ پانی وہاں سے دو فرسخ پر ملے گا۔ اصحاب پیاس سے بیتاب ہو گئے تو حضرت نے ایک مقام کو بتلا کر فرمایا کہ وہاں سے مٹی ہٹائیں کچھ مٹی ہٹانے پر ایک بہت بڑا پتھر نمایاں ہوا اور تمام اصحاب نے مل کر کوشش کی کہ اس پتھر کو ہٹائیں مگر اس کو حرکت نہ دے سکے پھر حضرت سواری سے اترے اور دو انگلیوں سے اس پتھر کو نکال کر دور پھینک دیا اس کے نیچے ہی صاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جس قدر ہو سکا بھر کر ساتھ رکھ لیا۔ اس کے بعد حضرت نے پھر اس پتھر کو چشمہ پر رکھ دیا اور مٹی اس پر ڈال دی۔ جب راہب نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ آیا آپ پیغمبر ہیں یا ملک، فرمایا کہ نہیں۔ پھر عرض کیا کہ آیا آپ وصیِ پیغمبر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاءؐ کا وصی ہوں عرض کیا کہ ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور اسلام قبول کروں پس اس نے اپنی زبان سے اظہار ایمان کیا کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدؐ رسول اللہ واشھد انک وصی رسول اللہ۔

حضرت نے پوچھا کہ آج تو نے کیوں اپنے آبائی مذہب کو ترک کیا اور اسلام کو اختیار کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا اور اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے جس کے اوپر ایک پتھر ہے جس کو پیغمبر یا وصیِ پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا ہے۔ جب میں نے اس امر کا خود مشاہدہ کیا تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جس کا ایک عرصہ سے منتظر تھا۔

حضرت علی نے جب راہب کی باتیں سنیں تو اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی لم اکن عندہٗ منسیا کنت فی کتبہ مذکوراً (یعنی اس خدا کا شکر و احسان ہے جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا)

پس وہ راہب حضرت کے ہمراہ گیا اور جنگ کر کے شہادت پر فائز ہوا حضرت نے اس کے جنازہ پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی اور پھر جب کبھی اس کو یاد فرمایا تو کہا کہ وہ ایک مرد مومن تھا۔

سخاوت حضرت امیرالمومنین ؑ

ہدایت السعداء میں مرقوم ہے کہ ایک دن ایک سائل نے حضرت امیرالمومنین سے ایک روٹی کا سوال کیا جب کہ آپ حالت سفر میں تھے۔ حضرت نے قنبر سے فرمایا کہ اس درویش کو روٹی دے۔ قنبر نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین روٹی اونٹ پر بار کی ہوئی ہے فرمایا کہ اونٹ ہی دے دے۔ عرض کیا کہ اونٹ قطار میں ہے فرمایا کہ پوری قطار دے دے قنبر فوراً اونٹ کی مہار سائل کے ہاتھ میں دے کر الگ جا کر کھڑا ہوا حضرت نے پوچھا کہ تو اس طرح علیحدہ کیوں ہو گیا۔ عرض کیا کہ مولا آج بحر بخشش جوش پر ہے میں قطار سے اس لئے علیحدہ ہو گیا کہ کہیں قطار کے ساتھ مولا مجھے بھی نہ دیدیں اور میں خدمت کی سعادت سے محروم رہ جاؤں۔ (کوکب دری ص۸)

اصحاب کہف

علمائے یہود کی ایک جماعت نے حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ کون لوگ ہیں جنہیں خداوند کریم نے قرون گذشتہ میں تین سو نو سال تک مردہ رکھ کر زندہ کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ اصحاب کہف ہیں عرض کیا کہ ان کا تفصیلی واقعہ معہ ان کے نام وطن وغیرہ کے بیان فرمائیے۔

حضرت نے فرمایا کہ سرزمین روم میں ایک شہر تھا جس کا نام زمانہ جاہلیت میں افسس تھا جب اسلام پھیلا تو اس کا نام طرطوس رکھا گیا اس شہر میں ایک نیک بادشاہ کی حکومت تھی جس کے مرنے کے بعد ایران کے ایک جابر و کافر بادشاہ نے اس پر قبضہ کر لیا جس کا نام دقیانوس تھا۔ اس نے افسس کو اپنا پایہ تخت بنا کر سنگ خارا کا ایک عظیم الشان قصر تعمیر کیا جس کا طول و عرض ایک ایک فرسخ تھا اس قصر میں چار ہزار سونے کے ستون تھے اس کی چھت میں ایک ہزار طلائی قندیلیں چاندی کی زنجیروں سے آویزاں تھیں جن میں رات بھر خوشبو دار روغنوں سے روشنی کی جاتی تھی اس قصر میں ایک دیوان عام تھا جس میں ایک سو اسی حجرے مشرق کی طرف اور اتنے ہی مغرب کی طرف اس سلیقہ سے بنائے گئے تھے کہ ہر وقت آفتاب کا نور قصر کو جگمگاتا رہے۔ دیوان عام کے وسط میں ایک سونے کا تخت تھا جس کا طول اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ تھا۔ یہ تخت بیش قیمت جواہرات سے مرصع تھا۔

تخت کی داہنی جانب اسی کرسیاں تھیں جن پر فوجی افسر بیٹھتے تھے اسی طرح بائیں جانب بھی اسی کرسیاں تھیں جن پر شہر کے امراء بیٹھتے تھے۔ بادشاہ سونے کا مرصع تاج پہنتا تھا جس کے نو گوشے تھے۔ ہر گوشہ میں ایک موتی اس طرح ضو دیتا تھا جس طرح اندھیرے میں چراغ ضو دیتا ہے۔ بادشاہ نے افسروں کے لڑکوں میں سے پچاس خوبصورت لڑکوں کو منتخب کیا تھا ان کی کمروں میں دیبا کی سرخ پٹیاں، جسم پر سبز ریشمی قبائیں، سروں پر طلائی تاج، ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور پیروں میں سونے کے کڑے رہتے تھے۔ یہ لڑکے ہاتھوں میں سونے کے عمود لئے ہوئے بادشاہ کے بالائے سر صف بستہ رہتے تھے۔ ان کے علاوہ چھ نوجوان جو علماء کی اولاد سے تھے وزیر اور مشیر سلطنت بنائے گئے تھے ان میں سے تین وزراء داہنی جانب اور تین بائیں جانب بیٹھتے ان کے نام تملیخا، کسلینا، محلمینا اور قم طلیوس، کشطوس و سادنیوس تھے۔ دقیانوس بغیر ان کے مشورہ کے کوئی کام نہ کرتا تھا۔

جب دقیانوس دربار میں آکر بیٹھتا تین غلام دربار میں اس طرح داخل ہوتے تھے کہ ایک کے ہاتھ میں مشک سے بھرا ہوا سونے کا جام ہوتا تھا دوسرے کے ہاتھ میں گلاب کا جام اور تیسرے کے ہاتھ پر ایک طائر بیٹھا رہتا تھا۔ جو اشارہ پاتے ہی اڑ کر گلاب کے جام میں اپنے پر آلودہ کرکے مشک کے جام میں لوٹ کرا ڑتا اور بادشاہ کے تاج پر جا بیٹھتا اور اپنے پروں کو حرکت دیکر خوشبو سے ساری فضا کو معطر کر دیتا۔

اس بادشاہ نے تیس سال تک خوب عیش کیا اس عرصہ میں اس کو ایک دفعہ بھی نہ زکام ہوا نہ درد سر اور نہ وہ کبھی بخار میں مبتلا ہوا۔ جب اس نے ان نعمتوں کو پایا تو سرکشی اختیار کی اور اپنی حقیقت کو بھول کر خدائی دعویٰ کر بیٹھا اور اپنی قوم کو اپنی خدائی کی طرف دعوت دی۔ جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا اسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا اور جس نے انکار کیا اس کو قتل کیا۔ اس طرح طوعاً و کرہاً سب کو اس کی خدائی کا اقرار کرنا پڑا اور وہ اس طرح ایک عرصہ تک چلاتا رہا۔

ایک دفعہ کسی عید کے موقعہ پر جب وہ تہنیت و مبارک باد لینے تخت پر بیٹھا تھا ایک فوجی افسر نے ایک دہشتناک خبر سنائی کہ فارس کی فوجوں نے بغاوت کر دی ہے اور قصر کو گھیر لیا ہے اور بادشاہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر دقیانوس گھبرا کر اٹھا اور لڑکھڑا کر پیچھے گر پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر سے اس کا تاج بھی گر پڑا۔ تملیخا نے غور سے اس کی جانب دیکھا اور سوچنے لگا اگر درحقیقت یہ خدا ہے تو اس گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے؟

اس کے بعد چھے کے چھے وزراء جو روزانہ ایک وزیر کے گھر پر جمع ہو کر تبادلۂ خیال کیا کرتے تھے تملیخا کے گھر پر جمع ہوئے اور تملیخا کہنے لگا کہ میں ایک عرصہ سے سوچ رہا تھا کہ کس نے اس قدر طویل و عریض زمین اور موج زن سمندر اور بلند پہاڑوں کو پیدا کیا۔ کس نے مجھے شکم مادر میں جگہ دی، پرورش کیا اور بزم ہستی میں لایا وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام محیر العقول امور کو سرانجام دینے والی کوئی ہستی ضرور ہونی چاہیئے جو دقیانوس کے علاوہ ہے۔

تملیخا کی تقریر سن کر سب نے بیک آواز کہا کہ تم نے آج وہ بات کہی ہے جو ایک عرصہ سے ہمارے دلوں میں بھی کھٹک رہی تھی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ تملیخا نے کہا کہ ہم سب اس ظالم و جابر بادشاہ سے اپنی جانیں بچا کر خدائے زمین و زمان کی پناہ میں یہاں سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ وہ سب متفق ہو کر نکلے اور بازار سے تین درہم کے خرمے خریدے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے روانہ ہوئے۔ تقریباً تین فرسخ چلنے کے بعد اپنے کو محفوظ سمجھ کر گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل چلنے لگے۔ سات فرسخ چلنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ سب کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے کیونکہ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے۔ اب پیاس کی شدت ہونے لگی۔ قریب میں ایک چرواہا نظر آیا۔ اس سے کچھ پانی مانگا تو اس نے کہا کہ چہروں سے تم لوگ امراء معلوم ہوتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے خوف سے بھاگ کر یہاں آئے ہو۔ جب تک اپنا واقعہ نہ سناؤ گے پانی نہیں ملے گا۔ تب انہوں نے اپنا پورا واقعہ سنایا۔ ان کے خیالات سنتے ہی چرواہا ان کے پاؤں پر گر پڑا اور ایمان قبول کر کے ان کے ساتھ چلنے کی خواہش کی پس سب چلنے لگے۔ اور چرواہے کا کتا بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

یہودی نے عرض کیا کہ یا علیؑ کیا آپ جانتے ہیں کہ کتے کا رنگ کیا تھا اور اس کا نام کیا تھا؟

حضرت نے فرمایا کہ کتے کا رنگ سیاہ و سفید تھا اور اس کا نام قطمیر تھا۔ ان لوگوں نے کتے کو ساتھ آتا دیکھ کر خیال کیا کہ یہ ہر جگہ بھونک کر کہیں ہمارا راز فاش نہ کر دے اس لئے اس کو مارنے لگے کہ بھاگ جائے مگر وہ اس کو بھگانے میں ناکام رہے اور کتا پاؤں پر لوٹنے لگا اور بہ قدرت الٰہی گویا ہوا کہ تم لوگ مجھے اپنے سے دور کیوں کر رہے ہو۔ میں بھی تمہاری طرح خداؑ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ رہنے دو تاکہ میں دشمنوں سے تمہاری حفاظت کر سکوں" یہ سن کر سب نے کتے کو ساتھ چلنے کی اجازت دیدی اور چرواہا ان سب کو لئے ہوئے ایک پہاڑ پر چڑھا جس کا نام ناجلوس تھا۔ اس پہاڑ میں ایک غار تھا جس کا نام دھید تھا جب یہ لوگ غار پر پہونچے تو دیکھا کہ غار کے دہانہ پر ایک کشادہ صحن ہے جس میں میوہ دار درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اور سرد و شیریں پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ بھوکے تو تھے ہی خوب ڈٹ کر کھایا اور پیا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور سب نے آرام کیا اور کتا دربان بن کر غار کے دروازہ پر بیٹھ گیا۔

ان کے سونے کے بعد خداوند عالم کے حکم سے ملک الموت نے ان سب کی روح قبض کر لی اور ہر ایک پر دو دو فرشتے مقرر کر دیئے کہ انہیں کروٹیں بدلواتے رہیں اور سورج کو حکم دیا کہ نور افشانی کرتا رہے تاکہ ان کے جسم بوسیدہ نہ ہو جائیں۔

جب دقیانوس اپنے عید کے جشن سے لوٹا تو لوگوں نے اطلاع دی کہ یہ وزراء اس کو چھوڑ کر ایک نئے خدا کو اختیار کئے

ہیں اور اس خوف سے کہیں بھاگ گئے ہیں۔ یہ سن کر دقیانوس ایک فوج لے کر ان کی تلاش میں نکلا اور ان کے نقش قدم پر چلتا ہوا غار کے دہانہ پر پہنچ گیا اور اندر جھانک کر دیکھا تو سب کو سوتا پایا اور اپنے اصحاب سے کہنے لگا کہ اگر میں ان کو سزا بھی دیتا تو اس سے بڑھ کر کیا سزا دیتا جو انہوں نے اپنے لئے مہیا کی ہے اس کے بعد حکم دیا کہ غار کے دہانے کو چونے اور پتھر سے بند کر دیں چنانچہ غار کا دہانہ بند کر دیا گیا اور وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ ان کے خدا سے کہہ دو کہ اگر یہ ہیں تو انہیں اس غار سے زندہ باہر نکالے۔

اس طرح تین سو نو سال کے بعد خداوند عالم نے دوبارہ ان میں روح کو داخل کیا اور سب اٹھ بیٹھے اور دیکھا کہ آفتاب چمک رہا ہے یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ دیکھو آج کی رات ہم کتنی گہری نیند سوئے کہ خدا کی عبادت کی بھی سدھ نہ رہی۔ آؤ چشمہ تک چلیں (غار کا دہانہ بھی کھلا تھا) باہر جو نکلے تو دیکھا کہ چشمہ کا نام و نشان تک نہیں اور تمام درخت بھی سوکھ گئے یہ دیکھ کر ان کو تعجب ہوا کہ ایک شب میں یہ کیا ماجرا ہوا کہ چشمہ بھی خشک ہو گیا اور درخت بھی۔ اب بھوک کی شدت ہونے لگی تو تملیخا چرواہے کا لباس پہن کر دقیانوس کے خوف سے چھپتے چھپتے غیر معروف راستہ سے شہر کے دروازہ پر پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دروازہ پر ایک سبز علم نصب ہے جس پر لا الہ الا اللہ عیسٰی روح اللہ لکھا ہوا ہے۔ تملیخا دیر تک حیرت سے علم کو گھورتے رہے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ لوگ انجیل کی تلاوت کر رہے تھے، کہیں کوئی ملاقاتی نظر نہ آیا۔ بہرحال وہ ایک نانبائی کی دکان پر پہونچے اور اس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ افسس پھر بادشاہ کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن یہ جواب سن کر تملیخا کا دماغ بہت پریشان ہو گیا کہ آخر معاملہ کیا ہے پھر اپنی جیب سے دو دقیانوسی درہم نکال کر جو بہت موٹے اور بھدے تھے۔ کھانا طلب کیا۔ ان درہموں کو دیکھ کر نانبائی تعجب کرنے لگا۔

یہودی نے قطع کلام کر کے عرض کیا کہ یا علیؑ اگر آپ جانتے ہیں تو بتائیے کہ ان درہموں کا وزن کیا تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے یہودی میرے حبیب محمد مصطفیٰ ؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ وہ درہم باعتبار وزن موجودہ درہم کا ۳/۲ حصہ تھا۔ پس اس درہم کو دیکھ کر نانبائی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں کہیں خزانہ مل گیا ہے۔ مجھے بھی اس میں سے کچھ دیدو ورنہ حکومت کو رپورٹ کر دوں گا۔ تملیخا نے اپنا پورا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے کوئی خزانہ نہیں ملا۔ اس پر نانبائی بگڑا اور کہا کہ تم میرا مذاق اڑاتے ہو اور دقیانوس کی باتیں کرتے ہو، جس کو گذرے تین سو سال ہو گئے۔ اس بحث میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور تملیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس پیش کر دیا۔

بادشاہ بہت ہی منصف مزاج اور سمجھدار آدمی تھا اس نے کہا کہ اے جوان خوف نہ کر اور سچ سچ بتا کہ تجھے کتنا خزانہ ملا۔ تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسٰی نے ایسی صورتوں میں پانچویں حصہ سے زائد وصول کرنے

سے منع کیا ہے۔ تملیخا نے اپنا قصہ پھر دہرایا اور کہا کہ اے بادشاہ تو یقین کر کہ میں نے کوئی خزانہ نہیں پایا بلکہ میں اسی شہر کا ایک فرد ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تم اسی شہر کے باشندہ ہو تو بتاؤ کسی کو پہچانتے بھی ہو۔ تملیخا نے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے نام سنائے جن سے انہیں واقفیت تھی۔ چونکہ وہ سب مرچکے تھے۔ بادشاہ نے کہا کہ اے جوان ان نام والوں کو تو ہم قطعاً نہیں جانتے ونیز یہ لوگ ہمارے زمانہ کے آدمی ہی نہیں معلوم ہوتے۔ اچھا اگر اس شہر میں تمہارا مکان ہے تو بتاؤ کہ کہاں ہے پس تملیخا ایک گروہ کو ساتھ لے کر چلے اور ایک عالیشان مکان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یہ مکان میرا ہے۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک اس قدر ضعیف آدمی نکلا جس کی دونوں بھویں عمر کی زیادتی کی وجہ سے آنکھوں پر لٹک رہی تھیں۔ اس انبوہ کثیر کو دیکھ کر وہ بوڑھا ڈر گیا اور پوچھا کہ آخر سب نے میرے گھر کو کیوں گھیر لیا ہے اس پر بادشاہ کے ملازم نے کہا کہ اے شخص یہ جوان اس کا مدعی ہے کہ یہ گھر اس کا ہے۔ یہ سن کر بوڑھا غضب ناک ہو گیا اور تملیخا کی طرف غور سے دیکھ کر اس کا نام پوچھا۔ تملیخا نے کہا کہ میں تملیخا بن نلسین ہوں۔ بوڑھے نے دوبارہ پوچھا اور وہی جواب سن کر تملیخا کے پاؤں پر گر پڑا اور اس کے دست و پا کے بوسے لینے لگا پھر سب سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم یہ ہمارا جداعلیٰ ہے۔ یہ ان چھ جوانوں میں سے ایک ہے جو دقیانوس کے خوف سے یہاں سے بھاگ گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں اس واقعہ کی اطلاع دی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ عنقریب زندہ ہونے والے ہیں۔

جب یہ خبر بادشاہ کے پاس پہنچی گھوڑے پر سوار ہو کر تملیخا کے پاس آیا اور تعظیماً اس کو اپنے دوش پر سوار کر لیا اور باقی چھ ساتھیوں کا حال پوچھا تو تملیخا نے جواب دیا کہ وہ سب غار میں موجود ہیں اور کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سن کر تمام لوگ تملیخا کو لے کر غار کی طرف روانہ ہوئے جب قریب پہنچے تو تملیخا نے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو کہیں ایسا نہ ہو کہ گھوڑوں کی آواز سن کر میرے ساتھی یہ نہ سمجھیں کہ پھر دقیانوس آپہنچا۔ چنانچہ سب لوگ ٹھہر گئے اور تملیخا تنہا غار میں داخل ہوئے۔ سب لوگ پریشان تھے اور اس تاخیر کا سبب پوچھا تو تملیخا نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کتنی دیر سوئے۔ سب نے جواب دیا کہ بس ایک شب یا اس سے کچھ کم۔ تملیخا نے جواب دیا کہ ہم تین سو نو سال سوتے رہے۔ دقیانوس داخل جہنم ہو کر عرصہ گذرا اور اب شہر والے خدائے عظیم پر ایمان لا چکے ہیں اور غار کے دہانہ پر تم سب کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ سب نے کہا کہ اے تملیخا کیا تم سب کو زمانہ بھر کے لئے فتنہ بنانا چاہتے ہو۔ چلو آؤ تم اور ہم سب مل کر دعا کریں۔ چنانچہ سب نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے پالنے والے ان عجائب کا واسطہ جن کا مظاہرہ تو نے خود ہم میں کیا ہے۔ ہماری روحیں دوبارہ قبض کرے تاکہ ہم اہل دنیا سے محفوظ رہیں۔

ان کی دعا مستجاب ہوئی اور بحکم ایزدی ملک الموت نے سب کی روحیں قبض کر لیں اور غار کا راستہ دوبارہ بند ہو گیا۔

تملیخا کے ساتھ آنے والے سات روز تک غار کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔ ان میں کچھ نصرانی اور کچھ دین ابراہیمی کے لوگ تھے۔ ابراہیمیوں نے ان کی یادگار میں وہاں ایک مسجد تعمیر کرنی چاہی اور نصرانیوں نے گرجا بنانا چاہا اور اس امر پر تکرار شروع ہوئی یہاں تک کہ تلوار چلنے لگی۔ ابراہیمی غالب آئے اور در دروازہ کہف پر مسجد بنادی۔

کیوں اے یہودی جو کچھ میں نے کہا ہے توریت کے مطابق ہے یا نہیں؟

یہودی نے جواب دیا کہ یا حضرت اب مجھے آپ یہودی نہ کہیئے میں نے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔

(عرائس التیجان از ابو الحق ثعلبی)

حضرت علی علیہ السلام اور مقبرہ یہود

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ سے باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ ہم یہودیوں کے قبرستان میں پہونچے اور قبرستان کے درمیان کھڑے ہو کر حضرت علیؑ نے آواز دی کہ اے یہودیو آیا (میری امامت کو) قبول کروگے۔ انہوں نے قبور سے لبیک لبیک کا جواب دیا۔

پھر حضرت نے فرمایا:۔

امیرالمومنین: کیف ترون العذاب

ارواح یہود: بعصیاننا لک کفرون فنحن ومن عصاک فی العذاب الی یوم القیامۃ

ثم صاح صیحۃ کادت السموات ینقلبن فوقعت مغشیا علی وجھی من ھول ما رایت فلما افقت رایت امیرالمومنین علی سریر من یاقوتۃ حمراء علی راسہ اکلیل من الجواھر وعلیہ حلل خضر وصفر ووجھہ کدائرۃ القمر

جابر:۔ یا سیدی ھذا ملک عظیم

امیرالمومنین: تم کیوں عذاب کا مزہ چکھ رہے ہو۔

ارواح یہود: آپ سے عصیان کرنے کی وجہ ہم کافر ہیں پس ہم اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کا گناہ کیا قیامت تک عذاب میں رہیں گے۔

پھر حضرت نے ایک صیحہ لگایا قریب تھا کہ سماوات منقلب ہو جائیں۔ پس میں اس چیز کے خوف سے جس کو میں نے دیکھا تھا منہ کے بل گر پڑا جب مجھے افاقہ ہوا میں نے امیرالمومنین کو ایک یاقوت سرخ کے تخت پر دیکھا اور آپ کے سر پر جواہرات کا تاج تھا جسم پر سبز اور زرد حلے تھے اور آپ کا چہرہ مثل دائرہ قمر کے تھا۔

جابر: اے میرے سردار کیا یہ ملک عظیم ہے

امیرالمومنین : نعم یاجابران ملکنا اعظم من ملك سلیمان بن داؤد و سلطاننا اعظم من سلطانہ ۔

امیرالمومنین : ہاں اے جابر بتحقیق کہ ہمارا ملک سلیمان ابن داؤد کے ملک سے بھی بڑا ہے اور ہماری حکومت ان کی حکومت سے عظیم تر ہے ۔

اس کے بعد کوفہ واپس ہوئے اور مسجد میں داخل ہو کر فرمانے لگے ۔

امیرالمومنین : لا واللہ لا واللہ لا فعلت لا واللہ لا کان ذلک ابداً ۔

امیرالمومنین : خدا کی قسم نہیں خدا کی قسم نہیں میں ایسا نہیں کروں گا خدا کی قسم ایسا تا ابد کبھی نہیں ہوگا ۔

امیرالمومنین : یاجابر کشف لی عن برھوت فرایت شنبویہ وحبردیہ وھما یعذبان فی جوف تابوت فی برھوت فنادانی یا اباالحسن یاامیرالمومنین ردنا الی الدنیا نقر بفضلک و نقر بالولایۃ لک فقلت لا واللہ لا فعلت لا واللہ لا کان ذالک ابداً ۔

امیرالمومنین : اے جابر برہوت میرے لئے کھلی ہوئی ہے اور میں نے شنبویہ اور جبردیہ کو دیکھا کہ برہوت میں ایک تابوت کے جوف میں ان دونوں پر عذاب کیا جارہا ہے پس ان دونوں نے مجھے پکارا کہ یا ابوالحسن یا امیرالمومنین ہمیں دنیا کی طرف بھیج دیجئے تاکہ ہم آپ کی فضیلت اور ولایت کا اقرار کریں میں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا خدا کی قسم تا ابد ایسا نہ ہوگا ۔

ثم قرء ھٰذہ الایۃ ولوردّ العادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون ۔

حضرت نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ اگر وہ لوٹا دیئے جائیں دنیا کی طرف تو وہ وہی کریں گے جس کی ممانعت کی گئی ہے بیشک وہ جھوٹے ہیں ۔

یاجابر وما من احد خالف وصیّ نبیّ الّا حشر اعمٰی یتکبکب فی عرصات القیٰمۃ ۔

اے جابر ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جس نے نبیؐ کے وصی کی مخالفت کی ہو مگر یہ کہ وہ میدان قیامت میں اندھا محشور ہوگا اور ہاتھ پیر مارتا ہوگا ۔

(بحرالمعارف صــ۴۳۶)

حدیث غدیر چھپانے کی سزا

استشہاد رحبہ ۳۵ھ

ابوالجارود سے روایت ہے کہ ایک روز مقام رحبہ پر حضرت علی علیہ السلام خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور حمد

ثنائے الہٰی کے بعد فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کو درمیان رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو یوم غدیر موجود تھے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو صرف یہ کہہ سکے کہ میں نے سنا ہے یا مجھ تک خبر پہونچی ہے بلکہ صرف وہی شخص کھڑا ہو جس کے کانوں نے خود رسول اللہ کے خطبہ کو سنا ہو اور اس کے دل نے محفوظ رکھا ہو۔"

اس حکم پر برد اپنے تیس، سترہ یا بارہ صحابی کھڑے ہوتے اور حضرت علیؑ نے فرمایا کہ :-

بیان کرو جو کچھ تم نے یوم غدیر دیکھا تھا اور رسول اللہ سے سنا تھا۔ سب نے یکے بعد دیگرے واقعہ غدیر کی سرگزشت سنائی کہ کس طرح رسول اللہ نے یکایک مقام غدیر پر چلتے ہوئے قافلہ کو روکا پھر زمین صاف کر دلکے خیمہ استاد کرنے کا حکم دیا۔ پالان شتر کا منبر تیار کرایا اور حضرت علیؑ کو ساتھ لے کر منبر پر تشریف لے گئے اور دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں ریگستان میں دفعتہً قافلے کو روکنے کا سبب بیان کیا اور ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا حدیث ثقلین سنائی اور پھر فرمایا کہ " من کنت مولاہ فھذا علی مولاہُ " یعنی میں جس کا مولا ہوں یہ علی اس کے مولا ہیں پھر خدا سے دعا مانگی کہ وہ اس کی مدد کرے جو علیؑ کی مدد کرے اور اس کو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد آیت " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی جو سب کو سنا دی گئی پھر حضرت علی علیہ السلام کو خیمہ میں جانے اور تمام اصحاب و انصار و مہاجرین وغیرہ کو گروہ گروہ جا کر حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا حکم دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو میں اس پر گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں۔

اصحاب رسول جو رحبہ میں حاضر تھے اور حدیث غدیر کی شہادت تھی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) ابو ایوب انصاری (۲) قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (۳) خزیمہ بن ثابت انصاری (۴) ابو یعلیٰ انصاری (۵) سہل بن سعد انصاری (۶) ابو الہیثم (۷) عامر بن لیلی (۸) عدی بن حاتم (۹) عقبہ بن عامر (۱۰) عمار بن یاسر (۱۱) ہاشم مرقال (۱۲) عبداللہ بن بدیل وغیرہ۔

اس موقعہ پر چند اور اصحاب رسول بھی موجود تھے جنہوں نے حدیث غدیر اپنے کانوں سی سنی تھی مگر شہادت نہ دی اس لئے حضرت علی نے انہیں بد دعا دی اور وہ لوگ دنیا سے فنا نہیں ہوئے مگر یہ کہ اندھے ہو گئے یا برص میں مبتلا ہو گئے۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

(۱) انس بن مالک (۲) زید بن ارقم (۳) براء بن عاذب انصاری (۴) جریر بن عبداللہ (۵) عبدالرحمٰن بن مدلج (۶) یزید بن ودلیعہ (۷) اشعث ابن قیس (۸) خالد بن یزید۔

حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں کھڑے ہونے اور شہادت دینے سے روکا حالانکہ تم لوگ بھی

یوم غدیر موجود تھے اور رسول اللہ کو کہتے سنا تھا ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بھول گیا ہوں کہ حضور اکرمؐ نے کیا کیا کہا تھا۔ حضرت علی نے بد دعا کی کہ خداوندا اگر یہ لوگ دل کے کھوٹ کی باعث جھوٹ کہہ رہے ہیں اور شہادت کو چھپایا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر۔ حضرت کی دعا قبول بارگاہ ایزدی ہو گئی اور اسی وقت براء بن عاذب اندھا ہو گیا اور کہا کرتا تھا کہ وہ شخص کس طرح ہدایت پا سکتا ہے جس کو حضرت علی کی بد دعا لگی ہو۔ انس برص میں اس طرح مبتلا ہو گیا کہ اس کا عمامہ برص کے دھبوں کو چھپا نہ سکتا تھا اس لئے وہ ہمیشہ اپنے چہرے پر برقعہ ڈالے رکھتا تھا۔ زید بن ارقم اندھا ہو گیا اس کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حدیث غدیر کی شہادت کا اخفا کیا تھا پس خدا نے مجھے اندھا کر دیا جریر دیوانہ ہو گیا۔

(مسند امام حنبل ج ۴، ۵، اسد الغابہ ج ۳، کنز العمال ج ۶ شواہد النبوت جامی۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ البلاغ المبین ج ۱ ۔ ب۱، ج ۲ ب۱۲)

حضرت علیؑ سے گستاخی اور سزا

فتوحات القدس میں لکھا ہے کہ رسالت مآب کی وفات کے بعد ایک روز حضرت امیر المومنین مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں فرمایا کہ اے لوگو اگر سید آخر الزمان نے آخرت کی طرف کوچ کیا تو میں بحکم پروردگار ان کا وصی، قائم مقام اور نائب ہوں تم اپنی ہر مشکل کے لئے میری طرف متوجہ ہو کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں غیب کا حال مجھ پر آشکار ہے۔ اولین و آخرین کا علم میرے خزانہ کا گوہر ہے آسمان و زمین کے راز میرے سینہ میں موجود ہیں۔ میں مور و مار کے حالات سے واقف ہوں۔ ہر سفید و سیاہ کا حال مجھ پر روشن ہے ہوا کے پرندوں اور پانی کی مچھلیوں کا حال مجھ پر آشکار ہے۔ جو کچھ تھا ہے اور ہو گا سب کا علم مجھ کو حاصل ہے۔ میں ہر شہر و ہر دیار کے باشندوں کی عبادت اور بندگی سے واقف ہوں۔ میں چاہوں تو مشرق کو مغرب کر دوں عورت کو مرد، زمین کو آسمان اور جابلقا کو جابلسا بنا دوں۔

اس مجلس میں ایک مشرک بھی بیٹھا تھا جو بہت دولت مند تھا اور اپنی دولت کی کثرت پر بہت متکبر تھا حضرت کے کلام کو سن کر اس نے آپکی کی بزرگیوں سے انکار کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ مسجد سے باہر نکلا ہی تھا کہ غضب الٰہی نازل ہوا اور وہ کتے کی شکل میں مسخ ہو گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو پھر مسجد میں واپس آیا تاکہ حضرت امیر المومنینؑ سے مدد مانگے۔ مسجد میں آتے ہی تمام لوگوں نے لکڑی اور پتھروں سے اس کی خبر لے کر باہر نکال دیا۔ مجبوراً وہ اپنے گھر بھاگا اور اور اپنی خواب گاہ میں ریشمی بستر پر لیٹ گیا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کے بستر پر ایک کتا لیٹا ہوا

ہے تو لکڑی سے اس کی خوب خبر لی یہاں تک کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے اور گھر سے باہر نکال دیا۔ جب گھر سے باہر نکلا تو محلہ کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کر دیا۔ مجبور ہو کر اس نے جنگل کا رخ لیا اور برمجنوں پہنچ کر قیام کیا اور سات سال اس جنگل میں سرگردان پھرتا رہا۔ جب اس کے قبیلہ کے لوگوں کو اس کے مسخ ہو جانے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس کی تلاش شروع کی اور جب کہیں اس کا نشان نہ ملا تو یہ سمجھ کر خاموش ہو گئے کہ کسی نے اس کو مار ڈالا اس کی بیوی ایک باایمان اور محمدؐ و آل محمدؐ کے محبوں سے تھی اپنے شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہو گئی اور اس طرح سات سال گذار دیئے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا پورا واقعہ سنا کر رونے لگی حضرت نے فرمایا کہ تیرا شوہر زندہ ہے مگر نہایت بدحال اور پریشان ہے گھر جا اور کچھ کھانا تیار کر اور اپنے چند محرموں کے ساتھ برمجنوں لے جا۔ دو فرسخ راستہ طے کرنے کے بعد بائیں جانب ایک ٹیلہ نظر آئے گا اس کے قریب ہی اپنے شوہر کو تلاش کر۔ یہ سنتے ہی وہ عورت گھر جا کر اقسام کے کھانے تیار کئے

اور برمجنوں کی راہ لی اور اپنے شوہر کو تلاش کرنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کتا نظر آیا جو اس قدر ضعیف اور کمزور تھا کہ ٹیلے پر چڑھنے کے قابل نہ تھا عورت نے اس پر رحم کھا کر کچھ روٹی اور حلوہ اس کے سامنے رکھا مگر وہ کمزوری کے باعث نہ کھا سکا۔ پھر پانی کا ایک پیالہ اس کے سامنے رکھا جب اس نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو ایک سیاہ خاک پیالے میں نمودار ہوئی عورت یہ دیکھ کر حیران ہو گئی اور پھر حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر کہیں بھی نظر نہ آیا وہاں صرف ایک کتا ہے جو برمجنوں میں اس حالت میں نظر آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عورت وہی کتا تیرا شوہر ہے جس کو تو نے دیکھا۔ عورت پریشان ہو کر حضرت کے پاؤں پر گر پڑی اور نہایت ہی تضرع اور زاری سے عرض کی کہ یا امیرالمومنین یہ کیا واقعہ ہے سمجھا دیجئے۔

حضرت نے فرمایا کہ تیرا شوہر مشرک تھا اس نے خدا و مصطفےٰ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا تھا اس لئے خدا نے اس کو کتے کی شکل میں مسخ کر دیا۔ عورت نے بصد عجز و نیاز عرض کیا کہ اس کو اصلی صورت پر لوٹا دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لے آ۔ یہ سن کر عورت دوڑی اور کتے کے گلے میں رسی باندھ کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ جب کتا حاضر ہوا تو زار زار رونے لگا حضرت نے بارگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی کہ وہ اپنی صورت پر لوٹ آئے اس کے ساتھ ہی وہ انسان بن گیا اور رو کر کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین میں نے آپ کے بارے میں شک کیا تھا اور اپنے کئے کی سزا پائی۔ اب مجھے دین اسلام کی تعلیم دیجئے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

(کوکب دری ۲۳۲)

سوالات و جوابات

ایک یہودی کے سوالات

کتاب مناقب میں ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ مدینہ کا ایک یہودی حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ سے تین اور تین اور ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ سات کیوں نہیں کہتا؟ عرض کیا کہ اگر آپ نے پہلے تین سوالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو مزید تین سوال کروں گا۔ اگر ان کا بھی ٹھیک جواب دیا تو آخری ایک سوال کروں گا حضرت نے فرمایا کہ میرے جوابات کے صحیح ہونے کی تو تصدیق کس طرح کرے گا۔ یہودی نے اپنی آستین سے ایک چھوٹی پرانی کتاب نکالی اور کہا کہ اس کتاب کو میں نے اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں پایا ہے۔ اس کتاب کو موسیٰ بن عمران نے لکھوایا تھا اور ہمارے جد اعلیٰ حضرت ہارون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جس میں وہ تمام مسائل لکھے ہوئے ہیں۔ جو میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا کہ اگر میں ان سوالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دوں تو کیا تو مسلمان ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اگر آپ نے صحیح جواب دیا تو میں اسی وقت آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔

حضرت نے فرمایا کہ اچھا جو چاہتا ہے سوال کر۔

یہودی : وہ پہلا پتھر کون سا ہے جو آسمان سے زمین پر نازل ہوا۔؟

حضرت علیؑ : یہودیوں کا گمان ہے کہ یہ بیت المقدس کا پتھر ہے لیکن یہ غلط ہے، پہلا پتھر حجر اسود ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بہشت سے زمین پر نازل کیا گیا تھا اور رکن کے مقام پر رکھا گیا۔ جو آج تک بیت الحرام میں ہے۔

یہودی : وہ چشمہ کون سا ہے جو سب سے پہلے زمین پر جاری ہوا؟

حضرت علی : تمہارے عقیدہ میں پہلا چشمہ وہ ہے جو بیت المقدس کے پتھر کے نیچے سے جاری ہوا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ پہلا چشمہ چشمۂ حیات ہے۔ جس پر حضرت موسیٰؑ، حضرت خضرؑ، یوشع بن نون اور ذوالقرنین گئے تھے اور جس میں مچھلی گر کر زندہ ہو گئی تھی۔

یہودی : آپ نے سچ فرمایا۔ اچھا اب بتائیے کہ وہ کون سا درخت ہے جو زمین پر سب سے پہلے پیدا ہوا۔؟

حضرت علیؑ : تم لوگ کہتے ہو کہ پہلا درخت زیتون کا ہے لیکن یہ غلط ہے وہ کھجور عجوہ کا درخت ہے جس کو حضرت آدم اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے۔

یہودی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ اب دوسرے تین سوال کرتا ہوں۔

یہودی : خاتم الانبیاءؐ کے بعد کتنے امام ہوں گے؟

حضرت علیؑ : خاتم الانبیاء کے بعد بارہ امام ہوں گے جو کسی ظالم کے ظلم اور کسی مخالف کی مخالفت سے کبھی دل تنگ نہ ہوں گے۔

یہودی : خاتم الانبیاء کس بہشت میں رہیں گے؟

حضرت علیؑ : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت عدن میں رہیں گے۔ یہ جنت کے وسط میں بہت ہی بلند جگہ ہوگی اور عرش سے بہت قریب ہوگی۔

یہودی : اس منزل میں آپ کے ساتھ اور کون ہوں گے۔

حضرت علیؑ : رسالت مآب کے ساتھ اس منزل میں یہی بارہ امام ہوں گے ان کا پہلا میں ہوں اور آخری امام مہدیؑ ہوں گے۔ یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم کتاب ہارون میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اب آپ سے آخری سوال کرتا ہوں۔

یہودی : یہ بتایئے کہ اپنے نبیؐ کے بعد آپ کتنا عرصہ زندہ رہیں گے۔ اور آپ کی موت کس طرح واقعہ ہوگی ہے؟

حضرت علیؑ : میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۳۰ سال زندہ رہوں گا اور تلوار کے زخم سے شہید ہونگا میرا قاتل ناقۂ صالح کو پے کرنے والے سے بدتر ہوگا۔

یہودی رونے لگا اور اسلام قبول کرتے ہوئے کہا "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ واشھد انک وصی رسول اللّٰہ"۔

(کتاب الاحتجاج۔ ج ا ینابیع المودۃ ب۷۶، کوکب دری)

قیصر روم کے سوالات

پہلا سوال : تفسیر فخر الدین رازی اور تذکرۃ الخواص میں لکھا ہے کہ رسالت مآب کی رحلت کے بعد قیصر روم نے خلیفہ وقت کو لکھا کہ سورۂ فاتحہ ہم کو پہنچا اور ہم اس کی معنی سے واقف ہوئے لیکن اھدنا الصراط المستقیم سے شبہ گذرتا ہے کہ اگر تمہارا دین برحق ہے اور اس کے قبول کرنے سے صراط مستقیم پر پہونچتے ہیں تو دین اسلام قبول کرنے کے بعد پھر صراط مستقیم کی ہدایت کی دعا کرنا لا معنی ہے و نیز مغضوب علیھم کون سا گروہ ہے۔ ضالین کون ہیں۔ اگر تم ان سوالات کے تفصیلی جواب روانہ کروگے تو ہم دین اسلام

قبول کریں گے۔

جب یہ خط پہونچا تو حضرت ابو بکرؓ نے تمام اصحاب سے مشورہ کیا اور جب کسی سے جواب بن نہ پڑا تو سب باب مدینہ علم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام نے یہ جواب دیا۔

" اھدنا الصراط المستقیم کے معنی ہیں۔ ثبّتنا علیہ فی الدّنیا واھدنا طریق الجنّۃ یوم القیامۃ یعنی جو راہ مستقیم تو نے عنایت فرمائی ہے) ہم کو اس پر دنیا میں ثابت قدم رکھ اور قیامت کے روز جنت کی طرف ہماری رہبری کر۔

" مغضوب علیھم " سے قوم یہود مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے حق میں دوسرے مقام پر وبغضب من اللہ فرماتا ہے (یعنی وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے۔

ضالین سے مراد نصاریٰ اور وہ لوگ ہیں جو اہلبیت کے طریق سے منحرف ہوئے"

ان کے لئے ارشاد ہوتا ہے وضلّوا عن سواء السبیل یعنی وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو گئے۔

دوسرا سوال:

سورۂ خیر وبرکت :۔ کیا قرآن میں ایسا کوئی سورہ ہے جس میں دوزخ کے دروازوں کے شمار کے موافق سات آیتیں ہوں اور حروف تہجی کے سات حروف ث، ج، ز، ش، ظ، خ، ف اس میں نہ ہوں۔ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے گا۔ دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔

جواب: حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ سورۂ فاتحہ ہے جس کو سبع المثانی کہتے ہیں یہ وہی سورہ ہے جو تم کو پہونچا ہے جس کے اھدنا الصراط المستقیم میں تم کو شبہ واقع ہوا۔ اسی میں مذکورہ بالا سات حروف نہیں ہیں۔

جب قیصر روم نے ان جوابات کو پڑھا تو اسلام قبول کر لیا۔

مفر کے بیس سوالات

معارج النبوۃ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت صلعم کی رحلت کے دس روز بعد ایک نقاب پوش اعرابی ہاتھ میں تازیانہ لئے ہوئے مسجد میں داخل ہو کر دریافت کیا کہ پیغمبر کا وصی کون ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کی طرف اشارہ کیا۔ بس اس نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ " السلام علیک یا فتیٰ حضرت علیؑ علیک

السلام یا مفرد صاحب البیر" (سلام ہو تجھ پر اے مفرد اے کنویں والے)

تمام حاضرین اس جواب کو سن کر متحیر ہو گئے۔

نقاب پوش : اے جوان! تو نے میرا نام کس طرح جانا اور مجھ کو صاحب بیر کس طرح کہا؟

حضرت علیؑ : مجھ کو میرے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی۔ اگر تو چاہتا ہے تو تیرا تمام حال بیان کر دوں۔

نقاب پوش : آپ کا نام کیا ہے اچھا بتایئے کہ رسول خدا نے کیا خبر دی تھی۔

حضرت علیؑ : میرا نام علیؑ ابن ابی طالب ہے تو عرب کا رہنے والا ہے تیرا نام مفرد اور تیرے باپ کا نام دارم ہے اور تیری عمر تین سو ساٹھ سال ہو چکی ہے جب تو ایک سو سال کا تھا اپنی قوم کو ڈرایا تھا اور سرور کائنات کے ظہور رسالت کی ان کو بشارت دی تھی اور کہا تھا کہ تھامہ (یعنی زمین مکہ) سے ایک شخص ظاہر ہو گا۔ جس کے رخسار چاند سے زیادہ نورانی اور اس کا کلام شہد سے زیادہ شیریں ہو گا جو کوئی اس سے تمسک کرے گا فلاح دارین پائے گا۔ وہ یتیموں اور مسکینوں کا باپ اور صاحب شمشیر ہو گا۔ دراز گوش پر سواری کرے گا۔ اپنے پاپوش میں خود ہی پیوند لگا لیگا۔ شراب و زنا کو حرام کرے گا۔ قتل اور سود خواری کو منع کرے گا وہ خاتم انبیاء اور سید الاولیاء ہو گا۔ اس کی امت پانچ وقت نماز پڑھا کرے گی اور ماہ رمضان کو روزوں میں گذارے گی اور بیت اللہ کا حج کرے گی تم اس پر ایمان لانا۔

جب تو نے ان لوگوں کی رہنمائی کی وہ تیری مخالفت کرنے لگے اور ایذا رسانی شروع کر دی یہاں تک کہ تجھ کو ایک گہرے کنویں میں قید کر دیا۔ چنانچہ تو اب تک اسی کنویں میں محبوس تھا۔ جب آنحضرت نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ حق تعالیٰ نے تیری قوم کو سیلاب سے ہلاک کر دیا اور تجھ کو اس قوم سے نجات دی۔ بعد ازاں ایک ندائے غیب تجھ کو پہونچی کہ محمد مصطفیٰؐ کا انتقال ہو چکا تو جا کر ان کی قبر کی زیارت کر اس لیے تو منازل طے کرتا ہوا یہاں آ پہنچا۔

مفر یہ باتیں سن کر رونے لگا اور عرض کیا کہ یا علیؑ آپ ان تفصیلات سے کس طرح واقف ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مجھے سید کائناتؐ نے خبر دی تھی کہ میرے انتقال کے بعد یہاں مفر آئے گا اس کو میرا سلام پہنچانا۔ جب مفر نے سلام کی خوشخبری سنی تو آگے بڑھ کر حضرت علیؑ کے سر پر بوسہ دیا اور اجازت لے کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد حضرت نے مفر سے فرمایا کہ اے مفر اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دے۔ چنانچہ جب اس نے نقاب اٹھایا تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ اس کی پیشانی سے نور صادع ہو رہا تھا۔ اس کے بعد مفر نے عرض کیا کہ میرے چند سوالات ہیں ان کے جوابات چاہتا ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے سوال کر۔

(۱) مضر۔ وہ کون سا نر ہے جو ماں اور باپ نہیں رکھتا؟

حضرت علیؑ: وہ حضرت آدم ہیں۔

(۲) مضر: وہ مادہ کونسی ہے جو ماں اور باپ نہیں رکھتی؟

حضرت علیؑ: حضرت حوّا۔

(۳) مضر وہ نر کون سا ہے جو بن باپ سے پیدا ہوا۔؟

حضرت علیؑ: حضرت عیسیٰؑ

(۴) مضر: وہ رسول کون ہے جو نہ جن وانس سے ہے اور نہ ملائکہ سے اور نہ چوپایوں سے نہ درندوں سے؟

حضرت علیؑ:۔ وہ غراب یعنی کوا ہے جس کو حق تعالیٰ نے قابیل کی تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔

(۵) مضر: وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو اپنے ساتھ سیر کرائی؟

حضرت علیؑ: وہ قبر جس نے اپنے صاحب کو سیر کرائی ایک مچھلی تھی جس نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ میں رکھ کر تیس روز تک سمندر میں گھومتی رہی۔

(۶) مضر: وہ حیوان کونسا ہے جس نے نے اپنے اصحاب کو ڈرایا تھا؟

حضرت علیؑ: وہ چیونٹی تھی جو اپنی قوم کے ساتھ رزق کی تلاش میں نکلی تھی اور ان چیونٹیوں سے جو اس ستون پر چڑھ رہی تھیں جو حضرت سلیمان کے سر پر تھا کہا تھا کہ خبردار سلیمان کے سر پر مٹی نہ گرے اور ان کو ایذا نہ پہونچے۔

(۷) مضر: وہ جسم کون سا ہے جس نے کھایا مگر پیا نہیں۔؟

حضرت علیؑ:۔ وہ جسم جس نے کھایا مگر پیا نہیں اور پھر کھایا بھی نہیں حضرت موسیٰؑ کا عصا تھا جو جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا تھا۔

(۸) مضر: وہ زمین کون سی ہے جس پر ابتدائے آفرینش سے صرف ایک مرتبہ سورج چمکا اور پھر کبھی نہ چمکے گا؟

حضرت علیؑ: وہ دریائے نیل کی تہ ہے۔ جب خدا نے قوم موسیٰؑ کے دریائے نیل کے پار کرنے اس کو شگافتہ کیا تھا۔ اس کی تہ نمایاں ہوتی تھی۔ اور اس پر سورج چمکا تھا۔ قوم موسیٰؑ کے گذر جانے کے بعد پانی پھر مل گیا۔

(۹) مضر: وہ جماد کون سا ہے جس نے زندہ چیز جنی؟

حضرت علیؑ: وہ ایک پتھر تھا جس سے حق تعالیٰ نے ناقہ صالح کو پیدا کیا تھا۔

(۱۰) مضر: وہ عورت کون سی ہے جس سے تین ساعت میں بچہ پیدا ہوا۔؟

حضرت علیؑ: جناب مریم۔

(۱۱) مفضر: وہ دو متحرک کون سے ہیں جو کبھی ساکت نہیں ہوتے؟

حضرت علیؑ: آفتاب و ماہتاب۔

(۱۲) مفضر: وہ ساکن کون سا ہے جو کبھی متحرک نہیں ہوتا؟

حضرت علیؑ: آسمان۔

(۱۳) مفضر: وہ دو دوست کون سے ہیں جو کبھی دشمن نہ ہوں گے؟

(۱۴) جسم و جان۔

(۱۴) مفضر: وہ دو دشمن کون سے ہیں جو کبھی دوست نہ ہوں گے؟

حضرت علیؑ: موت و حیات۔

(۱۵) مفضر: شئے کیا ہے؟

حضرت علیؑ: شئے مومن ہے۔

(۱۶) مفضر: لاشئ کیا ہے؟

حضرت علیؑ: لاشئ کافر ہے۔

(۱۷) مفضر: سب سے زیادہ خوبصورت کون سی چیز ہے؟

حضرت علیؑ: بنی آدم کی صورت۔

(۱۸) مفضر: سب سے بدصورت کون سی چیز ہے؟

حضرت علیؑ: سب سے زیادہ بدصورت بدن بے سر۔

(۱۹) مفضر: رحم میں سب سے پہلے کون سی چیز بستہ ہوتی ہے؟

حضرت علیؑ: سب سے پہلے جو چیز رحم میں بستہ ہوتی ہے وہ انگشت شہادت ہے۔

(۲۰) مفضر: وہ کون سی چیز ہے جو قبر میں سب سے آخر میں گرتی ہے۔

حضرت علیؑ: ریڑھ کی ہڈی۔

ان جوابات کو سن کر مفضر نے باب مدینۂ علم کے فرق ہمایوں پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ یا علیؑ مجھے سرورِ کائنات کے مرقد مطہر پر لے چلیئے چنانچہ حضرت نے اس کو قبر رسول کی رہبری کی۔ وہ قبر سے بغل گیر ہو کر گریہ و زاری کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو ایک ساعت تک اس کے حال پر چھوڑ دو کہ اس کا آخری وقت آچکا ہے۔ چنانچہ جب ایک ساعت کے بعد جا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ حضرت نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرمایا۔ (کوکب دری)

روایت رمیلہ

کتاب الارشاد میں حمران بن عین نے قاسم بن محمدؒ بن ابو بکرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رمیلہ سے سنا جو حضرت علیؑ کے خاص اصحاب سے تھے۔

رمیلہ : وعکت وعکا شدیداً فی زمان امیر المومنینؑ ثم وجدت منہ خفۃ فی نفسی فی یوم جمعۃ فقلت لا اعمل شیأ افضل من عن افیض علیّ الماء واتی المسجد فاصلی خلف امیر المومنین ففعلت ذلک فلما علا المنبر فی جامع الکوفہ عاد الیّ الوعک فلما خرج امیر المومنین من المسجد تبعتہ فالتفت الیّ وقال ما ارالک الا مشتبکاً بعضک فی بعض ما بلک من الوعک وما قلت انک لا تعمل شیا افضل من غسلک لصلوۃ الجمعۃ خلفی فانک کنت وجدت خفۃ فلما صلیت وعلوت المنبر عاد الیک الوعک

رمیلہ : رمیلہ نے کہا کہ امیر المومنین کے زمانہ میں ایک مرتبہ مجھے شدید بخار آیا جس کی وجہ میں نے اپنے نفس میں ہلکا پن محسوس کیا چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا میں نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی کام نہ کروں گا کہ غسل کروں اور مسجد چل کر امیر المومنینؑ کے پیچھے نماز ادا کروں پس میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو وہ حرارت لوٹ آئی اور جب امیر المومنینؑ مسجد سے باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا اور وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا نہیں دیکھتا ہوں میں تجھ کو مگر شک کرنے والا اپنے بعض امور کا بعض میں جو تجھ کو بخار کی وجہ ہے اور تو نے یہ کیا کہا کہ کوئی عمل اس سے افضل نہیں کہ غسل کر کے میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھے اور تو نے خفت پائی پس جب میں نماز پڑھ کر منبر پر گیا تیرا بخار تیری طرف لوٹ آیا۔

رمیلہ : فقلت واللہ یا امیر المومنین ما زدت فی قصتی ولا نقصت حرفاً۔

رمیلہ : یا امیر المومنینؑ خدا کی قسم آپ نے جو میرے قصہ میں فرمایا ہے نہ ایک حرف کی زیادتی کی اور نہ کمی۔

حضرت علی : لی یا رمیلہ ما من مومن ولا مومنۃ یمرض مرضاً الا مرضت لمرضہ ولا یحزن حزناً الا حزنت لحزنہ ولا دعی الا آمنا علی دعائہ ولا یسکت الا دعونا لہ۔

اے رمیلہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی مومن یا مومنہ کسی مرض میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ میں بھی مریض نہ ہو جاؤں اور کوئی شخص محزون نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اس کے حزن میں محزون ہو جاتا ہوں اور نہیں دعا کرتا کوئی مگر یہ کہ میں اسکی دعا پر آمین کہتا ہوں اور وہ ساکت نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اسکیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔

رمیلہ : ھذا یا امیر المومنین لمن کان معک فی ھذا المصر فمن کان فی اطراف الارض منزلہ فکیف ؟

یا امیر المومنین یہ اس کے لئے ہوا جو آپ کے ساتھ اس شہر میں ہے۔ پس اس کے لئے جو زمین کے دوسرے مقامات پر ہو کیا ہو گا۔

حضرت علیؑ : یا رمیلہ لیس یغیب عنا مومن ولا مومنۃ فی مشارق الارض و مغاربھا الا و ھو معنا ونحن معہ۔

(بحر المعارف صفحہ ۲۴۸)

اے رمیلہ کوئی مومن یا مومنہ ہم سے غائب نہیں خواہ وہ زمین کے مشرق میں ہو یا مغرب میں مگر یہ کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت علیؑ اور جنابِ زینبؑ

حضرت زینبؑ نے سوال کیا کہ بابا کیا آپ مجھے دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : ہاں میں ضرور دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینب : کیا آپ میری مادر گرامی اور حسنینؑ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : ہاں انہیں بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینبؑ : کیا آپ ہمارے نانا رسولؐ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : بیشک انہیں بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینب : کیا آپ حق سبحانہ تعالیٰ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : بلاشبہ میں خداوند تعالیٰ کو بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینبؑ : بابا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک دل میں دو محبتوں کا اجتماع ہو۔

حضرت علیؑ : یہ مسئلہ بہت نازک ہے مگر یہ سمجھ لو کہ سوائے خدا کے میں جس سے بھی محبت کرتا ہوں اس سے خدا کے واسطے ہی کرتا ہوں۔

(بحور الغمہ)

آخری چہار شنبہ

ایک سائل کے سوال پر حضرت علی علیہ السلام نے ہر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کی مذمت کرتے ہوئے چند واقعات بیان فرمائے جو آخری چہار شنبہ کو واقع ہوئے تھے اور فرمایا کہ ہر ماہ کا آخری چہار شنبہ نحس ہوتا ہے۔

(۱) آخری چہار شنبہ کو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

(۲) اسی روز ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔

(۳) اسی روز منجنیق بنائی گئی تھی۔

(۴) اسی روز خدا نے فرعون کو غرق کیا۔

(۵) اسی روز خدا نے ارض قوم لوط کو بعض کے لئے اعلیٰ اور بعض کے لئے اسفل قرار دیا تھا۔

(۶) اسی روز خدا نے قوم عاد کی طرف ہوا کا عذاب بھیجا تھا۔

(۷) اسی روز کی جب صبح ہوتی تو زمین جل کر سیاہ ہو چکی تھی۔

(۸) خدا نے نمرود پر بقہ کو مسلط کیا تھا۔

(۹) اسی روز فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کیلئے طلب کیا تھا۔

(۱۰) اسی روز ان پر چھت گرائی گئی تھی۔

(۱۱) اسی روز فرعون نے غلمان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔

(۱۲) اسی روز بیت المقدس ڈھایا گیا۔

(۱۳) اسی روز ملک فارس میں قلعہ اصطخر کی مسجد کو سلیمان ابن داؤد نے جلا دیا تھا۔

(۱۴) اسی روز یحییٰ بن ذکریا قتل کئے گئے۔

(۱۵) اسی روز قوم فرعون پر پہلا عذاب نازل کیا گیا۔

(۱۶) اسی روز خدا نے قارون کو زمین میں دھنسایا۔

(۱۷) اسی روز خدا نے ایوب کو ان کے مال اور اولاد کی دوری میں مبتلا کیا تھا۔

(۱۸) اسی روز یوسف قید خانے میں ڈالے گئے۔

(۱۹) اسی روز خدا نے فرمایا کہ میں نے اس کو اور اس کی کل قوم کو تباہ کیا۔

(۲۰) اسی روز ایک چیخ کے ذریعہ ان کو ہلاک کیا۔

(۲۱) اسی روز ناقہ صالح کو پے کیا گیا۔

(۲۲) اسی روز چرخ سے ان پر کنکریاں برسائی گئیں۔

(۲۳) اسی روز نبی صلعم کے دانت شہید ہوئے اور نبی رنجیدہ ہوئے۔

(کتاب الخصال)

آسمانوں کے رنگ

ایک شامی نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آسمانوں کے نام اور رنگ کیا ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ:

(۱) اس دنیا کے آسمان اول کا نام رفیع ہے یہ پانی اور دھوئیں سے ہے۔
(۲) آسمان دوم کا نام فیدوم ہے اور اس کا رنگ تانبے کا ہے۔
(۳) آسمان سوم کا نام الماددم ہے اس کا رنگ اس کے مانند ہے۔
(۴) آسمان چہارم نام ادقلون ہے اس کا رنگ چاندی کی طرح ہے۔
(۵) آسمان پنجم کا نام هیفهوف ہے اس کا رنگ سونے کی طرح ہے
(۶) آسمان ششم کا نام عروس ہے اس کا رنگ سبز یاقوتی ہے
(۷) آسمان ہفتم کا نام عجما ہے یہ منور آفتاب کے رنگ پر ہے۔

(کتاب الخصال)

حضرت عمرؓ کے چند سوالات

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابوالحسن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا تھا مگر پوچھ نہ سکا اگر آپ ان کا جواب دیتے ہیں تو پوچھتا ہوں۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ جو چاہتے ہو پوچھ لو۔

حضرت عمرؓ: کبھی آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی چیز ہاتھ میں تھی اور جب بیدار ہوتا ہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض مرتبہ خواب بالکل غلط نظر آتے ہیں۔ کبھی خواب میں کسی کو دوست دیکھتا ہے اور کسی کو دشمن۔ حالانکہ ان کے درمیان شناسائی بھی نہ تھی اور بعض مرتبہ کسی چیز کو مدتوں دیکھتا اور سنتا ہے مگر ضرورت کے وقت بھول جاتا ہے اور وہ پھر بلا ضرورت یاد آجاتی ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟

حضرت علیؑ: جو کچھ آدمی خواب میں دیکھتا ہے اس کا راز بموجب اس آیت کے ہے "اللّٰہ یتوفی الانفس حِیْنَ موتِهَا والّتی لَمْ تَمُتْ فی منامِهَا فَیُمسِكُ الّتِی قضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرسِلُ الاُخریٰ اِلیٰ اَجَلٍ مُّسَمًّی (زمر ۴۲) (اللہ وفات دیتا ہے نفسوں کو ان کی

موت کے وقت۔ اور وہ جو نہیں مرتے ان کو ان کی حالت نیند میں پس جن نفسوں کے لئے موت کا حکم جاری ہو چکا ہے ان کو نیند کر لیتا ہے اور باقیوں کو اجل مسمی تک چھوڑ دیتا ہے) یعنی جو شخص سوتا ہے اس پر موت کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جو کچھ وہ اس وقت خواب میں دیکھے جب کہ روح بدن سے مفارقت کی ہوتی ہے وہ عالم ملکوت سے ہوتا ہے اور وہ رحمانی خواب ہے اور جو کچھ اس وقت دیکھتا ہے جب کہ روح بدن سے متعلق ہوتی ہے وہ شیطانی خواب ہے۔ دیگر یہ کہ کسی اجنبی شخص کو دوست یا دشمن کی شکل میں دیکھنا اس وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے روحوں کو بدنوں سے دو ہزار سال الوہیت قبل پیدا کیا۔ (سال الوہیتی کا ایک روز پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے) اور ان کی قرارگاہ ہوا میں مقرر کیا۔ جہاں یہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ جنہوں نے اس روز ایک دوسرے کو پہچان لیا ان کو ان سے الفت ہوتی ہے اور جنہوں نے شناخت نہیں کیا ان کے درمیان بغض و عداوت ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ ایک چیز جو سالہا سال کی دیکھی اور سنی ہوتی ہے اور ضرورت کے وقت یکایک بھول جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ہر دل کے گرد چاند کی طرح ایک ہالہ ہوتا ہے جب وہ دل کو گھیر لیتا ہے تو آدمی سب چیزیں بھول جاتا ہے اور جب یہ زائل ہو جاتا ہے تو بھولی ہوئی بات یاد آجاتی ہے۔

(کوکب دری)

مسجد کوفہ کی فضیلت وخصوصیت

ایک روز مسجد کوفہ میں ایک شخص نے حضرت علیؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیت المقدس جا کر عبادت میں مشغول رہوں اور بقیہ زندگی وہیں گذار دوں۔ حضرت نے کہا کہ جو زاد راہ تو نے تیار کر رکھی ہے اس کو کھا لے اور سواری کو فروخت کر کے اسی مسجد میں سکونت اختیار کر کیونکہ یہ مسجد دنیا کی چار متبرک مسجدوں میں سے ہے۔ دو رکعت نماز جو یہاں ادا کی جائے دوسری مساجد کی دس رکعتوں سے افضل ہے۔ منجملہ اس کے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہے کہ طوفان نوح کے وقت جس تنور سے سب سے پہلے پانی جوش مار کر نکلا تھا اس مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے اور جس مقام پر پانچواں ستون ہے ابراہیمؑ نوحؑ اور ادریس علیہم السلام نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا ایک مدت تک یہیں رہا ہے۔ یغوث اور یعوق بت یہیں توڑے گئے تھے۔ روز قیامت کئی ہزار مخلوق یہیں سے محشور ہو گی کہ جن کا حساب وعقاب نہ ہو گا۔ اس مسجد کے صحن میں بہشت کا ایک مرغزار ہو گا اور آخری زمانہ میں یہاں سے تین چشمے ظاہر ہوں گے ایک صاف پانی کا، دوسرا دودھ کا اور تیسرا روغن کا۔ اس کے دائیں طرف ذکر ہے اور بائیں طرف مکر۔

(تاریخ اعثم کوفی۔ کوکب دری)

پاکیزہ کسب

کشف المحجوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایک شخص نے امیرالمومنین ع سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ پاکیزہ کسب کون سا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ " غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ " یعنی جو دل خدائے عزوجل کی عنایت سے مستغنی ہو جائے دنیا و مافیہا کا موجود نہ ہونا اس کو محتاج و مفلس نہیں کرتا اور وہ ماسوی اللہ کے موجود ہونے سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ (کوکب دری ب ۲)

حضرت علیؑ کا ایک مردہ کو زندہ کرنا اور اس کا اپنا واقعہ بیان کرنا

زہرۃ الریاض اور حسن الکبار میں میثم تمار سے مروی ہے کہ ایک روز کوفہ میں ایک شخص قبائے خز پہنے زرد عمامہ سر پر باندھے اور تلوار زیب کمر کئے مسجد میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ تم میں کون شخص ہے جس نے اپنی عمر میں کبھی میدان جنگ سے فرار نہ کیا ہو۔ اس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی ہو اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں اپنا نظیر نہ رکھتا ہو تمام غزوات میں محمد مصطفیٰؐ کا ناصر و مددگار رہا ہو عمر و عنتر کو قتل کیا ہو، در خیبر کو ایک حملہ میں اکھاڑ پھینکا ہو، حضرت نے جواب دیا کہ اے سعید بن فضل وہ شخص میں ہوں پوچھ لے جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ میں ہوں غم زدوں اور یتیموں کا ملجا و ماویٰ، اسیروں اور خستہ دلوں کے زخم دل کا مرہم۔ میں ہوں وہ شخص کہ جس پر بلاہائے عظیم بھی وارد ہوں تو صبر کرتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ " ان اللہ یحب الصابرین " میں ہوں وہ شخص جس کے اوصاف توریت انجیل، زبور اور قرآن میں مرقوم ہیں۔ میں ہوں قٓ۔ والقرآن المجید، میں ہوں صراط مستقیم۔

اعرابی نے کہا کہ ہم کو ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم رسول خدا کے وصی اور اولیاء اللہ کے پیشوا ہو اور سید المرسلین کے بعد زمین و آسمان کی حکومت تمہارے لئے ہے۔ فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے سوال کرے جو تیرا جی چاہے اعرابی نے کہا کہ میں ساٹھ ہزار آدمیوں کی جانب سے جن کو عقیمہ کہتے ہیں ایلچی بن کر آیا ہوں اور ایک مردہ کو لایا ہوں جس کے قاتل کی تشخیص میں اختلاف ہے اگر تم اس کو زندہ کر دو تو ہم کو حقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ تم ہی رسول خدا کے سچے وصی ہو۔

میثم کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ کے تمام گلی کوچوں میں منادی کر دوں کہ جو کوئی امیر المومنینؑ کے اس اعجاز کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے کل نجف میں حاضر رہے۔ چنانچہ میں نے منادی کر دی اور دوسرے روز نماز فجر کے بعد تمام لوگ اور امیر المومنینؑ مقام موعود پر پہنچے اور حضرت نے فرمایا کہ جنازہ کو سامنے لائیں جب جنازہ کو لا کر اس کا سر کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان کی میت تھی جو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ اس کو قتل ہوئے کتنے روز ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ اکتالیس روز فرمایا کہ اس کے خون کا طالب کون ہے عرض

کیا کہ قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ اس کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن حسان ہے اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری عورت سے عقد کر لیا تھا اس لئے قتل کیا گیا۔ اعرابی نے عرض کیا یا امیرالمومنین واقعہ تو ایسا ہی ہے میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک آپ اس کو زندہ نہ کریں اور وہ خود اس کی تصدیق نہ کرے۔

حضرت نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ " اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے خدا کے نزدیک خاتم الانبیاء کے وصی سے بڑھ کر مکرم و معظم نہیں تھی کہ بنی اسرائیل نے اس گائے کا ایک عضو اس مقتول پر لگایا جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گذر چکا تھا اور حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا میں بھی اپنا ایک عضو اس کو لگاتا ہوں" یہ فرما کر اپنا دایاں پاؤں مقتول پر لگا کر فرمایا کہ " قم باذن اللہ یا مدرکہ بن حنظلہ بن عیشان " اس کے ساتھ ہی وہ جوان زندہ ہو کر کہنے لگا " لبیک لبیک یا حجۃ اللہ فی الایام والمنصور بالفضل فی الانام بعد رسول اللہ علیہ السلام " (یعنی حاضر ہوں حاضر ہوں اے اس زمانہ کے حجت خدا اور رسول خدا کے بعد زمانہ میں افضل و اعلیٰ)

حضرت نے پوچھا کہ تجھے کس نے قتل کیا اس نے جواب دیا کہ میرے چچا حریث بن حسان نے۔ اس کے بعد حضرت نے اعرابی سے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور اپنے قبیلہ کو اس واقعہ سے مطلع کر دو مگر اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنینؑ اب آپ کے پائے اقدس چھوڑ کر نہیں جاتا۔ چنانچہ وہ وہیں رہ گیا اور جنگ صفین میں شہادت پائی۔ (کوکب دری)

علم رسالت مآب و علم امیرالمومنین

بصائر الدرجات میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے رسالت مآب کے علم سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ :

" علم النبی جمیع علم النبیین وعلم ما کان وعلم ما ھو کائن الی یوم القیمۃ " ثم قال والذی نفسی بیدہ لانی اعلم علم النبیین وعلم ما کان وعلم ما ھو کائن فیما بینی وقیام الساعۃ۔

ترجمہ : نبی کا علم جمیع انبیاء کا علم ہے و نیز ان امور کا جو گذر گئے اور جو قیامت تک واقع ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ میں جمیع انبیاء کا علم جانتا ہوں اور وہ جو کہ گذر گیا اور جو قیام قیامت تک ہونے والا ہے۔ (بحر المعارف ۔ ۴۳۰)

علمائے یہود شام

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ شام کے چند یہودی اور ان کے علماء جو تورات، انجیل، زبور اور دیگر انبیاء کے صحف دلائل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اصحاب رسولؐ کی محفل میں پہونچے جب کہ حضرت علی علیہ السلام ابن عباس ابن مسعود اور ابو سعید وغیرہ بھی تھے ـــ اور کہنے لگے۔

فقال : یا امة محمد ما ترکتم لنبی درجة، ولا لمرسل فضیلة، الا انحلتموها نبیکم، فهل تجیبونی عما اسالکم عنه؟

فکاع القوم عنه

قال امیر المومنین : نعم ما اعطی الله نبیا درجة ولا مرسلا فضیلة، الا وقد جمعها لمحمد وزاد محمداً على الانبیاء اضعافاً مضاعفة۔

یهودی : فهل انت مجیبی؟

امیر المومنین : نعم ساذکر لک الیوم من فضائل رسول الله ما یقر الله به عین المومنین، ویکون فیه ازالة شک الشاکین فی فضائله : انه کان اذا ذکر لنفسه فضیلة قال "ولا فخر" وانا اذکر لک فضائله غیر مزر بالانبیاء ولا منتقص لهم، ولکن شکرا لله على ما اعطی محمداً مثل ما اعطاهم

یہودی :۔ اے امت محمد تم لوگوں نے کسی نبی کے لئے کوئی درجہ چھوڑا اور نہ کسی رسول کے لئے کوئی فضیلت اور سب اپنے ہی نبی سے منسوب کر لیا کیا تم لوگ مجھے جواب دو گے جو کچھ میں ان کے متعلق سوال کروں اس سوال سے تمام قوم خاموش ہوگئی اور جواب نہ دے سکی۔

امیر المومنین :۔ ہاں خدا نے کسی نبی و رسول کو کوئی درجہ یا فضیلت نہیں عطا کی مگر یہ کہ وہ سب محمد کے لئے جمع کر دیا بلکہ محمد کو تمام انبیاء سے کئی گنا زیادہ عطا فرمایا۔

یہودی : کیا تم میرے جواب دینے والے ہو؟

امیر المومنینؑ : ہاں آج تجھے رسول اللہ کے کچھ فضائل سناؤں گا جن سے اللہ مومنین کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا اور ان کی فضیلت میں شک کرنے والوں کے شکوک کا ازالہ ہو جائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ جب کبھی انہوں نے اپنی کوئی نضیلت بیان فرمائی فرمایا کہ یہ کوئی قابل فخر بات نہیں، اور میں تیرے لئے انکے فضائل بغیر دوسرے انبیاء کو گھٹانے کے اور انکی تنقیص کے بیان کرونگا خدا نے محمد کو دوسرے انبیاء کی طرح جو کچھ عطا فرمایا اس میں جو

وما زاده الله وما فضله عليهم.

یهودی: انی اسئلك فاعدد له جوابًا

امیرالمومنینؑ: هات

(۱) یهودی: هٰذا آدم اسجد الله له ملائكة فهل فعل لمحمد شيئًا من هذا؟

امیرالمومنینؑ: لقد كان كذالك اسجد الله لآدم ملائكة فان سجود هم له لم يكن سجود طاعة وانهم عبدوا آدم من دون الله عزوجل ولكن اعترافًا بالفضيلة ورحمة من الله له، ومحمد اعطى ما هو افضل من هذا، ان الله عزوجل صلى عليه فى جبروته والملائكة باجمعها وتعبد المومنين بالصلوٰة عليه فهذه زيادة له يا يهودى.

(۲) یهودی: فان آدم تاب الله بعد خطية؟

امیرالمومنینؑ: لقد كان كذالك ومحمد نزل فيه ما هو اكبر من هذا من غير ذنب اتى قال الله عزوجل ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر۔ (سورہ فتح)

ان محمدًا غير موافٍ يوم القيمة بوزره ولا مطلوب فيها بذنب۔

(۳) یهودی: فان هذا ادريس رفعه الله عزوجل مكانًا عليًا واطعمه من تحف الجنة بعد وفاته۔

زیادتی کی اور ان پر جو فضل فرمایا اس کا بہت بہت شکر ہے۔

یہودی: میں تم سے سوال کرتا جاتا ہوں اور تم جواب دیتے جاؤ۔

امیرالمومنینؑ: اچھا سوال کر۔

یہودی: یہ آدم ہیں کہ جنہیں اللہ نے فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا آیا ایسا محمد کے لئے بھی ہوا؟

امیرالمومنینؑ: ضرور ایسا ہوا اللہ نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کروایا تھا اور انہوں نے آدم کو جو سجدہ کیا تھا وہ سجدہ طاعت نہیں تھا انہوں نے خدائے عزوجل کے سوائے آدم کو سجدہ کیا تھا لیکن۔ انہوں نے آدم کو ان کی فضیلت کا اعتراف اور ان پر خدا کی رحمت کا اعتراف کرتے ہوئے سجدہ کیا تھا اور محمدؐ کو جو کچھ عطا ہوا اس سے افضل ہے اس میں شک نہیں کہ خداوند عزوجل مقام جبروت میں مع ملائکہ کے آنحضرتؐ پر درود بھیجتا ہے اور تمام مومنین کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ اس جناب پر صلوٰۃ بھیجیں اے یہودی یہ اس سے زیادہ ہے۔

یہودی: آیا آدم نے خطا کرنے کے بعد خدا سے توبہ کی۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمد کیلئے اس بارے میں جو کچھ نازل ہوا ہے اس سے بڑھ کر ہے کہ ان کے بغیر کسی گناہ کے مرتکب ہونے کے خدا نے فرمایا کہ "تمہاری گذشتہ اور آئندہ گناہ خدا نے معاف کر دیا" (سورہ فتح)

بتحقیق کہ محمدؐ پر روز قیامت نہ ہی کسی گناہ کا بوجھ ہوگا اور نہ وہ کسی امر ناجائز کی وجہ طلب کئے جائیں گے۔

(۳) یہودی: یہ ادریس ہیں جنہیں خدا نے مکان عالی میں رفعت دی۔ اور وفات کے بعد جنت سے تحائف کھلائے۔

امیر المومنینؑ: لقد کان کذلک ومحمد
اعطی ما ھو افضل من ھذا ان اللہ جل
ثناؤہ قال فیہ ورفعنا لک ذکرک (سورہ
انشرح) فکفی بھذا من اللہ رفعۃ ولئن
اطعم ادریس من تحف الجنۃ بعد
وفاتہ فان محمداً اطعم فی الدنیا
فی حیاتہ: بینما یتضور جوعًا فاتاہ
جبرئیل بجام من الجنۃ فیہ تحفۃ
فھلل الجام وھللت التحفۃ فی یدہ
وسبحا وکبرا، وحمدا، فناولھا اھل
بیتہ ففعلت الجام مثل ذلک فھم
ان یتناولھا بعض اصحابہ فتناولھا
جبرئیل وقال لہ: کلھا فانھا تحفۃ
من الجنۃ اتحفک اللہ بھا، وانھا
لا تصلح الا لنبی ووصی نبی فاکل منھا و
اکلنا معہ وانی لاجد حلاوتھا
ساعتی ھذہ۔

(۴) یھودی: فھذا نوحؑ صبر فی ذات
اللہ تعالیٰ، واعذر قومہ اذ کذب؟

امیر المومنینؑ: لقد کان ذلک ومحمد
صبر فی ذات اللہ عزوجل فاعذر قومہ
اذ کذب وشرد وحصب بالحصا، وعلاہ
ابولھب بسلا ناقۃ وشاۃ فاوحی اللہ
تبارک وتعالیٰ الی جابیل ملک الجبال
ان شق الجبال وانتہ الی امر محمد فاتاہ

امیر المومنین: ہاں ایسا ضرور ہے مگر محمدؐ کو جو بھی عطا
ہوا وہ اس سے زیادہ افضل ہے ان کی مدح میں خداوند
تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا" پس
یہ رفعت خدا کی جانب سے فضیلت کے لئے کافی ہے اگر
ادریس کو وفات کے بعد جنت کے تحفے کھلائے گئے تو محمدؐ
کو حالت حیات میں اس دنیا میں کھلائے گئے، جب کبھی
انہوں نے گرسنگی محسوس کی۔ جبرئیل جنت سے ایک جام
لے کر آتے تھے جس میں تحفے ہوتے تھے ان کے ہاتھ میں
جام اور تحفے مارے خوشی کے تسبیح وتہلیل اور اہلبیت
کی حمد وتسبیح وثنا اور بزرگی بیان کرنے لگتے تھے اور
اہلبیت ان کو لے لیتے تھے اور جام بھی اس طرح حرکت
میں آتے تھے پھر اس میں سے کچھ بعض اصحاب کو بھی دیا جاتا
تھا اور جبرئیل بھی اس میں سے کھاتے تھے اور کہتے تھے
کہ یہ سب تحفہ ہائے جنت ہیں۔ تحقیق کہ یہ تحائف نہیں حاصل
ہوتے کسی کو سوائے نبی یا وصی نبی کے۔ پس وہ اس میں سے
کھائے اور ان کے ساتھ ہم نے بھی کھایا تحقیق کے میں
اس وقت بھی ان کی حلاوت پا رہا ہوں۔

(۴) یہودی: یہ نوحؑ ہیں جنہوں نے خدا کے لئے صبر
کیا اور درگذر کیا تھا جب کہ قوم نے ان کی تکذیب کی تھی۔

امیر المومنین: ہاں ایسا ہوا ہے محمدؐ نے خدا کے لئے
صبر کیا تھا اور درگذر کیا تھا جبکہ قوم نے کی تکذیب کی تھی
پس انہیں جلا وطن کیا اور ان پر سنگریزے پھینکے ابولہب نے
اونٹ اور بکریوں کی مینگنیاں پھینکیں پس خدا نے جابیل فرشتہ
کو جو پہاڑوں پر موکل ہے حکم دیا کہ پہاڑوں کو شق کرکے محمدؐ
کے پاس پہونچے اور ان کے حکم کی تعمیل کرے پس اس نے

فقال : انی امرت لك بالطاعة فان امرت
ان اطبق علیهم الجبال فاهلکتهم بها
قال رسول الله " انما بعث رحمة رب اهد
امتی فانهم لا یعلمون " ویحك یا یهودی
ان نوحاً لما شاهد غرق قوم رق
علیهم رقة القرابة، واظهر علیهم
شفقة فقال " رب ان ابنی من اهلی
(سوره هود) فقال الله تعالیٰ " انه لیس
من اهلك، انه عمل غیر صالح " (هود)
اراد جل ذکره ان یسلیه بذلك، ومحمد
لما غلبت علیه من قومه المعاندة شهر
علیهم سیف النقمة، ولم تدرکه
فیهم رقة القرابة، ولم ینظر
الیهم بعین رحمة۔

(۵) یهودی : فان نوحاً دعا ربه فهطلت
السماء بماء منهمر ؟

امیرالمومنینؑ: لقد کان ذلك
وکانت دعوته دعوة غضب
ومحمد هطلت له السماء بماء منهمر
رحمة، وذلك انه لما هاجر الی
المدینه اتاه اهلها فی یوم جمعة
فقالوا له : یارسول الله احتبس القطر
واصفر العود، وتهافت الورق، فرفع
یده المبارکة حتی رای بیاض ابطه
وما تری فی السماء سحابة فما برح حتی

حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کی اطاعت پر مامور
ہوں اگر حکم ہو تو ان پہاڑوں کو پھیلا کر سب کو ہلاک کر
دوں ، حضرت نے جواب دیا کہ میں سب کی طرف رحمت
بنا کر بھیجا گیا ہوں ، پروردگارا میری امت کی ہدایت فرما کہ
وہ نہیں جانتے ۔ وائے ہو تجھ پر اے یہودی جب نوح نے
اپنی قوم کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا تو انہیں قربت کی وجہ
ان پر رحم آیا اور ان پر اظہار شفقت کیا اور کہا کہ پالنے
والے یہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے تو خدا نے جواب
دیا کہ یہ تمہاری اہلبیت سے خارج ہے کیونکہ اس کے
اعمال صالح نہیں ہیں (ھود) خداوند جل ذکرہ نے چاہا کہ
وہ اس کو فراموش کر جائیں محمدؐ کی قوم کی شقاوت جب
حد سے بڑھ گئی تو حضرت نے عذاب و نقمت کی تلوار ان
پر کھینچ لی اور قرابت کی وجہ کسی پر نہ شفقت کی اور نہ
کسی پر نظر رحمت ڈالی۔

(۵) یہودی : پس نوح نے اپنے رب سے دعا کی تو
آسمان سے موسلا دھار پانی برسنے لگا۔

امیرالمومنین : ہاں ایسا ہوا ہے مگر وہ دعا دعائے
غضب تھی اور محمدؐ کے لئے آسمان سے رحمت کی موسلا
دھار بارش ہوتی تھی جب کہ آنحضرت ہجرت فرما کر
مدینہ پہونچے تھے ، یہ ایک یوم جمعہ تھا کہ چند اہلیان
مدینہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ بارش رک گئی ہے
خشکی و زردی عود کر آئی ہے ۔ درختوں کے پتے گر گئے ہیں
پس حضرت نے دعا کیلئے اپنے دست مبارک بلند فرمائے
یہاں تک کہ سفیدی بغل نظر آنے لگی اسی کے ساتھ
ہی لوگوں نے آسمان پر ابر دیکھا جو اس وقت تک نہ تھا

سقاهم الله حتیٰ ان الشاب المعجب بشبابه لهمته نفسه فی الرجوع الی منزله فما یقدر علی ذلک من شدة السیل، فدام اسبوعًا، فاتوه فی الجمعة الثانیة فقالوا: یارسول الله تهدمت الجدر، واحتبس الرکب والسفر فضحک وقال: هذا سرعة ملالة ابن آدم ثم قال "اللهم حوالینا ولا علینا اللهم فی اصول الشیح ومراتع البقع" فرای حوالی المدینه المطر یقطر قطرًا وما یقع بالمدینة قطرة لکرامة علی الله عزوجل۔

(۶) یہودی: فان هذا هود قد انتصر الله له من اعدائه بالریح فهل فعل لمحمد شیًا من هذا؟

امیر المومنین: لقد کان کذالک و محمد اعطی ما هو افضل من هذا ان الله عزوجل قد انتصر له من اعدائه بالریح یوم الخندق اذ ارسل علیهم ریحًا تذروا الحصی وجنودًا لم یروها فزاد الله تعالیٰ محمدًا بثمانیة الف ملک وفضله علی هود بان ریح سخط وریح محمدؐ ریح رحمة، قال الله تعالیٰ یاایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاءتکم جنود "فارسلنا علیهم ریحًا وجنودًا

جب تک کہ خدا نے ان کو سیراب نہ کر دیا اس قدر بارش ہوئی کہ شدت سیلاب کی وجہ کسی نوجوان میں بھی اتنی مقدرت نہ تھی کہ مکان لوٹ کر کچھ کھا سکتا۔ اس طرح ایک ہفتہ گذرا اور لوگ دوسرے جمعہ کو آکر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ دیواریں منہدم ہوگیئں۔ سواریاں رک گئیں، سفر بند ہوگئے۔ حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ بنی آدم کی بیقراری اور تعجیل ہے پھر فرمایا خداوندا بارش حوالی مدینہ میں نازل کر اور ہم پر نہ برسا۔ اس کو پودوں سرسبز اور نشیبی زمینوں پر نازل فرما اس کے ساتھ ہی دیکھا گیا کہ بارش حوالی مدینہ میں ہونے لگی اور مدینہ میں جو کچھ گذرا تھا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت سے ختم ہو گیا۔

(۶) یہودی: یہ ہود ہیں جن کی خدا نے ان کے دشمنوں کے خلاف ہوا سے مدد کی تھی کیا ایسا کبھی محمدؐ کے لئے بھی ہوا ہے۔

امیر المومنینؑ: ہاں ایسا ہے تو سہی مگر محمدؐ کو وہ سب کچھ عطا ہوا جو اس سے افضل ہے۔ بتحقیق کہ خدائے عز وجل نے جنگ خندق کے روز ہوا بھیج کر آنحضرتؐ کی دشمنوں سے نصرت کی تھی جو ان کے دشمنوں پر کنکریاں گراتی تھی اور ایک فوج بھیجی تھی جس کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ نیز خدا نے محمدؐ کی آٹھ ہزار فرشتوں سے مدد کی تھی ہودؑ پر ریح عاد سے فضل کیا تھا جو قہر وغضب کی ہوا تھی اور ریح محمدؐ رحمت خداوندی کی ہوا تھی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے تم پر اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو یاد کرتے رہو جب تم پر (دشمن کا)

لم تردها (ع۹ احزاب)

(۷) یهودی : فهذا صالح اخرج الله له ناقة جعلها لقوم عبرة۔

امیرالمومنین ؑ: لقد کان ذلك ومحمد ؐ اعطی ما هو افضل من ذلك : ان ناقة صالح لم تكلم صالحاً ولم تناطقه، ولم تشهد له بالنبوة، ومحمد بینما نحن معه فی بعض غزواته اذ هو ببعیر قد دنا، ثم رغا فانطقه الله عزوجل فقال "یا رسول الله ؐ فلانا استعملنی حتی کبرت ویرید نحری، فانا استعیذ بك منه" فارسل رسول الله ؐ الی صاحبه فاستوهبه منه فوهبه له وخلاه، ولقد کنا معه فاذ انحن باعرابی معه ناقة له یسوقها، وقد استسلم للقطع مازور علیه من الشهود فنطقت الناقة فقالت "یارسول الله ان فلاناً منی بری وان الشهود یشتهدون علیه بالزور وان سارقی فلان الیهودی"

(۸) یهودی : فان هذا ابراهیم قد تیقظ بالاعتبار علی معرفة الله تعالیٰ واحاطت دلالته بعلم الایمان ؟

امیرالمومنین ؑ: لقد کان کذالك و اعطی محمداً افضل منه وتیقظ ابراهیم وهو ابن خمسة عشر سنة ومحمد ابن سبع

لشکر آئے پھر ہم نے ان پر ایک ہوا اور ایک ایسے لشکر کو بھیجا جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔ (۷) یہودی : یہ صالح ہیں کہ جن کے لئے اللہ نے ناقہ کو نکالا تھا اور ان کی قوم کے لئے عبرت قرار دی تھی۔

امیرالمومنین : ہاں ایسا ہوا ہے اور محمدؐ کو جو عطا ہوا اس سے کہیں افضل ہے بتحقیق کہ ناقہ صالح صالح سے نہ ہی بات کرتا تھا اور نہ ان کی نبوت کی شہادت دیتا تھا بعض غزوات میں ہم محمدؐ کے ہمراہ تھے۔ ایک مرتبہ جب کہ حضرت کے اونٹ نے ایک صحرا کو طے کیا تھا شور مچانے لگا پس خداوند عزوجل نے اس کو نطق عطا کیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے میری پرورش کی تھی حتیٰ کہ میں بڑا ہو گیا۔ اب وہ مجھے نحر کرنا چاہتا ہے۔ پس میں اس سے آپ کے پاس پناہ چاہتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے اس کے مالک کے پاس کہلا بھیجا کہ اونٹ آپ کو ہبہ کر دے چنانچہ اس نے ہبہ کر دیا اور اس اونٹ کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ ہم اس وقت ان کے ہمراہ تھے پھر اعرابی بھی ہمارے ساتھ تھا اور اس کے ساتھ ایک اونٹنی تھی جس کو وہ ہانک رہا تھا جب گواہوں نے اسکے خلاف جھوٹی گواہی دی تو اس نے اپنی گردن قطع کئے جانے کی وجہ سے جھکا لی اور بات کرنے لگا کہ یا رسول اللہؐ فلاں شخص مجھ سے بیزار ہے اور گواہوں نے غلط گواہی دی ہے حقیقت یہ ہے کہ فلاں یہودی نے مجھے چرایا تھا۔ (۸) یہودی: یہ ابراہیم ہیں جو معرفت خدا سے متنبہ ہوئے اور ایمان کے علم نے دلائل کے ساتھ ان کا احاطہ کر لیا تھا۔

امیرالمومنین ؑ: ہاں ایسا ہوا ہے مگر خدا نے محمد کو اس سے زیادہ افضل چیز عطا فرمائی جس وقت ابراہیم مطلع ہوئے پندرہ سال کے تھے ایک مرتبہ جبکہ محمدؐ کی عمر سات سال تھی۔

سنين قدم تجار من النصارى فنزلوا بتجارتهم بين الصفا والمروة، فنظر إليه بعضهم فعرفه بصفته ونعته، وخبر مبعثه وآياته، فقالوا: يا غلام ما اسمك؟

قال: محمد، قالوا: ما اسم ابيك؟

قال عبد الله، قالوا: ما اسم هذه؟

واشاروا بايديهم الى الارض قال: الارض

قالوا: وما اسم هذه؟ واشاروا بايديهم الى السماء. قال: السماء قالوا: فمن ربهما؟ قال الله ثم انتهرهم وقال: أتشككوني في الله عزوجل؟ ويحك يا يهودي لقد يتقظ بالاعتبار على معرفة الله عزوجل مع كفر قومه اذ هو بينهم يستقسمون بالازلام، ويعبدون الاوثان وهو يقول لا اله الا الله۔

(۹) یهودی: فان ابراهيم حجب عن نمرود بحجب ثلاث؟

امیرالمومنین ع: لقد كان كذلك ومحمد حجب عمن اراد قتله بحجب خمس ثلاثة بثلاثة واثنان فضل. قال الله عزوجل وهو يصف امر محمد: "وجعلنا من بين ايديهم سدا" فهذا الحجاب الاول "ومن خلفهم سدا" فهذا الحجاب الثاني "فاغشيناهم فهم لا يبصرون" فهذا الحجاب الثالث ثم قال "اذا قرأت القرآن جعلنا بينك وبين

صفا اور مروہ کے درمیان چند نصاریٰ تاجر تجارت کی غرض سے فروکش ہوئے تھے ان میں سے بعض نے حضرت پر ایک نظر ڈالی اور آپ کے صفات عالیہ اور آپ کی بعثت کی خبریں یاد اور علامات کو دیکھ کر آپ کو پہچان لیا اور پوچھا کہ صاحبزادے آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا محمدؐ پوچھا کہ آپ کے والد کا نام؟ فرمایا عبداللہ۔ زمین کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ زمین پھر آسمان کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ آسمان، پھر پوچھا کہ آپ کا رب کون ہے فرمایا کہ اللہ پھر ڈانٹ کر پوچھا کہ آیا تم خدا کے ماننے کے متعلق مجھ سے شک کرتے ہو، اے یہودی وائے ہو تجھ پر ابراہیم معرفت خدا سے متنبہ ہوئے مگر ان کی قوم کفر ہی پر تھی باوجودیکہ وہ ان کے درمیان تھے۔ وہ لوگ حصے فال سے تقسیم کرتے تھے اور بتوں کو پوجتے تھے۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا الہ اللہ فرماتے تھے۔

(۹) یہودی: تحقیق کہ ابراہیم نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ کئے گئے تھے۔

امیرالمومنینؑ: ہاں ایسا ہوا ہے اور محمد ہر اس شخص سے پانچ حجابوں میں پوشیدہ کئے گئے تھے جس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا پس تین تین کے ساتھ ہیں اور دو اس کے فضل کے حجاب ہیں چنانچہ خدا نے فرمایا ہے اس میں محمدؐ کی توصیف ہے کہ "ہم نے ان کے آگے بھی ایک دیوار بنا دی یہ حجاب اول ہے اور پیچھے بھی ایک دیوار بنا دی یہ حجاب ثانی ہے، پھر ہم نے ان کو ڈھانک دیا کہ وہ اب کچھ نہیں دیکھ سکتے یہ حجاب سوم ہے۔ پھر فرمایا "جس وقت

الذین لا یؤمنون بالآخرة حجابا مستورا"۔ (الاسرا) فهذا الحجاب الرابع ثم قال "فهی الی الاذقان فهم مقمحون فهذه حجب خمس۔

(۱۰) یهودی: فان هذا ابراهیم قد بهت الذی کفر ببرهان نبوته؟

امیرالمومنین ع: لقد کان کذلک ومحمد ص اتاه مکذب بالبعث بعد الموت وهو: ابی بن خلف الجمحی معه عظم نخر نفرکه ثم قال: یا محمد "من یحیی العظام وهی رمیم (یٰس)؟ فانطق الله محمداً بمحکم آیاته، وبهته ببرهان نبوته فقال یحییها الذی انشاها اول مرة وهو بکل خلق علیم" (یٰس) فانصرف مبهوتا۔

(۱۱) یهودی: فهذا ابراهیم جذ اصنام قوم غضبا لله عزوجل؟

امیرالمومنین ع: لقد کان ذلک، ومحمد ص قد نکس عن الکعبة ثلثمائة وستین صنما ونفاها عن جزیرة العرب، واذل من عبدها بالسیف۔

(۱۲) یهودی: فان ابراهیم قد اضجع ولده وتله للجبین؟

امیرالمومنین ع: لقد کان ذلک ولقد اعطی ابراهیم بعد الاضطجاع الفداء

تم قرآن پڑھتے ہو ہم تمہارے اور ان لوگوں کے مابین جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ قائم کر دیتے ہیں۔" یہ حجاب چہارم ہے پھر فرمایا "اور وہ ٹھوڑیوں تک ہیں اسی سے ان کے سر اٹھے کے اٹھے رہ گئے یہ پانچواں حجاب ہے۔

(۱۰) یہودی: یہ ابراہیم ہیں جن کی نبوت کی دلیل سے ایک کافر مبہوت ہو گیا تھا۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے محمدؐ کے پاس ایک حیات بعد الممات سے جھٹلانے والا آیا تھا جس کا نام ابی بن خلف جمحی تھا اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اس کو ملنے لگا اور کہا کہ اے محمدؐ کون ہے جو اس گلی ہوئی ہڈی کو حیات بخش سکتا ہے پس محمد سے اللہ نے اپنی محکم آیات کے ساتھ کلام کیا اور وہ نبوت کی دلیل سے مبہوت ہو گیا چنانچہ فرمایا "کہہ دو کہ اس کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور وہ اپنی ہر مخلوق سے واقف ہے (یٰس) پس وہ مبہوت ہو گیا۔

(۱۱) یہودی: یہ ابراہیم ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کے لئے غضبناک ہو کر اپنی امت کے بت توڑ کر پارہ پارہ کر دیئے تھے۔

امیرالمومنین ع: ہاں ایسا ہوا ہے اور محمدؐ نے کعبہ سے تین سو ساٹھ بتوں کی شکست ریخت کی اور جزیرہ عرب سے باہر نکال پھینکا اور تلوار سے ان کے پوجنے والوں کو ذلیل کیا۔

(۱۲) یہودی: یہ ابراہیم ہیں جنہوں نے اپنے فرزند کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا تھا۔

امیرالمومنین ع: ہاں ایسا ہوا ہے ابراہیمؑ کو زمین پر لٹانے کے بعد فدیہ عطا کیا گیا تھا اور محمدؐ کو ایک بے بہا چیز

و محمد اصيب بافجع منه فجيعة انه
وقفه على عمه حمزة اسد الله واسد
رسوله، وناصر دينه، وقد فرق بين روحه
وجسده، فلم يبن عليه حرقة، ولم
يفض عليه عبرة ولم ينظر الى موضعه
من قلبه وقلوب اهلبيته ليرضى الله عزو
جل بصبره ويستسلم لامره في جميع
الافعال، وقال: لولا ان تحزن صفية
لتركته حتى يحشر من بطون السباع
وحواصل الطير ولولا ان يكون سنة بعدي
لفعلت ذلك.

(۱۳) يهودي: فان ابراهيم قد اسلمه
قومه الى الحريق فصبر فجعل الله عزوجل
عليه النار برداً وسلاماً فهل فعل بمحمد
شيئاً من ذلك؟

اميرالمومنين: لقد كان ذلك ومحمدؐ لما
نزل بخيبر سمته الخيبرية فصير الله
السمّ في جوفه برداً وسلاماً الى منتهى
اجله، فالسم يحرق اذا استقر في الجوف كما ان
النار تحرق فهذا من قدرة لا تنكره.

(۱۴) يهودي: فهذا يعقوب اعظم في الخير
نصيبه اذ جعل الاسباط من سلالة صلبه و
مريم بنت عمران من بناته؟

اميرالمومنين: لقد كان كذلك ومحمد اعظم
في الخير نصيباً اذ جعل فاطمة سيدة نساء العالمين

کے نقصان سے غم میں مبتلا کیا گیا تھا اس میں شک نہیں کہ
آنحضرت نے اپنے چچا حمزہ اسداللہ و اسد رسول کو جو ان کے
دین کے ناصر تھے اللہ کی راہ میں دیدیا تھا اور ان کی روح و
جسم میں جدائی ڈال دی گئی تھی جس سے نہ ہی ان کی سوزش قلب
رفع ہوئی تھی اور نہ انہوں نے آنسو بہایا تھا انہوں نے اپنے اور
اپنے اہلبیت کے قلوب سے ان کے مقام کی طرف نظر تک نہ کی
جہاں وہ شہید ہو کر پڑے تھے تاکہ انکے صبر سے اللہ عزوجل
خوشنود ہو اور تمام افعال میں اس کے امر کے آگے سر تسلیم خم کر دیا
اور فرمایا کہ اگر صفیہ کے حزن وملال کا خیال نہ ہوتا تو ان کی لاش چھوڑ
دی گئی ہوتی یہاں تک کہ وہ درندوں کے پیٹ سے اور پرندوں کے
پوٹوں سے نکالے جا کر محشور ہوتے اگر میرے بعد کوئی سال نہ ہوتا (یعنی مجھے
موت آجاتی) تو میں ایسا ہی کرتا۔ (۱۳) یہودی: ابراہیم کو ان کی
قوم نے آگ میں ڈالدیا تھا جس پر انہوں نے صبر کیا تھا اور
خدا نے آگ کو ان کے لئے سرد کر دیا تھا اور ان کو سلامت
رکھا گیا، محمدؐ کے لئے بھی کبھی ایسا ہوا۔

امیرالمومنینؑ: ہاں ایسا ہوا ہے جب محمدؐ خیبر تشریف لے گئے
تھے ایک خیبری عورت نے آپ کو زہر دیا تھا جس کو اللہ نے جوف شکم
میں محبوس کر دیا تھا اور اس کے اثرات کو سرد کر کے سلامتی عطا کی تھی
جو ان کی موت تک باقی رہی جاننا چاہیئے کہ اگر پیٹ کے اندر زہر ہو تو یہ اس
کو اسطرح جلادیتا ہے جیسا کہ آگ جلاتی ہے یہ اسکی قدرت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا

(۱۴) یہودی: یہ یعقوبؑ ہیں جو خوش نصیبی میں بہت بڑھے
ہوئے تھے کہ ان کی اولاد میں قبائیل (بنی اسرائیل) قرار
دیئے گئے اور مریم بنت عمران کی اولاد میں تھیں۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ خوش بختی میں سب
سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں کہ انکی صاحبزادی فاطمہؑ تمام عالمین

من بناته، والحسن ع والحسين ع من حفدته.

(١٥) يهودى : فان يعقوب قد صبر على فراق ولده حتى كاد يحرض من الحزن.

اميرالمومنين : لقد كان كذلك حزنه حزن يعقوب حزناً بعده تلاق ومحمد قبض ولده ابراهيم قرة عينه في حياته منه مخصه بالاختيار ليعظم له الادخار فقال رسول الله يحزن النفس، ويجزع القلب، وانا عليك يا ابراهيم لمحزونون ولا نقول ما يسخط الرب في كل ذلك يؤثر الرضا عن الله عزوجل والاستسلام له في جميع الفعال.

(١٦) يهودى : فان هذا يوسف قاسى مرارة الفرقة وحبس في السجن توقيا للمعصية، والقي في الجب وحيداً؟

اميرالمومنين : لقد كان كذلك ومحمد قاسى مرارة الغربة، وفراق الاهل والاولاد والمال، مهاجراً من حرم الله تعالى وآمنه فلما رأى الله عزوجل كآبته واستشعاره والحزن اراه تبارك اسمه رؤيا توازى رؤيا يوسف في تاويلها وابان للعالمين صدق تحقيقها، فقال لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين محلقين رؤسكم ومقصرين لا تخافون (سورة فتح)

ولئن كان يوسف ع حبس في السجن،

کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن ع و حسین ع ان کے نواسے ہیں۔

(۱۵) یہودی: یہ یعقوب ہیں کہ جنہوں نے اپنے بیٹے کی جدائی میں اسقدر صبر کیا کہ اس حزن سے گھل گئے تھے۔

امیرالمومنین ع: ہاں ایسا ہوا ہے مگر یعقوب کا غم ایسا غم تھا کہ اس کے بعد ان کے فرزند سے ملاقات ہو گئی اور محمدؐ کے لئے یہ ہوا کہ ان کے نور چشم ابراہیم کو حضرت کی زندگی ہی میں موت آگئی۔ خدا نے انکے لئے تخصیص کی تھی کہ جو وہ چاہیں اختیار کریں تاکہ انکی عظمت بڑھتی جائے پس محمدؐ نے حزن نفس اور جزع قلب کیا تھا فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تمہارے لئے محزون ہیں اور نہیں فرمایا کہ یہ سب غضب کی وجہ سے ہے بلکہ ان تمام امور میں ہم اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے اور سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

(۱۶) یہودی: یہ یوسف ہیں کہ جن پر جدائی کی سختی و تلخی گذری اور قیدخانہ میں محبوس ہوئے
اور گناہ سے بچے رہے اور کنوئیں میں تنہا ڈال دیئے گئے تھے۔

امیرالمومنین ع: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ نے وطن سے دوری کی سختی مال اور بیوی بچوں سے جدائی کی تلخی برداشت کی خدا کے حرم اور مقام امن سے ہجرت کی پس جب خدا نے ان کے غم و حزن اور قلبی ملال کو دیکھا تو ان کو ایک خواب دکھایا جو تاویل میں یوسف کے خواب کی طرح تھا اور ان کے جاننے کی صداقت کو تمام عالمین پر ظاہر کیا پس فرمایا کہ " خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق خواب کو سچا کر دکھایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن و امان کے ساتھ اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے مسجد حرام میں جب داخل ہو گے پھر کبھی تم کو خوف پیش نہ آئے گا " اور اگر یوسف علیہ السلام

لتحبس رسول اللّٰہ نفسہ فی الشعب ثلاث سنین، وقطع منہ اقاربہ وذووا الرحم والجاوٗہ الی اغبق المضیق، ولقد کاد ھم اللّٰہ عزذکرہ لہ کیداً مستبیناً اذ بعث اضعف خلقہ فاکل عہدھم الذی کتبوہ نبیھم فی قطیعۃ رحمہ ولئن کان یوسف القی فی الجب، فلقد حبس محمدؐ نفسہ مخافۃ عدوہ فی الغار حتی قال لصاحبہ لا تحزن ان اللّٰہ معنا ومدحہ الیہ بذلک فی کتابہ۔

(۱۷) یہودی : فھذا موسی بن عمران آتاہ اللّٰہ عزوجل التوراۃ التی فیھا حکمہ

امیرالمومنین: فلقد کان کذلک ومحمدؐ اعطی ما ھو افضل منہ اعطی محمدؐ البقرۃ وسورۃ المائدۃ بالانجیل وطواسین وطہٰ ونصف المفصل والحوامیم بالتوراۃ واعطی نصف المفصل والتسابیح بالزبور واعطی سورۃ بنی اسرائیل وبراءۃ بصحف ابراھیم وموسیٰؑ۔ وزاد اللّٰہ عزوجل محمداً سبع الطوال وفاتحۃ الکتاب وھی السبع المثانی والقرآن العظیم واعطی الکتاب والحکمۃ۔

(۱۸) یہودی : فان موسیٰؑ ناجاہ اللّٰہ علی طور سینا؟

امیرالمومنینؑ: لقد کان ذلک، ولقد

قید خانہ میں محبوس کئے گئے تھے تو رسول اللّٰہؐ غار میں تین سال تک محبوس رہے ان سے ان کے عزیز واقارب اور ذوالرحم کو منقطع کردیا۔ اور ان کو ایک تنگ درہ کی تکلیف میں مبتلا کر دیا اور خدائے عز ذکرہ نے ان کی خاطر ان لوگوں کو واضح فریب میں مبتلا کر دیا اور اپنی ضعیف ترین مخلوق کو بھیجا کہ ان کے عہد کو معدوم کر دے جس نے ان سے قطع رحم کرنے کو لکھا تھا اور اگر یوسف کنوئیں میں ڈالے گئے تھے محمدؐ نے اپنے کو دشمنوں کے خوف سے غار میں محبوس کر لیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا تھا حزن نہ کر بتحقیق کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اسی طرح قرآن میں ان کی مدح کی گئی ہے۔ (۱۷) یہودی: یہ موسیٰ ابن عمران ہیں جن پر خدا کی جانب سے توراۃ نازل ہوئی جس میں اس کے احکام ہیں۔ امیرالمومنین ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ کو وہ سب کچھ عطا کیا گیا جو اس سے افضل ہے محمد کے لئے سورہ بقرہ انجیل کے بدلے میں نازل ہوا اور طواسین وطٰہٰ مفصل کا آدھا (سورہ حجرات سے ختم قرآن تک مفصل ہے) اور حوامیم توراۃ میں نازل ہوئے اور نصف مفصل اور تسابیح زبور کے بدلے میں نازل ہوئے اور سورہ بنی اسرائیل وبراۃ صحیفہ ابراہیم وموسیٰ کے بدلے میں نازل ہوئے اور اللہ نے محمدؐ کو سبع طوال وفاتحۃ کتاب جو سبع مثانی کہلاتا ہے اور قرآن عظیم اور کتاب وحکمت عطا فرمائی۔

(۱۸) یہودی : خدا نے موسیٰؑ کو طور سینا پر کامیابی عطا فرمائی تھی اور مقصد پر پہونچایا تھا۔

امیرالمومنینؑ : ہاں ایسا ہوا ہے۔ خدا نے محمدؐ سے

ادحى الله الى محمدؐ عند سدرة المنتهى، فمقامه
فى السماء محمود، وعند منتهى العرش مذكور

(١٩) يهودى: فلقد القى الله على موسىؑ بن
عمران محبة منه؟

امیرالمومنین: لقد كان كذلك، وقد
اعطى محمدؐ هو افضل من هذا، لقد القى
الله محبة منه فمن هذا الذى يشركه فى
هذا الاسم اذ تم من الله به الشهادة
فلا تتم الشهادة الا ان يقال "اشهد ان
لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول
الله ينادى به على المنابر فلا يرفع صوت
بذكر الله الا رفع ذكر محمدؐ معه.

(٢٠) يهودى: فلقد اوحى الله الى ام موسىٰ
لفضل منزلة موسى عند الله.

امیرالمومنینؑ: لقد كان كذلك ولقد
لطف الله جل ثناءه لام محمد بان
اوصل اليها اسمه، حتى قالت اشهد
العالمون، ان محمداً رسول الله منتظر
وشهد الملائكة والانبياء انهم اثبتوه
فى الاسفار، وبلطف من الله ساقه اليها و
اوصل اليها اسمه لفضل منزلة
عنده، حتى رأت فى المنام انه قيل
لها: ان ما فى بطنك سيد فاذا ولدته
فسميه محمداً فاشتق الله اسماً
من اسمائه، فالله المحمود وهذا محمدؐ.

صدرۃ المنتھی پر کلام فرمایا تھا پس آسمانوں زمین پر ان
کا مقام محمود ہے اور اسی پر عرش منتھی ہوتا ہے۔

(۱۹) یہودی: خدا نے موسیٰ ابن عمران کو اپنی کچھ محبت
عطا فرمائی تھی۔

امیرالمومنینؑ: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ کو جو عطا
ہوا وہ اس سے افضل ہے بیشک خدا نے اپنی محبت میں
سے انہیں بھی عطا فرمایا پس کون ہے جو اس نام میں اس
کا شریک ہو کہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کی بھی شہادت
تمام ہوتی ہے جب تک یہ نہ کہو گے شہادت کی تکمیل
نہیں ہوتی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد
ان محمد رسول اللہ۔ منبروں سے بھی یہی آواز
دی جاتی ہے پس ذکر خدا میں کوئی آواز بلند نہیں ہوتی
مگر یہ کہ اس کے ساتھ ذکر محمدؐ بھی بلند ہوتا ہے (۲۰) یہودی:
پس خدا کے پاس جو موسیٰ کی منزلت ہے اسکی وجہ خدا نے مادر موسیٰؑ پر وحی بھیجی

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے مگر خدا نے مادر محمدؐ
پر اس طرح لطف وکرم عنایت فرمایا کہ ان کو حضرت
کے نام سے آگاہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ عالم لوگ
شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ منتظر ہیں اور انبیاء
اور ملائکہ نے گواہی دی کہ وہ اس امر کو صحف سابقہ
سے ثابت کرتے ہیں اللہ نے اپنے لطف وکرم سے
حضرت کو ان کی مادر گرامی کی طرف بھیجا اور ان کے
نام سے اور ان کی فضیلت و منزلت سے آگاہ کیا جو
خدا کے پاس ہے۔ یہاں تک کہ ان کی والدہ نے خواب میں
دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ تحقیق کہ تمہارے بیٹے میں سید
سردار ہے، پس جب وہ تولد ہو تو اس کا نام محمدؐ رکھنا پس
خدا نے اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا کہ اللہ محمود ہے اور وہ محمد ہے

(۲۱) یہودی: فان ھذا موسیٰ بن عمران قد ارسلہ اللہ الی فرعون واراہ الایۃ الکبریٰ۔

(۲۱) یہودی: یہ موسیٰ ہیں کہ جنہیں خدا نے فرعون کی طرف بھیجا تھا اور ان کو آیت کبریٰ دکھائی۔

امیرالمومنینؑ: لقد کان ذلک ومحمدؐ ارسل الی فراعنۃ شتی، مثل ابوجہل بن ھشام، وعتبۃ بن ربیعۃ، وشیبۃ وابی البختری، والنضر بن الحرث، وابی بن خلف، ومنبہ، ونبیہ ابنی الحجاج والی الخمسۃ المستھزئین، الولید بن المغیرۃ المخزومی، والعاص بن وائل السھمی والاسود بن عبد یغوث الزھری، والاسود بن المطلب، والحرث بن ابی الطلالۃ فاراھم الایات فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق۔

حضرت: ہاں ایسا ہوا ہے لیکن محمدؐ، ابوجہل عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابی البختری، نضر بن حرث، ابن بن خالف منبہ ابن الحجاج، جیسے فراعنہ کی طرف اور پانچ ہنسی اڑانے والوں یعنی ولید ابن مغیرہ مخزومی عاص بن وائل سہمی اسود ابن عبد یغوث زہری اسود ابن مطلب حرث بن ابی طلالہ کی طرف بھیجے گئے اور انہیں آفاق میں اور ان کے نفوس میں اس کی آیات دکھائی گئیں یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے۔ کہ حق یقیناً یہی ہے۔

(۲۲) یہودی: لقد انتقم اللہ عزوجل بموسیٰؑ من فرعون۔

(۲۲) یہودی: خدا نے موسیٰؑ کے لئے فرعون سے انتقام لیا تھا۔

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ولقد انتقم اللہ جل اسمہ لمحمدؐ من الفراعنۃ فاما المستھزئین فقال اللہ، انا کفیناک المستھزئین" (سورہ الحجر) فقتل اللہ خمستھم کل واحد منھم بغیر قتلۃ صاحبہ فی یوم واحد، فاما الولید بن المغیرۃ فمر منبل لرجل من خزاعۃ قد راشہ ووضعہ فی الطریق فاصابہ شظیۃ منہ فانقطع الکحلہ حتیٰ ادماہ فمات

حضرتؑ: ہاں ایسا ہوا ہے لیکن محمدؐ کے لئے خدا نے ان تمام فراعنہ سے انتقام لیا جو استہزا کرتے تھے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔" ان ہنسنے والوں کے شر سے بچانے کے لئے ہم تم کو کفایت کریں گے۔ (حجر)
پس خدا نے ان پانچوں کو جو سب ایک ہی تھے حضرت کو قتل کئے بغیر ایک ہی دن میں قتل کر دیا۔ ولید ابن مغیرہ راستہ سے گذر رہا تھا کہ ایک شخص نے اس پر تیر سے حملہ کیا اور راستہ ہی پر اس کو گرا دیا اور اس کی رگیں کاٹ دیں جس سے خون بہنے لگا اور وہ کہنے لگا کہ مجھے محمدؐ

وهو يقول "قتلني رب محمدؐ" واما العاص
فانه خرج في حاجة له الى موضع فتدهده
تحته حجر، فسقط فتقطع قطعة قطعة
فمات وهو يقول (قتلني رب محمدؐ) واما الاسود
بن مطلب: فانه خرج يستقبل ابنه زمعة
فاستظل بشجرة، فاتاه جبرئيل فاخذ راسه
فنطح به الشجرة، فقال لغلامه امنع هذا
علي فقال: ما ارى احداً يصنع شيئاً الا
نفسك فقتله وهو يقول "قتلني رب محمدؐ"
واما الاسود بن عبد يغوث فان النبي دعا
عليه ان يعمي الله بصره، وان يثكله ولده
فلما كان في ذلك اليوم خرج حتى صار الى
موضع اتاه جبرئيل بورقة خضراء فضرب
بها وجهه فعمي، فبقي حتى اثكله الله ولده،
واما الحرث: فانه خرج من بيته في
السموم فتحول حبشياً، فرجع الى اهله فقال
انا الحرث بن طلاطلة فغضبوا عليه فقتلوه
وهو يقول "قتلني رب محمدؐ" كل ذلك
في ساعة واحدة، وذلك انهم كانوا
بين يدي رسول الله فقالوا له:
يا محمد ننتظر بك الى الظهر فان رجعت
عن قولك والا قتلناك، فدخل النبي منزله
فاغلق عليه بابه مغتماً لقولهم فاتاه
جبرئيل عن الله من ساعته فقال يا محمد
السلام يقرأ عليك السلام وهو يقول لك

کے پروردگار نے قتل کیا۔ اور وہ مر گیا۔ اور عاص بن
وائل ایک حاجت سے ایک طرف گیا ہوا تھا کہ اس پر
ایک پتھر گرا جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مر گیا کہنے لگا کہ
محمدؐ کے رب نے مجھے مارا اور اسود بن مطلب اپنے بیٹے
سے ایک قطعہ زمین پر ملنے گیا تھا اور ایک درخت
کے سایہ میں ٹھہرا تھا کہ جبرئیل نے اس کے قریب آکر
اس کے سر کو پکڑ کر درخت سے دے مارا اور وہ اپنے
غلام سے کہنے لگا کہ انہیں مجھ سے روکو اس نے جواب
دیا کہ میں یہاں سوائے تمہارے اور کسی کو کچھ کرتے ہوئے
نہ دیکھا پس جبرئیل نے اس کو قتل کر دیا اور وہ کہنے لگا کہ
محمد کے رب نے مجھے مارا۔ اسود ابن عبد یغوث کے لئے
رسول اللہ نے بد دعا کی تھی کہ خدا اس کو اندھا کر دے
اور اس کی اولاد کو ہلاک کرے پس اسی روز جب کہ وہ
باہر جا کر اپنے مقام پر واپس ہو رہا تھا جبرئیل اس کے
قریب ایک سبز پتہ لے کر پہنچے اور اس کے چہرے پر
ضرب لگائی جس سے وہ اندھا ہو گیا اور وہ اس وقت
تک باقی رہا کہ خدا نے اس کی اولاد کو ہلاک کر دیا۔ حرث
ابن طلال اپنے گھر سے باد سموم میں نکلا اور حبشی کی طرح
سیاہ فام ہو گیا اور اپنے گھر واپس ہو کر کہنے لگا کہ میں حرث
ہوں سب لوگ اس پر غضبناک ہو گئے اور اس کو قتل
کر دیا اور وہ کہنے لگا کہ محمد کے رب نے مجھے مارا وہ سب
ایک ہی ساعت مغضوب ہوئے اور یہ سب رسول اللہ
کے سامنے واقع ہوا۔ ان سب نے کہا کہ یا محمدؐ ہم آپ
کا ظہر تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر اس کے اندر آپ اپنے
قول سے پلٹے تو خیر ورنہ ہم لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔

اصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين" (سورہ حجر)
یعنی اظهر امرک لاهل مکة وادعهم الی الایمان۔
قال: یا جبرئیل کیف اصنع بالمستهزئین وما اوعدونی؟ قال له "انا کفیناک المستهزئین" قال یا جبرئیل کانوا الساعة بین یدی قال: کفیتهم واظهر امره عند ذلک واما بقیة الفراعنة فقتلوا یوم بدر بالسیف فهزم الله الجمیع وولوا الدبر۔

(۲۳) یهودی: فان هذا موسیٰ بن عمران قد اعطی العصا فکان تحول ثعبانا؟
امیرالمومنینؑ: لقد کان کذلک ومحمدؐ اعطی ما هو افضل من هذا، ان رجلا کان یطالب ابا جهل بدین ثمن جزور قد اشتراه، فاشتغل عنه وجلس یشرب فطلبه الرجل فلم یقدر علیه، فقال له بعض المستهزئین من تطلب؟ فقال: عمرو بن هشام (یعنی ابوجهل) لی علیه دین قال: فادلك علی من یستخرج منه الحقوق؟

پس رسول خداؐ اپنے مکان میں رنجیدہ تشریف لے گئے اور دروازہ بند کرلیا۔ پس اللہ کی جانب سے جبرئیل اسی ساعت آئے اور کہا کہ یا محمدؐ خدا سلام فرماتا ہے آپ پر سلام ہو وہ آپ کے لئے فرماتا ہے کہ "اب تم کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کھول کر سنادو اور مشرکین سے روگردانی کرلو" (حجر) یعنی اپنا امر اہل مکہ پر ظاہر کردو اور ان کو ایمان کی طرف دعوت دو۔ فرمایا کہ اے جبرئیل میں مستھزین سے کس طرح اپنی حفاظت کرسکتا ہوں جبکہ وہ مجھ کو ضرر پہونچانا چاہتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ بتحقیق ان ہنسنے والوں سے ہم تمہاری کفایت کریں گے۔" فرمایا کہ اے جبرئیل اس وقت وہ میرے سامنے ہی تھے عرض کیا کہ ان کے لئے تو کفایت کی گئی اور خدا کا امر آپ کے لئے ظاہر ہوگیا اب رہے باقی فراعنہ وہ یوم بدر تلوار سے قتل کردیئے گئے اس طرح اللہ نے سب کو شکست دے دی۔ اور وہ پیٹھ پھیر کر فرار ہوگئے۔

(۲۳) یہودی: یہ موسیٰ ابن عمران ہیں جنہیں خداوند عالم نے عصا عطا فرمایا تھا جو اژدہا بن جاتا تھا۔
حضرت امیرالمومنینؑ: ہاں یہ صحیح ہے مگر محمدؐ کو جو عطا ہوا وہ اس سے زیادہ افضل ہے ایک روز ایک شخص ابوجہل سے ذبح کئے ہوئے اونٹ کی قیمت طلب کررہا تھا جس کو وہ خریدا تھا مگر وہ کھانے اور پینے میں مشغول ہوگیا۔ وہ شخص قیمت طلب کرتا تھا مگر اتنی قدرت نہ رکھتا تھا کہ اس سے وصول کرسکے بعض استہزا کرنے والوں نے پوچھا کہ تو کیا طلب کررہا ہے عمر بن ہشام یعنی ابوجہل نے کہا کہ میں اسے کچھ دیتا ہوں لوگوں نے پوچھا کہ اس کے حقوق سے

قال : نعم فدله على النبي وكان ابو جهل
جول : ليت لمحمد الي حاجة فاسخر به و
ارده، فاتى الرجل النبي فقال : يا محمد
بلغني ان بينك وبين عمرو بن هشام حسن
صداقة وانا استشفع بك اليه، فقام
معه رسول الله فاتى بابه، فقال له
قم يا ابا جهل فادّ الى الرجل حقه
وانما كناه بابي جهل ذلك اليوم
فقام مسرعاً حتى ادى اليه حقه، فلما
رجع الى مجلسه قال له بعض صحابه
فعلت ذلك فرقاً من محمد قال :
ويحكم اعذروني، انه لما اقبل
رايت عن يمينه رجالاً معهم حراب
تتلالا، وعن يساره ثعبانين تصطك
اسنانهما وتلمع النيران من ابصارهم
لو امتنعت لم آمن ان يبعجوا بالحراب
بطني وتقضمني الثعبانان هذا
اكبر مما اعطى موسى وزاد الله
محمداً ثعباناً وثمانية املاك
معهم الحراب، ولقد كان النبي
يؤذي قريشاً بالدعاء فقام يوماً
فسفه احلامهم، وعاب دينهم وشتم
اصنامهم وضلل اباءهم فاغتموا
من ذلك غماً شديداً، فقال ابو جهل :
والله للموت خير لنا من الحياة فليس

جو کچھ نکلنا ہو اس کی تیرے پاس کیا دلیل ہے کہا کہ اس
کی دلیل نبیؐ پر ہے۔ ابوجہل کہنے لگا کہ کاش محمد حاجت
براری کے لئے آتے اور میں ان سے تمسخر کرتا پس وہ آدمی
رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا محمد میں نے سنا ہے کہ آپؐ
کے اور عمر بن ہشام کے درمیان حسن صداقت ہے میں آپ سے
درخواست کرتا ہوں کہ اس کے پاس میری سفارش کریں
پس اس کے ساتھ ہی رسول خداؐ کھڑے ہو گئے۔ اور
دروازہ کے قریب آکر فرمایا کہ اے ابوجہل اٹھ اور اس
شخص کا حق ادا کر دے بیشک ہم اس روز ابوجہل کے ساتھ
ہی تھے پس وہ تیزی سے کھڑا ہو گیا اور اس کا حق ادا کر دیا
پھر جب وہ اپنی محفل میں واپس آیا بعض اصحاب نے اس سے
کہا کہ تو محمدؐ سے خوفزدہ ہو گیا اس نے جواب دیا کہ وائے ہو
تم پر مجھ سے عذرخواہی کرتے ہو بیشک جب میں ان کے سامنے
ہوا میں نے ان کی سیدھی جانب چند آدمیوں کو دیکھا جو برچھوں
کے ساتھ ایک کے پیچھے ایک آرہے تھے اور ان کی بائیں
جانب دو اژدہے تھے جو اپنے دانت کھولے ہوئے تھے
ان کی آنکھوں میں تیز روشنی چمک رہی تھی اگر میں باز نہ آتا
میرے لئے امن نہ تھا وہ میرے جسم کو برچھوں سے ٹکڑے
ٹکڑے کر دیتے اور اژدہے مجھے چبا ڈالتے۔ یہ اس سے
بڑھ کر ہے جو موسیٰؑ کو عطا ہوا تھا اور اللہ نے محمدؐ کے
لئے دو اژدہے اور آٹھ برچھی بردار فرشتوں کا اضافہ کیا
جو ان کے ساتھ جنگ کرتے تھے اور آپ نبیؐ تھے جنہوں
نے قریش کو دعائے بد سے اذیت پہنچائی تھی پھر ایک
روز ان کی عقلوں کو فسق کی طرف نسبت دینے لگے ان کے دین میں
عیب لگایا ان کے بتوں کو برا کہا اور ان کے باپ دادا کو گمراہ ٹھہرایا

فيكم معاشر قريش احد يقتل محمداً فيقتل به، قالوا: لا قال: فانا اقتله فان شائت بنو عبد المطلب قتلوني، به والا تركوني، قال: انك ان فعلت ذلك اصطنعت الى اهل الوادي معروفاً لا تزال تذكر به، قال: انه كثير السجود حول الكعبة فاذا جاء وسجد اخذت حجراً فشدخته به فجاء رسول الله فطاف بالبيت اسبوعاً، ثم صلى واطال السجود فاخذ ابوجهل حجراً فاتاه من قبل راسه، فلما ان قرب منه اقبل فحل من قبل رسول الله فاغراً فاه نحوه فلما ان رآه ابوجهل فزع منه وارتعدت يده، وطرح الحجر فشدخ رجلي.

(۲۴) يهودي: فان موسىٰ قد اعطى اليد البيضاء فهل فعل بمحمد صلى الله عليه وآله وسلم شيئاً من ذلك؟

جس کے غم و اندوہ سے وہ سخت گھبرا گئے پس ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہمارے لئے زندگی سے موت بہتر ہے۔ کیا معاشرہ قریش میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو محمدؐ کو قتل کردے پھر اس کی وجہ خود قتل ہو جائے سب نے کہا کہ کوئی نہیں ہے ابوجہل نے کہا کہ اچھا میں ان کو قتل کرتا ہوں خواہ بنی عبدالمطلب مجھے قتل ہی کیوں نہ کریں۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو میرا ساتھ چھوڑ دو۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر تونے یہ کام کر لیا تو بڑا ہی نیک کام ہوگا اہل وادی میں تو مشہور ہو جائے گا۔ اور تیرا ذکر کبھی بھولا نہ جائے گا۔ ابوجہل نے کہا کہ بیشک وہ کعبہ کے اطراف کثیر السجود رہتے ہیں پس جب وہ کعبہ آکر عبادت شروع کریں گے اور سجدہ میں رہیں گے میں ایک پتھر سے ان کا سر پھوڑوں گا۔ پس رسول اللہؐ تشریف لائے اور سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور نماز میں مشغول ہو گئے اور سجدہ کو بہت طول دیا۔ ابوجہل ایک پتھر لے کر جب ان کے سر کے قریب پہونچا ایک سانڈ منہ کھولے ہوئے رسول اللہ کی طرف سے سامنے آگیا اور اس کی طرف ایک آہ کی جب ابوجہل نے اس کو دیکھا اس سے ڈر گیا۔ اور اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور پتھر کو پھینک کر اپنے ایک آدمی کا سر پھوڑ دیا اور حقیر و بدہیبت ہو کر اس طرح واپس ہوا کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ پسینہ میں نہا گیا تھا اس سے اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ آج تو نے کیا دیکھا اس نے جواب دیا کہ وائے ہو تم پر تم میری شکایت کرتے ہو بتحقیق کہ جب میں ان کے قریب پہونچا ایک سانڈ نے منہ کھول کر آہ کی اور کوشش کی کہ مجھے نگل جائے پس میں پریشان ہو کر مع پتھر کے بھاگا اور ایک آدمی کا سر پھوڑ دیا۔

امیرالمومنین ؑ: لقد کان کذلک، ومحمد ؐ اعطی ما ھو افضل من ھذا، ان نوراً کان یضیئ عن یمینہ حیثما جلس وعن یسارہ حیثما جلس، وکان یراہ الناس کلھم

(۲۵) یہودی: فان موسیٰ قد ضرب لہ طریق فی البحر، فھل فعل بمحمد ؐ شیئ من ھذا؟

امیرالمومنین ؑ: لقد کان کذلک ومحمد ؐ اعطی ما ھو افضل من ھذا، خرجنا معہ الی حنین فاذا نحن بواد یشخب، فقدرناہ فاذا ھو اربعۃ عشر قامۃ فقالوا: یا رسول اللہ ؐ العدو من ورائنا والوادی امامنا، کما قال اصحاب موسیٰ ؑ۔ انا لمدرکون" فنزل رسول اللہ ثم قال اللھم انک جعلت لکل مرسل دلالۃ فارنی قدرتک" ورکب صلوات اللہ علیہ فعبرت الخیل لاتندی حوافرھا، والابل لاتندی اخفافھا رجعنا فکان فتحنا۔

(۲۶) یہودی: فان موسیٰ قد اعطی الحجر فانبجست منہ اثنتی عشرۃ عینا۔

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمد ؐ لما نزل الحدیبیہ وحاصرہ اھل مکۃ قد اعطی ما ھو افضل من ذلک، و ذلک: ان اصحابہ شکوا الیہ الظما

(۲۴) یہودی: تحقیق کہ موسیٰ کو ید بیضا عطا کیا گیا تھا آیا اس طرح کی کوئی چیز محمد کو بھی عطا ہوتی تھی؟

امیرالمومنین ؑ: ہاں ایسا تھا مگر محمد کو جو کچھ عطا ہوا وہ اس سے بھی زیادہ افضل تھا کہ وہ ایک نور تھا جو سیدھی اور بائیں جانب سے ضوفشاں رہتا تھا جہاں کہیں وہ بیٹھتے تھے اس کو تمام لوگوں نے دیکھا ہے۔

(۲۵) یہودی: تحقیق کہ موسیٰ نے دریا پر ایک ضرب لگائی تو ان کے لئے راستہ بن گیا تھا۔ آیا محمد ؐ کے لئے بھی کبھی ایسا ہوا۔

امیرالمومنین ؑ: ہاں ایسا ہوا تو ہے مگر محمد ؐ کو جو عطا ہوا وہ اس سے افضل ہے، ہم رسول اللہ ؐ کے ساتھ حنین گئے ہوئے تھے جب ہم وادی یشخب پہونچے ہم غور کرنے لگے کہ ایسی وادی جو چودہ آدمی برابر گہری تھی کس طرح گذریں پھر سب نے عرض کیا کہ یا رسول ؐ ہمارے دشمن ہمارے آگے ہیں وادی ہمارے سامنے ہے جیسا کہ موسیٰ ؑ کے اصحاب نے کہا تھا کہ "ہم جانتے ہیں" پس رسول خدا ؐ سواری سے نیچے تشریف لائے اور عرض کیا کہ خداوندا تو نے بیشک ہر مرسل کے لئے اس کی ایک دلیل قرار دی پس مجھے بھی اپنی قدرت دکھلا اور پھر سوار ہوگئے پھر پورے گروہ کے گھوڑے اور اونٹ بغیر ایک قدم ڈوبنے کے وادی کو عبور کر گئے اسکے بعد ہم واپس ہوئے پس یہی ہماری فتح تھی۔ (۲۶) یہودی: تحقیق کہ موسیٰ کو ایک پتھر عطا ہوا تھا جس سے بارہ چشمے نکلے تھے۔

امیرالمومنین ؑ: ہاں یہ صحیح ہے مگر جب محمد ؐ حدیبیہ پر اترے اور اہل مکہ کا محاصرہ کرلیا اس وقت ان کو وہ سب کچھ عطا ہوا جو اس سے افضل ہے و نیز یہ بھی حقیقت امر ہے کہ ان کے اصحاب نے پیاس کی شدت کی شکایت کی حتی کہ

واصابهم ذلك حتى التقت خواصر
الخيل فذكروا له فدعا بركوة يمانية
ثم نصب يده المباركة فيها فتفجرت من
بين اصابعه عيون الماء فصدرنا وصدرت
الخيل رواء، وملأنا كل مزادة وسقاء
ولقد كنا معه بالحديبية فاذا ثم
قليب جافة، فاخرج رسول الله سهما
من كنانته فناوله البراء بن عازب
وقال له: اذهب بهذا السهم الى
تلك القليب الجافة فاغرسه فيها
ففعل ذلك فتفجرت اثنتا عشرة عينا
من تحت السهم ولقد كان يوم الميضاة
عبرة وعلامة للمنكرين لنبوته كحجر
موسى حيث دعا بالميضاة فنصب يده
فيها ففاضت الماء وارتفع حتى توضأ منه
ثمانية آلاف رجل فشربوا حاجتهم
وسقوا دوابهم وحملوا ما ارادوا۔

(۲۷) يهودي: فان موسىٰؑ اعطى المن
والسلوى فهل اعطى محمد نظير هذا
امير المومنين: لقد كان كذلك
ومحمد اعطى ما هو افضل من هذا
ان الله عزوجل احل له الغنائم
ولامته ولم تحل الغنائم لاحد
غيره قبله فهذا افضل من المن
والسلوى، ثم زاده ان جعل النية

گھوڑوں کی تکلیف دیکھ کر سب نے رسول اللہؐ کی خدمت
میں عرض کیا پس حضرت نے یمنی آب خورہ منگا کر اس میں
اپنا دست مبارک رکھا اس کے ساتھ ہی آپ کی انگلیوں
سے چشمے جاری ہو گئے۔ پس ہم اور تمام گھوڑے اس پانی
سے سیر ہو کر پلٹے۔

و نیز ہم حضرت کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب
ایک کنوئیں کے قریب پہونچے رسول اللہؐ نے ترکش سے
ایک تیر نکالا ہی تھا کہ آپ کے پاس براء بن عازب آ کر کہنے لگا
کہ اس تیر کو اس خشک کنوئیں میں لگائیے چنانچہ آپ نے
ایسا ہی کیا اس کے ساتھ ہی تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری
ہو گئے۔ و نیز یوم میضات نبوت کے منکرین کی عبرت کے
لئے حجر اسود کی طرح علامت ظاہر ہوئی کہ وضو کے مقام پر
حضرت نے پتھر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی کثرت سے پانی جاری
ہو گیا حتیٰ کہ اس سے آٹھ ہزار آدمیوں نے وضو کیا۔
پیا اور اپنی حاجات رفع کیں۔ اپنے جانوروں
کو پلایا اور جتنا چاہا ساتھ لے گئے۔

(۲۷) یہودی: تحقیق کہ موسیٰ کے لئے من و سلویٰ عطا
ہوا تھا آیا محمدؐ کو بھی کوئی ایسی چیز عطا ہوئی
امیر المومنین: ہاں یہ صحیح ہے مگر محمدؐ کو جو عطا ہوا اس
سے زیادہ افضل ہے۔ خداوند عزوجل نے ان کے لئے اور
ان کی امت کے لئے مال غنیمت حلال گردانا ہے جو آپ
سے پہلے اور کسی کے لئے حلال نہ تھا۔
پس یہ من و سلویٰ سے افضل ہے پھر اس کو اس
طرح اور زیادہ کیا کہ وہ اور ان کی امت بغیر عمل صالح کے

له ولامته بلا عملاً صالحاً ولم يجعل لاحد من الامم ذلك قبله، فاذا هم احدهم بحسنة ولم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشر۔

مرتکب ہونے کے اگر نیت بھی کرے تو اس کے لئے بھی یہی جزا مقرر ہے اس سے پہلے کسی امت کے لئے ایسی رعایت نہ تھی۔ پس اس امت سے کوئی شخص کسی نیکی کی نیت بھی کرے اور عمل نہ کر سکے تو اس کو ایک حسنہ ملتا ہے اور اگر عمل کرے تو اس کے اعمال نامہ میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۲۸) یہودی: ان موسیٰ قد ظلل علیه الغمام۔

(۲۸) یہودی: تحقیق کہ موسیٰ پر ابر سایہ کے لئے رہتا تھا

امیرالمومنین: لقد کان کذلک وقد فعل ذلک بموسیٰؑ فی التیه، واعطی محمدؐ افضل من هذا، ان الغمامة کانت تظله من یوم ولد الی یوم قبض فی حضره واسفاره، فهذا افضل ما اعطی موسیٰ۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا تھا اور یہ اس وقت ہوتا تھا جب موسیٰؑ سفر میں کسی بیابان میں ہوتے تھے اور محمدؐ کو جو عطا ہوا اس سے افضل ہے ابر آنحضرتؐ پر ان کے یوم ولادت سے قبض روح ہونے تک ہر وقت سایہ فگن رہتا تھا خواہ وہ حالت حضر میں ہوں یا سفر میں پس یہ اس سے افضل ہے جو موسیٰ کو عطا ہوا تھا۔

(۲۹) یہودی: فهذا داؤدؑ قد لین اللّٰه له الحدید فعمل منه الدروع؟

(۲۹) یہودی: یہ داؤدؑ تھے جن کے لئے خدا نے لوہے کو نرم کر دیا تھا جس سے وہ زرہ بناتے تھے۔

امیرالمومنین: لقد کان کذلک و محمدؐ قد اعطی ما هو افضل من هذا، انه لین اللّٰه له الصم الصخور الصلاب وجعلها غاراً ولقد غارت الصخرة تحت یده ببیت المقدس لینة حتی صارت کهئیة العجین وقد راینا ذلک والتمسناه تحت رایته۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا تھا مگر محمدؐ کو جو عطا ہوا وہ اس سے بھی افضل ہے۔ تحقیق کہ خدا نے ان کے لئے سخت سے سخت پتھر کی چٹانوں کو نرم کر دیا اور کنواں بنا دیا۔ اور رسول اللّٰہ کے دست مبارک سے بیت المقدس میں سخت پتھر گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا اور وہ کنواں بنا دیا جس کو ہم نے دیکھا ہے جبکہ حضرت کے علم کے تحت وہاں پہونچے تھے۔

(۳۰) یہودی: هذا داؤدؑ بکی علی خطیئته[ع۱]

(۳۰) یہودی: یہ داؤد ہیں جنہوں نے اپنی خطا پر گریہ کیا تھا۔

ع۱: خطا: بے ارادہ گناہ یعنی ضد صواب 'خطاۃ': قصداً گناہ کرنا

حتی سارت الجبل معه لخوفه۔

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمدؐ اعطی ماھو افضل من ھذا انه کان اذا قام الی الصلوٰۃ سمع لصدرہ وجوفه ازیز کازیز المرجل علی الاثافی من شدۃ البکاء وقد آمنه اللّٰه عزوجل من عقابه، فاراد ان یتخشع لربه ببکائه فیکون اماماً لمن اقتدی به ولقد قام رسول اللّٰه عشر سنین علی اطراف اصابعه حتی تورمت قدماه واصفر وجهه، یقوم اللیل اجمع، حتی عوتب فی ذلک فقال اللّٰه عزوجل، طه ما انزلنا علیک القرآن لتشقی بل لتسعد به، ولقد کان یبکی حتی یغشی علیه فقیل له، یارسول اللّٰه الیس اللّٰه غفرلك ما تقدم من ذنبک وما تاخر؟ قال: بلی افلا اکون عبداً شکوراً؟ ولئن سارت الجبال وسبحت معه لقد عمل بمحمدؐ ماھو افضل من ھذا: اذ کنا معه علی جبل حراء اذ تحرك الجبل فقال له، قر فانه لیس علیک الا نبی او صدیق شھید.

فقر الجبل مطیعاً لامرہ ومنتھیا الی طاعته، ولقد مررنا معه بجبل واذا الدموع تخرج من بعضه فقال

یہاں تک کہ ان کے خوف کی وجہ پہاڑ ان کے ساتھ حرکت کرنے لگا۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے اور محمدؐ کو جو عطا ہوا وہ اس سے بھی افضل ہے۔ تحقیق کہ آنحضرتؐ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اپنے سینہ اور اس کے جوف سے شدت بکا میں ایک آواز سنتے تھے جو دیگ میں پکوان کی آواز کے مثل ہوتی تھی جبکہ وہ چولہے پر ہو اور اللہ عزوجل نے ان کو اپنے عقاب سے بے خوف کر دیا پھر چاہتا تھا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کے ساتھ گریہ کریں پس وہ ہر اس شخص کے لئے امام قرار دیئے گئے جس نے ان کا اقتدا کیا و نیز رسول اللہؐ دس سال عبادت میں رات بھر پیروں پر کھڑے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پیر متورم ہو گئے اور چہرہ زرد ہو گیا حتیٰ کہ حضرت نے اس سے خدا کو خوشنود کر دیا اور خدا عزوجل نے فرمایا کہ "طٰہٰ" ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ اس قدر مشقت اٹھاؤ بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ اعانت کرو اور اس قدر گریہ کرتے تھے کہ غشی آجاتا تھا اور ان سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا خدا نے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف نہیں فرمایا جواب دیا کہ ہاں کیا میں شکرگذار بندہ نہ رہوں اور اگر پہاڑ داؤد کے ساتھ چلنے لگے اور تسبیح کرنے لگے تو جو کچھ محمدؐ کے ساتھ ہوا وہ اس سے افضل ہے جب ہم حضرت کے ساتھ کوہ حرا پر تھے پہاڑ حرکت کرنے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جا کہ تجھے نبی یا شہید صدیق کے حکم بغیر ایسا کرنا نا چاہیئے

پس پہاڑ ان کے حکم کی اطاعت میں ٹھہر گیا اور ہم ان کے ہمراہ پہاڑ سے واپس ہو گئے اور جب کبھی کسی پہاڑ سے آنسو جاری ہوتے تھے رسول اللہ خشک کرتے

له النبی "ما یبکیك یا جبل؟ فقال یا
رسول الله کان المسیح مربی وهو یخوف
الناس من نار وقودها الناس والحجارة
وانا اخاف ان اکون من تلك الحجارة
قال له "لا تخف تلك الحجاره الکبریت
فقر الجبل وسکن وهدأ واجاب لقوله
رسول الله[٣]:

(٣١) یهودی: فان هذا سلیمان اعطی
ملکا لا ینبغی لاحد من بعده؟

امیر المؤمنین: لقد کان کذلك ومحمد ص
اعطی ما هو افضل من هذا انه هبط الیه
ملك لم یهبط الی الارض قبله وهو
میکائل فقال له: یا محمد عش ملکا
منعما وهذه مفاتیح خزائن الارض معك
ولیسیر معك جبالها ذهبا وفضة
ولا ینقص لك مما ذخرلك فی الاخرة
شئ فاوحی الی جبرئیل وکان خلیله من
الملائکة فاشار علیه ان تواضع فقال
له: بل اعیش نبیا عبدا آکل یوما
ولا آکل یومین والحق باخوانی من الانبیاء
فزاده الله تبارك وتعالی الکوثر واعطاه
الشفاعة، وذلك اعظم من ملك
الدنیا من اولها الی اخرها سبعین
مرة، ووعده المقام المحمود فاذا
کان یوم القیامة اقعده الله عزوجل

تھے کہ اے پہاڑ تو کیوں روتا ہے وہ عرض کرتا کہ یا رسول
اللہ مسیح تو مربی تھے اور لوگوں کو دوزخ سے خوف دلاتے
تھے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوتے تھے میں خوف کرتا
ہوں کہ کہیں میں وہ پتھر نہ قرار پاؤں حضرت نے فرمایا کہ
خوف نہ کرکہ وہ گندک کا حجر ہے پس وہ پہاڑ ساکن ہوگیا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد
کو قبول کرلیا۔

(۳۱) یہودی: تحقیق کہ سلیمان کو خدا نے وہ ملک عطا
فرمایا تھا جو ان کے بعد کسی اور کو عطا نہ ہوا۔

امیر المومنین[۴]: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ کو جو عطا ہوا
وہ اس سے افضل ہے تحقیق کہ ان کے لئے ایک فرشتہ
نازل ہوتا تھا جو ان سے قبل زمین پر کسی اور کے لئے
نازل نہ ہوا تھا وہ میکائل ہے اس نے عرض کیا کہ یا محمدؐ یہ
آپ کے لئے بخشش خداوندی ہے اس کی نعمتیں اور ملک
آپ کے لئے ہیں اور یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں آپ
لیجئے اور آرام کی آسودہ زندگی گزاریئے اس کے پہاڑ سونا
اور چاندی آپ کے ساتھ رہیں گے، اور آپ کی آخرت
کے لئے جو ذخیرہ کیا گیا ہے اس میں سے کوئی کمی نہ ہوگی پس
جبرئیل سے کہا گیا اور وہ ملائکہ میں سے ان کے دوست بنائے
گئے جس پر جبرئیل فخر کرنے لگے اور فروتنی کی پس ان سے
کہا گیا کہ اپنی غلامی کا عیش منائیں ایک روز کھائیں اور
دو روز نہ کھائیں حق میرے بھائی انبیاء کے ساتھ ہے
پس خدا نے ان کے لئے کوثر سب کے لئے عطا کیا اور
ان کو شفاعت عطا کی پس وہ دنیا کی مملکت سے ستر
مرتبہ زیادہ ہے جو اول سے آخر تک کسی کو عطا ہوئی ہو نیز

العرش، فهذا افضل مما اعطی سلیمان۔

(۳۲) یهودی: فان هذا سلیمان قد سخرت له الریاح فسارت به فی بلاده غدوها شهر ورواحها شهر؟

امیر المومنین: لقد کان کذلک ومحمدؐ اعطی ما هو افضل من هذا: انه اسری به من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی مسیرة شهر، وعرج به فی ملکوت السموات مسیرة خمسین الف عام فی اقل من ثلث لیلة حتی انتهی الی ساق العرش، فدنی بالعلم فتدلی من الجنة رفرف اخضر وغشی النور بصره فرای عظمة ربه عزوجل بفواده، ولم یرها بعینه فکان کقاب قوسین بینه وبینها او ادنی "فاوحی الله الی عبده ما اوحی" وکان فیما اوحی الیه الآیة التی فی سورة البقرة قوله: "لله ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله فیغفر من یشاء ویعذب من یشاء والله علی کل شئ قدیر" (سورہ بقرہ ۲۸۴)

ان سے مقام محمود کا وعدہ کیا پس جب روز قیامت ہوگا اللہ عزوجل ان کو عرش پر بٹھائے گا پس یہ افضل ہے اس سے جو کہ سلیمان کو عطا ہوا۔

(۳۲) یہودی: یہ سلیمان ہیں جن کے لئے ہوا مسخر کر دی گئی تھی جس سے ان کا اپنے شہروں کی طرف صبح میں سیر کے لئے نکل کر شام میں واپس آنا مشہور ہے۔

امیر المومنین: ہاں ایسا ہوا ہے اور جو کچھ محمدؐ کو عطا ہوا اس سے افضل ہے۔ تحقیق کہ انہوں نے رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کی جو ایک مہینہ کا راستہ ہے اور وہاں سے آسمانوں کے ملکوت کی طرف ایک ثلث سے بھی کم رات میں عروج فرمایا جو پچاس ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ یہاں تک کہ ساق عرش تک پہونچ گئے پھر علم کے ساتھ جنت سے رفرف سبز قریب آ گیا۔ اور حضرت کو ایک نور نے گھیر لیا پھر ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ قلب کی آنکھوں سے اپنے عزت وجلال والے پروردگار کی عظمت دیکھی۔ پس ان کے اور عظمت پروردگار کے درمیان قاب قوسین کی طرح تھی "پس اللہ نے اپنے بندہ کی جانب وحی کی جو کچھ کیا اس نے چاہا اور جو وحی کی اس میں سورۂ بقر کی آیت بھی تھی" اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کر دیا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جسے چاہے گا عذاب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے۔

(سورہ بقرہ ۲۸۴)

وكانت الآية قد عرضت على الانبياء من لدن آدمؑ الى ان بعث الله تبارك وتعالى محمداً وعرضت على الامم فابوا ان يقبلوها من ثقلها وقبلها رسول الله وعرضها على امته فقبلوها، فلما رأى الله تبارك وتعالى منهم القبول علم انهم لا يطيقونها فلما ان سار الى ساق العرش كرر عليه الكلام ليفهمه، فقال "آمن الرسول بما انزل اليه من ربه" (البقره ٢٨٥) فاجاب رسول الله مجيباً عنه وعن امته۔

"والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لانفرق بين احد من رسله" (البقره)

فقال جل ذكره لهم الجنة والمغفرة على ان فعلوا ذلك فقال النبي اما اذا فعلت ذلك بنا فغفرانك ربنا واليك المصير" (سورة بقره)

يعني المرجع في الآخرة قال: فاجابه الله عزوجل قد فعلت ذلك بك وبامتك۔

ثم قال عزوجل اما اذا قبلت الاية بتشديدها وعظم ما فيها وقد عرضتها

یہ آیت آدم سے لے کر اس وقت تک کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے محمدؐ کو مبعوث کیا تمام انبیاء کو اور تمام امتوں کو پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس کے ثقل کی وجہ اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا تھا اور رسول اللہؐ نے قبول کرلیا اور اس کو اپنی امت پر پیش کیا اور امت نے بھی اس کو قبول کیا پس خدا نے ان کے قبول کرنے کو دیکھ کر جان لیا کہ قبول کرنے کی طاقت نہ ہونے پر بھی انہوں نے قبول کرلیا پھر جب وہ ساق عرش پر پہونچے خدا نے اس کلام کی تکرار کی تاکہ اس کو سمجھ لیں۔ پس خدا نے فرمایا کہ جو کچھ رسول پر ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس پر انہوں نے ایمان لایا۔

(سورہ بقرہ ع۲۸۵)

پس رسول اللہ نے اس کو اپنی اور اپنی امت کی جانب سے قبول کرتے ہوئے جواب دیا کہ "تمام مومنین اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کے کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے (بقرہ ع۲۸۵) پس خدا نے فرمایا کہ "ان کے اس فعل کی وجہ ان کے لئے جنت اور مغفرت ہے۔" رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ سب اس نے ہماری وجہ کیا تو "اے ہمارے پروردگار ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے (بقرہ ع۲۸۵) یعنی آخرت کیطرف بازگشت ہے فرمایا کہ پھر اللہ نے ان کو جواب دیا کہ ہم نے یہ تمہارے لئے اور تمہاری امت کیلئے کیا پھر خدا نے فرمایا کہ جب یہ آیت اس کی عظمت کے پیش نظر تشدد کے ساتھ تمام امتوں پر پیش

على الامم فأبوا ان يقبلوها وقبلتها
امتك حق علي ان ارفعها عن امتك
وقال: "لا يكلف الله نفساً الا وسعها
لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت (بقرہ ع ۲۸۶)
من شر فقال النبي لما سمع ذلك اما
اذا فعلت ذلك بي وبامتي فزدني
قال: سل، قال: ربنا لا تواخذنا
ان نسينا او اخطانا" (بقرہ ۲۸۶)
قال الله عزوجل "لست او
اخذ امتك بالنسيان و الخطا لكر
امتك علي وكانت الامم السابقة
اذا نسوا ما ذكروا به فتحت
عليهم ابواب العذاب، وقد
رفعت ذلك عن امتك وكانت
الامم السالفة اذا اخطاؤا
اخذوا بالخطا وعوقبوا عليه
وقد رفعت ذلك عن امتك
لكرامتك علي. فقال صلعم
"اللهم اذا اعطيتني ذلك
فزدني" قال الله تبارك و
تعالى له: سل، قال: ربنا
ولا تحمل علينا اصراً كما حملته
على الذين من قبلنا (البقرہ ۲۸۶)
يعني بالاصر: الشدائد التي كانت
على من كان من قبلنا، فاجابه الله

کی گئی تھی انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا
تھا، اور تمہاری امت نے قبول کر لیا اس لئے مجھ پر
حق ہے کہ تمہاری امت پر سے اس امر کو اٹھاؤں اور
فرمایا کہ "اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف
نہیں دیتا جو کچھ اس نے اچھا کیا اس کا نفع اس کے لئے ہے
اور جو کچھ اس نے برا کیا اس کا نقصان اسی کے لئے ہے۔
جب یہ سنا تو نبی نے عرض کیا کہ جب تو نے یہ میرے اور میری
امت کے لئے کیا ہے تو اور کچھ زیادتی فرما۔ ارشاد ہوا کہ
مانگ لو رسول اللہ نے عرض کیا "پروردگار ہم سے اگر
بھول چوک یا خطا ہو جائے تو اس کا مواخذہ نہ کر" (البقرہ
۲۸۶) اللہ عزوجل نے جواب دیا کہ "اگر تمہاری امت سے
نسیان اور خطا سرزد ہو تو تمہاری کرامت کی وجہ جو مجھ سے
ہے ان سے مواخذہ نہ کروں گا حالانکہ سابقہ امتوں سے جب
ذکر خدا میں نسیان ہوتا تھا ان پر عذاب کے دروازے
کھول دیتا تھا اور یہ میں نے تمہاری امت پر سے دفع کر دیا
و نیز جب امم سابقہ سے کوئی خطا ہوتی تھی ان کو ماخوذ
کیا جاتا اور انہیں سزا دی جاتی تھی یہ بھی میں نے تمہاری
امت سے تمہاری کرامت کی وجہ اٹھا لیا۔ پس رسول اللہ
نے عرض کیا کہ "خداوندا جب تو نے مجھ کو یہ عطا فرمایا اس
کو اور زیادہ فرمایا" خدا نے فرمایا کہ سوال کرو رسول اللہ
نے عرض کیا کہ "اے ہمارے پروردگار ہم پر وہ بار
نہ ڈال جیسا ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے تھے"
(البقرہ ع ۲۸۶) یعنی شدائد کا بوجھ جو ہم سے قبل والوں پر
تھا پس خداوند عزوجل نے جواب دیا اور فرمایا کہ شدائد
کا جو بار سابقہ امتوں پر تھا تمہاری امت پر سے میں نے

عزوجل الى ذلك، وقال تبارك اسمه: قد رفعت
عن امتك الاصار التي كانت على الامم
السالفة كنت لا اقبل صلاتهم الا في
بقاع معلومة من الارض اخترتها
لهم وان بعدت، وقد جعلت
الارض كلها لامتك مسجداً وطهوراً
فهذه من الاصار التي كانت على
الامم قبلك فرفعتها عن امتك
وكانت الامم السالفة اذا اصابهم
اذى من نجاسة قرضوه من
اجسادهم، وقد جعلت الماء لا
متك طهوراً، فهذا من الاصار
التي كانت عليهم فرفعتها عن
امتك، وكانت الامم السالفة
تحمل قرابينها على اعناقها الى
بيت المقدس، فمن قبلت ذلك
منه ارسلت عليه ناراً فاكلته
فرجع مسروراً، ومن لم اقبل منه
ذلك رجع مثبوراً وقد جعلت قربان
امتك في بطون فقرائها ومساكينها
فمن قبلت ذلك منه اضعفت ذلك
له اضعافاً مضاعفة، ومن لم اقبل
ذلك منه رفعت عنه عقوبات
الدنيا، وقد رفعت ذلك عن
امتك وهي من الآصار التي كانت

اٹھالیا، میں ان کی نمازیں اس وقت تک قبول نہ کرتا تھا
جب تک کہ وہ سطح زمین کے ایک مخصوص مقام بقاع پر
ادا نہ کی جاتیں جس کو میں نے پسند کیا تھا خواہ وہ اس سے
دور ہی کیوں نہ ہوں اور تمہاری امت کے لئے تمام زمین
کو پاک اور مقام عبادت قرار دیا پس یہ ان بوجھوں سے تھا
جو تم سے پہلے کی امتوں پر تھے اور یہ تمہاری امت سے
اٹھالیا گیا و نیز یہ گذشتہ امتوں کے لئے ضروری تھا کہ
جب وہ نجاست سے اذیت پاتے تھے ان کے جسم کا اتنا
حصہ کاٹ کر نکال دیا جاتا تھا اور تمہاری امت کے لئے
پانی کو پاک کرنے والا قرار دیا پس یہ بھی ان بوجھوں سے
ہے جو ان پر تھے اور تمہاری امت سے اٹھائے گئے و نیز یہ
بھی سابقہ امتوں کے لئے تھا کہ اپنی نذر کی چیزیں گردن
پر لاد کر بیت المقدس تک لے جاتیں۔ پس جس کی نذر قبول
ہوتی تھی اس کے لئے ایک آگ کو بھیجتا تھا جو اس کو کھا
لیتی تھی اور وہ مسرور واپس ہوتا تھا اور جس کی نذر قبول
نہ ہوتی تھی وہ تباہ و برباد واپس ہوتا تھا تمہاری امت
کی نذروں کو ان کے فقراء اور مساکین کے بطون میں قرار
دیا جس کی نذر قبول کرتا ہوں اس کے لئے کئی گنا بڑھا دیتا
ہوں اور جس کی نذر قبول نہ کی گئی اس سے عقوبات دنیا
اٹھالی گئیں یہ ان بوجھوں میں سے ہے جو تم سے پہلے
کی امتوں پر تھے اور تمہاری امت سے اٹھالئے گئے و نیز
گذشتہ امتوں پر رات کے اندھیرے میں اور نصف دن
پر نماز فرض کی گئی تھی اور یہ ان شدائد سے تھا جو ان پر
عائد کی گئی تھیں اور تمہاری امت پر سے اٹھالی گئیں
ان کے لئے رات اور دن کے کچھ حصوں میں اور ان

على الامم من كان من قبلك اذ كانت الامم السالفة صلواتها مفروضة عليها في ظلم الليل وانصاف النهار وهي من شدائد التي كانت عليهم فرفعتها عن امتك و فرضت صلاتهم في اطراف الليل والنهار، وفي اوقات نشاطهم، وكانت الامم السالفة قد فرضت عليهم خمسين صلاة في خمسين وقتا وهي من الاصار التي كانت عليهم فرفعتها عن امتك وجعلتها خمسًا في خمسة اوقات وهي احدى وخمسون ركعة وجعلت لهم اجر خمسين صلاة وكانت الامم السالفة حسنتهم بحسنة وسيئتهم بسيئة وهي من الاصار التي كانت عليهم، فرفعتها عن امتك وجعلت الحسنة بعشرة والسيئة بواحدة وكانت الامم السالفة اذا نوى احدهم حسنة فلم يعملها لم تكتب له، وان عملها كتبت له حسنة، وان امتك اذا هم احدهم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة، وان عملها كتبت له عشرة، وهي من الاصار التي كانت عليهم فرفعتها عن امتك وكانت الامم السالفة

کی سہولت و آرام کے وقت نمازیں فرض گردانیں گئی تھیں ونیز سابقہ امتوں کے لئے پچاس وقت میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں اور یہ ان بوجھوں سے تھا جو ان پر عائد کئے گئے تھے یہ بار بھی تمہاری امت پر سے اٹھا لیا گیا اور صرف پانچ اوقات پر پانچ نمازیں فرض گردانی گئیں اور یہ اکاون رکعتیں جو ہیں ان کی ادائی پر پچاس نمازوں کا ثواب مقرر کیا۔ گذشتہ امتوں کے لئے ایک نیکی کا اجر ایک ثواب اور ایک گناہ کا بدلہ ایک عتاب تھا یہ ان بوجھوں میں سے تھا جو ان پر تھے اور یہ تمہاری امت پر سے اٹھا لیا گیا اور ایک نیکی کے عوض دس نیکیوں کا اور ایک گناہ کے لئے ایک ہی سزا مقرر کی گئی سابقہ امتوں سے اگر کوئی شخص صرف نیکی کی نیت کرتا اور اس کو بجا نہ لاتا اس کے لئے کوئی حسنہ لکھا نہ جاتا اور اگر بجا لاتا تو اس کے لئے ایک ہی حسنہ لکھا جاتا اور اگر تمہاری امت سے کوئی شخص کسی نیکی کی نیت کرے اور بجا نہ لائے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک حسنہ لکھا جاتا ہے اور اگر نیکی بجا لائے تو دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہ ان بوجھوں سے ہے جو ان پر تھے اور تمہاری امت کے لئے باقی نہ رکھے گئے اور یہ امم سابقہ کے لئے تھا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص ایک گناہ کا ارادہ کرتا اور اس کا مرتکب نہ ہوتا تو اس کے اعمال نامہ میں کچھ بھی نہ لکھا جاتا اور اگر مرتکب ہوتا تو ایک گناہ لکھا جاتا اور تمہاری امت سے کوئی شخص کسی گناہ کا ارادہ کرکے مرتکب نہ ہو تو اس کے لئے ایک

اذا هم احدهم بسيئة فلم
يعملها لم تكتب عليه، وان عملها
كتبت عليه سيئة وان امتك اذا هم
احدهم بسيئة ثم لم يعملها
كتبت له حسنة، وهذه من
الآصار التي كانت عليهم فرفعتها
من امتك، وكانت الامم السالفة
اذا اذنبوا كتبت ذنوبهم على
ابوابهم وجعلت توبتهم من
الذنوب: ان حرمت عليهم بعد
التوبة احب الطعام اليهم وقد
رفعت ذلك عن امتك وجعلت
ذنوبهم فيما بيني وبينهم وجعلت
عليهم ستوراً كثيفة، وقبلت
توبتهم بلا عقوبة ولا اعاقبهم
بان احرم عليهم احب الطعام
اليهم، وكانت الامم السالفة
يتوب احدهم الى الله من
الذنب الواحد مائة سنة
او ثمانين سنة، او خمسين سنة ثم
لا اقبل توبته دون ان اعاقبه
في الدنيا بعقوبة، وهي من الآصار
التي كانت عليهم فرفعتها عن
امتك وان الرجل من امتك
ليذنب عشرين سنة، او ثلاثين

حسنہ لکھا جاتا ہے یہ بھی ان بوجھوں سے ہے جو ان پر
تھے اور تمہاری امت پر سے اٹھائے گئے۔ گذشتہ امتیں
جب کوئی گناہ کرتی تھیں ان کے گناہ ان کے دروازوں پر
لکھدیئے جاتے تھے۔ اوران کے لئے گناہوں سے توبہ
واجب گردانی جاتی اور توبہ کے بعد ان کے لئے ان کی
مرغوب ترین غذائیں حرام کردی جاتی تھیں اور یہ تمہاری
امت سے اٹھا لیا گیا اوران کے گناہوں کو میرے
اور ان کے درمیان محدود کردیا اور ان پر پوشیدگی
قرار دے دی گئی اور بغیر عقوبت کے ان کی توبہ
قبول کرلی گئی اوران کے لئے مرغوب کھانوں کی ممانعت
کی عقوبت باقی نہ رکھی گئی یہ سابقہ امتوں کے لئے
تھا کہ ان میں کا ایک شخص ایک گناہ واحد کے لئے
سو سال یا اسی سال یا پچاس سال توبہ کرتا تھا
پھر بھی اس کی توبہ قبول نہ ہوتی تھی جب تک کہ
دنیا میں اس کو کسی عذاب میں مبتلا نہ کیا جاتا۔ یہ ان
بوجھوں سے ہے جو ان پر تھے اور تمہاری امت پر
سے اٹھائے گئے۔ اور اگر تمہاری امت سے کوئی
شخص بیس سال، تیس سال، چالیس سال یا
سو سال گناہ کرتا رہے پھر توبہ کرے اور نادم ہو
جائے تو ایک چشم زدن میں یہ تمام گناہ معاف
کردیتا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ نے عرض کیا کہ جب
تو نے سب عطا فرمایا اور زیادتی فرما۔ ارشاد ہوا کہ
سوال کرو۔ عرض کیا کہ اے ہمارے پالنے والے ہم سے
اتنا بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہیں (البقرۃ ۲۸۶)
خدا نے فرمایا کہ تم نے یہ اپنی امت کے لئے کہا بیشک میں نے

سنة، او اربعین سنة، او مائة سنة ثم یتوب ربنه مطرفة عین فاغفر ذلك کله فقال النبی: انی اعطیتنی ذلك کله فزدنی قال: سل قال ربنا ولا تحملنا مالاطاقة لنا به " (البقرہ ۲۸۶) قال تبارك اسمه: قد فعلت ذلك بامتك وقد رفعت عنهم عظم بلایا الامم وذلك حکمی فی جمیع الامم: ان لا اکلف خلقاً فوق طاقتهم فقال النبی واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا، قال اللّٰه عزوجل: قد فعلت ذلك تبالی امتك ثم قال رسول اللّٰه " فانصرنا علی القوم الکافرین قال اللّٰه جل اسمه ان امتك فی الارض کالشامة البیضاً فی الثور الاسود، هم القادرون، وهم القاهرون، یستخدمون ولا یستخدمون لکرامتك علی، وحق علی ان اظهر دینك علی الادیان، حتی لایبقی فی شرق الارض وغربها دین الا دینك ولیودون الی اهل دینك الجزیة۔

ان سے گذشتہ امتوں کی بڑی بڑی بلائیں اٹھادیں۔ اور یہ میرا حکم تمام امتوں کے لئے ہے کہ مخلوق میں سے کسی فرد کو اس طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ پس رسول اللّٰہ نے عرض کیا " ہم کو معاف کر دے ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر کہ تو ہمارا مولا و آقا ہے خدا نے فرمایا کہ تم نے یہ اپنی امت کی تائید میں کہا پھر رسول اللّٰہ ص نے عرض کیا کہ کافرین کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما خدا نے فرمایا کہ تمہاری امت زمین پر سفید تل کے مثل ہے جو سیاہ بیل پر ہو تمہاری بزرگی کی وجہ جو میری وجہ سے ہے وہ صاحب قدرت اور غالب رہیں گے۔

تیرا کرم جو مجھ پر ہے اس کی وجہ وہ خادم بناتے رہیں گے اور خود خادم نہیں بنیں گے اور مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے دین کو دوسرے دینوں پر ظاہر کروں یہاں تک کہ زمین پر مشرق سے مغرب تک سوائے تمہارے دین کے اور کوئی دین باقی نہ رہے۔ اور تمہارے اہل دین کو جزیہ ادا کرتے رہیں۔

(۳۳) یہودی: فان هذا سلیمان سخرت له الشیاطین، یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل ؟ (سبا پارہ ۲۲)

(۳۳) یہودی: یہ سلیمان ہیں کہ شیاطین جن کے مسخر تھے اور وہ ان سے جو چاہتے کام لیتے تھے مثلاً مضبوط محل اور درختوں وغیرہ کی شکلیں بنانا وغیرہ۔

امیرالمومنین ع: لقد کان کذلك ولقد

امیرالمومنین: ہاں ایسا تھا اور تو کچھ محمد ص کو عطا ہوا

اعطی محمدؐ افضل من ھذا ان الشیاطین
سخرت لسلیمان وھی مقیمۃ علی کفرھا
ولقد سخرت لنبوۃ محمدؐ الشیاطین بالایمان
فاقبل الیہ من الجنۃ التسعۃ من
اشرافھم واحد من جن نصیبین والثمان
من بنی عمرو بن عامر من الاجحۃ
منھم شنصاہ ومضاہ والھملکان والمر
زبان، والمانھان ونضاہ، وھاضب وھضب
وعمرو وھم الذین یقول اللہ تبارك و
تعالی اسمہ فیھم: واذ صرفنا الیك
نفراً من الجن یستمعون القرآن (احقاف ۲۹)
وھم التسعۃ، فاقبل الیہ الجن، والنبی
ببطن النخل فاعتذروا بانھم ظنوا
کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً،
ولقد اقبل الیہ احد وسبعون الفاً
منھم فبایعوہ علی الصوم، والصلاۃ
والزکاۃ والحج، والجھاد، ونصح المسلمین
واعتذروا بانھم قالوا علی اللہ شططاً
وھذا افضل مما اعطی سلیمان، فسبحان
من سخرھا لنبوۃ محمدؐ بعد ان کانت
تتمرد وتزعم ان للہ ولد، ولقد شمل
مبعثہ من الجن والانس ما لا
یحصی۔

(۳۴) یھودی: ھذا یحیی بن زکریا، یقال
انہ اوتی الحکم صبیاً والحلم والفھم

اس سے افضل ہے اس میں شک نہیں کہ شیاطین سلیمان
کے لئے مسخر کئے گئے تھے مگر وہ اپنے کفر پر باقی تھے مگر
شیاطین جو محمدؐ کے لئے مسخر کئے گئے تھے وہ آپ کی نبوت
پر ایمان لا چکے تھے پس اشراف اجنہ سے نو اور نصیبین
کے جنوں سے ایک بنی عمرو بن عامر سے آٹھ نے آپ پر
ایمان لایا تھا ان میں سے بعض گذر گئے اور بعض باقی
ہیں و نیز ہملکان، مرزبان، مازبان، نضاہ، ہاضب،
ہضب اور عمرو وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تبارک و
تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ان میں اس کا نام ہے۔

" اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تمہارے
پاس بھیجا کہ وہ قرآن مجید کو غور سے سنیں (احقاف ع ۲۹)
وہ تعداد میں نو تھے یہ جن رسول خدا کے پاس ایک کھجور کے
درخت کے قریب آئے اور معذرت کی کہ ان کا گمان
تھا کہ خدا کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا جیسا کہ تم گمان
کرتے ہو اور ان میں سے اکہتر ہزار جنوں نے ان کو قبول
کیا اور روزہ نماز زکوٰۃ حج جہاد اور مسلمانوں کو نصیحت
کرنے میں ان کی بیعت کی اور عذر کیا کہ انہوں نے اللہ
کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کیا تھا اور یہ افضل
ہے اس سے جو سلیمان کو عطا ہوا تھا پس پاک ہے
وہ ہستی جس نے محمدؐ کی نبوت کے لئے ان کو مسخر کیا جب
کہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ اللہ کو بیٹا
بھی ہے اور جن و انس میں سے بھیجے ہوؤں کو شامل
کر لیا جن کا کوئی حساب نہ تھا۔

(۳۴) یہودی: یہ یحییٰ ابن زکریا ہیں جن کے متعلق
کہا گیا ہے کہ انہیں بچپن ہی سے حکمت، حلم، فہم عطا

وانہ کان یبکی من غیر ذنب وکان یواصل الصوم؟

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما ھو افضل من ھذا: ان یحیی بن زکریا کان فی عصر اوثان فیہ ولا جاھلیۃ، ومحمد اوتی الحکم والفھم صبیا بین عبدۃ الاوثان، وحزب الشیطان فلم یرغب لھم فی صنم قط ولم ینشط لاعیادھم، ولم یر منہ کذب قط وکان امینا صدوقا حلیما وکان یواصل الصوم الاسبوع والاقل والاکثر فیقال لہ فی ذلک فیقول: انی لست کاحدھم انی اظل عند ربی فیطعمنی ویسقینی وکان یبکی رسول اللہ حتی تبتل مصلاہ خشیۃ من اللہ عزوجل من غیر جرم۔

(۳۵) یھودی: فان ھذا عیسیٰ بن مریم یزعمون انہ: تکلم فی المھد صبیا؟

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمد سقط من بطن امہ واضعا یدہ الیسری علی الارض، ورافعا یدہ الیمنی الی السماء یحرک شفتیہ بالتوحید وبدا من فیہ نور رائی اھل مکۃ منہ: قصور بصری من الشام وما یلیھا، والقصور الحمر من ارض الیمن وما یلیھا، والقصور البیض من اصطخر وما یلیھا، ولقد اضاءت

کئے گئے تھے اور وہ بغیر کسی گناہ کے ارتکاب کے گریہ کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا مگر جو کچھ محمدؐ کو عطا ہوا اس سے افضل ہے۔ یحییٰؑ ابن زکریاؑ اس زمانہ میں تھے جب نہ بت پرستی تھی اور نہ جاہلیت اور محمدؐ کو زمانہ بت پرستی اور شیاطین کے گروہوں کے زمانہ میں بچپن ہی سے حکمت و فہم عطا کئے گئے نہ وہ کبھی کسی بت کی طرف راغب ہوئے نہ ان کی عیدوں میں شرکت کی اور نہ کبھی کسی نے ان کو جھوٹ کہتے دیکھا وہ امین، ہمیشہ سچ کہنے والے، اور سوائے ہفتہ کے کم و بیش مسلسل روزے رکھنے والے تھے انہوں نے فرمایا کہ میں ان میں سے کسی کے بھی مثل نہیں ہوں میں اپنے رب کے زیر سایہ رہا ہوں پس پس وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ بغیر کسی جرم کے۔ رسول اللہ مصلی پر خضوع و خشوع سے اس قدر گریہ فرماتے تھے کہ جانماز تر ہوجاتی تھی۔

(۳۵) یہودی: یہ عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ جنہوں نے گہوارہ سے بچپن میں تکلم کیا تھا۔

امیرالمومنینؑ: ہاں ایسا تھا مگر جب محمدؐ تولد ہوئے اپنا بایاں ہاتھ زمین پر رکھ کر دایاں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے اپنے ہونٹوں کو اقرار توحید کے ساتھ حرکت دی اور ان سے ایک نور نکلا جس کو تمام اہل مکہ نے دیکھا اور اس کی وجہ بصرہ و شام کے محل، ان کے متصلہ مقامات اور یمن کے سرخ محل اور اس کے اطراف کے مقامات سفید محلات اور اصطخر کے دیگر محل نظر آنے لگے۔ نبیؐ کی ولادت کی شب تمام دنیا منور ہوگئی تھی یہاں

الدنیا لیلة ولد النبیؐ حتی فزعت
الجن والانس والشیاطین، وقالوا احدث
فی الارض حدث، ولقد رای الملائکة
لیلة ولد تصعد وتنزل، وتسبح
وتقدس وتضطرب النجوم وتتساقط
علامة لمیلاده ولقد هم ابلیس
بالظعن فی السماء لما رای من الاعا
جیب فی تلک اللیلة، وکان له
مقعد فی السماء الثالثة والشیاطین
یسترقون السمع فلما راوا العجائب
ارادوا ان یسترقوا السمع فاذا هم
قد حجبوا من السموات کلها ورموا
بالشهب، دلالة لنبوتهؐ۔

(٣٦) یهودی: فان عیسیٰؑ یزعمون انه
قد ابرأ الاکمه والابرص باذن الله؟
امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمدؐ
اعطی ماهو افضل من ذلک، ابرأ
ذا العاهة من عاهته، بینما هو
جالس رسول الله اذ سال عن رجل
من اصحابه فقالوا: یا رسول الله
انه قد صار من البلاء کهیئة الفرخ
الذی لا ریش علیه فاتاه رسول الله
فاذا هو کهیئة الفرخ من شدة البلاء
فقال له قد کنت تدعو فی صحتک دعاء
قال: نعم، کنت اقول " یا رب ایما

تک کہ تمام جن وانس وشیاطین خوف کرنے لگے اور
کہنے لگے کہ زمین پر کوئی بڑا واقعہ ہوا ہے اور اسی
شب ملائکہ نے ایک صاحبزادہ کو آسمان پر صعود و
نزول کرتے ہوئے اور تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے
اور ستاروں میں اضطراب وسقوط دیکھا یہ ان کی
ولادت کی علامات تھیں۔ اس رات کے عجیب امور
کے دیکھنے ابلیس آسمان سوم تک چلا گیا اور شیاطین
چھپ چھپ کر سننے لگے پس جب انہوں نے عجائب
دیکھے ارادہ کیا کہ چھپ کر سنیں پس جب انہوں
نے اپنے کو آسمانوں میں چھپا لیا۔
شہاب کے ذریعہ نکالے گئے۔ یہ ان
کی نبوت کی دلیل ہے۔

(٣٦) یہودی: تحقیق کہ عیسیٰؑ مبروص اور مجذوم
کو خدا کے حکم سے صحت یاب کر دیتے تھے۔
امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ کو جو عطا
ہوا اس سے افضل ہے وہ صاحب آفت کو اس
کی آفت سے بری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے
درمیان رسول اللہؐ تشریف رکھتے تھے جبکہ اصحاب
میں سے ایک شخص نے کچھ سوال کیا اور سب نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ بلاؤں میں اس قدر مبتلا
ہے کہ اس کے بال تک گر گئے ہیں پس وہ رسول
خدا کے قریب آیا جبکہ امراض کی شدت سے اس
کی صورت بگڑی ہوئی تھی۔ رسول اللہؐ نے پوچھا کہ
آیا تو نے کبھی اپنی صحت کیلئے دعا کی عرض کیا کہ جی ہاں میں

عقوبۃ انت معاقبی بہا فی الاخرہ فعجلہا لی فی الدنیا" فقال لہ النبیؑ الا قلت ربنا آتنا فی الدنیا .... حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (سورۃ بقرہ ۲۰۱) فقالہا الرجل فکانما انشط من عقال فقام صحیحًا وخرج معنا، ولقد اتاہ رجل من جہینۃ اجذم یتقطع من الجذام فشکا الیہ رسول اللّٰہ ناخذ قدحًا من مانتفل علیہ، ثم قال: امسح بہ جدلک فتفل فبرا حتی لم یوجد علیہ شئ ولقد اتی النبی باعرابی ابرص فتفل رسول اللّٰہ فیہ علیہ فما قام من عندہ الا صحیحًا ولئن زعمت ان عیسی ابرا ذا العاہات من عاہاتھم فان محمد بینما ھو فی اصحابہ اذھو بامراۃ فقالت: یارسول اللّٰہ ان ابنی قد اشرف علی حیاض الموت کلمہ اتیتہ بطعام وقیع علیہ التثاؤب فقام النبیؐ وقمنا معہ فلما اتیناہ قال لہ بجانب باعد اللّٰہ فانا ولی اللّٰہ ورسول اللّٰہ، فجانبہ الشیطان فقام صحیحًا ھو معنا فی عسکرنا۔ ولئن زعمت ان عیسیؑ ابرا العمیات، فان محمدؐ قد فعل ما ھو اکبر من ذلک: ان قتادۃ بن ربیع کان رجلا صحیحًا فلما ان کان یوم

عرض کرتا تھا کہ پروردگارا مجھ پر آخرت میں جو بھی عذاب کرنا ہو وہ اسی دنیا میں مقرر کردے رسول اللہؐ نے فرمایا کر تو یہ کہہ کہ" پروردگارا ہمیں دنیا میں خیر و خوبی دے اور آخرت میں بھی خیر و خوبی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے (البقرہ ۲۰۱) پس اس نے کہا اور مجبر ذکے اس بلا سے نجات حاصل کی اور تندرست ہوگیا اور ہمارے ساتھ واپس چلا۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ کے پاس جہینہ کا ایک آدمی آیا تھا جس کے اعضاء جذام سے منقطع ہو گئے تھے اور مرض کی شکایت کی حضرت نے پانی کا ایک پیالہ لیکر اس میں تھوک دیا اور فرمایا کہ اس سے اپنے جسم پر مالش کر اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اور پھر مرض کے آثار اپنے جسم پر نہ پائے دیز ایک مرتبہ ایک مبروص اعرابی رسول اللہؐ کے پاس آیا۔ اور رسول اللہ نے اس پر تھوک دیا بجر د اس کے وہ تندرست ہوگیا۔ اگر تو اس زعم میں ہے کہ عیسیٰؑ آفت زدوں کو ان کی آفات سے بری کرتے تھے محمدؐ نے بھی اپنے اصحاب کے سامنے ایسا کیا چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت نے کہا کہ یارسول اللہ میرا لڑکا قریب الموت ہوگیا ہے جب اس کے سامنے کھانا آتا ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے پس رسول اللہ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ اٹھے اور جب ہم اس لڑکے کے قریب پہونچے حضرت نے ایک جانب فرمایا کہ اے دشمن خدا میں ولی خدا اور رسول خدا ہوں اس سے دور ہو جا اس کی ایک جانب شیطان تھا جو ہٹ گیا اور وہ تندرست ہوگیا اور ہمارے ساتھ ہماری فوج میں تھا اور اگر تو اس خیال میں ہے کہ عیسیٰؑ

احد اصابته طعنة فی عینه فبدرت
حدقته فاخذها بیده ثم اتی بها
الی النبی فقال: یا رسول الله ان امراتی
الان تبغضنی، فاخذها رسول الله من
یده ثم وضعها مکانها فلم تکن
تعرف الا بفضل حسنها وفضل ضوئها
علی العین الاخری ولقد جرح عبد الله
بن عبید الله بانت یده یوم حنین فجاء
الی النبی فمسح علیه یده فلم تکن
تعرف من الید الاخری ولقد اصاب
محمد ابن مسلم یوم کعب بن اشرف مثل
ذلک فی عینه ویده فمسحه رسول الله
فلم تستبینا، ولقد اصاب عبد الله بن
انیس مثل ذلک فی عینه فمسحها فما
عرفت من الاخری، فهذه کلها دلالة
لنبوة رسول الله۔

(۳۷) یهودی: فان عیسیٰ یزعمون انه
احیی الموتی باذن الله؟

امیرالمومنین: لقد کان کذلک ومحمدؐ
بحت فی یده تسع حصیات تسمع نغماتها
فی جمودها، ولا روح فیها لتمام حجة
نبوته، ولقد کلمه الموتی من بعد
موتهم واستغاثوه مما خافوا اتبعته
ولقد صلی باصحابه ذات یوم فقال:
ماها هنا من بنی النجار احد وصاحبهم محتبس

اندھوں کو اچھا کرتے تھے محمدؐ نے بھی وہ کام کیا جو اس سے
زیادہ افضل تھا کہ قتادہ بن ربیع جو ایک تندرست آدمی تھا
اس پر یوم احد کسی نے اس کی آنکھ پر نیزہ مارا جس کی وجہ اس
کی آنکھ نکل کر باہر گر گئی اس نے آنکھ کو ہاتھ میں لے کر رسول اللہؐ کی خدمت
میں پہونچا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میری بیوی مجھ پر غضبناک
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ سے آنکھ لے لی
اور اس کے مقام پر ایسا جما دیا کہ کوئی اس میں اور دوسری آنکھ کی
خوبصورتی میں نہ فرق کر سکا اور نہ اس کی بصارت میں کوئی فرق آیا۔
و نیز یوم حنین عبداللہ ابن عبید کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا وہ خدمت رسولؐ
میں حاضر ہوا اور حضرت نے اسکو مس کیا بجرد اسکے وہ ایسا تندرست ہو
گیا کہ کوئی اسکے دونوں ہاتھوں میں تمیز نہ کر سکتا تھا۔ و نیز محمد ابن اسلم کی
آنکھ اور ہاتھ کعب ابن اشرف سے مقابلہ کے روز زخمی ہو گئے تھے رسولؐ
نے مس کیا پھر کوئی تکلیف باقی نہ رہی اسی طرح عبداللہ بن انس کی
آنکھ زخمی ہو گئی تھی اس کو آنحضرتؐ نے مس کیا تو ایسی اچھی ہو گئی کہ
کوئی دوسری آنکھ میں اور اس میں فرق محسوس نہ کرتا تھا۔ یہ تمام
رسول اللہؐ کی نبوت کے ثبوت ہیں۔

(۳۷) یہودی: بتحقیق کہ عیسیٰ حکم خدا سے مردوں کو زندہ
کرتے تھے۔

امیرالمومنین: ہاں ایسا ہوا ہے اور محمدؐ کے ہاتھ میں نو
کنکریاں اپنی جمود سے نغمے سناتی ہیں حالانکہ ان میں روح
نہیں ہوتی یہ آنحضرتؐ کی نبوت کے لئے اتمام حجت ہے و نیز
مرنے کے بعد میتیں اپنے انجام کے خوف سے حضرت سے
استغاثہ کی ہیں و نیز ایک روز میں نے ان کے اصحاب کیساتھ
نماز ادا کی حضرت نے فرمایا کہ یہاں کوئی نبی نجار سے نہیں ہے
ان کا سردار جو شہید ہو چکا ہے جنت کے دروازہ پر فلاں یہودی

على باب الجنة بثلاثة دراهم لفلان
اليهودي، وكان شهيداً، ولئن زعمت ان
عيسى كلم الموتى فلقد كان لمحمد ماهو
اعجب من هذا: ان النبي لما نزل بالطايف
وحاصر اهلها، بعثوا اليه بشاة مسلوخة
مطلية بسم، فنطق الذراع منها
فقالت: يا رسول الله لا تأكلني فاني
مسمومة فلو كلمته البهيمة وهي
حية لكانت من اعظم حجج الله على
المنكرين لنبوته فكيف وقد كلمته من بعد
ذبح وسلخ وشي! ولقد كان رسول الله يدعو
بالشجرة فتجيبه وتكلمه البهيمة وتكلمه
السباع وتشهد له بالنبوة و
تحذرهم عصيانه، فهذا اكثر مما
اعطي عيسىؑ۔

(٣٨) يهودي: ان عيسىؑ يزعمون انه انبا
قومه بما يأكلون وما يدخرون في
بيوتهم؟

امير المومنين: لقد كان كذلك ومحمد
كان له اكثر من هذا: ان عيسىؑ انبأ
قومه بما كان من وراء الحايط ومحمد
انبأ عن موتة وهو عنها
غائب ووصف حربهم ومن
استشهد منهم وبينه وبينهم
مسيرة شهر، وكان ياتيه الرجل يريد

کے تین درہم کی وجہ رکا ہوا ہے اگر تو اس خیال میں ہے کہ عیسیٰؑ
مردوں سے بات کرتے تھے تو پھر جو کچھ محمدؐ کے لئے ہوا اس
سے عجیب تر ہے۔ جب رسول اللہ طائف پہنچے اور اہل
طائف کو محصور کر لیا تھا ان لوگوں نے حضرت کے پاس
ایک ذبح کی ہوئی بکری بھیجی جو گردن سے زہر آلود کی ہوئی
تھی یہ کہنے لگی کہ یا رسول اللہؐ مجھے مت کھایئے اس
لئے کہ میں مسموم ہوں۔ اگر کوئی چوپایہ زندہ ہو اور ان
سے بات کرے تو منکرین کے لئے ان کی نبوت کی اللہ
کے پاس بڑی حجت ہے پس اس نے ذبح ہونے کے
بعد اور کھال نکالی جانے کے بعد کس طرح بات کی
یہ ایک حقیقت امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے آواز دینے پر درخت نے جواب دیا چوپایوں
اور درندوں نے تکلم کیا اور آپ کی نبوت کی گواہی دی
اور آپ کی نافرمانی سے ڈرایا۔ پس یہ اس سے زیادہ
ہے جو عیسیٰؑ کو عطا ہوا تھا۔

(۳۸) یہودی: تحقیق کہ عیسیٰؑ اپنی قوم کو بتا دیتے تھے
کہ وہ اپنے مکانوں میں کیا کھاتے تھے اور کیا
ذخیرہ کرتے تھے۔

امیر المومنینؑ: ہاں ایسا ہوا ہے مگر محمدؐ نے اس سے
بہت زیادہ کیا اس میں شک نہیں کہ عیسیٰؑ اپنی قوم کو اس
بات کی خبر دیتے تھے جو دیوار کے پیچھے واقع ہوتی تھی اور
محمدؐ نے مرنے والوں سے متعلق خبر دی اور ان کے متعلق فرمایا
جو غائب تھے ان کی جنگجوئی کی تعریف کی جنہوں نے
شہادت پائی حالانکہ حضرت کے اور ان کے درمیان
مہینوں کا فاصلہ ہوتا تھا۔

ان يسئله عن شئ فيقول رسول الله:
تقول او اقول؟ فيقول: بل قل يا رسول
الله فيقول: جئتني في كذا وكذا حتى
يفرغ من حاجته ولقد كان رسوله
الله يخبر اهل مكة باسرارهم
بمكة حتى لا يترك من اسرارهم
شيأً منها ما كان بين صفوان بن امية
وبين عمير بن وهب، اذا تاه عمير
فقال: جئت في فكاك بني فقال له كذبت
بل قلت لصفوان بن امية وقد
اجتمعتم في الحطيم وذكرتم قتلى
بدر وقلتم: والله للموت اهون
علينا من البقاء مع ما صنع محمد
بنا، وهل حياة بعد اهل القليب
فقلت انت: لولا عيالي، ودين
علي لاحقك من محمد فقال
صفوان: على ان اقضي دينك
وان اجعل بناتك مع بناتي
يصيبهن ما يصيبهن من خير
او شر، فقلت انت: فاكتمها
علي وجهزني حتى اذهب
فاقتله فجئت لتقتلني، فقال صدقت
يا رسول الله فانا اشهد ان لا
اله الا الله وانت رسول الله
واشباه هذا مما لا يحصى۔

جب کوئی شخص کسی سوال کے ارادہ سے آتا تو آپ
فرماتے کہ تو کہے گا یا میں کہوں وہ عرض کرتا کہ بلکہ آپ
فرمائیے۔ پھر آپ فرماتے کہ تو میرے پاس یہ اور یہ
سوال کرنے آیا ہے یہاں تک کہ اس کی حاجت سے
فراغت پاتے۔ و نیز رسول اللہ نے اہل مکہ کو مکہ میں
ان کے اسرار سے مطلع کیا یہاں تک کہ ان کا راز جو صفوان
بن امیہ اور عمیر ابن وھب کے درمیان تھا باقی نہ رہا
جب عمیر ان کے پاس آیا تو کہا کہ میں اپنے فرزند کو آزاد
کرانے آیا ہوں مگر حضرت نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ کہا
میں کہتا ہوں کہ تو صفوان بن امیہ کے لئے آیا ہے تم لوگ
حطیم میں جمع ہوئے اور میرے فوری قتل کی گفتگو
کی تھی اور تم نے کہا تھا کہ خدا کی قسم ہمارے لئے موت
ایسی زندگی سے بہتر و آسان ہے جو اس چیز کے ساتھ
ہو جو محمدؐ نے ہمارے ساتھ کیا۔ انقلیب والوں
(کنویں والوں) کے مرنے کے بعد زندگی میں کیا لطف
باقی رہا پھر تو نے کہا کہ اگر مجھے اولاد نہ ہوتی اور دین
بھی نہ ہوتا تو تمہیں محمدؐ سے راحت پہونچا دیتا۔
(یعنی ان کو قتل کر کے تمہیں خوش کر دیتا) پھر صفوان
نے کہا کہ تیرے دین کے ختم ہو جانے پر اگر تو اپنی لڑکیوں
کو ساتھ رکھے تو جو راحت و تکلیف انہیں ملے گی وہ بھی ان
کے ساتھ رہے گی پھر تو نے کہا کہ اس بات کو پوشیدہ
رکھے اور تجہیز و تکفین کی تیاری کرے یہاں تک کہ میں جا
کر انہیں قتل کر دوں پھر تو میرے قتل کے لئے روانہ ہو گیا
عرض کیا یا رسول آپ نے سچ فرمایا پس میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ ایک ہے اور بیشک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

(۳۹) یہودی : فان عیسیٰ یزعمون : انہ خلق من الطین کھیئۃ الطیر فنفخ فیہ فکان طیراً باذن اللہ ؟

امیرالمومنین : لقد کان کذلک و محمدؐ قد فعل ما ھو شبیہ بھذا اذ اخذ یوم حنین حجراً فسمعنا للحجر تسبیحاً و تقدیساً ثم قال للحجر : انفلق فانفلق ثلاث فلق، یسمع لکل فلقۃ منھا تسبیحاً لا یسمع للاخری ولقد بعث الی شجرۃ یوم البطحاء فاجابتہ، ولکل غصن منھا تسبیح وتھلیل وتقدیس، ثم قال لھا انشقی، فانشقت نصفین، ثم قال لھا : التزقی، فالتزقت، ثم قال لھا اشھدی لی بالنبوۃ، فشھدت ثم قال لھا ، ارجعی الی مکانک بالتسبیح والتھلیل والتقدیس ففعلت وکان موضعھا حیث الجزارین بمکۃ۔

(۴۰) یہودی : فان عیسیٰؑ یزعمون انہ کان سیاحاً ؟

امیرالمومنین : لقد کان کذلک و محمدؐ کانت سیاحتہ فی الجھاد، واستنفر فی عشر سنین مالا یحصی من حاضر و باد، وافنی فئاماً من العرب من منعوت بالسیف لا یداری بالکلام ولا ینام الا عن دم ، ولا یسافر الا وھو متجھز

یہودی : تحقیق کہ عیسیٰؑ مٹی سے ایک پرندہ کی شکل بناتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے اور وہ حکم خدا سے پرندہ بن جاتا تھا۔

امیرالمومنینؑ : ہاں ایسا تھا مگر محمدؐ نے بھی اس طرح کے جو کام کئے یہ ہیں۔ حضرت نے جنگ حنین کے روز ایک پتھر لیا، ہم نے سنا کہ پتھر تسبیح و تقدیس کرنے لگا پھر پتھر سے فرمایا کہ ٹوٹ جا پس وہ تین حصوں میں ٹوٹ گیا اور ہم نے ہر ٹکڑے سے خدا کی تسبیح سنی جو بعد کبھی نہیں سنی گئی و نیز یوم بطحا، ایک درخت کی طرف گئے اور اس سے بات کی اور اس نے انہیں جواب دیا اس کی ہر شاخ سے تسبیح و تہلیل و تقدیس کی آواز آرہی تھی پھر اس سے فرمایا کہ دو حصوں میں تقسیم ہو جا پھر فرمایا کہ آپس میں مل جائے اور وہ وصل ہو گئے پھر فرمایا کہ میری نبوت کی گواہی دے اور اس نے گواہی دی پھر اس سے فرمایا کہ اپنے مقام پر تسبیح و تہلیل و تقدیس کے ساتھ واپس چلا جا اور وہ واپس چلا گیا اس کا مقام مکہ کے دو جزیروں کے درمیان تھا۔

(۴۰) یہودی : تحقیق کہ عیسیٰؑ عبادت کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے۔

امیرالمومنینؑ : ہاں ایسا تھا مگر محمدؐ جہاد کے لئے سیاحت کرتے تھے وہ دس سال تک اپنی قوم سے مدد طلب کرتے رہے جس کا احصا نہ حاضرین کر سکتے ہیں نہ سابقین کر سکے۔ آپ نے عرب کے ہزاروں لوگوں کو جن کی مدارات کلام سے نہ ہو سکتی تھی اور وہ سو نہ سکتے تھے جب تک کہ ان کا خون بہا کر اپنی نیند نہ سلا دی

لقتال عــــدوه

جائے تلوار سے فنا کردیا وہ سفر نہیں کرتے تھے مگر اپنے دشمنوں کے قتل کے ارادہ سے۔

(٤١) يهودي : فان عيسىٰ يزعمون انه كان زاهداً ؟

(٤١) یہودی ، عیسیٰؑ کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ زاہد تھے۔

امير المومنين : لقد كان كذلك و محمد ازهد الانبياء كان له ثلاثة عشر زوجة سوىٰ من يطيف به من الاماء ، رفعت له مائدة قط وعليها طعام ، ولا اكل خبز بر قط ولا شبع من خبز شعير ثلاث ليال متواليات قط ، توفي رسول الله و درعه مرهونة عند يهودي باربعة دراهم ، ما ترك صفراء ولا بيضاء مع ماوطئ له من البلاد ، ومكن له من غنائم العباد ، ولقد كان يقسم في اليوم الواحد الثلثمائة الف واربعمائة الف ويأتيه السائل بالعشي فيقول : والذي بعث محمداً بالحق ما امسى في آل محمد صاع من شعير ، ولا صاع من بر ولا درهم ولا دينار۔

امیرالمومنین : ہاں ایسا تھا مگر محمدؐ تمام انبیاء میں سب سے زیادہ زاہد تھے ان کی تیرہ بیویاں تھیں جو آپ کا طواف کیا کرتی تھیں آپ کا دسترخوان کبھی نہیں اٹھتا تھا جب تک اس پر کھانا رہتا تھا آپ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی تین روز مسلسل کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں کھائی جب رسول اللہؐ نے وفات پائی آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس چار درہم میں رہن تھی حضرتؐ نے سونا اور چاندی سے کچھ نہ چھوڑا حالانکہ آپ نے شہروں کو فتح کیا تھا اور لوگوں کا مال غنیمت آپ کو حاصل تھا آپ ایک ایک دن میں تین تین چار چار لاکھ درہم تقسیم کر دیتے تھے اور رات میں کوئی سائل آتا تو فرماتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آل محمدؐ پر ایک شب بھی ایسی نہیں گذرتی کہ ان کے پاس ایک صاع جو اور گیہوں یا ایک درہم و دینار بھی باقی رہا ہو۔

(٤٢) يهودي : فاني اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله و اشهد انه ما اعطى الله نبيا درجة ولا مرسلا فضيلة الا وقد جمعها

یہودی : یس بتحقیق کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے کسی نبی یا رسول کو وہ درجہ اور فضیلت عطا نہیں کی مگر یہ کہ وہ سب محمدؐ کے لئے

لمحمدؐ وزاد محمداً علی الانبیاء اضعاف درجات۔

فقال ابن عباس اشهد یا ابا الحسن انك من الراسخین فی العلم

فقالؑ: ویحك ومالی لا اقول ماقلت فی نفسی من استعظمه الله عزوجل فی عظمته فقال: وانك لعلی خلق عظیم

(کتاب الاحتجاج طبرسی ج ا ص۳۱۴)

جمع کر دی اور دیگر انبیاء سے محمدؐ کا درجہ کئی گنا زیادہ بنایا۔

ابن عباس نے کہا کہ اے ابو الحسن میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علم کے راسخین سے ہیں۔

فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر جو کچھ میرے لئے ہے وہ تو میں نے کہا ہی نہیں۔ میں نے جو کچھ کہا وہ اس ہستی کے لئے ہے جس کی عظمت میں خدائے عزوجل نے فرمایا کہ " یقیناً تم خلق عظیم ہو"۔

ص ا: حطیم: کعبہ شریف کے کنارہ کی دیوار۔ رکن زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان کی جگہ۔

ادعیہ ماثورہ

مذہب نے انسان کے جذبۂ تکبیر و نخوت کو رد کرنے کے لئے دعا کا حکم دیا ہے کیونکہ دعا اظہار عبودیت کا ایک ایسا مظاہرہ ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کے لئے پسند کیا چنانچہ ارشاد باری ہے کہ " جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو کہہ دو کہ میں ان کے پاس ہی ہوں جب کوئی بندہ دعا مانگتا ہے میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پس انہیں چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں"۔ (البقرہ) و نیز ارشاد ہوتا ہے کہ " واسئلوا الله من فضله (خدا سے اس کے فضل کو طلب کرو) اور وعدہ فرماتا ہے کہ " ادعونی استجب لکم " (مجھ سے دعا مانگو تو میں قبول کرتا ہوں) اور سوال کرتا ہے کہ " اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ " (کون ہے جو مضطر کی دعا کو قبول کرتا جب کہ وہ مانگتا ہے اور اس کی تکلیف کو دفع کرتا ہے)

حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ معلوم نہیں انسان کب زمانہ کے حوادث اور مصائب میں مبتلا ہو اس لئے اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعاؤں میں مصروف رہے جس سے بلائیں رد ہوتی ہیں۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعا کی طرف بڑھ کر دعا کرنا خداوند تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ کی ادعیہ دمنا جاتیں اول تو آپ کے اصحاب نے مدون کی تھیں اس کے بعد چند علماء نے مجموعہ کی شکل میں ترتیب دینا شروع کیا جن کے منجملہ ابو احمد عبدالعزیز مصری متوفی سنہ ۳۳۰ھ اور شیخ عبداللہ بن صالح متوفی سنہ ۱۳۵ھ

لمحمدؐ وزاد محمدًا على الانبياء اضعاف درجات۔

فقال ابن عباس اشهد یا ابا الحسن انك من الراسخين فی العلم

فقالؑ: ویحك ومالی لا اقول ماقلت فی نفسی من استعظمه الله عزوجل فی عظمته فقال: وانك لعلی خلق عظیم

(کتاب الاحتجاج طبرسی ج ۱ ص ۳۱۴)

جمع کر دی اور دیگر انبیاء سے محمدؐ کا درجہ کئی گنا زیادہ بنایا۔

ابن عباس نے کہا کہ اے ابو الحسن میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علم کے راسخین سے ہیں۔

فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر جو کچھ میرے لئے ہے وہ تو میں نے کہا ہی نہیں۔ میں نے جو کچھ کہا وہ اس ہستی کے لئے ہے جس کی عظمت میں خدائے عزوجل نے فرمایا کہ "یقیناً تم خلق عظیم ہو"۔

ص۱: حطیم: کعبہ شریف کے کنارہ کی دیوار۔ رکن زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان کی جگہ۔

ادعیہ ماثورہ

مذہب نے انسان کے جذبۂ تکبر و نخوت کو رد کرنے کے لئے دعا کا حکم دیا ہے کیونکہ دعا اظہار عبودیت کا ایک ایسا مظاہر ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کے لئے پسند کیا چنانچہ ارشاد باری ہے کہ "جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو کہہ دو کہ میں ان کے پاس ہی ہوں جب کوئی بندہ دعا مانگتا ہے میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پس انہیں چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں"۔ (البقرہ) و نیز ارشاد ہوتا ہے کہ "واسئلوا الله من فضله (خدا سے اس کے فضل کو طلب کرو) اور وعدہ فرماتا ہے کہ " ادعونی استجب لکم " (مجھ سے دعا مانگو تو میں قبول کرتا ہوں) اور سوال کرتا ہے کہ " اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ " (کون ہے جو مضطر کی دعا کو قبول کرتا جب کہ وہ مانگتا ہے اور اس کی تکلیف کو دفع کرتا ہے۔)

حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ معلوم نہیں انسان کب زمانہ کے حوادث اور مصائب میں مبتلا ہو اسی لئے اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعاؤں میں مصروف رہے جس سے بلائیں رد ہوتی ہیں۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعا کی طرف بڑھ کر دعا کرنا خداوند تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ کی ادعیہ و مناجاتیں اول تو آپ کے اصحاب نے مدون کی تھیں اس کے بعد چند علماء نے مجموعہ کی شکل میں ترتیب دینا شروع کیا جن کے منجملہ ابو احمد عبدالعزیز مصری متوفی ۳۳۰ھ اور شیخ عبداللہ بن صالح متوفی ۱۳۵ھ

اور شیخ عبداللہ بن صالح متوفی ۱۱۳۵ھ قابل ذکر ہیں۔ شیخ عبداللہ نے ۱۶۱ دعاؤں اور مناجات کا ایک مجموعہ مرتب کر کے اس کا نام صحیفہ علویہ رکھا جس کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے اس مجموعہ میں حمد و نعت و عظمت خداوندی عشق رسول کے گلدستے، درود و سلام سے مزین ادعیہ و مناجات میں استغفار کی روح، فصاحت و بلاغت و جامعیت کلام کا معجزانہ پہلو، موثر انداز بیان اور ایسا اظہار کرب و اندوہ ہے کہ دعا کبھی بغیر قبول ہوئے نہ رہے۔

حضرت کی دعائیں تشبیب و مبالغہ اور تشبیہ و کنایہ سے بالکل معرا ہیں اس لئے کہ رنج و غم اور کرب و اندوہ میں ایسی شاعری نہیں ہوتی۔ بے ساختگی کے عالم میں دل سے جو آواز نکلتی ہے اس میں مجاز کی بو تک نہیں رہتی۔ الہیات کی بظاہر خشک وادی میں جمال حقیقت کے سوا مجاز کا وجود نظر نہیں آتا مگر حضرت امیرالمومنینؑ نے معنی و بیان کی خوبیوں کو اکٹھا کر کے اس خشک وادی کو ادب کا سرسبز و شاداب گلستان بنا دیا۔ اسی سخت بندشوں کی پابندی میں جکڑے ہوئے سینکڑوں دعاؤں کا لکھ دینا اور وہ بھی اس طرح نہیں کہ ایک ہی تخیل کو الفاظ بدل بدل کر دہرائیں بلکہ ہر مناجات ایک نئے انداز میں اور ہر دعا عجیب منت و سماجت کے ساتھ انتہائی فصاحت و بلاغت اور پرواز فکر کے ساتھ بیان کرنے پر دنیائے ادب کو محو حیرت کر دیا جس کی مثال خاندان نبوت کے معصومین کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔ ہر دعا و مناجات جا بجا قرآنی آیات سے اس بے مثال صناعی سے سجائی گئی ہے کہ کسی بڑے سے بڑے ادیب سے بھی اس تزئین کا امکان نہیں۔ زبان کی روانی کے ساتھ ترکیبوں کی چستی، صنعت طباق و تضاد اور صنائع لفظیہ و معنویہ کی مثالیں جو ان ادعیہ میں مل سکتی ہیں کہیں اور نہ ملیں گی۔ ملاحظہ ہو:

(۱) صنعت طباق و تضاد:

انت العالم وانا الجاھل انت القوی وانا الضعیف انت العزیز وانا الذلیل۔

"تو عالم ہے اور میں جاہل ہوں تو قوی ہے اور میں ضعیف ہوں تو عزت دار ہے اور میں ذلیل ہوں۔"

(۲) معاشی نظام سے متعلق۔

اللھم انی اعوذ بک من غنی مطغ وفقر منس۔

"خداوندا میں تجھ سے سرکش بنا دینے والی تونگری اور غافل بنا دینے والی فقیری سے پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳) اسراف سے متعلق

اعوذ بک من البخل والسرف

میں تجھ سے بخل و اسراف دونوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۴) سرمایہ داری کی مذمت:

"میں تجھ سے سرمایہ داری تو چاہتا ہوں مگر ایسی سرمایہ داری نہیں جو مجھ میں انانیت پیدا کر کے سرکش بنا دے"

(۵) غیروں کی محتاجی:

اللّٰھم لا تکلنی علیٰ احد طرفۃ عین : بار الٰہا ایک چشم زدن کے لئے بھی تو مجھے کسی کے حوالہ نہ کر۔

خدا کی ذات کے متعلق غور کرنے والوں نے جتنا غور کیا ان کی حیرانی بڑھتی گئی۔ بالآخر وہ انکار کرنے لگے حالانکہ بیان کا عجز تھا۔ جن دعاؤں میں خدا کی حمد وثناء کا ذکر ہے یہ خدا کے وجود کو وجدان عقلی میں راسخ کر دیتی ہیں اور ایک ایسی نفسیاتی کیفیت پیدا کرتی ہیں جس سے بندہ اپنے کو خدا کے بالکل قریب محسوس کرنے لگتا ہے۔ اگر کوئی شخص حضرت کی دعاؤں کو صبر و سکون سے معنی سمجھتے ہوئے ورد کرے تو مطالعہ باطن میں ایسا محو ہو جائے گا کہ وہ نہ ہی رہبانیت اور ترک دنیا کے جذبہ میں غرق ہوگا اور نہ مایوسی کا شکار رہے گا۔

استغفار : لکھنے والوں نے استغفار کے لئے متعدد کلمات تجویز کئے مگر جو رقت انگیز کلمات امیرالمومنین کی مناجاتوں میں ملتے ہیں ان کی نظیر دنیا کے کسی مذہبی لٹریچر میں نہیں ملتی۔ ممکن نہیں کہ کوئی گناہ گار ان کلمات استغفار کو ادا کرے اور اس کے لئے دریائے اجابت نہ کھل جائیں حضرت کی دعاؤں کا ورد کرنے والا بہت جلد محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کے قلب میں نور اور روح میں پاکیزگی پیدا ہو رہی ہے اور وہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ رہا ہے۔

صحیفہ علویہ کی دعا نمبر ۱۶ عجز و تذلیل کے موضوع پر ایک عجیب وغریب استغفار ہے جس میں حضرت نے قرآن مجید کی تمام آیات استغفار کو ایک دلنشین انداز میں ترتیب دے کر توبہ و انابت کا جو ہر کشید فرمایا ہے۔ اور ہر آیت کے بعد " وانا استغفرك واتوب الیك " کا اعادہ فرما کر ایک وجد و کیف کے عالم کی سیر کرا دی۔

ہر استغفار دیدہ عبرت نگاہ کے لئے دعوت اصلاح و ہوش ہے۔ اکثر مقامات پر ایسے رقت انگیز مناظر ہیں کہ توجہ سے پڑھنے والا خوف دہراس سے لرزاں ہو جائے چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے۔

" الٰہی ہماری اس حالت مسافرت پر رحم فرمانا جب ہمیں قبروں کے پیٹ ہضم کر لیں گے اور ہمارے ان گھروں کو اینٹوں کی چھت سے پاٹ دیا جائے گا۔ الٰہی ہم پر اس وقت رحم کرنا جب ہم عریاں اور پابرہنہ ہوں گے قبروں کی خاک ہمارے سروں پر ہوگی۔ قیامت کے خوف سے ہماری آنکھیں پھٹی ہوں گی۔ اس وقت اپنا کرم ہم سے نہ روک لینا" ایک اور دعا ملاحظہ ہو (مناجات نمبر ۲۳)

إِلٰهِي عَظُمَ جُرْمِي إِذْ كُنْتَ الْمُبَارِزَ بِهِ وَكَبُرَ ذَنْبِي إِذْ كُنْتَ الْمُطَالِبَ بِهِ إِلَّا أَنِّي إِذَا ذَكَرْتُ كَثِيرَ جُرْمِي وَعَظِيمَ غُفْرَانِكَ وَجَدْتُ الْحَاصِلَ مِنْ بَيْنَهُمَا عَفْوَ رِضْوَانِكَ ٥

ترجمہ : یا اللہ میرا جرم بہت عظیم ہے جبکہ تو اس کے مقابل ہے اور میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور تو باز پرس کریگا مگر جب میں اپنے بڑے گناہوں کو یاد کرکے تیری عظیم الشان مغفرت کو یاد کرتا ہوں تو تیری خوشنودی اور بخشش کو ان

دونوں کے درمیان موجود پاتا ہوں۔

(مناجات نمبر ۲۳) کے چند ا درمقامات کی حلاوت ملاحظہ ہو۔

(۱) الٰهی لیس تشبہ مسئلتی سائلین

ترجمہ: خداوندا میرا سوال عام سائلین کی طرح نہیں ہے کیونکہ ہر مانگنے والا نا کام رہا تو مانگنا چھوڑ دیتا ہے مگر میں نے جس امر کی تجھ سے خواہش کی ہے اس سے کسی حالت میں بھی مستغنی نہیں ہوں۔ بارالٰہا مجھ سے راضی ہو جا اور اگر مجھ سے راضی نہیں ہوتا تو مجھے معاف کر دے کہ کبھی ناراض آقا بھی اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے خداوندا میں تجھ سے کیوں کر مانگوں جب کہ میں میں ہوں یا تجھ سے کیسے مایوس ہو جاؤں کہ تو تو ہے۔

(۲) الٰهی خلقت لی جسماً....

بارالہا تو نے میرا جسم خلق فرمایا اور اس میں میرے وہ اعضا قرار دیئے جن سے میں کبھی تیری اطاعت کرتا ہوں اور کبھی نافرمانی اور کبھی تجھے ناراض کرتا ہوں اور کبھی راضی۔ تو نے میرے نفس کو خواہشات کی طرف داعی قرار دیا ہے اور مجھے اس گھر میں مقیم کیا ہے جو آفات سے بھرا ہوا ہے اور پھر مجھے حکم دیا کہ گناہوں سے بچوں۔ پس میں تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں تیری ہی تائید سے گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور تجھ ہی سے تجھے راضی کرنے والے اعمال کی توفیق چاہتا ہوں۔

(۳) الٰہی تیری عزت و جلال کی قسم میں تجھے اس محبت کے ساتھ چاہتا ہوں جس کی چاشنی میرے دل میں جاگزیں ہے اور تیری وحدت کے پرستاروں کے ضمیر بھی گمان نہیں کر سکتے کہ تو اپنے چاہنے والوں سے بغض رکھے گا۔ الٰہی میں تیرے عفو کا اسی طرح انتظار کر رہا ہوں جس طرح گناہ گار کرتے ہیں اور نیکو کار تیری جس رحمت کی توقع رکھتے ہیں میں اس سے مایوس نہیں ہوں۔

(۴) الٰہی تو مجھ پر غضب ناک نہ ہو کہ میں تیرے غضب کی تاب نہیں لا سکتا اور مجھ سے ناراض نہ ہو کہ تیرے غصہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

الٰهی أَلِلشَّقَاءِ رَبَّتْنِی أُمِّی

ترجمہ: الٰہی کیا میری ماں نے مجھے جہنم کے لئے پالا تھا۔ کاش وہ مجھے نہ پالی ہوتی۔ کیا اس نے مجھے بدبختیوں کے لئے پیدا کیا تھا کاش مجھے پیدا نہ کرتی۔ خداوندا جب میں اپنی لغزشیں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو بہنے لگتے ہیں یہ کیونکر نہ بہیں کہ میں نہیں جانتا کہ میرا انجام کیا ہو گا۔

بلاغت وجامعیت : حضرت امیرالمومنین کے کلام کا ایک معجزانہ پہلو یہ ہے کہ مختصر سے مختصر الفاظ میں

وسیع ترین مفہوم ادا فرماتے ہیں ان مختصر اور چھوٹے جملوں میں ایک عالم اکبر آباد کر دیا جس سے صرف ارباب بصیرت ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں ممکن ہے پہلی نظر میں اکثر حضرات نفس مضمون کی وسعت و مقصد اچھی طرح سمجھ نہ سکیں مگر چند بار خضوع و خشوع سے معنی سمجھتے ہوئے اعادہ کریں تو ان میں ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) الٰـهِیْ اِنْ عفوت بِفَضْلِكَ وَاِنْ عَذَّبْتَ فبعدلك

ترجمہ: اگر تو نے مجھے معاف کر دیا تو یہ تیرا فضل ہوگا اور اگر تو نے معذب کیا تو یہ تیرا عدل ہوگا۔

(۲) اَللّٰهُمَّ احْمِلْنِی عَلٰی عَفْوِكَ وَلَا تَحْمِلْنِی عَلٰی عَدْلِكَ

خداوندا مجھے اپنی معافیوں کے لئے تیار فرما عدل کے لئے نہیں۔

جس طرح کسی دنیاوی حاکم کے پاس درخواست پیش کرنے کے اوقات مقرر رہتے ہیں اور عرض حال خاص انداز اور خاص الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے اسی طرح احادیث سے واضح ہے کہ دعاؤں کے قبول ہونے کے خاص اوقات ہیں لہذا ہمیں چاہیئے کہ ان مخصوص اوقات میں سائل کی حیثیت اور معطی کی عظمت و منزلت کا خیال رکھتے ہوئے ایسے الفاظ میں حاجت طلب کریں کہ دعائیں اثر پذیر ہوں چنانچہ حضرت امیر المومنین نے ہمیں تعلیم دی کہ دعا کس طرح کرنی چاہیئے یہ انداز التجا حضرت امیر المومنین سے مخصوص ہے جو کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا۔

صحیفہ علویہ کی چند مشہور دعائیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) **دعائے صباح** : یہ دعا صحیفہ علویہ میں ایک شہ پارہ (MASTER PIECE) کی حیثیت رکھتی ہے دعا کیا ہے فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر ہے یا نغمۂ داؤد اعجاز نطق ہے یا ادبیات کا آسمان ہفتم۔ سوز و گداز اور تاثیر و نفوذ کے لحاظ سے ایک یکتائے روزگار الہامی شہ پارہ ہے جس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ دَلَعَ لِسَانَ الصَّبَاحِ بِنُطْقِ تَبَلُّجِهٖ وَسَرَّحَ قِطَعَ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ ......

خداوندا اے وہ جس نے صبح کی زبان کو اس کی تابانیوں کی گویائی سے ظاہر کیا اور پارہائے شب تاریک کو اس کی تاریک تیرانیوں سمیت رخصت کیا اور چرخ گردوں کی صنعت کو اس کے برجوں کے حدود میں پائیدار کیا اور ضیائے آفتاب کو اس کی برافروختگی کے نور سے منور کیا۔

یَا مَنْ دَلَّ عَلٰی ذَاتِهٖ بِذَاتِهٖ...

اے وہ جس نے اپنی ذات پر اپنی ذات سے رہنمائی

اِلٰھِی قَرَعۡتُ بَابَ رَحۡمَتِكَ بِیَدِ رَجَائِی وَھَرَبۡتُ اِلَیۡكَ لَاجِیًا۔

کی جو اپنی مخلوق کے ہم جنس ہونے سے پاک اور اپنی کیفیتوں کی مناسبت سے بلند ہے۔

الٰہی میں نے تیرے رحمت کے دروازہ کو اپنی امیدوں کے ہاتھ سے کھٹکھٹایا اور اپنی خواہشات کی زیادتی کی وجہ تیری بارگاہ میں دوڑ آیا ہوں اور تیری رسیوں کے سرے اپنی محبت کی انگلیوں سے تھام لئے۔ خداوندا میں نے لغزشوں اور خطاؤں کی بناء پر جو گناہ کئے ہیں ان سے درگذر فرما اور مجھے افتادگی ہلاکت سے بچالے۔

اس دعا کا آخری جملہ ملاحظہ ہو۔

اِلٰھِی قَلۡبِی مَحۡجُوۡبٌ وَعَقۡلِی مَغۡلُوۡبٌ وَنَفۡسِیۡ مَعۡیُوۡبٌ وَھَوَائِیۡ غَالِبٌ وَطَاعَتِیۡ قَلِیۡلَۃٌ وَمَعۡصِیَتِیۡ کَثِیۡرَۃٌ وَلِسَانِیۡ مُقِرٌّ بِالذُّنُوۡبِ وَمُعۡتَرِفٌ بِالۡعُیُوۡبِ فَمَا حِیۡلَتِیۡ یَا عَلَّامَ الۡغُیُوۡبِ وَیَا سَتَّارَ الۡعُیُوۡبِ وَیَا غَفَّارَ الذُّنُوۡبِ اِغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ کُلَّھَا یَا غَفَّارُ۔

ترجمہ: خداوندا میرا دل شرمندہ میری عقل شکست خوردہ میرا نفس معیوب میری خواہشات مجھ پر غالب میری طاعت بہت کم میرے گناہ بہت زیادہ میری زبان گناہوں کی مقر اور عیبوں کی معترف ہے۔ پس اے غیب کے جاننے والے عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والے اور گناہوں کے معاف کرنے والے میرے تمام گناہ معاف کردے۔

حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو نماز فجر کے بعد پڑھ کر دعا کرے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ حق تعالیٰ فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے کہ اس کی حفاظت کریں اگر تمام جن و انس اس کو ضرر پہنچانا چاہیں تو ہرگز قادر نہ ہوں گے۔

(۲) دعائے کمیل (دعائے خضر)

حضرت کمیل ابن زیاد ناقل ہیں کہ مسجد بصرہ میں ایک مرتبہ جب کہ امیرالمومنین بھی موجود تھے نیمہ شعبان کا ذکر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ جو شخص نیمہ شعبان کو شب بیداری کرے اور دعائے خضر پڑھ کر اپنا مقصد بارگاہ ایزدی میں عرض کرے اس کی دعا ضرور مستجاب ہوگی۔ اے کمیل تو اس دعا کو ہر شب جمعہ پڑھا کر اگر یہ نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو تمام عمر میں ایک بار پڑھے کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا اس کے بعد حضرت امیرالمومنین نے یہ دعا تلقین فرمائی اور یہ دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہوئی۔

یہ دعا صحیفہ علویہ میں ایک دربائے نایاب کے خزانہ کا درجہ رکھتی ہے جس میں حق تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا بیان اور خدا اور بندے کے درمیان عجز و نیاز کے وہ ہوش ربا مناظر ہیں جن کی تلاوت سے قاری ششدر و مبہوت رہ جاتا ہے۔

دعائے کمیل اخلاص و عرفان کی منزل کے علاوہ رجائیت کی بھی ایک مکمل تصویر ہے مقام غور ہے کہ ایک خاطی انسان جہنم میں جل رہا ہے پھر بھی وہ خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ملاحظہ ہو۔

"اے میرے اللہ میرے پروردگار میرے آقا و مولا میں تجھ سے کن امور کی شکایت کروں اور کس چیز کے لئے فریاد و زاری کروں دردناک عذاب اور اس کی سختی کی یا طول بلاکی ... پروردگارا تو جانتا ہے کہ میں تیرے عذاب پر صبر کروں گا مگر تیری نظر کرم نہ ہونے پر کیسے صبر کرسکوں گا۔

(۳) دعائے یمانی یہ ایک نادر روزگار نعمت غیر مترقبہ ہے اور ہم گناہ گاروں کے لئے ایک تحفہ روحانی احسن دعا میں خدا کی عظمت و جبروت کا جو بے مثال خاکہ حضرت نے کھینچا ہے اس کے پڑھنے سے قلب پر ایک ہیبت سی طاری ہوتی ہے اور خداوند کریم کے لامحدود احسانات و عنایات کی تفصیل پڑھتے ہوئے قلب و دماغ میں ایک وجدانی کیفیت ہوتی ہے حضرت یہ دعا شدائد اور نزول حوادث کے وقت پڑھتے تھے۔

(۴) دعائے مذخور اس دعا میں حضرت نے تسبیح و تحمید و تہلیل کا اس معجزانہ بلاغت کے ساتھ ذخیرہ کردیا ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کے تصور سے انسان کا دل ہل جائے اس کے بعد خدا سے طلب مغفرت کا اسلوب ملاحظہ ہو۔

"اے مانگنے والوں کو عطا کرنے والے اللہ۔ اے اسیران غم و رنج کی تکالیف دور کرنے والے اللہ اے بڑے سے بڑے کرب و اندوہ کو دور کرنے والے اللہ۔ اے رحم کرنے والے میں تیرے کمال بخشش اور کامل ناموں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ والے رحمٰن میں تیرے ان اسماء کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جن سے تو راضی ہے اے اللہ اور اے رحمٰن میں سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر ہر شئے سے قبل ہر شئے کے ساتھ اور تمام اشیاء کے برابر ایسا درود بھیج جس کے شمار کرنے پر تیرے سوائے کوئی قادر نہ ہو اور جو کائنات کی تمام چیزوں اور ان سب اشیاء کے مساوی ہو جن کا احصاء تیری کتاب اور تیرے علم نے کیا ہو۔" اس آخری جملے کا غور سے مطالعہ کیا جائے کہ ان آٹھ الفاظ میں حضرت نے غیر معمولی ایجاز و اختصار کے ساتھ مغفرت و انابت کے تمام ابواب سمیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔

"وَاَنْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ لَا مَا اَنَا اَهْلُهٗ۔"

ترجمہ: تو میرے ساتھ وہ کر جس کا تو اہل ہے وہ نہ کر جس کا میں اہل ہوں۔

(۵) دعائے مشلول اس دعا میں حضرت امیرالمومنین نے خدا کے ان ناموں کا ذکر کیا ہے جن سے بہت کم لوگ مانوس ہیں۔

سید ابن طاؤس نے کتاب منہج الدعوات میں امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس دعا میں اسم اعظم ہے اس دعا کا پڑھنا اجابت دعا کا باعث اور غم والم کے دور ہونے کا موجب ہے اس کی برکت سے پڑھنے والے کا قرض ادا ہوگا۔ محتاجی مالداری سے بدل جائے گی گناہ بخش دیئے جائیں گے شیطان و سلطان کے شر سے محفوظ رہے گا اس دعا کو باطہارت پڑھو۔ بغیر طہارت کے پڑھنے کی جرأت نہ کرو۔

حضرت امیر المومنین نے یہ دعا مناذل ابن لاحق کو تعلیم دی تھی جس کا نصف جسم اس کے باپ کی بددعا سے شل ہوگیا تھا اور اس کا باپ اس کے لئے دعا کرنے جاتے ہوئے راستہ میں اونٹ سے گر کر مر گیا تھا اس دعا کی برکت سے مناذل کی توبہ قبول ہوئی اور اس نے شفا بھی پائی اسی لئے یہ دعائے مشلول کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۶۱) دعائے صنمی قریش

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک شب مسجد نبوی میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین نماز شب میں مشغول تھے میں ایک گوشہ میں بیٹھکر حضرت کے حسن عبادت سے محفوظ ہو رہا تھا۔ نماز شب کے بعد حضرت نے ایک دعا پڑھی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو یہ کیا دعا تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ دعائے صنمی قریش تھی۔ اے عبد اللہ جو شخص اس دعا کو برجوع قلب پڑھے خداوند عالم اس کے گناہ معاف کر دے گا وہ شخص عذاب قبر سے مامون رہے گا اور جس حاجت کے لئے پڑھے گا پوری ہوگی اے ابن عباس اگر تمہارے کسی دوست پر بلا و مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھے اس کو نجات ملے گی۔

دعائے جامع

اس دعا میں کلمہ توحید کا بار بار اعادہ کر کے صفت و موصوف کو ترکیب دے کر حمد و مناجات کے انداز بدل دیئے ہیں اس کے پڑھنے سے سورہ رحمٰن کا لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ منہج الدعوات میں اس دعا کے پڑھنے والے کیلئے بہت فضیلت و ثواب مرقوم ہے بالخصوص اس شخص کے لئے جو مدت عمر میں ایک سو مرتبہ پڑھ لے۔

ان دعاؤں کے علاوہ متعدد امراض سے شفایاب ہونے کی دعائیں، ماہ رمضان کی مخصوص دعائیں، کشادگی رزق، ادائے قرض، ردسحر، حاجت براری، رد ظالم، دعا وقت احتضار، مہینے کی ہر تاریخ کی دعائیں، ایام ہفتہ کی دعائیں وغیرہ صحیفہ علویہ میں مرقوم ہیں۔

وسعت رزق

حضرت امیر المومنین نے وسعت رزق کے لئے فرمایا کہ فرائض سے فارغ ہونے کے بعد سوتے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ اَنْ تَرْزُقَنِيْ رِزْقًا وَاسِعًا حَلَالًا طَيِّبًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ه

دعائے سریع الاجابت

ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین سے عرض کیا کہ معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ میری دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا کہ تو دعائے سریع الاجابت سے کیوں دور رہا۔

عرض کیا کہ وہ کون سی دعا ہے حضرت نے فرمایا کہ :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْاَجَلِّ الْاَکْرَمِ الْمَخْزُوْنِ الْمَکْنُوْنِ النُّوْرِ الْحَقِّ الْبُرْھَانِ الْمُبِیْنِ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرٌ مَعَ نُوْرٍ وَ نُوْرٌ مِنْ نُوْرٍ وَ نُوْرٌ فِیْ نُوْرٍ وَ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ وَ نُوْرٌ فَوْقَ کُلِّ نُوْرٍ وَ نُوْرٌ یُضِیْئُ بِہٖ کُلُّ ظُلْمَۃٍ وَ یُکْسَرُ بِہٖ کُلُّ شَیْطَانٍ مَرِیْدٍ وَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ لَا تَقِرُّ بِہٖ اَرْضٌ وَلَا تَقُوْمُ بِہٖ سَمَآءٌ وَ یَاْمَنُ بِہٖ کُلُّ خَائِفٍ وَ یَبْطُلُ بِہٖ سِحْرُ کُلِّ سَاحِرٍ وَ بَغْیُ کُلِّ بَاغٍ وَ حَسَدُ کُلِّ حَاسِدٍ یَتَصَدَّعُ بِعَظَمَتِہٖ الْبَرُّ وَ الْبَحْرُ وَ تَسْتَقِرُّ بِہٖ الْفُلْکُ حِیْنَ یَتَکَلَّمُ بِہٖ الْمَلَکُ فَلَا یَکُوْنُ لِلْمَوْجِ عَلَیْہِ سَبِیْلٌ وَ ھُوَ اسْمُکَ الْاَعْظَمُ الْاَجَلُّ الْاَجَلُّ النُّوْرُ الْاَکْبَرُ الَّذِیْ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ وَ اسْتَوَیْتَ بِہٖ عَلٰی عَرْشِکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ اَسْئَلُکَ بِکَ وَ بِھِمْ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ ۔۔۔ یہاں اپنی حاجات بیان کرے۔

(مصباح کفعمی)

۱؎ : دعا قبول نہ ہونے کی وجہ : ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ خداوند عالم تو فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں " پ۲۴ (مومن) مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ دعا مانگے اور قبول نہ ہو مگر ظالم کی دعا اس وقت تک رد ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے اب رہا وہ شخص جو حق پر ہے وہ جس وقت بھی دعا مانگتا ہے قبول کی جاتی ہے مگر اس طرح کہ اس کو خبر تک نہیں ہوتی اگر کسی بندہ کی دعا قبول کرنے کا انجام بہتر نہ ہوتا ہو تو اسے خدائے تعالیٰ روک لیتا ہے۔ تاکہ اس کو ضرر نہ پہنچے و نیز مروی ہے کہ عدم استجابت دعا کا راز یہ ہے کہ جب ہماری جانب سے نقض عہد ہو تو خدا اپنے عہد کو کیسے پورا کرے گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ " اوفو بعھدی اوف بعھدکم " یہ ایک میثاق تھا جو یوم الست عالم ارواح میں ہر فرد سے لیا گیا تھا کہ محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کو اس معرفت کے ساتھ جو حق ان کی معرفت کا ہے تسلیم کریں۔ ابوالبرکات سے مروی ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو تو ادب دعا کا لحاظ رکھے یعنی اس کا دل حاضر ہے طعام حلال کھایا ہو اور لباس حلال پہنا ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم دعا کرنا چاہو تو خدا کی تحمید و تمجید، تسبیح و تہلیل اور حمد و ثنا کرو اور محمدؐ و آل محمد پر درود بھیج کر سوال کرو تو دعا مستجاب ہوگی جب تک محمدؐ و آل محمد پر درود نہ بھیجو گے دعا رکی رہتی ہے۔

استدراج : انسان کو چاہیئے کہ نہ ہی عدم استجابت دعا سے دل تنگ ہو کہ حق تعالیٰ بندہ مومن کی آواز کو دوست رکھتا ہے اور نہ فوری دعا کے قبول ہونے سے خوش ہو کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو۔ اگر تم کسی کو دیکھو کہ اس کی دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں اور وہ گناہوں میں مبتلا ہے تو سمجھ جاؤ کہ یہ استدراج ہے۔

اوقات دعا : امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا کے قبول ہونے کے چار اوقات ہیں بعد نماز وتر، بعد فجر ظہر اور بعد مغرب۔

جو لوگ اب تک ان دعاؤں کے فیض سے محروم ہیں وہ ان کی حلاوت تاثیر و نفوذ کو کیا جانیں انہیں چاہیئے کہ ان دعاؤں کی طرف توجہ کریں اور مستفید ہوں۔

تعلیم دعا

ایک شخص نے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے ورثہ میں کچھ مال ملا ہے اس میں سے میں نے ایک درہم بھی راہ خدا میں نہ دیا پھر اس سے اور مال حاصل کیا لیکن اس میں سے بھی کچھ راہ خدا میں نہ دیا۔ پس آپ ایک ایسی دعا تعلیم دیجئے کہ جس کی وجہ سے اس کی تلافی ہو جائے اور جو کچھ ہو چکا ہے بخشا جائے۔ اور میں صحیح عمل کروں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہتا ہوں تو بھی کہہ۔

یا نوری فی کل ظلمة ویا انسی فی کل وحشة ویا رجائی فی کل کربة ویا ثقتی فی کل شدیدة ویا دلیلی فی الضلالة۔ انت دلیلی اذا انقطعت دلالة الادلاء فان دلالتک لا تنقطع ولا یضل من هدیت انعمت علی فاسبغت ورزقتنی فوفرت وغذیتنی فاحسنت غذائی واعطیتنی فاجزلت بلا استحقاق لذلک بفعل منی ولکن ابتداء منک لکرمک وجودک فتقویت بکرمک علی معاصیک وتقویت برزقک علی سخطک وافنیت عمری فیما لا تحب فلم یمنعک جرائتی علیک ورکوبی لما نهیتنی عنه ودخولی فی ما حرمت علی ان عدت علی بفضلک ولم یمنعنی حلمک عنی وعودک علی بفضلک وان عدت فی معاصیک فانت العواد

بالفضل و انا العواد بالمعاصی فیا اکرم من اقر لہ بذنب وا عز من خضع لہ بذل لکرمك اقررت بذنبی ولعزك خضعت بذلی فما انت صانع بی لکرمك واقراری بذنبی وعزك وخضوعی بذلی افعل بی ما انت اھلہ ولا تفعل بی ما انا اھلہ

ترجمہ : اے ہر تاریکی میں میرے نور اے ہر وحشت میں میرے انیس اور ہر مصیبت میں میری امید ہر سختی میں بھروسہ والے جب ہر طرف سے رہنمائی ختم ہو جائے تو گمراہی میں راستہ دکھانے والے میرا رہنما تو ہے تیری رہنمائی کبھی قطع نہیں ہوتی اور وہ گمراہ نہیں ہوتا جس کی تو ہدایت کرے تو نے مجھ پر لگاتار نعمتیں نازل کیں اور کافی رزق دیا اور اچھی سے اچھی غذا دی! اور بلا استحقاق تو نے مجھے نعمتیں دیں۔ تو نے کرم کی ابتدا اپنی طرف سے کی اور تیرے کرم کی ہی وجہ مجھے گناہ کی جرأت ہوئی اور تیرے غصہ کو سہنے کی قوت ہوئی میری عمر ایسے کاموں میں گذری جو تجھے پسند نہیں تو نے چونکہ نہ روکا اس سے جرأت بڑھ گئی۔ اور میں نے وہ کیا جس کی تو نے نہی کی تھی اور جس کو تو نے حرام کیا تھا وہ بجالایا اور تیرے حلم نے نہ روکا۔ میں معاصی کی طرف لوٹتا رہا اور تو فضل دکھاتا رہا۔ پس اے گناہ کے مقر پہ سب سے زیادہ کرم کرنے والے میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور اے خضوع وخشوع کرنے والوں پر بخشش کرنے والے میں گناہ کا اقرار کرتا ہوں پس میرے ساتھ وہ کر جس کا تو اہل ہے اور وہ نہ کر جس کا میں اہل ہوں۔

(اصول کافی ۔ ج ۲)

کمیل ابن زیاد کو نصیحت

کمیل ابن زیاد سے مروی ہے کہ: اخذ علی بن ابی طالب بیدی فاخرجنی الی ناحیۃ الجبان فلما اصحرنا جلس ثم تنفس ثم قال یا کمیل بن زیاد القلوب اوعیۃ فخیرها اوعاها، احفظ ما اقول لک الناس ثلاثۃ: فعالم ربانی، ومتعلم علی سبیل نجاۃ، وھمج رعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیئوا بنور العلم ولم یلجئوا الی رکن وثیق۔

العلم خیر من المال، العلم یحرسک وانت تحرس المال العلم یزکو علی العمل والمال تنقصہ النفقۃ، ومحبۃ العالم دین یدین بھا العلم یکسب العالم الطاعۃ فی حیاتہ وجمیل الاحدوثۃ بعد موتہ وضیعۃ المال تزول بزوالہ۔ مات خزان الاموال وھم احیاء، والعلماء باقون ما بقی الدھر اعیانھم مفقودۃ، و امثالھم فی القلوب موجودۃ ھا، ان ھھنا واشار بیدہ الی صدرہ علما لو اصبت لہ حملۃ

کمیل ابن زیاد سے مروی ہے کہ ایک روز علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرا ہاتھ تھام کر قبرستان کے ایک گوشہ کی طرف چلنے لگے جب ہم صحرا میں پہونچے بیٹھ گئے حضرت نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا اے کمیل ابن زیاد قلوب ظرف ہوتے ہیں اور نیکیاں ان کی مظروف میں جو کچھ تم سے کہا جاؤں یاد رکھو کہ لوگ تین قسم کے ہیں، عالم ربانی، راہ نجات کے متعلم اور بغیر قائد کے نچلے طبقہ کے بازاری لوگ جو ہوا کے رخ پر مائل رہتے ہیں وہ نور علم سے منور نہیں ہیں۔ وہ کبھی مضبوط عہد و پیماں نہیں کرتے۔ علم مال سے بہتر ہے۔ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تم کرتے ہو۔ علم عمل کو پاک کرتا ہے۔ اور مال خرچ کرنے سے گھٹ جاتا ہے۔ عالم دین کی محبت قبول دین کی وجہ سے ہے۔ علم عالم کی زندگی میں اس کے لئے طاعت کو کسب کرتا ہے اور اس کی باتوں کو آراستہ کر کے موت کے بعد پیش کرتا ہے اور مال کی پونجی اپنے زائل ہونے پر زوال لاتی ہے اور مال کے جمع کرنے والے زندہ رہتے ہوئے مردہ ہو جاتے ہیں اور علماء باقی رہتے ہیں جب تک کہ زمانہ باقی ہے۔ ان کے جسم مفقود ہو جاتے مگر ان کی صفات قلوب میں موجود رہتی ہیں آگاہ ہو جاؤ اگر یہاں (ہاتھ سے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا) علم ہے تو میں اس کا تحمل ہوں

بلى اصبت لقناً غير مامون عليه يستعمل
آلة الدين للدنيا، يستظهر بحجج الله
على كتابه وبنعمه على عباده او
منقادا لاهل الحق لا بصيرة له في احيائه
يقتدح الشك في قلبه باول عارض من
شبهة، لا ذا ولا ذاك،
او منهوم باللذات، سلس القياد
للشهوات، او مغرى بجمع الاموال
والادخار، وليسا من دعاة
الدين، اقرب شبها بهما الانعام
السائمة۔
كذلك يموت العلم بموت
حامليه،
اللهم بلى لا تخلو الارض من قائم
لله بحجة ولئلا تبطل حجج الله وبيناته
اولئك هم الاقلون عددا، الاعظمون
عند الله قدرا بهم يدفع الله
عن حجة حتى يودوها الى نظرائهم
ويزرعوها في قلوب اشباههم هجم
بهم العلم على حقيقة الامر
فاستلانوا ما استوعر منه المترفون
وانسوا بما استوحش منه الجاهلون
صحبوا الدنيا بابدان ارواحها
معلقة بالمنظر الاعلى، اولئك
خلفاء الله في بلاده، ودعاته الى دينه

ہیں نے اس کو بغیر خوف کے برداشت کر لیا۔
وہ آلۂ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے وہ حجت ہائے
خدا سے اس کی کتاب پر اور اس کی نعمتوں سے اس کے
بندوں کے لئے مدد طلب کرتا ہے یا اہل حق کی اطاعت
کرتا ہے مگر اس میں ہدایت حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں
شبہ پیدا ہونے پر اس کے قلب میں شک پیدا ہوتا ہے
کہ نہ وہ ایسا ہوا اور نہ یہ ویسا ہوا (نہ حق کی طرف مائل ہوا
نہ ناحق کی طرف) یا وہ لذات سے محروم رہ گیا۔ اس نے
خواہشات کی وجہ سے اطاعت کی یا مال کے جمع اور ذخیرہ
کرنے کے لئے اپنے کو دھوکا دے رہا تھا۔ وہ دین کی طرف
بلانے والوں سے نہیں ہے۔ وہ چرنے والے جانوروں کی
طرح شبہ کرنے میں ان دونوں (مال جمع کرنے والے اور
ذخیرہ کرنے والے) سے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح عاملین
علم کے مرنے سے علم بھی مر جاتا ہے۔ خداوندا جو حجت خدا
کو قائم کرتے ہیں ان سے زمین کو خالی نہ کرتا کہ اللہ کی حجتیں
اور دلیلیں باطل نہ ہوں۔ ایسے لوگ گنتی میں بہت کم ہوتے
ہیں مگر عزت و قدر کے لحاظ سے خدا کے نزدیک عظیم مرتبہ
رکھتے ہیں۔ خدا اپنی حجتوں سے (موت کو) دفع کر دیتا ہے
یہاں تک کہ اپنے ناظرین کے لئے (وہ اپنے پروگرام کو) پورا
کر دیتے ہیں اور حقیقت امر میں اپنے ساتھیوں کے قلوب
میں علم و ہدایت کے بیج بوتے ہیں۔

حقیقت امر کا علم انہیں اچانک حاصل ہو جاتا ہے پس وہ
نرمی اختیار کرتے ہیں جس سے مترفینؔ گھبرا جاتے ہیں اور
وہ درگذر کرتے ہیں جس کی وجہ جہلا وحشت محسوس کرتے ہیں دنیا

مترفین: ایسے لوگ کہ جو چاہیں کر گذریں اور کوئی ان کو روک نہ سکے۔

ھاہ ھاہ شوقا الی رویتھم واستغفر اللہ لی ولک ۔ اذا شئت فقم

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ بجاج ۷، ص ۸۰)

کے حکام اعلیٰ اپنی روحوں کے ساتھ جو منظر اعلیٰ سے متعلق ہیں وہ اللہ کے خلفاء ہیں اس کے شہروں میں اور دعوت دینے والے ہیں اس کے دین کی طرف آگاہ ہو جاؤ آگاہ کے ان سے ملنے کا اشتیاق ہے میں استغفار کرتا ہوں اپنے لئے اور تمہارے لئے ۔ اب اگر تم چاہتے ہو تو جاؤ ۔

کمیل ابن زیاد کو وصیت

سعید ابن زیاد ابن ارطاۃ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ کمیل ابن زیاد سے حضرت امیرالمومنینؑ کی فضیلت کے متعلق سوال کیا تو کمیل نے جواب دیا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ میں تمہیں حضرت کی وصیت سناتا ہوں جو حضرت نے مجھے کی تھی یہ تمہارے تمام امور دنیا وغیرہ کے لئے کارآمد ہوگی ۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ :

امیرالمومنین : یاکمیل بن زیاد سمّ کل یوما باسم اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ توکل علی اللہ اذکرنا وسم باسمآئنا وصلّ علینا واستعذ باللہ وبینا وادرأ بہ لک علیٰ نفسک وما تحوطہ عنایتک تکف شر ذالک الیوم انشاء اللہ ۔

امیرالمومنین : اے کمیل ابن زیاد ہر روز کی ابتدا اللہ کے نام سے اور "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" سے کر اللہ پر توکل کر اور ہمارا ذکر کر اور ہمارے نام سے شروع کر ہم پر صلوٰت بھیج اور اور اللہ سے اور ہم سے پناہ مانگ اور اس ذریعہ سے اپنے نفس سے تمام خیالات کو ہٹا دے جو عنایتیں تجھ کو گھیری ہوئی ہیں انشاء اللہ تجھ کو اس دن کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہیں ۔

یاکمیل انّا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ادبہ اللہ عزوجل وھو ادّبنی وانا ادبب المومنین واورث الادب المکرمین ۔

اے کمیل بتحقیق کہ رسول اللہ کو خدائے عزوجل نے تعلیم دی اور انہوں نے مجھے تعلیم دی اور میں مومنین کو تعلیم دیتا ہوں ۔ اور مکرمین کے علم کا وارث ہوں ۔

یاکمیل ما من علم والّا وانا فتحتہ وما من سّر الا والقآئیم یختمہ

اے کمیل علم میں پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اس کو کھول دیا ہے اور اسرار میں کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ اسکو قائم اختتام کو پہنچائیں گے ۔

یاکمیل ذرّیۃ بعضھا من بعض واللہ

اے کمیل بعض کی ذریت بعض سے افضل ہے اللہ

سمیع علیم۔

یاکمیل لا تاخذ الا عنا تکن منا

یاکمیل ما من حرکة الا وانت محتاج فیها الی معرفة یاکمیل اذا اکلت الطعام فسم باسم الله الذی لا یضر مع اسمه داء وفیه شفاء من جمیع الاسواء

یاکمیل اذا اکلت الطعام فواکل الطعام ولا تبخل علیه فانك لم ترزق الناس شیئاً والله یجزل لك الثواب بذالك

یاکمیل احسن خلقك وابسط جلیسك ولا تنهر خادمك

یاکمیل اذا اکلت فطول اکلك یستوفی من معك ویرزق منه غیرك

یاکمیل اذا استوفیت طعامك قل الحمد لله علی ما رزقك وارفع بذالك صوتك لحمده سواك فیعظم بذالك اجرك

یاکمیل لا توقرن معدتك طعاما ودع فیها للماء موضعاً وللریح مجالاً

یاکمیل لا تنفد طعامك فان رسول الله صلعم لا ینفده

یاکمیل لا ترفع یدك عن الطعام الا وانت تشتهیه فاذا فعلت ذالك فانت تستمریه

یاکمیل صحة الجسد من قلة الطعام

سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اے کمیل کوئی حرکت ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ تو اس میں اللہ کی معرفت کا محتاج ہے اے کمیل جب تو کھانا کھانا شروع کرے تو کہہ لے۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء و فیہ شفاء من جمیع الاسواء (یعنی شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ وہ ہستی کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی مرض نقصان نہیں پہونچا سکتا اور اس میں ہر مرض کے لئے شفا ہے۔)

اے کمیل جب تو کھانا کھائے لوگوں کو بھی کھانا کھلا اور اس میں بخالت نہ کر اس میں شک نہیں کہ تو لوگوں کا رزاق نہیں ہے لیکن اللہ اس کی وجہ تجھ کو ثواب عطا کرے گا۔

اے کمیل اپنے اخلاق کو نیک بنا اپنے ہم نشین کو خوش کر اور اپنے خادم کو مت جھڑک۔

اے کمیل جب تو کھانا کھانے لگے تو اس کو طول دے تاکہ تیرے ساتھی مستفید ہو سکیں اور تیرا غیر اس سے روزی پا سکے۔

اے کمیل جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو جو کچھ تجھ کو رزق ملا ہے اس کے لئے الحمد للہ کہہ اور اس کی حمد میں اپنی آواز کو بلند کر اس طرح تیرا اجر زیادہ ہوتا ہے۔

اے کمیل معدہ کو کھانے سے پورا مت بھر، پانی کے لئے کچھ جگہ چھوڑ اور ریح کی جولانی کے لئے کچھ جگہ چھوڑ دے۔

اے کمیل اپنے کھانے کو پورا نہ کھالے کیونکہ رسول اللہؐ بھی پورا ختم نہیں کرتے تھے۔

اے کمیل کھانے سے اس وقت تک ہاتھ نہ اٹھا جب تک تجھے بھوک باقی ہے پس جب تو ایسا کرے گا آرام سے رہیگا۔

اے کمیل جسم کی صحت کا انحصار قلت طعام اور قلت

وقلة المآء

یا کمیل البرکة فی المال من آتی الزکوٰة ومواساة المومنین وصلة الاقربین۔

یا کمیل زد قرابتك المومن علی ماتعطی سواہ من المومنین وکن بہم ارئف وعلیہم اعطف وتصدق علی المساکین۔

یا کمیل لا ترد سائلاً ولو من شطر حبة عنب او شق تمرة۔

یا کمیل الصدقة تنمو عند اللّٰہ

یا کمیل احسن حلیة المومن التواضع وجمالہ التعفف وشرفہ الشفقة وعزہ ترک القال والقیل۔

یا کمیل ایاك والمراء فانك تعزی بنفسك السفہآء اذا فعلت تفسد الاخآء

یا کمیل اذا جادلت فی اللّٰہ تعالیٰ فلا تخاطب الا من یشبہ العقلآء وھذا قول ضرورة

یا کمیل ھم علی کل حال سفہآء کما قال اللّٰہ تعالیٰ الا انہم ھم السفہآء ولکن لا یعلمون۔

یا کمیل فی کل صنف قوماً ارفع من قوم وایاك ومناظرة الخسیس منہم واذا اسمعوك فاحتمل وکن من الذین وصفہم اللّٰہ تعالیٰ واذا خاطبہم الجاہلون قالو اسلاما۔

یا کمیل قل الحق علی کل حال ووازر المتقین

آب میں ہے۔

اے کمیل زکوٰۃ کی ادائی مومنین کے ساتھ مواسات اور اقرباکے ساتھ صلۂ رحم مال میں برکت کا باعث ہوتے ہیں

اے کمیل مومنین سے قرابت کو بڑھا جیسا کہ وہ تیرے ساتھ کریں اور ان کے لئے مہربان ہوجا اور مساکین کو صدقہ دے۔

اے کمیل سائل کو کبھی رد نہ کر اگر آدھا انگور یا کھجور کا ایک ٹکڑا بھی دے سکتا ہے تو اس سے باز نہ آ۔

اے کمیل صدقہ اللہ کے پاس اس کے صلہ کو بڑھاتا ہے۔

اے کمیل مومن کی بہترین آرائش تواضع سے اس کی خوب سیرتی، پاک دامنی اور اس کا شرف شفقت سے ہے اور اس کی عزت اس کی گفتگو سے ظاہر ہوتی ہے۔

اے کمیل دکھاوے سے بچ جب تو بیوقوفوں پر بڑائی بتانا چاہے گا تو بھائی چارہ کو توڑ دے گا۔

اے کمیل جب تو خدا کے لئے مجادلہ کرے کسی سے تخاطب نہ کر مگر جو عاقل نظر آئے یہ ایک ضروری بات ہے۔

اے کمیل وہ ہر حال میں بیوقوف ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آگاہ ہوجاؤ کہ وہ لوگ سفیہ ہیں مگر وہ جانتے نہیں۔

اے کمیل ہر صنف میں ایک گروہ ہوتا ہے جو قوم سے بلند ہوتا ہے تجھے چاہیئے کہ نالائق سے مناظرہ کرنے سے احتراز کرے اور جب وہ تجھ کو سنائے تو تحمل کر اور ان لوگوں سے ہوجا جن کی خدا نے تعریف کی ہے اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بس سلام ہو۔

اے کمیل ہر حال میں سچ کہہ متقین کا بوجھ اٹھا فاسقین

واهجر الفاسقين وجانب المنافقين ولا تصاحب الخائنين.

يا كميل اياك لا تطرق ابواب الظالمين الاختلاط بهم والاكتساب معهم واياك ان تعظمهم وان تشهد في مجالسهم بما يسخط الله عليك.

يا كميل اذا اضطررت الى حضورهم فداوم ذكر الله تعالى وتوكل عليه واستعذ بالله من شرهم واطرق عنهم وانكر بقلبك فعلهم واجهر بتعظيم الله تعالى لتسمعهم فانهم بها يهابوك وتكفى شرهم

يا كميل ان احب ما امتثله العباد الى الله بعد الاقرار به وباوليائه التحمل والتعفف والاصطبار

يا كميل لا باس بان لا يعلم سرك

يا كميل لا تري الناس افتقارك واضطرارك واصبر عليه احتسابا بعز وتستر

يا كميل لا باس بان تعلم اخاك سرك

يا كميل ومن اخوك الذي لا يخذلك عند الشدة ولا يقعد عنك عند الجريرة ولا يخدعك حين تسئله ولا يتركك وامرك حتى تعلمه فان كان مميلا اصلحه.

يا كميل المؤمن مرآة المؤمن لانه يتأمله

سے دور ہو جا منافقین سے کنارہ کشی کر اور خائن کی مصاحبت اختیار نہ کر۔

اے کمیل تجھے چاہیئے کہ اختلاط واکتساب کی خاطر ظالمین کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے اور تجھے چاہیئے کہ ان کی محفلوں اور جلسوں میں شرکت سے بچے کیونکہ اس سے خدا تجھ پر غضبناک ہوگا۔

اے کمیل جب تو کسی حاجت سے ان کے پاس مجبور ہو کر جائے تو اللہ کے ذکر کی مداومت کر اس پر توکل کر اور ان کے شر سے خدا کی پناہ مانگ ان سے باز آ اور ان کے فعل کو قلب سے نہ مان اور بلند آواز سے خدا کی عظمت بیان کر تا کہ وہ سنیں پس وہ تجھے ہیبت میں ڈالیں گے اور تو ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

اے کمیل خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کو اور اس کے اولیا کو ماننے کے بعد تحمل سے کام لے پاک دامن رہے اور صبر اختیار کرے۔

اے کمیل اگر کوئی تیرے راز سے واقف نہ ہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں اے کمیل تیری محتاجی و اضطرار کو لوگ دیکھنے نہ پائیں ثواب کی امید میں عزت کے ساتھ صبر کر اور اس کو پوشیدہ رکھ۔

اے کمیل اگر تیرا بھائی تیرے راز سے واقف ہو جائے تو کوئی ہرج نہیں

اے کمیل تیرے بھائیوں میں بھائی وہ ہے جو شدت و تکلیف میں ساتھ نہ چھوڑے اور کسی گناہ میں مبتلا ہونے پر خاموش نہ رہے اور تجھے دھوکہ نہ دے جب کہ تو اس سے سوال کرے اور تیرے امر کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ تجھ کو معلوم ہو جائے اگر وہ مالدار ہے تو تو اس کی اصلاح کر۔

اے کمیل مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے کیونکہ وہ تامل

ولیسد فاقته ویحمل حالته

یاکمیل المومنون اخوة ولاشیٔی اثر عند کل اخ من اخیه

یاکمیل ان لم تحب اخاك فلست اخاه

یاکمیل المومن من قال بقولنا فمن تخلف عنا قصر عنا ومن قصر عنا لم یلحق بنا ومن لم یکن معنا ففی الدرك الاسفل من النار۔

یاکمیل کل مصدور ینفث الیك منا بامر فاستره وایاك ان تبدیه فلیس لك من ابدائه توبة فاذا لم تکن توبة فالمصیر الی الحی۔

یاکمیل اذاعة سر آل محمد لا یقبل الله تعالیٰ منها ولا یحتمل احد علیها

یاکمیل وما قالوه لك مطلقا فلا تعلمه الا مومنا موافقا

یاکمیل لا تعلموا الکافرین من اخبارنا فیزیدوا علیها فیبدوکم بها الی یوم یعاقبون علیها۔

یاکمیل لا بد لماضیکم من اوبة ولا بد لنا فیکم من غلبة۔

یاکمیل سیجمع الله تعالیٰ لکم خیر البدء والعاقبة۔

یاکمیل انتم ممتعون باعدائکم تطربون بطربهم وتشربون بشربهم

کرتا ہے اس کی محتاجی کو رد کرتا ہے اور اسکی حالت کو برداشت کرتا ہے

اے کمیل مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں کوئی شے بھائی اور بھائی کے درمیان اثرانداز نہیں ہو سکتی۔

اے کمیل اگر تو اپنے بھائی سے محبت نہ کرے تو تو اس کا بھائی نہیں۔ اے کمیل مومن وہ ہے جو ہمارے قول کے موافق کہتا ہے جس نے ہم سے تخلف کیا اس نے ہم سے کوتاہی کی اور جس نے ہم سے کوتاہی کی ہم سے ملحق نہ ہوا اور جو ہمارے ساتھ نہیں وہ جہنم کے اسفل مقام پر ہوگا۔

اے کمیل ہر نکلنے والا کچھ نہ کچھ کہتا ہی رہتا ہے اگر کسی نے ہمارے امر میں ہمارے خلاف کچھ کہا تو اس کو پوشیدہ رکھ اگر اس کو تونے ظاہر کیا تو اس کے ظاہر کرنے میں تیرے لئے توبہ نہیں ہے اور جب توبہ نہ ہوگی تجھے خدا کی طرف بغیر توبہ کے ہی بازگشت کرنا ہوگا

اے کمیل آل محمدؐ کے اسرار کے فاش کرنے کو خدا کی طرف بغیر توبہ کے ہی بازگشت کرنا ہوگا۔

اے کمیل وہ جو کچھ تیرے لئے کھل کر کہتے ہیں تو اس کی تعلیم سوائے مومن موافق کے اور کسی کو نہ دے۔

اے کمیل ہماری احادیث کافروں کو نہ سکھا کیونکہ وہ اس میں مبالغہ کریں گے پس اس کی ابتداء اس دن سے کر جس دن ان پر عقاب نازل ہوگا۔

اے کمیل تمہیں اپنے ماضی سے کچھ چارہ نہیں اور اگر تم اس پر غالب آجاؤ، تو ہمارے لئے اس سے کوئی چارہ نہیں

اے کمیل خدا تیرے لئے دنیا و عاقبت کی نیکیوں کو جمع کردے گا۔

اے کمیل تمہیں اپنے دشمنوں سے فائدہ حاصل ہو رہا ہے تم ان کی خوشیوں سے خوش ہوتے ہو اور پیتے، موجودہ

وتاكلون باكلهم وتدخلون مداخلهم وربما غلبتم على نعمتهم اى والله على اكراهم منهم لذلك ولكن الله عزوجل ناصركم وخاذلهم فاذا كان والله يومكم وظهر صاحبكم لم ياكلوا والله معكم ولم يردوا مواردكم ولم يقرعوا ابوابكم ولم ينالوا نعمتيكم اذلهم خائبين اينما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتيلا

يا كميل احمد الله تعالىٰ والمومنين على ذالك وعلى كل نعمة۔

يا كميل قل عند كل شدة لاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم تكفها وقل عند كل نعمة الحمد لله تزد ومنها واذا البطات الا رزاق عليك فاستغفر الله يوسع عليك فيها

يا كميل اذا وسوس الشيطان فى صدرك فقل اعوذ بالله القوى من الشيطان الغوى واعوذ بمحمد الرضى من شرما قدر وقضى واعوذ باله الناس من الجنة والناس اجمعين تكفى موئنة ابليس والشيطين معه ولو انهم كلهم ابالسة مثله۔

پیتے ہیں اور کھاتے ہو جو وہ کھاتے ہیں اور تم جاتے ہو جہاں وہ جاتے ہیں اور اکثر تم ان کی نعمتوں پر غالب ہو جاتے ہو خدا کی قسم ان میں سے بعض کو اس سے برا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خدا تمہارا مددگار ہے اور ان کو ذلیل کرنے والا ہے اور جب یہ ہو گا خدا کی قسم یہ دن تمہارے ہوں گے اور تمہارے ان ساتھیوں کا زوال ہوگا اور انہیں کھانے کو کچھ نہ ملے گا۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہاری جگہ پہونچ نہ سکیں گے اور تمہارے دروازوں کو نہیں کھٹکھٹائیں گے اور تمہاری نعمتوں کو نہیں پائیں گے وہ ذلیل ہو کر رسوا ہو جائیں گے وہ جہاں کہیں ٹھہریں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کر دیئے جائینگے

اے کمیل اللہ تعالیٰ اور مومنین کا اس پر اور اس کی تمام نعمتوں پر شکر ادا کرو۔

اے کمیل ہر شدت و تکلیف میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہہ کہ یہ تیرے لئے کفایت کرے گا اور ہر نعمت پر الحمد للہ کہہ کہ اس سے نعمتوں میں زیادتی ہوگی اور جب تیرے رزق میں کمی ہو جائے تو استغفار کر تو خداوند رزق میں وسعت دے گا۔

اے کمیل جب شیطان تیرے قلب میں وسوسہ پیدا کرے تو کہہ کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں جو گمراہ شیطان سے بہت زیادہ قوی ہے اور پناہ مانگتا ہوں محمدؐ رضی سے ہر برائی سے جو معین ہو چکی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ سے تمام انس و جن کے شر سے جو کافی ہو ابلیس اور شیاطین سے بچانے جو اس کے ساتھ ہوں اگر وہ سب کے سب ابلیس کے مثل ہی کیوں نہ ہوں۔

يا كميل ان لهم خدعا وشقاشق وزخارف
ووساوس وخيلاء على كل احد قدر منزلته
في الطاعة والمعصية فحسب ذالك
يستولون عليه بالغلبة۔

يا كميل لا عدو اعدى منهم ولا اضار
اضر بك منهم امنيتهم ان تكون
معهم غداً اذا جثوا في العذاب لا
يفتر عنهم بشروة ولا يقصر عنهم
بشروة ولا يقصر عنهم خالدين فيها ابدا

يا كميل سخط الله تعالى محيط بمن لم
يحترز منهم باسمه وبنيته وجميع
عزائمه وعوذ وجل وعز صلى الله على
نبيه واله وسلم

يا كميل انهم يخدعوك بانفسهم
فاذا لم تجبهم مكروا بك وبنفسك بتحسينهم
شهواتك واعطائك امانيك وارادتك
ويسولون لك وينسونك وينهونك
ويامرونك ويحسنون ظنك بالله عز وجل
حتى ترجوه فتغتر بذالك فتعصيه وجزاء
العاصي لظى

يا كميل احفظ قول الله تعالى عز وجل
الشيطان سول لهم واملى لهم والمسول
الشيطان والمملي الله

يا كميل اذكر قول الله تعالى لابليس

اے کمیل ان کا کام دھوکہ دینا نفاق پیدا کرنا برائیوں
کو خوشنما کر دکھانا وسوسے پیدا کرنا اور خیالات کو پراگندہ کرنا
ہے وہ لوگ ہر شخص پر طاعت و معصیت میں اس کی قدر و
منزلت کے موافق اور اس کے سبب سے غلبے کے ساتھ قابو پالینگے۔

اے کمیل ان میں نہ کوئی دشمن ہے اور نہ کوئی اپنی آرزو دل
سے تجھ کو ضرر پہونچانے والا ہے تاکہ کل تو ان کے ساتھ
ہو جائے جب ان پر عذاب مسلط ہوگا تو اس میں ذرا سی بھی
کمی نہ کی جائے گی اور وہ ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا
رہیں گے۔

اے کمیل جو شخص اپنے نام دلیل اور تمام عزائم کے
ساتھ ان سے نہیں بچتا اس کو اللہ کا غضب گھیرے
ہوئے ہے۔ پناہ مانگ خدا سے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اے کمیل وہ اپنی ذات سے تجھ کو دھوکا دے رہے ہیں
جب تو اس کو قبول نہ کرے گا وہ تیری خواہشوں،
تیری عطاؤں آرزوں اور ارادوں کو پورا کرتے
ہوئے تجھ سے مکر کریں گے اور تجھ سے سوال کریں گے اور
تجھ کو بھلا دیں گے اور اچھے کام سے منع کریں گے اور حکم دیں
گے (برے کام کا) اور تیرے گمان کو اللہ کے بارے میں اچھا
بنائیں گے یہاں تک کہ تو دھوکے میں آجائے اور گناہ میں
مبتلا ہو جائے پس عاصی کی سزا بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔

اے کمیل خدائے عز وجل کے اس قول کو یاد رکھ کہ شیطان
نے ان کے لئے راستہ مہیا کر دیا ہے اور ان کو امید دلائی
ہے نیز دھوکا دینے والا شیطان ہے اور بچانے والا اللہ ہے۔

اے کمیل اللہ تعالیٰ کے ابلیس علیہ اللعنۃ سے متعلق اس

لعنه الله واجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم في الاموال والاولاد وعدهم ومايعدهم الشيطان الاغرورا

يا كميل ان ابليس لا يعد عن نفسه و انما يعد عن ربه ليحملهم على معصيته فيواطهم۔

يا كميل انه ياتي لك بلطف كيده فيامرك بما يعلم انك قد الفته من طاعة لا تدعها فتحسب ان ذلك ملك كريم وانما هو شيطان رجيم فاذا سكنت اليه واطمأننت حملك على العظائم المهلكة التي لا نجاة معها۔

يا كميل ان له فخاخا ينصبها فاحذر ان يوقعك فيها۔

يا كميل ان الارض مملوة من فخاخهم فلن ينجو منها الا من تشبث بنا وقد اعلمك الله انه لن ينجو منها الا عباده وعباده اولياؤنا۔

يا كميل وهو قول الله عز وجل ان عبادي ليس لك عليهم سلطان وقوله عز وجل انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون

يا كميل انج بولايتنا من ان يشركك الشيطان في مالك وولدك كما امر۔

قول کو یاد کرو کہ ابلیس نے کہا ہے کہ میں ان کی اور انکی اولاد کی طرف اپنے لشکر کو بھیجوں گا اور انکی اموال و اولاد میں شریک کردوں گا۔ شیطان نے یہ سب وعدہ کیا ہے دھمکی نہیں دی مگر یہ سب دھوکا ہی دھوکا ہے

اے کمیل ابلیس نے کوئی وعدہ اپنے نفس کے لئے نہیں کیا اس نے جو کچھ وعدہ اپنے رب سے کیا ہے وہ مخلوق کو گناہوں پر آمادہ کرنے کے لئے ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں ڈالے۔

اے کمیل وہ تجھ کو اپنے مکر میں بہت ہی لطف کیساتھ پھانسے گا اور وہ جو جانتا ہے اس کا تجھ کو حکم دے گا اور تو اس کی اطاعت میں اس کا مانوس ہو جائے گا جس کو پھر چھوڑ نہ سکے گا اور گمان کرے گا کہ یہ ملک مقرب ہے حالانکہ وہ شیطان رجیم ہے پس جب تو اس کے پاس ٹھہرے گا اور مطمئن ہو جائے گا تجھ کو ہلاک کرنے والے ارادوں پر آمادہ کرے گا جس سے نجات ممکن نہ ہوگی۔

اے کمیل اس کے پاس ایک جال ہے جس کو وہ نصب کرتا ہے تو اس سے ڈر کہ کہیں تو اس میں نہ پھنس جائے۔

اے کمیل زمین اس کے جالوں سے بھری ہوئی ہے اس سے کوئی نجات نہ پائے گا مگر جس نے ہمارے ذریعہ کو اختیار کرلیا ہو اور اللہ نے آگاہ کردیا ہے کہ کوئی اس سے نجات نہ پائے گا مگر اس کے خاص بندے اور ہمارے اولیاء کے دوست۔ اے کمیل یہ اللہ کا قول ہے کہ "ہمارے خاص بندوں پر تیرا غلبہ نہ ہوگا" نیز یہ کہ اس کا غلبہ ان پر ہوگا جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ اس کو شریک ٹہراتے ہیں۔

اے کمیل جیسا کہ حکم دیا گیا ہے کہ ہماری محبت کے ذریعہ اس بات سے نجات حاصل کر کہ شیطان تیرے مال و تیری اولاد میں شریک ہو۔

يا كميل لا تغتر باقوام يصلّون فيطيلون
ويصومون فيداومون ويتصدقون
فيحسبون انهم موفقون۔

يا كميل اقسم باللّٰه لسمعت رسول
اللّٰه يقول ان الشيطان اذا حمل قومًا
على الفواحش مثل الزّنا وشرب الخمر و
الربا وما اشبه ذالك من الخنا والمآثم
حبب اليهم العبادة الشديدة والخشوع
والركوع والخضوع والسجود ثم حملهم
على ولاية الائمة الذين يدعون الى
النار يوم القيٰمة لا ينصرون

يا كميل انه مستقر ومستودع واحذر
ان تكون من المستودعين۔

يا كميل انما تستحق ان تكون مستقرا
اذا لزمت الجادة الواضحة التى لا تخرجك
الى عوج ولا تزيلك عن منهج ما حملناك
عليه وما هديناك اليه

يا كميل لا رخصة فى فرض ولا شدة
نافلة۔

يا كميل ان اللّٰه عزوجل ولا يسئلك
الا على فرض فانما قدمنا عمل النوافل
بين ايدينا للاهوال الاعظم والطامة
يوم المقام

يا كميل ان الواجب للّٰه اعظم من
ان تزيله الفرائض والنوافل وجميع

اے کمیل ایسے لوگوں سے دھوکا نہ کھا جو نماز میں طول دیتے
ہیں روزہ کی مداومت کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور اس
گمان میں ہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوئی ہے۔

اے کمیل خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہؐ
سے سنا ہے کہ شیطان جس قوم کو فواحشات مثلاً زنا، شراب
نوشی سود خواری اور اس کے مثل جیسے عداوت، گناہ وغیرہ
میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو پہلے ان کو شدید عبادت خشوع و
خضوع، رکوع وسجود میں معین کرتا ہے پھر ان آئمہ کی ولایتؑ
محبت میں پھانس لیتا ہے جو قیامت کے روز
جہنم کی طرف بلائیں گے، جب کہ کسی کی مدد نہ
کی جائے گی۔

اے کمیل یہ ایک مستقر چیز اور امانت ہے امانت دار
بننے میں احتیاط کرو۔

اے کمیل تو مستحق ہے کہ مستقر قرار دیا جائے جب تو
اس راستہ کو اختیار کرے جو تیرے لئے لازم ہے تو یہ تجھ کو
کجی کی طرف نہیں لے جائے گا اور نہ سیدھے راستہ سے گمراہ
کریگا جس پر ہم نے تجھکو چلایا ہے اور جسکی طرف ہم نے تیری ہدایت کی ہے۔

اے کمیل فرائض کی ادائی میں کوئی رعایت نہیں اور نوافل
کی ادائی میں کوئی سختی نہیں۔

اے کمیل خدائے عزوجل سوائے فرائض کے سوال نہ
کرے گا ہم نے عمل نوافل کو جو ہمارے سامنے ہے تاریک
خوفناکیوں اور یوم قیامت کی سختیوں سے بچانے کے لئے
مقدم کیا ہے۔

اے کمیل واجبات خدا کے پاس فرائض نوافل تمام
اعمال اور نیک اموال (کی خیرات) کے ترک کئے جانے سے

الاعمال وصالح الاموال ولکن من تطوّع خیرا فہو اخیر لہ۔

یاکمیل ان ذنوبك اکثر من حسناتك وغفلتك اکثر من ذکرك ونعم اللّٰہ علیك اکثر من کل عملك

یاکمیل انہ لا تخلوا من نعمۃ اللّٰہ عزوجل عندك وعافیہ فلا تخل من تحمیدہ وتمجیدہ وتسبیحہ وتقدیسہ وشکرہ وذکرہ علیٰ کل حال۔

یاکمیل لا تکونن من الذین قال اللّٰہ عزوجل نسوا اللّٰہ فانساھم انفسھم ونسبھم الی الفسق اولئك ھم الفاسقون۔

یاکمیل لیس الشان ان تصلی وتصوم وتتصدّق الشان ان تکون الصلوٰۃ فعلت بقلب نقی وعمل عند اللّٰہ مرضی وخشوع سوی والبقاء للجدّ فیھا۔

یاکمیل عند الرکوع والسجود وما بینھما تبتدلہ العروق والمفاصل حتیٰ تشوفی وادٔ الی ما تاتی بہ من جمیع صلوٰتك۔

یاکمیل انظر فیما تصلی وعلیٰ ما تصلّی ان لم تکن من وجھہ وحلّہ فلا قبول۔

یاکمیل انّ اللسان یبوح من القلب و

عظیم تر ہیں مگر جس نے نیکی بجالائی اس کے لئے تمام اعمال بہتر ہیں۔

اے کمیل بیشک تیرے گناہ تیری نیکیوں سے زیادہ ہیں اور تیری غفلت تیرے ذکر سے زائد ہے اور تجھ پر اللہ کی نعمتیں تیرے اعمال سے زیادہ ہیں۔

اے کمیل اللہ کی نعمتوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں پس ہر حال میں اس کی حمد، بزرگی ماننے، اس کی تسبیح و تقدیس اور اس کے شکر اور اس کے ذکر سے غافل نہ رہ۔

اے کمیل ان لوگوں سے مت ہو جن کے لئے خدا نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے پس انہوں نے اپنی ذات اور نسب کو فسق کی طرف بھلا دیا ہے۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔

اے کمیل اس میں کوئی عزت نہیں کہ تو نماز پڑھے روزہ رکھے اور صدقہ دے بلکہ عزت اس میں ہے کہ تیری نماز پاکیزہ قلب سے ادا ہو اور عمل اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور خشوع کے ساتھ ہو پس اس میں باقی رہنے کی کوشش کر۔

اے کمیل رکوع و سجود میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تمام رگیں اور جوڑ ایسی مستغرق ہو جائیں کہ سب ایک ہو جائیں یہاں تک کہ تیری نماز ختم ہو جائے۔

اے کمیل اس بات پر غور کر کہ تو نماز کیوں اور کس کے لئے پڑھ رہا ہے اگر اس کی علت اور سبب معلوم نہ کیا تو نماز قبول نہ ہوگی۔

اے کمیل قلب کی بات زبان سے ظاہر ہوتی ہے قلب

والقلب يقوم بالغذاء فانظر فيما تغذي
قلبك وجسمك فان لم يكن ذلك حلالاً
لم يقبل الله تعالى تسبيحك ولا شكرك

يا كميل افهم واعلم انا لا نرخص في ترك
اداء الامانات لاحد من الخلق فمن
روى عني في ذلك رخصة فقد ابطل
واثم وجزاؤه النار بما كذب اقسم
سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله
يقول لي قبل وفاته بساعة مراراً
ثلاثة يا ابا الحسن اد الامانة الى البر
والفاجر فيما قل وجل حتى في الخيط و
المخيط۔

يا كميل لا غزو الا مع امام عادل
ولا نفل الا مع امام فاضل

يا كميل لا غزو الا لا يظهر نبي وكان
في الارض مومن تقي لكان في دعائه الى
الله مخطئا او مصيبا بلى والله مخطئا حتى
ينصبه الله عزوجل ويوهله

يا كميل الدين لله فلا تغترن باقوال
الامة المخدوعة التي قد ضلت بعد
ما اهتدت وانكرت وجحدت بعد ما قبلت

يا كميل الدين لله تعالى فلا يقبل الله
تعالى من احد القيام به الا رسولاً
او نبياً او وصياً

يا كميل هي نبوة ورسالة وامامة

غذا سے قائم ہے بس اس پر غور کر کہ تو نے اپنے قلب اور
جسم کو کیا غذا دی اگر یہ تیرے لئے حلال نہیں ہے تو خدا
تیری تسبیح و شکر کو قبول نہ کرے گا۔

اے کمیل سمجھ لے اور جان لے کہ مخلوق میں کسی کی بھی
امانت کی ادائی کے ترک کرنے کی اجازت نہیں اگر کسی نے
اس بابت اس کے خلاف روایت کی اور مجھ سے منسوب کیا تو
اس نے غلط کہا اور گناہ گار ہوا۔ اس کے لئے اس کذب کی
سزا جہنم ہوگی۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول خدا سے
ان کی وفات سے ایک ساعت پہلے سنا حضرت نے تین
مرتبہ فرمایا کہ اے ابوالحسن امانت ادا کرو خواہ وہ کسی نیک
کی ہو یا فاجر کی خواہ وہ کم ہو یا زیادہ یہاں تک کہ وہ سوئی
کے ناکے کے برابر تاگا کیوں نہ ہو۔

اے کمیل کوئی جنگ جائز نہیں مگر امام عادل کے
ساتھ اور (جنگ کے لئے) نقل مقام جائز نہیں مگر امام فاضل
کے ساتھ۔ اے کمیل کیا تو نے دیکھا کہ اگر نبی ظاہر نہ ہوتے
اور زمین پر کوئی پرہیزگار مومن خدا سے دعا کرتے ہیں یا
خاطی ہوتا یا بے خطا بلکہ قسم بخدا اگر وہ خاطی ہوتا تو خدا
مقرر کر دیتا اور اس کے لئے آسانی کر دیتا۔

اے کمیل دین اللہ کا ہے بس تو فریب خوردہ امت
کے اقوال سے جو ہدایت پانے کے بعد گمراہی ہوگئی اور انکار
کیا اور قبول کرنے کے بعد جان بوجھ کر انکار کیا دھوکا مت کھا۔

اے کمیل دین اللہ کے لئے ہے خداوند تعالیٰ دین
کے ساتھ سوائے رسول ص نبی یا وصی کے اور کسی کے قیام کو
قبول نہیں کرتا۔

اے کمیل یہ نبوت و رسالت و امامت ہے اس کے علاوہ

ولا بعد ذالك الّا متولين ومتغلبين
وضالّين ومبتدعين۔

یاکمیل ان النصارٰی لم تعطل اللّٰه
تعالٰی والیهود ولا جحد موسٰی ولا عیسٰی
ولکنهم زادوا ونقصوا وحرفوا والحدوا
فلعنوا ومقتوا ولم یتوبوا
ولم یقبلوا۔

یاکمیل انما یتقبل اللّٰه من المتقین

یاکمیل ان اباناآدم لم یلد یهودیًا ولا
نصرانیًا ولا کان ابنه الا حنیفًا مسلمًا
فلم یقم بالواجب علیه فاداه الی ان
لم یتقبل اللّٰه قربانه بل قبل من اخیه
فحسده وقتله وهو من المسجونین
فی الفلق الذی علتهم اثنی عشر
ستة من الاولین والفلق الاسفل
من النار ومن بخاره حرجهنم وحسبك
فیما حرجهنم من بخاره

یاکمیل نحن واللّٰه الذین اتقوا والذین هم
محسنون

یاکمیل ان اللّٰه عزوجل کریم حلیم
عظیم رحیم دلنا علی اخلاقه
وامرنا بالاخذ بها وحمل الناس علیها
فقد ادّیناها غیر مختلفین وارسلناها
غیر منافقین وصدقناها غیر مکذبین و
قبلناها غیر مرتابین لم یکن لنا واللّٰه

کچھ نہیں ہیں مگر دین سے روگردان لوگ، سرکش گمراہ
اور بدعتی ہیں۔

اے کمیل یہود و نصاریٰ نے نہ اللہ تعالیٰ کو معطل کیا
اور نہ موسیٰ و عیسیٰ سے انکار کیا بلکہ انہوں نے زیادتی و کمی
کی اور تحریف والحاد کیا پس وہ لعنتی ہوئے اور دشمن بنائے
گئے اور انہوں نے توبہ بھی نہ کی اور قبول بھی نہ
ہوتی۔

اے کمیل بتحقیق کہ خدا متقین (کی توبہ) قبول کرتا ہے

اے کمیل ہمارے جدآدم نہ یہودی پیدا ہوئے تھے اور
نہ نصرانی اور نہ ان کا کوئی بیٹا سوائے سچے مسلمان کے تھا
ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہوئی تھی پھر بھی وہ ادا کر دیتے
تھے۔ خدا نے (قابیل کی) قربانی کو قبول نہ کیا تھا بلکہ اس
کے بھائی کی قربانی قبول ہوئی تھی جس کی وجہ اس نے حسد
کیا اور اس کو قتل کر دیا اور ان قیدیوں سے ہوگیا جو فلق
میں رہیں گے جن کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چھ اولین
سے ہوں گے جو جہنم کے تاریک ترین مقام پر رہیں گے اس
کی حرارت سے جہنم کی حرارت باقی ہے اور تیرا گمان ہے کہ
جہنم کی حرارت سے اس کی حرارت قائم ہے۔ اے کمیل خدا کی
قسم ہم وہ ہیں جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ ہیں جو احسان کرتے ہیں

اے کمیل اللہ عزوجل کریم حلیم عظیم اور رحیم ہے جس
نے اپنے اخلاق ہم کو بتائے اور ان کے اختیار کرنے کا
حکم دیا اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا پس ہم نے اس
کو بغیر اختلاف کے ادا کیا اور اس کو غیر منافقین کو پہونچایا
اور اس کی تصدیق کی سچوں کی طرح اور اس کو قبول کیا شک
نہ کرنے والوں کی طرح خدا کی قسم کہ ہمارے لئے شیاطین نہیں ہیں

شياطين نوحي اليها ونوحي الينا كما وصف
الله تعالى قوما ذكرهم الله عزوجل
باسمآئهم في كتابه لو قرئ كما انزل
شياطين الانس والجن يوحي بعضهم الى
بعض زخرف القول غرورا

يا كميل الويل لهم فسوف يلقون
غيّاً۔

يا كميل لست والله متملقا اطاع ولا ممنا
حتى اعصى ولا مهانا لطام الاعراب
حتى انتحل امرة المومنين وادعى
بها۔

يا كميل نحن ثقل الاصغر والقرآن
الثقل الاكبر وقد اسمعهم رسول الله
وقد جمعهم فنادى الصلوة جامعة
يوم كذا وكذا واياما سبعة وقبلها
كذا فلم يتخلف احد فصعد المنبر
فحمد الله واثنى عليه وقال معاشر
الناس اني مودع عن ربي عزوجل ولا مخبر
عن نفسي فمن صدقني فقد صدق الله ومن
صدق الله اثابه الجنان ومن كذبني
كذب الله عزوجل ومن كذب الله
اعقبه السيران ثم نادانى فصعدت
فاقامني دونه وراسي الى صدره والحسنؑ
والحسين عن يمينه وشماله ثم قال
معاشر الناس امرني جبرئيل عن الله

کہ ہم انہیں حکم دیں یا وہ ہم کو وحی کریں جیسا کہ خدا نے
ایک قوم کا وصف کیا ہے اور اپنی کتاب میں ناموں کے ساتھ
ان کا ذکر کیا ہے اگر اس کو پڑھا جائے جیسا کہ جن و انس
کے شیاطین نے نازل کیا کہ بعض سے بعض کہتے تھے کہ دھوکا
دینے کے لئے قول کو مزین کرتے تھے۔

اے کمیل ان کے لئے پھٹکار ہے کہ وہ (خدا سے) گمراہی
کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

اے کمیل خدا کی قسم وہ چاپلوسی کرنے والے نہ
تھے حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کی اور نہ ان لوگوں سے تھے
جنہوں نے گناہ کیا نہ انہوں نے ذلت اٹھائی عربوں کی
کی بدعنوانیوں سے یہاں تک کہ مومنین کی حکومت منتقل ہو گئی جس
کا انہوں نے دعویٰ کیا تھا۔

اے کمیل ہم ثقل اصغر ہیں اور قرآن ثقل اکبر اس روز
وہ سب جمع ہوئے تھے اور نماز جامعہ کی ندا دی گئی تھی اور
انہوں نے رسول اللہ کو سنا وغیرہ وغیرہ اور سات روز
تک یہ ہوا اور یہ ہوا پس کسی نے اختلاف نہ کیا اور حضرت
منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد کی اور فرمایا کہ لوگو
میں خدا کی جانب سے (حکم خدا کو) ادا کرنے والا ہوں
اپنے دل سے نہیں پس جس نے میری تصدیق کی اس نے
خدا کی تصدیق کی وہ جنت میں پہونچے گا اور جس نے
میری تکذیب کی اس نے خدائے عزوجل کی تکذیب
کی جس نے خدا کو جھٹلایا اس کو جہنم لے لیگا پھر حضرت
نے مجھے بلایا اور میں اوپر چڑھ گیا اور مجھے قریب بٹھا
لیا اس طرح کہ میرا سر ان کے سینے کے سامنے تھا حسنؑ
اور حسین سیدھے اور بائیں جانب تھے پھر فرمایا کہ اے لوگو

عزوجل انه ربي و ربكم ان اعلمكم ان
القرآن هو الثقل الاكبر و ان وصيي هذا
و ابنای و من خلفهم من اصلابهم هم
الثقل الاصغر ليشهد الثقل الاكبر
للثقل الاصغر و يشهد الثقل الاصغر
للثقل الاكبر كل واحد منهما ملازم
لصاحبه غير مفارق له حتى يردا على
الله فيحكم بينهما و بين العباد

يا كميل فاذا كنا كذالك فعلام يتقدمنا
من تقدم و يتاخر عنا من تاخر

يا كميل قد ابلغهم رسول الله رسالته
و نصح لهم و لكن لا يحبون الناصحين۔

يا كميل قال رسول الله قولاً اعلنه المها
جرون والانصار متوافرون يوما بعد
العصر يوم النصف من شهر رمضان
قائم على قدميه من فوق منبر علیؑ
مني و ابنای منه والطيبون مني
و منهم و هم الطيبون بعد امتهم
وهم سفينة نوح من ركبها نجي و من
تخلف عنها هوى الناجي في الجنة و
الهاوي في لظى۔

يا كميل الفضل بيد الله يؤتيه
من يشاء والله ذو الفضل العظيم

يا كميل ما يحسدونا والله شانا قبل
ان يعرفونا اتراهم بحسدهم ايانا عن

خدا کی جانب سے جبرئیل نے حکم لایا ہے کہ وہ میرا بھی رب
ہے اور تمہارا بھی کیا میں تمہیں بتاؤں کہ قرآن ثقل اکبر
ہے اور میرا یہ وصی اور اس کے فرزند اور ان کے صلب سے
ظاہر ہونے والے ثقل اصغر ہیں۔ ثقل اکبر ثقل اصغر کی گواہی
دے گا اور ثقل اصغر ثقل اکبر کی یہ سب ایک ہیں اور ایک
دوسرے سے ملا ہوا ہے ان میں جدائی نہ ہوگی یہاں تک کہ یہ
میرے پاس لوٹ آئیں۔ پس جب خدا ان کے اور بندوں
کے درمیان حکم دے گا۔

اے کمیل جب ایسا ہوگا جس نے ہم سے سبقت کی کوشش
کی اس سے ہم آگے رہیں گے اور جس نے تاخیر کی وہ آخر میں رہیگا۔

اے کمیل رسول اللہؐ نے انہیں اپنی رسالت پہونچادی
اور نصیحت کردی لیکن آپ ناصحین کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اے کمیل رسول اللہ نے ایک روز بعد عصر نصف
رمضان کو منبر پہ کھڑے ہو کر ایک بات فرمائی تھی جس کا
کثرت سے مہاجرین و انصار نے اعلان کیا تھا کہ علیؑ مجھ
سے ہے اور میرے فرزند اس سے ہیں پاک لوگ مجھ سے
اور ان سے ہیں اور وہ پاک ہیں اور وہ سفینہ نوح ہیں۔
جو اس میں سوار رہا نجات پائی اور جس نے تخلف کیا جہنم
رسید ہوگیا۔

ناجی جنت میں جائے گا اور ہاوی بھڑکتی آگ میں
جائیں گے۔

اے کمیل فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا
ہے عطا کرتا ہے اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اے کمیل خدا کی قسم جس نے ہم سے حسد کیا اس نے
ہماری معرفت حاصل کرنے سے پہلے ہم کو گھٹا دیا گیا تم

یاکمیل انما خطی من خطی بدیبنا زایلة مدبرة فانهم ویحظی باخرة بالسیة ثابتة۔

اے کمیل خدا سے دنیا میں میرا حصہ جو ملنا تھا مل گیا۔ دنیا زائل ہونے والی ہے پیٹھ پھرا لینے والی ہے اس کو سمجھ لے کہ آخرت کا حصہ باقی رہنے والا ہے۔

یاکمیل کل بصیر الی الاخرة والذی یرغب فیه منها ثواب الله عزوجل والدرجات العلی من الجنة التی دیورثها الا من کان تقیاً۔

اے کمیل آخرت کی بصیرت رکھنے والا ہر شخص اور اس شخص کے لئے جو اس کی رغبت رکھتا ہو اس کے لئے اللہ کا ثواب اور جنت کے اعلیٰ درجات ہیں جن کا سوائے متقی اور پرہیزگار کے کوئی وارث نہ ہوگا۔

یاکمیل ان شئت فقم اقول دیجبلی۔

اے کمیل اگر چاہتا ہے تو آمادہ ہو جا اور میں جو کہتا ہوں اس پر عمل کر۔ تحفۃ العقول' بحار ج ۱۷

نوف البکالی سے گفتگو

(۱) نوف البکالی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کو دیکھا کہ آپ نے ایک شب نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد ستاروں کی طرف نظر کی اور دیر تک دیکھتے رہے اور تلاوت قرآن فرماتے رہے اور ارشاد فرمایا کہ:

امیرالمومنین: یا نوف اراقد انت ام رامق

نوف: بل رامق ارمقك ببصری یا امیرالمومنین۔

امیرالمومنین: اے نوف تو سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔

نوف: یا امیرالمومنین میں جاگ رہا ہوں اور بصارت سے دیکھ رہا ہوں۔

امیرالمومنین: یا نوف طوبیٰ للزاهدین فی الدنیا الراغبین فی الاخرة۔ اولئك الذین اتخذ والارض بساطاً وترابها فراشاً دماءها طیباً والقرآن وثاراً والدعاء شعاراً وقرضوا من الدنیا علی منهاج المسیح بن مریم۔

امیرالمومنین: اے نوف دنیا کے زاہدوں کے لئے خوشخبری ہے جو کہ آخرت کی طرف راغب ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو دری اس کی مٹی کو اپنا فرش اس کے پانی کو خوشگوار قرآن کو اپنی قبا اور دعا کو اپنا شعار قرار دیا اور دنیا سے مسیح ابن مریم کی طرح منتقل ہو گئے۔

یاکمیل انما حظی من خطی بد بینا زایلۃ مدبرۃ فانھم ویحظی باخرۃ بالسیۃ ثابتۃ۔

یاکمیل کل بصیر الی الاخرۃ والذی یرغب فیہ منھا ثواب اللہ عزوجل والدرجات العلی من الجنۃ التی دیورثھا الامن کان تقیا۔

یاکمیل ان شئت فقم اقول وسجیلی۔

اے کمیل خدا سے دنیا میں میرا حصہ جو ملنا تھا مل گیا۔ دنیا زائل ہونے والی ہے بیٹھ پھرا لینے والی ہے اس کو سمجھ لے کہ آخرت کا حصہ باقی رہنے والا ہے۔

اے کمیل آخرت کی بصیرت رکھنے والا ہر شخص اور اس شخص کے لئے جو اس کی رغبت رکھتا ہو اس کے لئے اللہ کا ثواب اور جنت کے اعلیٰ درجات ہیں جن کا سوائے متقی اور پرہیزگار کے کوئی وارث نہ ہوگا۔

اے کمیل اگر چاہتا ہے تو آمادہ ہو جا اور میں جو کہتا ہوں اس پر عمل کر۔ تحفۃ العقول، بحار ج ۱۷

نوف البکالی سے گفتگو

(۱) نوف البکالی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنینؑ کو دیکھا کہ آپ نے ایک شب نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد ستاروں کی طرف نظر کی اور دیر تک دیکھتے رہے اور تلاوت قرآن فرماتے رہے اور ارشاد فرمایا کہ:

امیرالمومنین: یا نوف ارا قد انت ام رامق

نوف: بل رامق ارمقک ببصری یا امیرالمومنینؑ۔

امیرالمومنین: یا نوف طوبی للزاھدین فی الدنیا الراغبین فی الاخرۃ۔ اولئک الذین اتخذ والارض بساطا وترابھا فراشا وماءھا طیبا والقرآن دثارا والدعاء شعارا وقرضوا من الدنیا علی منھاج المسیح بن مریم۔

امیرالمومنین: اے نوف تو سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔

نوف: یا امیرالمومنین میں جاگ رہا ہوں اور بصارت سے دیکھ رہا ہوں۔

امیرالمومنین: اے نوف دنیا کے زاہدوں کے لئے خوشخبری ہے جو کہ آخرت کی طرف راغب ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو دری اس کی مٹی کو اپنا فرش اس کے پانی کو خوشگوار قرآن کو اپنی قبا اور دعا کو اپنا شعار قرار دیا اور دنیا سے مسیح ابن مریم کی طرح منتقل ہو گئے۔

یا نوف ان اللہ تعالیٰ اوحی الی عیسیٰ قل للعلماء من بنی اسرائیل ان لا یدخلوا بیتا من بیوتی الا بقلوب طاھرۃ و ابصار خاشعۃ واکف نقیۃ وقل لھم اعلموا انی غیر مستجیب لاحد منکم دعوۃ ولاحد من خلقی قبلہ مظلمۃ۔

اے نوف خدا نے عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کے علماء سے کہیں کہ میرے مکانوں میں سے کسی مکان میں بغیر پاک قلوب خاشع آنکھوں اور پاک ہاتھوں کے داخل نہ ہوں اور ان سے کہو کہ وہ جان لیں کہ تم میں سے نہ کسی کی دعا کو قبول کرنے والا ہوں اور نہ مخلوق میں سے کسی اور شخص کی جس کے ذمہ کسی کا کوئی مظلمہ ہو۔

یا نوف ان تکون عشاراً او شاعراً او عریفاً او شرطیا او جابیا او صاحب عرطبۃ وھی طنبور او صاحب کوبۃ وھو الطبل ان نبی اللہ داؤد خرج ذات لیلۃ فنظر الی السمآء فقال انہا لساعۃ لا یرد فیھا دعوۃ الا دعوۃ عریف او دعوۃ شاعر او دعوۃ عاشر او شرطی او صاحب عرطبۃ او صاحب کوبۃ

اے نوف اگر تو چنگی وصول کرنے والا یا شاعر یا دلال یا جانوروں کو گابھ کرانے والا یا خصی کرنے والا یا طنبور بجانے والا یا طبلہ بجانے والا ہے تو سن لے کہ ایک رات حضرت داؤد نبی اللہ نے باہر نکل کر آسمان پر نظر کی اور کہا کہ اس رات خداوند عالم دعاؤں کو رد کر دیتا ہے خصوصاً عریف شاعر، عاشر یا طنبورچی یا طبلہ بجانے والے کی۔

(بحار الانوار۔ ج ۱۷ ص ۱۰۵)

نوف البکالی کو نصیحت

(۲) نوف البکالی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ حضرت مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف رکھتے تھے اور عرض کیا:

نوف: السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

نوف: السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ برکاتہ

امیر المومنین: وعلیک السلام یا نوف ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امیر المومنین وعلیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ یا نوف۔

نوف: یا امیر المومنین عظنی:

نوف: یا امیر المومنین مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔

امیرالمومنین: یا نوف احسن یحسن الله الیک۔

نوف: زدنی یا امیر المومنین۔

امیرالمومنین: یا نوف ارحم ترحم

نوف: زدنی یا امیر المومنین۔

امیرالمومنین: یا نوف قل خیراً تذکر بخیر

نوف: زدنی یا امیر المومنین۔

امیرالمومنین: یا نوف اجتنب الغیبة فانها ادام کلاب النار۔

یا نوف: کذب من زعم انه ولد من حلال وهو یاکل لحم الناس بالغیبة وکذب من زعم انه من ولد حلال وهو یبغضنی ویبغض الائمة من ولدی۔ وکذب من زعم انه من ولد حلال وهو یحب الزنا۔ وکذب من زعم انه یعرف الله عزوجل وهو مجترٍ علی معاصی الله کل یوم ولیلة۔

یا نوف اقبل وصیتی لاتکونن نقیباً ولا عریفاً ولا عشاراً ولا بریداً۔

یا نوف صل رحمک الله فی عمرک وحسن خلقک یخفف الله فی حسابک

یا نوف ان سرک ان تکون معی یوم القیمة فلا تکن للظالمین معیناً۔

یا نوف من احبنا کان معنا یوم القیمة

اے نوف نیکی کر تو تیرے ساتھ بھی نیکی کی جائے گی۔

نوف: یا امیرالمومنین اور کچھ زیادہ فرمائیے۔

امیرالمومنین: اے نوف رحم کر تجھ پر بھی رحم کیا جائے گا۔

نوف: یا امیرالمومنین کچھ اور فرمائیے۔

امیرالمومنین: اے نوف خیر بات کر تو تیرا ذکر بھی خیر سے ہوگا

نوف: یا امیرالمومنینؑ کچھ اور فرمائیے۔

امیرالمومنین: غیبت سے اجتناب کر کہ یہ جہنم کے کتوں کا سالن ہے۔

اے نوف وہ شخص جھوٹا ہے جو اس خیال میں ہے کہ وہ حلال زادہ ہے اور غیبت سے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور وہ شخص بھی جھوٹا ہے جو اپنے کو حلال زادہ سمجھتا ہے جبکہ وہ مجھ سے اور میری اولاد سے ہونے والے آئمہ سے بغض رکھتا ہے و نیز وہ شخص بھی جھوٹا ہے جو اس زعم میں ہے کہ وہ حلال زادہ ہے اور زنا کا خواہش مند ہے و نیز وہ شخص بھی جھوٹا ہے جو اس زعم میں ہے کہ وہ خدائے عزوجل کی معرفت رکھتا ہے حالانکہ وہ شب و روز گناہوں پر جرأت کرتا ہے۔

اے نوف میری نصیحت کو قبول کر اور بکری میں بولی بڑھانے والا دلال، چنگی وصول کرنے والا یا قاصد مت بن۔

اے نوف صلوٰۃ پڑھ خدا تجھ پر رحم کرے گا اور عمر دراز کرے گا حسن خلق سے پیش آ تو خدا تیرے حساب میں تخفیف کریگا

اے نوف اگر تو چاہتا ہے کہ قیامت کے روز میرے ساتھ رہے تو ظالمین کا مددگار مت بن۔

اے نوف جس نے ہم سے محبت کی وہ قیامت کے روز

ولو ان رجلا احب حجرا لحشره الله معه۔	ہمارے ساتھ رہے گا اگر کوئی شخص کسی پتھر سے محبت کرے تو خدا اس کا حشر اسی کے ساتھ کرے گا۔
یا نوف ایاك ان تتزین للناس و تبارز الله بالمعاصی فیفضحك الله یوم تلقاه	اے نوف لوگوں پر دکھاوے کیلئے زینت کرنے سے بچ اور اللہ کے گناہوں سے بچ ورنہ خدا یوم ملاقات ذلیل کریگا
یا نوف احفظ عنی ما اقول لك تنل به خیر الدنیا والآخرۃ۔	اے نوف میں نے جو کچھ تجھ سے کہا ہے حفظ کرے اس میں دنیا و آخرت کی خیر و خوبی پائے گا۔

(بحار الانوار ج ۱۷ صلا ، مستدرک)
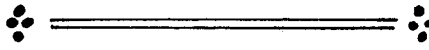
احادیث سلسلۃ الذہب

عبد العظیم ابن عبداللہ حسنی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ محمد ابن امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کوئی حدیث سنایئے جو آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے سنی ہو۔

فرمایا کہ میرے والد میرے دادا سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ:

لا یزال الناس بخیر ما تفاوتوا فاذا استووا ھلکوا۔

ترجمہ: لوگ ہمیشہ نیکی پر رہیں گے جب تک کہ ان میں تفاوت ہوگا اور جب وہ برابر ہوجائیں ہلاک ہوجائیں گے عرض کیا ابن رسول اللہ اور کچھ فرمایئے۔ فرمایا کہ میرے والد میرے دادا سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ "انکم لن تسعو الناس باموالکم فسعوھم بطلاقۃ الوجہ وحسن اللقاء فانی سمعت رسول اللہ یقول انکم لن تسعو الناس باموالکم فسعوھم باخلاقکم

ترجمہ: تم لوگ مال سے لوگوں کے لئے سعی نہیں کرسکتے تو خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ سعی کرو۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم لوگ مال سے لوگوں کی مدد نہیں کرسکتے تو اخلاق کے ساتھ سعی کرو عرض کیا کہ ابن رسول اللہ اور کچھ زیادہ فرمایئے۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین نے فرمایا کہ "من عتب علی الزمان طالت معتبتہ (جس نے دنیا سے مخالفت کی اس کی ناراضگی دنیا سے بڑھ جائیگی۔)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ "مجالسۃ الاشرار تورث سوء الظن بالاخیار (شریروں کے ساتھ ہم نشینی نیکوں سے

بدگمانی پیدا کرتی ہے)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ بئس الزاد الی المعاد العدوان علی العباد (قیامت کے روز کے لئے سب سے بُرا توشہ بندگان خدا سے دشمنی کرنا ہے۔)

عرض کیا کہ ابن رسول کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قیمۃ کل امرء ما یحسنہ (ہر شخص کی قیمت وہی ہے جو وہ نیکی کرتا ہے)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباد اجداد سے سنا کہ حضرت علی امیرالمومنین نے فرمایا کہ "المرء مخبوء تحت لسانہ (انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ اور کچھ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے میرے والد اور انہوں نے اپنے اباؤ اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ "ما ھلک امرء عرف قدرہ" (جو اپنی عزت وقدر کو جانتا ہے ہلاک نہیں ہوتا۔)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا کہ میرے والد سے میں اور اپنے آباؤ اجداد سے انہوں نے سنا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ "التدبیر قبل العمل یومنک من الندم" (عمل سے پہلے تدبیر ندامت سے بچاتی ہے۔)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ زیادہ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء سے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ "من وثق بالزمان صرع" جس نے دنیا پر اعتماد کیا گر پڑا۔)

عرض کیا ابن رسول اللہؐ کچھ اور زیادہ کہئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ "خاطر بنفسہ من استغنی برایہ" جس نے اپنی رائے پر غرور کیا اپنے نفس کے لئے خطرہ مول لیا۔)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہؐ کچھ اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء سے سنا کہ امیرالمومنین نے فرمایا کہ "قلۃ العیال احد الیسارین" (اولاد کی کمی دو فراغ بالیوں میں سے ایک ہے۔

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء سے سنا کہ امیرالمومنینؑ

نے فرمایا کہ " من دخلہ العجب ھلك " (جس میں تکبر داخل ہوا وہ ہلاک ہوگیا)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ " من الیقین با لخلف جاد بالعطیۃ " (جس نے اپنی اولاد پر یقین کیا بہت عطا کرنے لگے گا۔)

عرض کیا کہ ابن رسول اللہ کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے سنا کہ امیر المومنین نے فرمایا " من رضی بالعافیۃ ممن دونہ رزق السلامۃ ممن فوقہ " (جو اپنے سے کم کے بارے میں راضی ہوا وہ اپنے فوق سے سلامتی طلب کرے گا۔

(بحار الانوار۔ ج ۱۷ ص ۱۰۱)

ایمان حضرت ابوطالب علیہ السلام

بعض لوگ اس خیال میں ہیں کہ حضرت ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا تھا جو بالکل غلط ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین ع سے ایک مرتبہ رحبہ میں جب کہ آپ لوگوں کے ایک بڑے اجتماع میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام آپ تو اس مقام پر رہیں گے جو خدا نے آپ کے لئے مقرر کیا ہے۔ مگر آپ کے والد نار میں معذب ہوتے رہیں گے۔

حضرت امیر المومنین ع نے جواب دیا کہ:

مہ فض اللہ فاك والذی بعث محمداً بالحق نبیاً لو لیشفع ابی فی کل مذنب علی وجہ الارض لشفعہ اللہ فیھم ابی معذب فی النار وابنہ قسیم الجنۃ والنار ثم قال والذی بعث محمداً بالحق نبیاً ان نور ابی یوم القیمۃ لیطفی انوار الخلائق الا خمسۃ انوار نور محمد و نوری و نور فاطمۃ و نور الحسن و نور الحسین و نور تسعۃ من ولد الحسین لان نورہ من نورنا خلقہ اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام ہ (بحار المعارف ص ۳۷۳۔ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۳۴۱)

ترجمہ: ٹھہر جا خدا تیرے منہ کو توڑ دے۔ اس کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا اگر والد بزرگوار روئے زمین کے تمام گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے تو خدا ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ کیا میرا باپ جہنم میں معذب، ہو گا جب کہ اس کا بیٹا جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہو گا۔

پھر فرمایا۔ " اس کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا میرے باپ کے نور کے مقابلہ میں قیامت کے روز تمام مخلوق کا نور ماند پڑ جائے گا سوائے پانچ انوار کے یعنی نور محمدؐ، میرا نور، فاطمہؑ کا نور، حسن کا نور، حسینؑ کا نور اور حسینؑ کی اولاد سے نو انوار کے کیونکہ ان کا نور ہمارے نور سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے دو ہزار سال قبل خلق کیا تھا۔

طبیب یونانی سے مکالمہ

امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز ایک یونانی فلسفی طبیب نے حضرت امیر المومنینؑ سے عرض کیا کہ :

يا ابا الحسن بلغني خبر صاحبك وان به جنوناً وجئت لاعالجه فلحقته قد مضى لسبيله

اے ابو الحسنؑ مجھے اطلاع ملی تھی کہ آپ کے صاحب کو جنون ہو گیا تھا اس لئے میں ان کے علاج کیلئے آیا جب میں یہاں

وفاتني ما اردت من ذالك وقد قيل لي انك ابن عمه وصهره وارى بك صفاراً

آیا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا اور میرا مقصد فوت ہو گیا جو میں نے سوچا تھا۔ وہ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

قد علاك، وساقين دقيقين ولما اراهما تقلانك، فاما الصفار فعندي دوائه واما

آپ انکے چچازاد بھائی اور داماد ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے چہرے پر زردی بڑھ رہی ہے اور آپکی پنڈلیاں پتلی ہو گئی ہیں

الساقان الدقيقان فلا حيلة لي لتغليظهما، والوجه ان ترفق بنفسك في المشي تقلله

میں یہ دیکھتا ہوں تو مجھے قلق ہوتا ہے میرے پاس اس زردی کی دوا ہے اور پنڈلیاں جو پتلی ہیں ان کا موٹا کرنا بھی مشکل نہیں

ولا تكثره وفيما تحمله على ظهرك وتحتضنه بصدرك ان تقللهما ولا

جہاں تک چہرہ کا تعلق ہے آپ کو چاہئیے کہ اپنے طور پر نرمی اختیار کریں۔ چلنے میں اپنی رفتار کو کم کریں تیز نہ ہونے دیں اور اپنی

تكثرهما فان ساقيك دقيقان لا يؤمن عند حمل ثقيل انقصافهما، واما الصفار

پشت پر جو بار اٹھاتے ہیں اور اس سے سینہ پر جو بار پڑتا ہے اسکو کم کریں اور زیادہ نہ ہونے دیں چونکہ آپ کی پنڈلیاں پتلی ہیں آپکے زیادہ

فدوائه عندي وهو هذا، واخرج دوائه وقال: هذا لا يؤذيك ولا يخيبك

وزن اٹھانے سے میں مطمئن ہوں۔ البتہ چہرے کی زردی کے لئے میرے پاس یہ دوا موجود ہے۔ چنانچہ دوا نکالی اور کہا کہ آپ

ولكنه تلزمك حمية من اللحم اربعين صباحاً ثم يزيل صفارك

کو نقصان پہونچائیگی اور نہ کوئی تکلیف آپکو چاہئیے کہ اس کو گوشت کے ساتھ پکا کر چالیس روز صبح میں کھائیں اس سے آپ کی زردی زائل ہو جائیگی۔

امیرالمومنین: قد ذکرت نفع هذا الدواء لصفاری فهل تعرف شیأ یزید

میرے رنگ کی زردی کے دفع کے لئے تو نے اس دوا کے فوائد تو بیان کئے کیا تو اس کے علاوہ اور اثرات بھی جانتا ہے

فیہ و یضرہ؟

جو ضرر پہونچاتی ہیں۔؟

طبیب: بلی حبة من هذا. واشار الی دواء معه. وقال ان تناوله انسان وبه صفار اماته

من ساعته، وان کان لا صفار به صار به صفار حتی یموت فی یومه۔

اس کے ساتھ جو دوا تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی انسان جس کے رنگ میں زردی ہو ان میں سے

ایک گولی کھائے تو ایک ساعت میں مرجائے گا اور اس کو زردی نہ ہو اور کھائے تو ایک دن میں مرجائے گا۔

امیرالمومنین: فارنی هذا الضار، فاعطاه آیاه

اچھا یہ گولیاں مجھے دے دے اور اس کے ضرر پہونچانے کو دکھا۔

طبیب: کم قدر هذا؟ قال قدره مثقالین سم ناقع، قد کل حبة منه لا یقتل

ترجمہ: کتنی گولیاں دوں؟ اس میں سے دو مثقال زہر قاتل ہے اس میں کی ہر گولی ایک آدمی کو مار ڈالے گی۔ پس

رجلا فتناوله علی علیه السلام نقمعه وعرق عرقاً خفیفاً، وجعل الرجل یرتعد و

حضرت علی علیہ السلام نے سب دوا کھالی جس سے آپ کو تھوڑا سا پسینہ آگیا اور وہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا۔

یقول فی نفسه: الآن اوخذ یا بن ابی طالب ویقال قتلته ولا یقبل منی قولی انه

اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ ابن ابی طالب کی وجہ سے میں پکڑا جاؤں گا اور لوگ کہیں گے کہ تو نے ان کو قتل کیا اور میری کوئی

هو الجانی علی نفسه۔

بات قبول نہ کریں گے انہوں نے عمداً اپنی جان دی۔

فتبسم علی بن ابی طالب وقال؛ یا عبد اللّٰہ اصح ما کنت بدناً الآن لم یضرنی ما زعمت

انه سم۔ ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب نے مسکرایا اور فرمایا کہ بندۂ خدا کیا یہ صحیح ہے جو تو خیال کر رہا تھا تو اس

خیال میں تھا کہ یہ زہر قاتل ہے مگر اس نے مجھے کوئی ضرر نہ پہونچایا۔

ثم قال؛ نغمض عینیك، نغمض، ثم قال؛ افتح عینیك ففتح، ونظر الی وجه

حضرت نے پھر فرمایا کہ تو اپنی آنکھیں بند کرے پس اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولے پس اس نے

علی ابن ابی طالب، فاذا هو ابیض احمر مشرب حمرة، فارتعد الرجل لما رآه و تبسم

آنکھیں کھول دیں اور حضرت ابن ابی طالب کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ سرخ و

سفید اور سرخی مائل تھا پس وہ کانپنے لگا، حضرت علیؑ تبسم ہوئے اور دریافت فرمایا کہ وہ زردی کہاں ہے جو تو نے گمان کیا تھا۔

علیؑ وقال : این الصفار والذی زعمت انہ بی۔

طبیب : واللہ لکانک لست من رایت، قبل کنت مضاداً، فانک الان مورد

ترجمہ : خدا کی قسم آپ وہ نہیں ہیں جنہیں میں نے دیکھا تھا جب کہ آپ حالت ضرر میں تھے اب آپ ایسے اچھے ہیں جیسے ہونا چاہئے۔

امیرالمومنین : فزال عنی الصفار الذی تزعم انہ قاتلی۔

حضرتؑ : مجھ سے وہ زردی زائل ہو گئی جس کو تو میری قاتل سمجھ رہا تھا۔

واما ساقای ھاتان ومد رجلیہ وکشف عن ساقیہ، فانک زعمت انی احتاج الی

حضرت نے اپنے دونوں پیر پھیلاتے ہوئے پنڈلیوں کو کھول کر فرمایا کہ تو اس گمان میں تھا کہ میں جسم پر بار اٹھاتا ہوں اس

ان ارفق ببدنی فی حمل ما احمل علیہ، لئلا ینقصف الساقان دانا ارید ان طب

میں کمی کرنی چاہیے تاکہ پنڈلیاں پتلی نہ ہو جائیں۔ میں تجھ کو دکھانا چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی طب تیری طب سے مختلف ہے

اللہ عزوجل علی خلاف طبک، وضرب بیدہ الی اسطوانہ خشب عظیمۃ، علی راسہا

اور آپ نے لکڑی کے ایک عظیم اسطوانہ (ستون) پر ہاتھ سے ضرب لگائی جس کے سر پر سطح جگہ تھی جس پر وہ طبیب

سطح مجلسہ الذی ھو فیہ، وفوقہ حجرتان، احدھما فوق الاخری وحرکہا فاحتملہا

بیٹھا ہوا تھا اس کے اوپر دو کمرے تھے جن میں سے ایک دوسرے کے اوپر تھا آپ نے اس کو حرکت دی جس کو اس نے

فارتفع السطح والحیطان وفوقہما الغرفتان، فغشی علی الیونانی فقال علیؑ : صبوا علیہ

برداشت کر لیا اس کے ساتھ ہی وہ سطح اور دیواریں بلند ہونے لگیں ان کے اوپر دو دریچے بھی تھے یہ دیکھ کر یونانی کو غش

ما فصبوا علیہ ماءً فافاق وھو یقول : واللہ ما رایت کالیوم عجباً۔

آ گیا حضرت نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکیں پس اس پر پانی چھڑکا گیا اور اس کو افاقہ ہوا اور وہ کہنے لگے گا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح عجیب چیز نہیں دیکھی۔

فقالؑ : ھذہ قوۃ الساقین الدقیقین واحتمالہما فی طبک ھذا یا یونانی؟

حضرت : یہ دقیق پنڈلیوں کی قوت ہے اور ان کا متحمل ہونا ہے۔ اے یونانی کیا یہ تیری طب میں ہے؟

طبیب : امثلک کان محمداً؟

کیا محمدؐ بھی ایسے ہی تھے؟

امیرالمومنین : وھل علمی الا من علمہ، وعقلی الا من عقلہ وقوتی الا من قوتہ ولقد

حضرت: میرا علم نہیں ہے مگران کے علم سے، میری عقل نہیں ہے مگران کی عقل سے اور میری قوت نہیں ہے مگران

اتاہ ثقفی وکان اطب العرب، فقال له: ان کان بلك جنون دوائک؟

کی قوت سے یہ انہوں ہی نے مجھے عطا کیا اور وہ عرب کے سب سے بڑے طبیب تھے اور فرمایا کہ اگر تجھ کو جنون ہو جائے

فقال له محمد اتحب ان اریك آیة تعلم بها غنای من طبك وحاجتك الی طبی؟

تو تیری دوا کیا ہے؟

اس سے متعلق محمدؐ نے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو ایک نشانی دکھاؤں کہ تو اس کو جان لے کہ میں تیری طب سے بے پرواہ کیوں ہوں اور تو میری طب کا محتاج ہے۔

قال: نعم:

ہاں

قال: ای آیة ترید؟

طبیب اس نشانی سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟

قال: تدعو ذالك العذق واشار الی نخلة سحوق فدعاه، فانقلع اصلها من الارض

حضرت: ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ چلا آ پس اس کی جڑ اکھڑ گئی اور وہ تیزی سے زمین کو کاٹتے

ہوئے سامنے آگیا۔

فقال: اکفاك؟ حضرت: کیا وہ تیرے لئے کافی ہے۔؟

قال: لا طبیب: نہیں۔

قال: فترید ماذا؟ حضرت اب تو کیا چاہتا ہے۔

قال: تامرها ان ترجع الی حیث جاءت منه، وتستقر فی مقرها الذی انقلعت منه

طبیب: اس کو حکم دیں کہ جہاں سے آیا ہے چلا جائے اور اپنے مقام پر قائم ہو جائے۔ جہاں سے آیا ہے۔

نامرها، فرجعت واستقرت فی مقرها۔

پس آپ نے اس کو حکم دیا اور وہ واپس ہو کر اپنے مقام پر قائم ہو گیا۔

فقال الیونانی یا امیرالمومنین: هذا الذی تذکره عن محمد غائب عنی وانا ارید

طبیب: یہ وہ چیز ہے جس کا ذکر آپ نے محمدؐ کی جانب سے کیا ہے جو اس وقت مجھ سے غائب ہیں اور میں چاہتا ہوں

اختصر منك على اقل من ذالك، اتباعد عنك فادعني وانا لا اختار الاجابة فان

کہ اختصاراً آپ کے ساتھ ایک بات پر قائم ہو جاؤں اب میں آپ سے دور ہوتا ہوں اور اگر آپ پھر بلائیں تو میں

جئت بي اليك فهي آية قبول نہ کروں گا اگر میں آپ کے پاس پھر آجاؤں تو یہ ایک نشانی ہوگی۔

امیرالمومنین: انما يكون آية لك وحدك لانك تعلم من نفسك انك لم ترده

واني ازلت اختيارك من غير ان باشرت مني شيئاً او ممن امرته بان يباشرك، او

ممن قصد الى اختيارك وان لم آمره الا ما يكون من قدرة الله القاهرة وانت

يا يوناني يمكنك ان تدعي ويمكن غيرك ان يقول: اني واطاتك على ذلك فاقترح

ان كنت مقترحاً ما هو آية الجميع للعالمين۔ تیرے لئے یہ ایک نشانی ہے کیونکہ تو اپنے

نفس کے متعلق جانتا ہے اور اس کو ہرگز رد نہ کرے گا اور میں تیرے اختیار کو بغیر اس کے کہ تو مجھ سے ملے یا اس سے

جس کو میں نے حکم دیا ہے کہ تجھ سے ملے یا اس سے جس نے تجھے ماننے کا ارادہ کیا ہو تیرے اختیار کو زائل کرتا ہوں

اور اگر میں اس کو حکم نہ دوں تو تو آگاہ ہو جا کہ جو کچھ خدائے قاہر کی قدرت سے واقع ہو گا اور اے یونانی ممکن ہے کہ تو بلائے

اور تیرے غیر کے لئے ممکن ہے کہ میری اور تیری اس بات کو ماننے سے متعلق کچھ کہے پس اب تو اس سے متعلق سوال کرنا چاہتا

ہے تو سوال کرے یہ تمام عالمین کیلئے ایک نشانی ہوگی۔

طبیب یونانی: ان جعلت الاقتراح الي فانا اقترح: ان تفصل اجزاء تلك النخلة، وتفرقها

وتباعد ما بينها، ثم تجمعها وتعيدها كما كانت۔

ترجمہ: جب آپ نے سوال کرنے کو مجھ پر قرار ہی دیا تو میں سوال کرتا ہوں کہ آپ اس درخت کے اجزاء کے تفرق

علیحدہ علیحدہ ہونے پھر جمع ہو جانے اور پہلی حالت میں عود کر جانے کی تفصیل فرمائیے۔

امیرالمومنین: هذه آية وانت رسولي اليها۔ يعني الى النخلة۔ فقل لها:

حضرتؑ: یہ ایک نشانی ہے اور تو میری جانب سے اس کی طرف پیامبر ہے۔ یعنی درخت کی طرف)

ان وصي محمدؐ رسول الله يامر اجزاءك ان تتفرق وتتباعد۔

پس اس سے کہہ کہ وصی محمد رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ اپنے اجزاء میں متفرق ہو کر ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دے۔

فذهب فقال لها: ذالك فتفاصلت وتهافتت وتنثرت وتصاغرت اجزاءها

پس وہ گیا اور درخت سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اجزاء ٹوٹ ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئے اور ان میں انقلابی کیفیت

حتى لم يرلها عين ولا اثر حتى كان لم تكن هناك نخلة قط

پیدا ہو گئی اور ریزہ ریزہ ہو گئے یہاں تک کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ نظر آیا گویا وہاں قطعاً کوئی درخت ہی نہ تھا۔

فارتعدت فرائض الیونانی وقال: یا وصی محمد رسول اللہ قد اعطیتنی اقتراحی الاول

یونانی کے اعضاء وجوارح کانپنے لگے اور کہا اے وصی محمد رسول اللہ آپ نے میرے پہلے سوال کرنے پر مجھے عطا کیا تھا

فاعطنی الآخر فامرھا ان تجتمع وتعود کما کانت، فقال ع: انت رسولی۔

اور دوسری بات یہ عطا کیجئے کہ اس کو جمع ہونے کا حکم دیں اور یہ پہلے کی طرح ہو جائے، حضرت نے فرمایا تو اس کی

الیھا فعد فقل لھا: یا اجزاء النخلۃ ان وصی محمد رسول اللہ یامرک ان تجتمعی

طرف میرا پیامبر ہے اس کو پھر کہہ کہ اے درخت کے اجزاء وصی محمد رسول اللہ ص نے تم کو حکم دیا ہے کہ جمع ہو جائیں اور

کما کنت وان تعودی۔

درخت جس طرح پہلے تھا اسی حالت میں عود کر آئیں۔

فنادی الیونانی فقال ذالک، فارتفعت فی الھواء کھیئۃ الھباء المنثور ثم

پس یونانی نے آواز دی اور کہا اور اس کی آواز پراگندہ غبار کی طرح ہوا میں پھیل گئی۔ پھر اس کے اجزاء جمع ہونے لگے

جعلت تجتمع جزء منھا حتی تصورلھا القضبان، والاوراق واصول السعف وشماریخ

یہاں تک کہ اس کی شاخوں پتوں اور جڑوں کی شکلیں بننے لگیں پھر وہ ایک نظام میں جمع ہو کر مرتب ہونے لگے یہاں

الاعذاق، ثم تالفت وتجمعت وترکبت واستطالت وعرضت واستقر اصلھا فی

مرتب ہونے لگے اور طول وعرض اختیار کر لیا اور اس کی جڑیں اپنے مقام پر آگئیں اور ان پر ان کا تنہ قرار

مقرھا وتمکن علیھا ساقھا، وترکب علی الساق قضبانھا، وعلی القضبان اوراقھا

پا گیا، تنہ پر شاخیں مرتب ہو گئیں اور شاخوں پر پتے نکل آئے وغیرہ اس کے کھوکھلے حصوں میں بھی پتے نکل

وفی امکنتھا اعذاقھا وکانت فی الابتداء شماریخھا متجردۃ لبعدھا من اوان الرطب

آئے جو ابتداً رطب کلیوں اور گدرے کھجوروں کے نہ ہونے کی وجہ خالی تھے۔

والبسر والخلال۔

فقال الیونانی: واخری احب ان تخرج شماریخھا اخلالھا وتقلبھا من خضرۃ

یونانی: بالاخر میں چاہتا ہوں کہ کونپلیں اور کلیاں نکل کر سبزی سے زردی اور سرخی اختیار کریں اور کھجور بن کر

پک جائیں تاکہ میں اور جو لوگ حاضر ہیں کھا سکیں۔

امیر المومنین: انت رسولی الیھا بذلک فمرھا بہ

حضرت تو میرا پیامبر ہے اس کی طرف اس کو اس کا حکم دے۔

طبیب یونانی: ما امرہ امیر المومنین فاخلت، واسرت ع اصفرت واحمرت

یونانی : امیرالمومنین نے جو حکم دیا ہے کہ تجھ میں کلیاں کچے خرمے آجائیں اور زرد سرخ ہو کر رطب بن جائیں
وترلبمت، وتقلبت اعذاقها برطبها : فقال واخرها اجها ان تقرب من بین ید
اور رطب سے بھر جائیں پھر کہا کہ میری آخری خواہش یہ ہے کہ یہ سب میرے سامنے آجائیں یا میرے ہاتھ اتنے
اعذاقها، او تطول یدی لتنالها، واحب شئی الی : ان تنزل الی احدیهما وتطول یدی
لمبے ہو جائیں کہ میں ان کو چھو سکوں میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک بات ہو جائے اور آخری مرتبہ
الی الاخری التی هی اختها۔
میرے ہاتھ اتنے طویل ہو جائیں کہ میں ان کو چھو سکوں میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک بات ہو جائے
امیرالمومنین : مد الید التی ترید ان تنالها وقل : یا مقرب البعید قرب یدی منها
حضرت : تو جو چاہتا ہے اس کی طرف ہاتھ پھیلا اور کہہ اے دور کی چیز کو قریب کرنے والے میرے ہاتھ کو اس
واقبض الاخری التی ترید ان ینزل العذق الیها وقل : یا مسهل العسیر سهل لی
اس کے قریب کر دے اور اس کو میرے قبضہ میں کر دے جس کے درخت سے نازل ہونے کو میں چاہتا ہوں اور
تناول ما بعد عنی منها ففعل ذلک نقاله، فطالت یمناه فوصلت الی العذق
اور کہہ اے تنگی کو آسان کرنے والے میرے لئے اس کے کھانے کو آسان کر دے جو مجھ سے دور ہے پس اس نے
وانحطت الاعذاق الاخر فسقطت علی الارض وقد طالت عراجینها۔
ایسا کیا اور کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا داہنا ہاتھ طویل ہو گیا اور شاخوں سے مل گیا اور دوسری شاخیں بھی
ثم قال امیرالمومنین : انک ان اکلت منها ولم تومن بمن اظهرلک من عجائبها
قریب آ گئیں اور دیر تک زمین پر کھجور گرتے رہے۔

حضرت ؑ : اگر تو اس میں سے کچھ کھالے اور ان عجائبات کے دیکھنے کے بعد جو تجھ پر ظاہر کئے گئے ایمان نہ لایا تو خداوند
عجل اللہ عزوجل الیک من العقوبة التی یبتلیک بها ما یعتبر به عقلاء خلقه وجهالهم
خداوند عزوجل تجھ پر ایسا عذاب نازل کرے گا جس میں تو مبتلا رہے گا اور مخلوق کے عقلاً اور جہلا اس سے عبرت حاصل
لها طبیب یونانی : انی ان کفرت بعد ما رأیت فقد بالغت فی العناد، وتناهیت فی التعرض
کریں گے۔ یونانی : اگر میں یہ دیکھنے کے بعد انکار کروں تو گویا میں نے عناد میں زیادتی کی اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کی
للهلاک، اشهد انک من خاصة اللہ، صادق فی جمیع اقاویلک عن اللہ فامرنی
انتہا پر پہونچا دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے خاص بندوں میں سے ہیں اور خدا کی جانب سے

بما تشاء اطعك، اپنے تمام اقوال میں سچے ہیں پس آپ جو چاہتے ہیں مجھے حکم دیں میں آپ کی اطاعت کروں گا

امیرالمومنین: آمرك ان: تقر لله بالوحدانية، وتشهد له بالجود والحكمة وتنزهه

حضرت: میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور گواہی دے کہ وہ صاحب جود و حکمت ہے۔

عن العبث والفساد، وعن ظلم الاماء والعباد، وتشهد ان محمداً الذی انا وصیه

بیکار امور و فساد سے اور کنیزوں و غلاموں پر ظلم کرنے سے پاک ہے۔ اور گواہی دے محمدؐ کی اور میری کہ میں سید الانام

سید الانام، وافضل رتبة فی دار السلام، وتشهد ان علیاً الذی اراك عما اراك

کا وصی ہوں اور وہ جنت میں افضل رتبہ رکھتے ہیں۔ اور گواہی دے کہ علیؑ جنہوں نے تجھ کو جو کچھ دکھایا اور نعمتوں

واولاك من النعم ما اولاك، خیر خلق الله بعد محمد رسول الله واحق خلق الله

میں سے جو کچھ عطا کیا محمدؐ رسول اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر و افضل ہیں اور محمدؐ کے بعد شریعت اور

بمقام محمد بعده، وبالقیام بشرایعه واحکامه، وتشهد ان اولیائه اولیاء الله، واعدائه

احکام خدا کے قائم کرنے میں محمدؐ کے جانشین بننے کے خلق اللہ میں سب سے زیادہ حق دار ہیں اور گواہی دے کہ ان کے دوست

اعداء الله وان المومنین المشارکین لك فیما کلفتك المساعدین لك علی ما امرتك

اللہ کے دوست اور ان کے دشمن اللہ کے دشمن ہیں، مومنین جو اس امر میں جس کا میں نے تجھ کو حکم دیا ہے تیری مدد کیلئے

تیرے ساتھ شریک ہیں۔ وہ محمدؐ کی بہترین امت ہے اور علیؑ کے بہترین گروہ ہیں۔

به خیرة امة محمد وصفوة شیعة علیؑ۔

وامرك: ان تواسی اخوانك المطابقین لك علی تصدیق محمد وتصدیقی والانقیاد

میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ جو محمدؐ کی اور میری تصدیق میں تیرے مطابق ہوں اور ان سے ولی کی

والانقیاد له ولی، مما رزقك الله وفضلك علی من فضلك به منهم، تسد فاقتهم

پیروی کریں ہمدردی کر جو کچھ خدا نے تجھ کو عطا کیا ہے اور فضیلت دی ہے اور جو کچھ فضیلت ان لوگوں پر دی ہے۔ ان

وتجبر کسرهم وخلتهم، ومن کان منهم فی درجتك فی الایمان ساویته من مالك

کی فاقہ کشی اور محتاجی کا انسداد کر، ان کی حاجت برآری کر اور ان میں سے جو ایمان میں تیرے درجہ پہ ہوں اپنے

بنفسك، ومن کان منهم فاضلاً علیك فی دینك آثرته بمالك علی نفسك حتی یعلم

مال و جان سے مدد کر۔ اور ان میں سے جو لوگ دین میں تجھ پر فضیلت رکھتے ہیں اپنی جان و مال کو ان پر ایثار

الله منك ان دینه آثر عندك من مالك، وان اولیائه اکرم علیك من اهلك وعیالك

کر یہاں تک کہ اللہ کو تیرے بارے میں علم ہو جائے کہ ان کا دین تیرے مال پر اثر انداز ہوا و نیز اس کے اولیا

تیرے اہل وعیال سے زیادہ تجھ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

وآمرك: ان تصون دينك، وعلمنا الذى اودعناك واسرارنا التى حملناك ولا

اور میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو حفاظت کر اپنے دین کی، ہمارے علم کی جو ہم نے تیرے سپرد کیا اور ان اسرار کی جو ہم نے

تبد علومنا من يقابلها بالعناد، ويقابلك من اهلها بالشتم، واللعن، والتناول

تجھ پر ظاہر کیا۔ ہمارے علوم کو اس پر ظاہر نہ کر جو دشمنی سے مقابلہ کرنے لگے اور اس پر جو تجھ سے لعن و دشنام سے

من العرض والبدن، ولا تفش سرنا الى من يشنع علينا، وعند الجاهلين باحوالنا

مقابلہ کرے اور تیری ایذا رسانی کے درپے ہو وہ نیز ہمارے راز کو اس پر فاش نہ کر جو ہم کو برا بھلا کہتا ہو جاہلین

ولا تعرض اولياءنا لبوادر الجهال

پر ہمارے احوال ظاہر نہ کر اور ہمارے دوستوں سے تعرض نہ کر تاکہ جہلا سبقت نہ کریں۔

وآمرك: ان تستعمل، التقية فى دينك، فان الله عزوجل يقول " لا يتخذ المومنون

میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے دین میں تقیہ اختیار کرے خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ مومنین مومنین کو چھوڑ کر کافروں

الكافرين اولياء من دون المومنين ومن يفعل ذلك فليس من الله فى شئ الا ان

کو اپنا سرپرست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا۔ اس سے کسی بات میں خدا سے کوئی واسطہ نہ رہے گا سوائے اس صورت

تتقوا منهم تقاة " (سورہ آل عمران ۲۸) وقد اذنت لك فى تفضيل اعدائنا ان

کے کہ تم ان سے کسی قسم کا خوف رکھتے ہو اور بچنا چاہتے ہو۔ اگر ہمارے دشمنوں سے خوف ہو تو میں تجھ کو اجازت دیتا

لجاك الخوف اليه وفى اظهار البراءة منا ان حملك الوجل عليه، وفى ترك

ہوں کہ ان کو فضیلت دے اور ہم سے اظہار برأت کر لے اگر ایسا نہ کرنے میں کوئی خوف ہو اور واجبات نماز ترک

الصلوٰة المكتوبات ان خشيت على حشاشتك الآفات والعاهات، فان تفضيلك

کرتے ہیں ان کی دشمنی سے مصائب و آفات میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو تیری خوف کی حالت میں تیرا ہمارے دشمنوں کو ہم پر

اعدائنا علينا عند خوفك لا ينفعهم ولا يضرنا، وان اظهارك براءتك منا

فضیلت دینا نہ ان کو کوئی فائدہ پہونچاتا ہے اور نہ ہم کو کوئی مضرت اور تقیہ میں تیرا ہم سے اظہار برأت ہم کو نہ کوئی برائی

عند تقيتك لا يقدح فينا ولا ينقصنا ولان تبرات منا ساعة بلسانك وانت

پہونچائے گا اور نہ ہماری منزلت کو گھٹائے گا۔ تیری جان کے ایسی روح کے ساتھ باقی رہنے میں جس سے تیرے جسم کا

موال لنا بجنانك لتبقى على نفسك روحها التى بها قوامها ومالها الذى به

باقی رہنا ہے اور تیرا مال جس سے تیرا قیام ہے اور اس جاہ و مرتبہ کے لئے جسے تو نے حاصل کیا ہے دل سے دوست

تیامها وجاهها ارزی به تماسکها، وتصون من عرف بذلك وعرفت به من
ہوتے ہوئے ایک ساعت کے لئے ہم سے زبان سے تبرا کرے تو ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اس
اولیائنا واخوتنا من بعد ذلك بشهور وسنین الی ان یفرج الله تلك الكربة
شخص کو بچائے گا جس نے اس بات کو جان لیا اور اس کے ذریعہ مہینوں اور سالوں ہمارے دوستوں اور بھائیوں
او تزول به تلك الغمة فان ذلك افضل من ان تتعرض للهلاك وتنقطع به
کو بچانا یہاں تک کہ خدا اس کی مصیبت کو دور کرے اور اس سے یہ غم دور ہو جائے پس یہ اس سے زیادہ افضل
عن عمل الدین وصلاح اخوانك المؤمنین، وایاك ثم ایاك ان تترك التقیة
ہے کہ تو اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالے اور عمل دین اور برادران مومن کی صلاح سے منقطع ہو جائے تو اس سے
التی امرتك بها، فانك شائط بدمك ودم اخوانك ومعرض نعمتك ونعمهم
احتراز کر اور بچ کہ تو تقیہ کو ترک کر دے جس کا میں نے حکم دیا ہے کہ تو نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے خون
علی الزوال مذل لك ولهم فی ایدی اعداء دین الله وقد امرك الله با
کا بہانے والا ہو گا اور تو پیش کرنے والا ہو گا اپنی نعمتوں اور ان کی نعمتوں کو زوال پر، پھر تو اور تیرے بھائی دین
عزازهم، فانك ان خالفت وصیتی كان ضررك علی نفسك واخوانك اشد
خدا کے دشمنوں کے ہاتھوں ذلیل ہونگے۔ خدا نے تجھ کو ان کے اعزاز کا حکم دیا ہے اگر تو میری وصیت کی مخالفت
من ضرر المناصب لنا الكافرینا.
کرے گا تو تیرے نفس کو اور تیرے بھائیوں کو ضرر پہونچے گا جو ہمارے دشمنوں اور منکروں کو ضرر پہونچانے سے زیادہ ہوگا۔

(کتاب الاحتجاج طبرسی، ج ۱۔ ص ۳۴۲)

دہقانی منجم سے مکالمہ

سعد بن جبیر سے مروی ہے کہ فارس کا ایک دہقانی منجم ایک مرتبہ خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر بعد تہنیت عرض کیا کہ:

منجم: یا امیر المؤمنین تناحست النجوم الطالعات وناحست السعود بالنحوس واذا كان مثل
یا امیر المومنینؑ: ستاروں کے کسی مقام پر واقع ہونے اور سعد و نحس کے آپس میں مقابل ہو جانے کا غور سے

ھذا الیوم وجب علی الحکیم الاختفاء ولوملک ھذا یوم صعب قد اتصلت نیہ کوکبان
مطالعہ کرنا چاہئیے جب ایسا دن ہو تو حکیم کے لئے ضروری ہے کہ رک جائے آج کا دن آپ کے لئے سخت ہے کہ آج دو ستارون
وانکفی فیہ المیزان وانقدح من برجک النیران ولیس لک الحرب بمکان۔
کا میزان میں قران ہے اور آپ کے برج سے دو ستارے نکل گئے ہیں لہذا آپ کو جنگ کے لئے نہیں جانا چاہئیے۔

امیرالمومنینؑ: ویحک یا دھقان المنبئ بالآثار المخوف من الاقدار، ماکان البارحۃ
وائے ہو تجھ پر اے دہقانی کہ تیرے احکام اندازہ پر اور آثار خوف پر مبنی ہیں برج میزان کے مالک پر شب گذشتہ
صاحب المیزان وفی ای برج کان صاحب السرطان وکم الطالع من الاسد والساعات فی الحرکات
کیا گذری اور برج سلطان کا مالک کس برج میں تھا اس وقت طلوع اسد سے کتنے درجہ پر تھا اور
وکم بین السراری والزراری؟
سراری اور ذراری کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے۔

منجم: سانظر واومی بیدہ الی کمہ، واخرج منہ اسطرلاباً ینظر فیہ
میں دیکھوں گا کہہ کر اپنی آستین سے اسطرلاب نکالا تاکہ اس سے دیکھے۔

فتبسم امیرالمومنین وقال لہ ویلک یا دھقان انت مسیر الثابتات ام کیف تقضی علی الجاریات
امیرالمومنین نے تبسم فرمایا اور کہا وائے ہو تجھ پر اے دہقان کیا تو ستاروں کا چلانے والا ہے تو صرف سیاروں سے کس طرح
واین ساعات الاسد من المطالع وما الزھرہ من التوابع والجوامع وما دور السراری المحرکات
حکم لگائے گا اسد کے طلوع سے اب تک کتنی ساعات گذریں اور زہرہ جو اس کے تابعین اور جوامع سے ہے اس وقت
وکم قدر شعاع المیزان وکم التحصیل بالغدوات
کہاں ہے یہ سیاروں کا کون سا دور ہے جو حرکات میں ہے۔ آفتاب و مہتاب کی شعاعیں کس قدر ہیں اور فجر کے وقت کتنی حاصل
ہوتی ہیں۔

منجم: لا علم لی بذالک یا امیرالمومنین (میں نہیں جانتا یا امیرالمومنینؑ)

فتبسم علی علیہ السلام وقال: اتدری ماحدث البارحۃ؟ وقع بالصین، وانفرج
حضرت علی علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور پوچھا کیا تجھ کو معلوم ہے کہ شب گذشتہ چین میں کیا ہوا اور برج ماچین علیحدہ
ماچین وسقط سور سرانديب، وانھزم بطریق الروم بارمینیۃ، وقعد دیان الیھود
ہوگیا اور سرانديپ کی فصیل گر گئی اور ارمینیہ کا راستہ روم سے کٹ اور یہودیوں کا دین جو ابھر رہا تھا کمزور پڑ گیا
نابلۃ، وھاج النمل بوادی النمل، وھلک ملک افریقۃ، اکنت عالماً بھذا؟

وادی نمل میں چیونٹیاں ابھر آئیں اور ملک افریقہ میں ہلاکت واقع ہوئی کیا تو ان سب کا عالم ہے ؟

منجم : لا یا امیرالمومنین : نہیں یا امیرالمنین

فقال[۲] : البارحۃ سعد سبعون الف عالم وولد فی کل عالم سبعون الفاً، واللیلۃ

حضرت : شب گذشتہ ستر ہزار عالموں میں سعد تھی اور ہر عالم میں ستر ہزار بچے تولد ہوئے اور اس رات اتنے ہی

یموت مثلھم، وھذا منھم. وادمی بیدہ الی سعد بن مسعدۃ الخارجی لعنۃ اللّٰہ

مریں گے اور یہ انہی میں سے ہوں گے رخارجی سعد بن مسعدہ لعنت اللہ علیہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے

وکان جاسوسًا للخوارج فی عسکر امیرالمومنین. فظن الملعون، انہ یقول : خذوہ

وہ امیرالمومنین کی فوج میں خوارج کا جاسوس تھا اس ملعون نے خیال کیا کہ وہ جو کہتے ہیں نوٹ کر لینا چاہیئے چنانچہ اس نے

فاخذ بنفسہ، فمات، فخرالدھقان ساجداً" - یاد کر لیا اور مر گیا۔ اور وہ دہقان سجدہ میں گر پڑا۔

امیرالمومنین : الم اروك من عین التوفیق ؟

حضرت : کیا تو نظر توفیق سے نہیں دیکھ رہا ہے۔

منجم : بلیٰ یا امیرالمومنین : ہاں یا امیرالمومنین۔

امیرالمومنین : انا واصحابی لاشرقیون ولاغربیون، نحن ناشئۃ القطب واعلام الفلك

میں اور میرے اصحاب نہ شرقی ہیں نہ غربی۔ ہم قطب کے اور آسمان کے نشانوں کے پیدا کرنے والے ہیں۔

اما قولك انقدح من برجك النیران، فکان الواجب علیك ان تحکم لی بہ لاعلیّ اما نورہ

مگر تیرا کہنا کہ ستارے تمہارے برج سے نکل گئے ہیں۔ تجھے چاہیئے تھا کہ حکم لگاتا میرے فائدے کے لئے نہ کہ

وضیاؤہ فعندی، واما حریقۃ ولھبہ فذاھب عنی، وھذہ مسالۃ عمیطۃ احسبھا

میرے ضرر کے لئے مگر اس کی چمک اور نور میرے علم میں ہے اور اس کا جلنا اور اس کے شعلے جو مجھ سے دور ہو گئے

ان کنت حاسبًا۔ یہ ایک گہرا مسئلہ ہے اگر تو سمجھدار ہے تو اس کو سمجھ۔

وروی انہ امیرالمومنین لما اراد المسیر الی الخوارج قال لہ بعض اصحابہ: ان سرت

روایت ہے کہ جب امیرالمومنین نے خوارج سے جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا آپ کے بعض اصحاب نے کہا کہ اگر آپ

فی ھذا الوقت خشیت ان لا تظفر بمرادك من طریق علم النجوم

اس وقت جاؤ گے تو ہم ڈرتے ہیں کہ آپ علم نجوم کے حساب سے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔

فقال[۴] : اتزعم انك تھدی الساعۃ التی من سار فیھا صرف عنہ السوء وتخوف

کیا تو اس بات کا گمان کرتا ہے اور اس ساعت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو اس وقت سفر کرے گا۔

الساعة التی من سار فیها حاق بہ الضر " فمن صدقك بہذا فقد کذب القرآن' واستغنی عن الاستعانة باللہ فی نیل المحبوب ودفع المکروہ، وینبغی فی قولك للعامل بامرك ان یولیك الحمد دون ربہ لانك بزعمك انت ھدیتہ الی الساعة التی نال فیہا النفع وامن

نقصان اٹھائے گا اور اس ساعت سے خوف دلا رہا ہے جس میں سفر کرنے والا ضرر اٹھائے گا بس جس نے اس بات میں تیری تصدیق کی اس نے ضرور قرآن کی تکذیب کی وہ محبوب کے حاصل کرنے میں اور مکروہ کے دفع کرنے میں اللہ سے مستغنی ہو گیا، تیرے قول پر عمل کرنے والے کیلئے سزاوار ہے کہ اللہ کے سوائے کسی اور کی حمد کرے کیونکہ تو اس گمان میں ہے کہ تجھکو وہ ساعت بتائی گئی ہے کہ جس میں نفع حاصل ہو اور ضرر سے محفوظ رہے۔

ایہا الناس ایاکم وتعلم النجوم الا ما یہتدی بہ فی بر او بحر' فانہ یدعوالی الکھانة المنجم کالکاھن' والکاھن کالساحر، والساحر کالکافر' والکافر فی النار سیروا علی اسم اللہ وعونہ' ومضی فظفر بمرادہ صلوٰت اللہ علیہ۔

اے لوگو بچو تم نجوم سیکھنے سے مگر اس قدر کہ خشکی و تری میں تم کو راستہ بتانے ضروری ہو۔ یہ تم کو پیش گوئی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ منجم کاہن کے مثل ہے کاہن ساحر کے مثل۔ ساحر کافر کے مثل ہے اور کافر جہنم میں جائیگا اسم اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی اعانت کے ساتھ چلتے ہوئے گذر جاؤ، چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور فتحیاب ہوئے اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (احتجاج طبرسی ج ا ص ۳۵۲)

حضرت امیرالمومنینؑ اور صعصعہ ابن صوحان

منہاج الحق میں حضرت امیرالمومنین اور آپ کے صحابی صعصعہ ابن صوحان کی یہ گفتگو مرقوم ہے۔

صعصعہ : یا امیرالمومنین انت افضل ام آدم ابوالبشر؟

یا امیرالمومنین آپ افضل ہیں یا آدم ابوالبشر۔

حضرت امیرالمومنین، تزکیة المرء نفسہ قبیح ۔ قال اللہ لآدم اسکن انت وزوجك الجنة ۔۔۔ وان کثیراً من الاشیاء اباحہ اللہ علی وانا ترکہا وما قبلتہا

کسی شخص کا اپنی تعریف کر لینا برا ہے (مگر سن لے کہ) اللہ نے آدم کے لئے فرمایا کہ تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہیں۔ تحقیق کہ بہت سی چیزیں خدا نے میرے لئے مباح کی ہیں۔ مگر میں نے انہیں ترک کیا اور قبول نہ کیا۔

الساعة التی من سار فیہا حاق بہ الضر "فمن صدقک بہذا فقد کذب القرآن واستغنی
نقصان اٹھائے گا اور اس ساعت سے خوف دلا رہا ہے جس میں سفر کرنے والا ضرر اٹھائے گا پس جس نے اس بات میں
عن الاستعانۃ باللہ فی نیل المحبوب ودفع المکروہ، وینبغی فی قولک للعامل با مرک ان
تیری تصدیق کی اس نے ضرور قرآن کی تکذیب کی وہ محبوب کے حاصل کرنے میں اور مکروہ کے دفع کرنے میں اللہ سے
یولیک الحمد دون ربہ لانک بزعمک انت ہدیتہ الی الساعۃ التی نال فیہا النفع وامن
مستغنی ہو گیا، تیرے قول پر عمل کرنے والے کیلئے سزاوار ہے کہ اللہ کے سوائے کسی اور کی حمد کرے کیونکہ تو اس گمان میں ہے
کہ تجھکو وہ ساعت بتائی گئی ہے کہ جس میں نفع حاصل ہو اور ضرر سے محفوظ رہے۔

ایہا الناس ایاکم وتعلم النجوم الا ما یہتدی بہ فی بر او بحر، فانہ یدعوا الی
اے لوگو بچو تم نجوم سیکھنے سے مگر اس قدر کہ خشکی و تری میں تم کو راستہ بتانے ضروری ہو۔ یہ تم کو پیش گوئی
الکہانۃ المنجم کالکاہن، والکاہن کالساحر، والساحر کالکافر، والکافر فی النار سیروا
کی طرف دعوت دیتا ہے۔ منجم کاہن کے مثل ہے کاہن ساحر کے مثل۔ ساحر کافر کے مثل ہے اور کافر جہنم میں جائیگا
علی اسم اللہ وعونہ، ومضی فظفر بمرادہ صلوات اللہ علیہ۔
اسم اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی اعانت کے ساتھ چلتے ہوئے گذر جاؤ، چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور فتحیاب
ہوئے اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (احتجاج طبرسی۔ ج ۱ ص ۳۵۲)

حضرت امیر المومنینؑ اور صعصعہ ابن صوحان

منہاج الحق میں حضرت امیر المومنین اور آپ کے صحابی صعصعہ ابن صوحان کی یہ گفتگو مرقوم ہے۔

صعصعہ: یا امیر المومنین انت افضل ام آدم ابوالبشر؟
یا امیر المومنین آپ افضل ہیں یا آدم ابو البشر۔

حضرت امیر المومنین، تزکیۃ المرء نفسہ قبیح۔ قال اللہ لآدم اسکن انت وزوجک
الجنۃ۔۔۔ وان کثیراً من الاشیاء اباحہ اللہ علی وانا ترکہا وما قبلتہا
کسی شخص کا اپنی تعریف کر لینا برا ہے (مگر سن لے کہ) اللہ نے آدم کے لئے فرمایا کہ تم اور تمہاری زوجہ جنت
میں رہیں۔ تحقیق کہ بہت سی چیزیں خدا نے میرے لئے مباح کی ہیں۔ مگر میں نے انہیں ترک کیا اور قبول
نہ کیا۔

نوٹ: حضرت نے عمر بھر گیہوں نہیں کھایا۔

انت افضل یا امیرالمومنین ام نوح (یا امیرالمومنین آپ افضل ہیں یا نوح ؑ)

حضرت امیرالمومنین ؑ: ان نوحا دعیٰ علیٰ قومہ وانا ما دعوت علیٰ ظالمی حقی وابن نوح کان کافراً وابنای سید اشباب اھل الجنۃ

نوح ؑ نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی اور میں نے میرے حق میں ظلم کرنے والوں کے لئے بھی بد دعا نہیں کی ونیز نوح ؑ کا بیٹا کافر تھا اور میرے دونوں بیٹے اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

صعصعہ: انت افضل ام موسیٰ کلیم اللہ (آپ افضل ہیں یا موسیٰ کلیم اللہ)

حضرت امیرالمومنین: انّ اللہ ارسل موسیٰ الی فرعون قال انی اخاف ان یقتلون حتی قال اللہ لا تخف انّ لا یخاف لدی المرسلون قال رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلان وانا ما خفت حین ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علی تبلیغ سورۃ براۃ ان اقراھا علی قریش فی الموسم مع انی کنت قتلت کثیراً من صنادید قریش فذھبت الیھم و قرات علیھم وما خفتھم

بیشک خدا نے موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا اور موسیٰ ؑ نے کہا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ قتل کر دیا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ خدا نے فرمایا کہ خوف مت کر کیونکہ مرسلین خوف نہیں کرتے۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ پروردگار میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کیا ہے اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں گا اور میں نے خوف نہیں کیا جب کہ رسول اللہ ؐ نے مجھے سورۃ برات کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا کہ حج کے زمانہ میں قریش کے سامنے پڑھوں حالانکہ میں نے بزرگان قریش سے بہت سوں کو قتل کیا تھا پس میں ان کی طرف گیا اور ان پر سورۂ برأت پڑھا اور خوف نہ کیا۔

صعصعہ: انت افضل ام عیسیٰ بن مریم (آپ افضل ہیں یا عیسیٰ ابن مریم)

حضرت امیرالمومنین: عیسیٰ ام کانت فی بیت المقدس فلما جاء وقت ولادتھا سمعت قائلا یقول لھا اخرجی فانّ ھذا بیت العبادۃ لا بیت الولادۃ وانا فاطمۃ بنت اسد لما قرب وضع حملھا کانت فی الحرم فانشق حایط الکعبۃ وسمعت قائل یقول لھا ادخلی فدخلت فی وسط البیت وانا ولدت فیہ فان لیس لاحد ھذہ الفضیلۃ غیری لا قبلی ولا بعدی۔

جب عیسیٰ ؑ کی ولادت کا وقت آیا ان کی ماں بیت المقدس میں تھیں اور کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ یہاں سے باہر نکل جائے کہ بتحقیق یہ عبادت خانہ ہے زچگی خانہ نہیں اور جس وقت میری ماں فاطمہ ؑ بنت اسد کے وضع حمل کا وقت

قریب آیا وہ حرم میں تھیں پس دیوار کعبہ شق ہوئی اور وہ کسی کہنے والے کو کہتے سنیں کہ اندر داخل ہو پس وہ خانہ کعبہ میں داخل ہوگئیں اور بیت اللہ کے وسط میں تولد ہوا پس یہ فضیلت میرے قبل اور میرے بعد سوائے میرے کسی کے لئے نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اور ایک خیبری

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام ایک راستہ سے گذر رہے تھے اور ایک خیبری آپ کے ہمراہ تھا پس دونوں کا گذر ایک وادی سے ہوا جس میں پانی بہہ رہا تھا۔ پس خیبری اپنی سواری پر سوار ہو کر کچھ پڑھا اور پانی پر سے گذر گیا اور پلٹ کر حضرت کو آواز دی کہ اے شخص اگر تو بھی جانتا ہے جو میں جانتا ہوں تو تو بھی پانی پر سے گذر جاتا جیسا کہ میں گذر گیا۔

حضرت امیرؑ: تو ذرا اپنی جگہ ٹھہر جا۔

پھر حضرت امیر نے پانی کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ جم گیا اور اس پر سے گذر گئے۔ جب خیبری نے دیکھا اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگے اے جوان تو نے کیا کہا کہ پانی جم کر پتھر بن گیا۔

حضرت امیرؑ: تو نے کیا کہا تھا کہ پانی پر سے گذر سکا۔

خیبری: میں نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ناساتھ پکارا۔

حضرت علیؑ: وہ اسم اعظم کیا ہے۔

خیبری: میں نے محمدؐ اعظم کے وصی کے نام کے ساتھ خدا سے سوال کیا۔

حضرت امیرؑ: محمدؐ صلعم کا وصی تو میں ہوں۔

خیبری: بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔

پس اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (بحر المعارف ص ۳۱۹)

ماورائے کوہ قاف

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوہ قاف کے پرے ایک عالم ہے جہاں میرے سوائے کوئی نہیں پہونچ سکتا ہیں ۔۔۔۔ اس کے ساتھ میرا علم ایسا ہی ہے جیسا کہ تمہاری اس دنیا کے ساتھ میں اس

پر محیط اور گواہ ہوں ۔ اگر میں چاہوں کہ دنیا کے ساتوں آسمان اور زمینوں پر سے گذر جاؤں تو ایک چشم زدن سے کم وقفہ میں گذر سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس اسم اعظم ہے اور میں آیت عظمیٰ اور معجزہ باہرہ ہوں ۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ (مشارق الانوار، بصائر الدرجات)

قضایائے امیرالمومنینؑ

تاریخ انسانی میں حضرت رسالت مآبؐ کے بعد جامع ترین و ہمہ گیر شخصیت سوائے حضرت علی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں ملتی ۔ علوم الٰہیات، کلام و فلسفہ و سیاست و اخلاق، معاشرت، تفسیر و حدیث و فقہ، لغت و نحو، خطابت و بلاغت، انشاء و قضا اور شجاعت و سخاوت و عصمت وغیرہ میں آپ کی انفرادیت اس درجہ بڑھی کہ اسے ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہو گئی ۔ زمانہ رسالت میں ہر معرکہ جنگ کی فتح آپ ہی کی مرہون منت رہی ۔ اور عہد خلفا میں آپ ہی حلال مشکلات رہے ۔ آپ کے محیر العقول قضایا آپ کے زمانہ ہی سے محفوظ کئے جاتے رہے، عربی اور فارسی میں کئی کتابیں امیرالمومنینؑ کے فیصلوں پر شائع ہوئیں ۔ آپ کے اکثر قضایا ان کتابوں میں آج بھی محفوظ ہیں ۔

نجاشی جلد ۳، اعیان الشیعہ ج ۱۲ ص ۲۲۵، فہرس طوسی ۱۹ ص ۲۰۲، رجال نجاشی ص ۲۲۶، ص ۲۲۶، ص ۳۹، ص ۵، ص ۱۵، ص ۱۳، ص ۲۲۹، ص ۱۸، ابن ندیم ص ۱۶۷، مناقب شہر آشوب، کتاب عجائبات الاحکام امیرالمومنینؑ کتاب قضایا امیرالمومنینؑ وغیرہ، حضرت کے چند قضایا درج ذیل ہیں ۔

ایک بیل اور گدھے کا جھگڑا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا کے زمانے میں ایک بیل نے ایک گدھے کو مار دیا ۔ ان کے مالکین نے اس جھگڑے کو رسول خدا کی خدمت میں پیش کیا اس وقت رسول خداؐ اپنے اصحاب میں قیام فرما تھے ۔ فرمایا کہ تم لوگ ان کا جھگڑا چکا دو ۔ اصحاب نے جواب دیا کہ یا رسولؐ ایک جانور نے دوسرے جانور کو مارا ہے لہٰذا جانور پر کوئی حد جاری نہیں کی جا سکتی ۔ پھر رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم ان کے درمیان فیصلہ کرو ۔

حضرت علیؑ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ دونوں جانور بندھے ہوئے تھے یا کھلے ہوئے یا ایک بندھا ہوا اور دوسرا کھلا تھا ۔ ایک آدمی نے جواب دیا کہ گدھا بندھا ہوا تھا اور بیل کھلا تھا اور اس کا مالک بھی اس کے ساتھ موجود تھا پس حضرتؑ نے فرمایا کہ بیل کے مالک کو ایک گدھے کا پورا تاوان ادا کرنا چاہئے ۔

رسول خداؐ نے اس فیصلہ کو سن کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ خداوندا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھ سے ایک ایسے شخص کو پیدا کیا جو مدلل فیصلے کرتا ہے ۔ (کتاب عجائب احکام امیرالمومنینؑ) (۱۱)

مولود کی تشخیص

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ تین آدمیوں کے درمیان جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں ایک ہی طہر میں ایک عورت سے ہم بستری کی تھی وضع حمل پر بچہ کی ابنیت پر جھگڑا واقع ہوا۔ جب وہ فیصلہ کے لئے حضرت علی کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور جس کے حق میں قرعہ نکلے بچہ اسی کا مقصود ہوگا۔ پس قرعہ ڈالا اور بچہ کی دیت کو حضرت نے تینوں آدمیوں میں تقسیم کر دیا اس لئے کہ انہوں نے بچے کے نسب کو مشتبہ کر دیا تھا۔ آپ نے تاوان کا تیسرا حصہ اس شخص کے ذمہ لگایا جس کے حق میں بچہ کا قرعہ نکلا تھا اور باقی دو ثلث دوسرے دو آدمیوں کے ذمہ لگائے اور تمام دیت لڑکے کی ماں کو دلوا دی اور زجر و ہدایت کی کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں۔

یہ سن کر رسول خدا اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت نظر آنے لگے اور فرمایا کہ علیؑ نے جو فیصلہ کیا ہے اس میں ترمیم کی گنجائش نہیں۔ انجیل میں بھی ایسے ہی ایک واقعہ کا ایسا ہی فیصلہ مذکور ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اہل بیتؑ میں اس نے ایسے شخص کو قرار دیا ہے جو حضرت داؤد کے جیسے فیصلے کرتا ہے (مناقب شہر آشوب)

رسول کریمؐ پر الزام

کتاب امالی میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے ایک اعرابی سے ایک ناقہ ستر درہم میں خریدا اور اس کی پوری قیمت ادا کر دی قیمت لینے کے باوجود اعرابی نے جھگڑا شروع کیا کہ آپ نے قیمت ادا نہیں کی بالآخر اعرابی نے کہا کہ کسی شخص کو حکم مقرر کرو تاکہ اس جھگڑے کا تصفیہ کرے۔ آنحضرت نے اعرابی کے حسب اتفاق حضرت ابوبکر کو حکم مقرر کیا۔ ابوبکر نے پوچھا کہ اے اعرابی تیرا کیا دعویٰ ہے، اس نے کہا کہ ناقہ کی قیمت کے ستر درہم چاہیئے۔ اس کے بعد آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے ناقہ لینے کا اقرار تو کیا اب قیمت ادا کرنے کے ثبوت میں دو گواہ پیش کیجئے۔ یا ستر درہم ادا کیجئے۔ رسول خدا نے منھ پھیر لیا۔ اسی اثناء میں حضرت عمر بھی آگئے اور آنحضرت نے اعرابی کے اتفاق سے عمر کو حکم بنایا اور حضرت عمر نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ غضب آلود ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں اس شخص کو چاہتا ہوں کہ جو حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ پس اعرابی کے اتفاق سے حضرت علی حکم بنائے گئے۔ حضرت علیؑ نے اعرابی اور رسول خدا دونوں سے واقعہ دریافت کر کے اعرابی سے فرمایا کہ رسول خدا تو فرماتے ہیں کہ ناقہ کی قیمت ادا کر چکے ہیں، کیا وہ سچ نہیں کہتے ہیں۔ اعرابی نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علی نے نیام سے تلوار نکال کر اعرابی کی گردن اڑا دی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے اس کو قتل کیوں کیا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اس نے رسول خدا کی تکذیب کی۔ جو کوئی خدا کے رسول کی تکذیب کرے اس کا قتل واجب ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے صدق و راستی کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا کہ اے بھائی تو نے اعرابی کے قتل کرنے میں حکم خدا کی خلاف ورزی نہیں کی۔

انہدام دیوار و ہلاکت جماعت

ایک مرتبہ ایک دیوار کے گر جانے سے چند لوگ مر گئے جن میں دو عورتیں بھی تھیں ایک عورت آزاد تھی اور دوسری مملوکہ جاریہ تھی ان دونوں عورتوں کے دو بچے تھے۔ آزاد عورت کا شوہر بھی مرد آزاد تھا اور جاریہ کا شوہر کسی کا مملوک تھا۔ کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا تھا کہ آزاد اور مملوکہ عورتوں کے بچوں کی شناخت کر سکے۔ جب یہ قضیہ حضرت امیرؑ کے پاس پہونچا آپ نے قرعہ ڈال کر فرمایا کہ فلاں مرد آزاد کا اور فلاں مملوک کا ہے اور مملوک کو آزاد کر کے حکم فرمایا کہ مملوک کے بچہ کا ولی اس کا آقا ہے اور ان کی میراث سے متعلق ایسا ہی حکم دیا جیسا کہ آزاد اور اس کے ولی کے لئے ہے جب رسول اللہ نے اس فیصلہ کو سنا تو فرمایا کہ یہ بالکل صحیح فیصلہ ہے۔

(مناقب شہر آشوب ص

گھوڑے کا آدمی کو مار دینا

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو یمن بھیجا تھا وہاں ایک مرتبہ ایک گھوڑا اپنے مالک سے چھوٹ کر بھاگ نکلا۔ اثنائے راہ میں ایک آدمی کو لات ماردی جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ مرحوم کے ورثاء گھوڑے کے مالک کو حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔ اس نے عرض کیا کہ گھوڑا گھر سے بھاگ نکلا تھا اور اس شخص کو لات ماری تھی حضرت نے فیصلہ کیا کہ مقتول کی دیت گھوڑے کے مالک پر کچھ نہیں۔

حضرت علیؑ کے اس فیصلہ سے ناراض ہو کر مقتول کے ورثاء رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ علیؑ نے ہم پر ستم کیا اور ہمارے مقتول کے خون کو باطل قرار دے دیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ ظالم نہیں اور ظلم کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں میرے بعد ولایت علیؑ کے لئے مخصوص ہے اور حکم اس کا حکم اور قول اس کا قول ہے اس کا قول و

حکم اور ولایت کو رد نہیں کرے گا مگر جو کافر ہو اور اس کے قول و حکم و ولایت سے راضی و خوشنود نہ ہوگا۔ مگر بندۂ مومن۔

جب اہل یمن نے رسول خدا کے اس ارشاد کو سنا، عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم علی کے حکم سے راضی ہوئے اور ان کے قول کو پسند کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ قول علی سے تمہارا یہ رضامند ہونا تم نے جو کچھ کہا اس کی توبہ ہے۔

(بحار الانوار)

ایک شیر اور چار آدمی

یمن کے علاقہ میں شیر کے شکار کے لیے چند آدمیوں نے ایک گڑھا کھودا۔ جس میں ایک شیر گر گیا اور اس کو دیکھنے تماشائیوں کی ایک بھیڑ لگ گئی اور ایک آدمی گڑھے میں گر پڑا اس نے گرتے گرتے ایک دوسرے آدمی سے سہارا لیا۔ دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو تھام لیا اور چاروں کے چاروں گڑھے میں گر گئے اور شیروں نے چاروں کو اس قدر زخمی کیا کہ سب مر گئے۔ اور مرحومین کے ورثے میں دیت کے لیے جھگڑا شروع ہو گیا۔ جب یہ جھگڑا حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس پیش ہوا تو حضرت نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے آدمی پر دیت کا چوتھا حصہ دوسرے پر ایک تہائی، تیسرے پر نصف اور چوتھے پر پوری دیت مقرر فرمائی اور اس تمام دیت کو ان کے قبائل پر عائد کیا بعض لوگ اس فیصلے پر رضامند ہو گئے اور بعض نے ناراض ہو کر اس مقدمہ کو رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کیا مگر رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کے فیصلہ ہی کو بحال رکھا۔

(مسند حنبل، ینابیع المودۃ، امالی، ارشاد شیخ مفید)

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز ابی کعب نے آیت " وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً " کی تفسیر کی درخواست کی تو آنحضرت نے حاضرین محفل سے جن میں ابوبکر، عبیدہ، عمر، عثمان اور عبدالرحمن وغیرہ بھی تھے، سوال کیا کہ بتاؤ وہ کون سی پہلی نعمت ہے جو خدا نے تم کو عطا کی اور اس کی وجہ تم کو آزمایا۔ سب سوچنے لگے کہ کھانے پینے کی چیزیں کہیں یا لباس و زریت و ازواج۔ جب کچھ وقت گزر گیا اور کسی نے جواب نہ دیا۔ رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تم اس کا جواب دو۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ خدا نے مجھے پیدا کیا حالانکہ میں کوئی چیز نہ تھا پھر مجھ پر یہ احسان کیا کہ زندہ رکھا۔ مردہ قرار نہ دیا۔ مجھے اچھی صورت کرامت فرمائی۔ صاحب غور و فکر و حافظ بتایا۔ بیوقوف اور سہو کرنے والا نہ بنایا۔ مجھے شعور عطا کیا جس کے ذریعہ ہر چیز کو جانتا ہوں۔ میرے اندر ایک سراج منیر قرار دیا۔ اپنے دین کی ہدایت کی اور مجھ کو آزاد بنایا، غلام نہ بنایا۔ میرے لیے آسمان و زمین اور رہا اس چیز کو جو

ان کے درمیان سے مسخر کیا۔ پھر مرد بنایا یا عورت نہ بنایا۔
رسول خدا ہر جملے پر فرماتے جاتے تھے کہ تم نے سچ کہا پھر فرمایا کہ اس کے بعد عرض کی کہ اگر تم چاہو کہ خدا کی نعمتوں کو شمار کرو تو ان کو شمار نہ کر سکو گے۔ یہ سن کر رسول خدا ہنسے اور فرمایا اے ابوالحسن تم کو یہ علم و حکمت مبارک ہو۔ تم میرے علم کے وارث اور میرے بعد میری امت پر ان کے اختلاف کے وقت خبر و حدیث کے بیان کرنے والے ہو۔

زمانۂ خلافت اوّل

خولہ کا واقعہ

کفایت المومنین میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو ایک جماعت کثیر کے ساتھ قبیلہ بنی حنفیہ کی طرف بھیجا جو زکواۃ ادا کرنے میں تاخیر کر رہے تھے۔ خالد اس قبیلہ پر غالب آیا اور بہت سا مال غنیمت اور اسیروں کو لے کر خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا۔ ان میں ایک سردار قبیلہ کی لڑکی خولہ بھی تھی۔ جب اس کی نظر قبر منور پر پڑی تو بے انتہا گریہ کرنے لگی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس شکایت لے کر آئی ہوں۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ تیری کیا شکایت ہے اس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں پھر ہمیں کیوں اسیر کیا گیا۔ خلیفہ نے کہا تم لوگوں نے زکواۃ روک دیا تھا۔ خولہ نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول خدا کے زمانہ سے ہمارے پاس دستور تھا کہ مالدار لوگ زکواۃ کی رقم غربا کو دیتے تھے اسی دستور کو ہم نے اب بھی باقی رکھنا چاہا۔ مگر خالد نے اس الزام کو قبول نہ کیا حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر اس لڑکی کے کہنے پر کوئی خیال نہ کرو اس لیئے کہ اسیری کے بعد یہ لوگ اسی قسم کے کلمات کہتے ہیں خلیفہ نے کہا کہ عہد رسول میں یہ قاعدہ تھا کہ اصحاب میں سے جو شخص کسی اسیر کے سر پر کپڑا ڈالتا تھا وہ اس سے متعلق کر دی جاتی تھی تم لوگ بھی ایسا ہی کرو۔ بس دو شخصوں نے خولہ کو زوجہ بنانے کے خیال سے اس پر کپڑا ڈالا۔ خولہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک امر محال ہے جو وقوع میں نہیں آ سکتا سوائے اس شخص کے جو میری ولادت کے حالات کو بتائے اور جو کلام میں نے پیدائش کے وقت کیا تھا بیان کرے کوئی میرا مالک نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص نے کہا کہ اے لڑکی تو بے تابی کی حالت میں ہے اس لیے لاحاصل باتیں کر رہی ہے۔ وہ بولی کہ خدا کی قسم میں سچ کہہ رہی ہوں۔

اسی اثناء میں حضرت علی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور لڑکی سے دریافت فرمایا کہ وہ کیا چاہتی ہے اس نے اپنے شرائط بیان کئے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ غور سے سن کہ جب تیرے پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو تیری ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی کہ اے خدا مجھے اس بچے کی ولادت میں سلامتی عطا فرما۔ اس کی دعا قبول ہوئی اور تو نے پیدا ہو کر کہا "لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اور کہا کہ اے میری ماں تو میرا نکاح میرے سردار حیدر سے کرنا جن سے میرے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوگا۔ جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے تیری باتوں سے متحیر ہو گئے اور جو کچھ تجھ سے سنا تھا ایک تانبے کے ٹکڑے پر لکھا اور اس کو تیری ماں نے تیری پیدائش کے مقام پر دفن کر دیا۔ جب اس پر موت کے آثار نمودار ہوئے تجھ کو اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی اور اسیر ہوتے وقت تو نے اس تانبے کے پتر کو بہ کوشش تمام نکال کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لیا۔ سن لے کہ اس فرزند کا باپ میں ہوں اور اس کا نام محمد ہوگا۔

خولہ نے اس تانبے کی تختی کو نکال کر سب کے سامنے ڈال دیا۔ اور تمام اصحاب رسولؐ جو وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ نے سچ فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن یہ لڑکی آپ کی ملکیت ہے اور آپ کا حق ہے۔ حضرت نے خولہ کو اسماءؑ بنت عمیس کے سپرد کیا جو ان دنوں ابوبکر کی زوجہ تھیں۔ ایک ماہ بعد جب خولہ کا بھائی آیا بہن کی طرف سے وکیل ہو کر امیرالمومنین کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

(کوکب دری)

۲۔ شراب خوار اور حرمت سے لاعلم

حضرت ابوبکر کے پاس ایک ایسے آدمی کو نے آئے جس نے شراب پی تھی تاکہ اس پر حد جاری کریں۔ جب ابوبکر نے حد جاری کرنا چاہا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے شراب تو پی ہے۔ مگر اس کی حرمت کے حکم سے لاعلم تھا۔ کیونکہ میں ایسے آدمیوں کے درمیان بڑا ہوا اور مقیم ہوں جو شراب کو حلال جانتے ہیں اگر میں جانتا کہ شراب حرام ہے تو ہرگز نہیں پیتا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے رائے طلب کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ مسئلہ مشکل ہے اس کو سوائے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے کوئی حل نہیں کر سکتا۔ پس ابوبکر عمر اس آدمی کو لے کر حضرت علی کے پاس پہونچے۔ واقعہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ کسی شخص کو اس کے ساتھ تمام انصار و مہاجرین کی مجالس میں لے جائے۔ اور دریافت کرے کہ آیا کسی شخص نے آیت تحریم خمر اس کو سنائی ہے اگر دو شخص گواہی دے دیں کہ اس کو شراب حرام ہونے کا حکم سنا دیا گیا تھا تو اس پر حد جاری کی جائے بصورت دیگر اس سے توبہ کروا کر کے اس کو رہا کیا گیا۔

(مناقب شہر آشوب، کافی کلینی، کتاب عجائب احکام)

۳۔ ایک شخص کا دوسرے کی ماں سے محتلم ہونا

ایک شخص ایک دوسرے شخص کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس لے آیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے اس کو سزا دینی چاہیئے۔ ابو بکر متحیر ہو گئے اور جواب نہ دے سکے حضرت علیؑ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر حد جاری کریں کیونکہ خواب سایہ کے مثل ہی ہے لیکن ہم اس شخص کو ماریں گے بھی کہ آئندہ ایسی گفتار سے مسلمانوں کو اذیت نہ پہونچائے۔

(مناقب شہر آشوب، کتاب عجائب احکام)

۴ زن شوہر دار کا شوہر طلب کرنا :

ایک عورت حضرت ابو بکر کے پاس آکر کہنے لگی کہ خدا تمہاری اصلاح کرے اور تمہیں ایک اہل دے۔ اس جوان عورت کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے جس نے اپنے شوہر کے ساتھ صبح کر دی حالانکہ وہ اپنے باپ کی اجازت سے دوسرے شوہر کی طلب گار تھی۔

سب سننے والوں نے کہا کہ ایک شوہر دار عورت کس طرح دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس کے شوہر کو حاضر کریں۔ اس کے شوہر کے آنے پر حضرت نے حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس کے بعد انقضائے عدہ کے بغیر دوسرے آدمی سے اس کی تزویج کر دی۔ اور فرمایا کہ وہ آدمی نامرد تھا۔ اس شخص نے بھی اس کا اقرار کیا۔

(مناقب شہر آشوب)

زمانہ خلافت دوم

حکم رجم زن حاملہ

موفق بن احمد سے روایت ہے کہ ایک حاملہ عورت حضرت عمر کے پاس پیش کی گئی جس نے آپ کے سوال کرنے پر گناہ کا اعتراف کیا اور آپ نے اس کے رجم کا حکم دے دیا۔ یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم اس عورت پر حد جاری کر سکتے ہو مگر اس کے جنین کو سزا نہیں دے سکتے (یعنی وضع حمل تک حد جاری نہیں کی جا سکتی) یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑتے ہوئے کہا کہ علیؑ جیسا فرزند پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا یعنی لولا علی لھلک عمرؓ اے خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھ جب کہ علیؑ نہ ہوں۔ (کشف الغمہ۔ (دنیا بیع المودۃ)

حکم رجم زن دیوانہ :

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پاگل عورت کے رجم

۳۔ ایک شخص کا دوسرے کی ماں سے محتلم ہونا

ایک شخص ایک دوسرے شخص کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے اس کو سزا دینی چاہیئے۔ ابوبکر متحیر ہو گئے اور جواب نہ دے سکے حضرت علیؑ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر حد جاری کریں کیونکہ خواب سایہ کے مثل ہی ہے لیکن ہم اس شخص کو ماریں گے بھی کہ آئندہ ایسی گفتار سے مسلمانوں کو اذیت نہ پہونچائے۔

(مناقب شہر آشوب، کتاب عجائب احکام)

۴ زن شوہر دار کا شوہر طلب کرنا :

ایک عورت حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہنے لگی کہ خدا تمہاری اصلاح کرے اور تمہیں ایک اہل دے۔ اس جوان عورت کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے جس نے اپنے شوہر کے ساتھ صبح کردی حالانکہ وہ اپنے باپ کی اجازت سے دوسرے شوہر کی طلب گار تھی۔

سب سننے والوں نے کہا کہ ایک شوہر دار عورت کس طرح دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس کے شوہر کو حاضر کریں۔ اس کے شوہر کے آنے پر حضرت نے حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس کے بعد انقضائے عدہ کے بغیر دوسرے آدمی سے اس کی تزویج کر دی۔ اور فرمایا کہ وہ آدمی نامرد تھا۔ اس شخص نے بھی اس کا اقرار کیا۔

(مناقب شہر آشوب)

زمانہ خلافت دوم

حکم رجم زن حاملہ

موفق بن احمد سے روایت ہے کہ ایک حاملہ عورت حضرت عمر کے پاس پیش کی گئی جس نے آپ کے سوال کرنے پر گناہ کا اعتراف کیا اور آپ نے اس کے رجم کا حکم دے دیا۔ یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم اس عورت پر حد جاری کر سکتے ہو مگر اس کے جنین کو سزا نہیں دے سکتے (یعنی وضع حمل تک حد جاری نہیں کی جا سکتی) یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑتے ہوئے کہا کہ علیؑ جیسا فرزند پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا یعنی لولا علی لھلک عمرؓ اے خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھ جب کہ علیؑ نہ ہوں۔ (کشف الغمہ۔ (دینابیع المودۃ)

حکم رجم زن دیوانہ :

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پاگل عورت کے رجم

کا حکم دیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کیا تم نے رسول اللہ سے نہیں سنا کہ تین آدمیوں کے لئے سزا معاف ہے۔ ایک سونے والا جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔ دوسرے مجنون جب تک کہ اسکی عقل ٹھیک نہ ہوجائے تیسرے بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہوجائے یہ سنکر حضرت عمر نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا "لولا علی لھلک عمر"

(صحیح بخاری، (فصل الخطاب) (۱۱)

(۳) رجم کا حکم چھ ماہ میں جننے والی عورت

ابوحرب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا۔ آپ اس کو رجم کا حکم دے رہے تھے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس آیتِ قرآنی کے پیشِ نظر اس عورت کو رجم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین، ونیز خدا نے فرمایا ہے کہ حملہ وفصالہ ثلاثون شھراً"، پس دو سال دودھ پلانے کی مدت ہے باقی جو چھ ماہ بچے وہ حمل کی مدت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا لولا علیؑ لھلک عمر۔

(۴) اونٹوں کی تقسیم

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تین شخص دربار خلافت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس سترہ اونٹ ہیں جسکے ہم تینوں مشترک طور پر اس طرح مالک ہیں کہ ایک آدمی نصف کا حصہ دار ہے دوسرا ایک ثلث کا اور تیسرا نویں حصہ کا۔ آپ اونٹوں کی تقسیم اسی تناسب سے اس طرح کریں کہ قطع و برید کی نوبت نہ آئے۔ حضرت عمرؓ اور تمام اہلِ اسلام سوچتے سوچتے تھک گئے مگر تقسیم نہ کر سکے اور مجبوراً حضرت علیؑ کو بلا کر ماجرا واقعہ سنایا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ جس طرح چاہتے ہیں تقسیم کردوں گا اسکے بعد بیت المال سے ایک اونٹ منگوا کر ان کے اونٹوں میں شریک کر دیا تو جملہ اٹھارہ اونٹ ہوگئے۔ اس میں سے نصف یعنی نو اونٹ پہلے حصہ دار کو دے دیئے اور ایک ثلث یعنی چھ اونٹ دوسرے کو اور نواں حصہ یعنی دو اونٹ تیسرے کو دے دیا اس طرح جملہ سترہ اونٹ ہوئے اور ایک اونٹ بچ گیا۔ اس کو پھر بیت المال واپس کر دیا۔

(۵) غلط تاویل

تفسیرِ فخر رازی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ قدامہ بن مظعون نے شراب پی اور حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ مجھ پر اس آیت کے تحت حد واجب نہیں "لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا" (یعنی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اعمالِ نیک بجا لائے کوئی گناہ نہیں ہے اس چیز میں جو انہوں نے کھایا ہے)۔

جب حضرت علیؑ کو اسکی اطلاع ملی تو آپ دارالشرع تشریف لائے اور فرمایا اے ابوحفص تم نے قدامہ کو بغیر حد جاری کئے چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ نے قدامہ کا جواب حضرت علیؑ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ قدامہ اس آیت کے تحت داخل نہیں ہے کیونکہ وہ امر حرام کا مرتکب ہوا ہے اور اہل ایمان اس آیت کے بموجب حرام کو حلال نہیں جانتے پس اسکو واپس بلا کر توبہ کراؤ اور توبہ کرنے کے بعد حد جاری کرو اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کردو کیونکہ وہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ پس قدامہ نے توبہ کی اور حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ حد کس طرح جاری کی جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسّی تازیانے لگائے جائیں۔

(کوکب دری)

(۶) بچوں کیلئے دو عورتوں کا جھگڑا

احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ دو سوداگر جو آپس میں دوست تھے تجارت کو جاتے وقت اپنی عورتوں کو ایک ہی گھر میں چھوڑ گئے۔ اتفاقاً دونوں عورتیں حاملہ تھیں اور ایک ہی دن دونوں کی زچگی بھی ہوئی۔ ایک عورت کو لڑکا تولد ہوا اور دوسری کو لڑکی۔ لڑکی کی ماں نے چالاکی سے اپنی لڑکی کو لڑکے کی جگہ رکھ کر لڑکے پر قابض ہوگئی۔ جب لڑکے کی ماں کو معلوم ہوا تو دونوں میں جھگڑا شروع ہوا یہاں تک کہ دونوں دار الشرع میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے حضرت عمرؓ دونوں کے بیان سُن کر کوئی تصفیہ نہ کرسکے اس لئے کہ گواہ موجود نہ تھا۔ اس لئے سلمان سے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں کو حضرت علیؑ خدمت میں لے جائیں۔

الغرض سلمان دونوں عورتوں کو حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر کرکے تمام ماجرا سنایا۔ حضرت نے فرمایا کہ ترازو باٹ اور ایک شیشی لائیں شیشی میں ایک عورت کا دودھ لے کر حضرت نے وزن کر کے پھینک دیا پھر دوسری عورت کا دودھ لے کر وزن کیا، بعد ازاں حکم دیا کہ لڑکا مدعیہ عورت کا ہے اور لڑکی دوسری عورت کی۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا ابوالحسنؑ آپ نے یہ تصفیہ کس طرح کیا۔ فرمایا کہ اے ابوحفص کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوتا ہے اسی طرح لڑکے کے دودھ کا وزن لڑکی کے دودھ سے دوگنا وزنی ہوتا ہے۔ لہٰذا میں نے بھاری دودھ والی عورت کو لڑکے کی ماں قرار دیا۔ اس کے بعد دوسری عورت نے اقبال کیا کہ لڑکی اسی کی ہے۔

(۷) پانچ زانیوں کی سزا

اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ پانچ اشخاص کو زنا کی علت میں گرفتار کرکے حضرت عمرؓ کے سامنے لائے اور آپ نے سب پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت دار الشرع میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ میں خدا اور رسول کے احکام کے مطابق حکم کرتا ہوں اسکے بعد آپ نے ہر ایک کیلئے جدا جدا حکم دیا کہ ایک کو قتل کیا جائے۔ دوسرے کو سنگسار کیا جائے، تیسرے کو پوری حد لگائی جائے، چوتھے کو نصف حد اور پانچویں کو صرف تعزیر کرکے چھوڑ دیا جائے۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا ابوالحسنؑ آپ نے یہ مختلف احکام کس طرح دیئے حضرت نے فرمایا کہ پہلا شخص کافر ذمی ہے اس نے مسلمان عورت سے زنا کیا ہے۔ دوسرا محصن ہے یعنی عورت رکھتے ہوئے اس نے زنا کی۔ تیسرا مجرد جو تھا غلام ہے اس لئے نصف حد، پانچواں دیوانہ ہے اس لئے صرف تعزیر کرکے چھوڑ دیا۔

اسکے ثابت ہونے کے بعد تمام اہلِ مدینہ حضرت علیؑ کی مدح و ثنا کرنے لگے کہ علوم سید المرسلینؐ کے حقیقی وارث آپ ہی ہیں۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ "لا عشت فی امة لست فیها یا ابوالحسن" یعنی میں ان لوگوں میں زندہ نہ رہوں جن میں تم نہ ہوں۔ (کوکب دری)

(۸) گائے اور ایک آدمی کے سر کا بات کرنا

ایک عابدہ عورت تھی ایک مرتبہ اسکے حمل کے زمانہ میں اس کو کباب کھانے کی خواہش ہوئی، اس نے اپنے شوہر سے کہا مگر وہ شخص انتظام نہ کرسکا اس لئے کہ وہ ایک مرد درویش اور غریب آدمی تھا۔ اسی روز اتفاقاً ایک گائے ان کے گھر میں گھس آئی تو عورت نے کہا کہ اسکو ذبح کرکے کباب تیار کرو۔ مرد نے کہا کہ لوگوں کی گائے کس طرح کاٹ سکتے ہیں اور گائے کو گھر سے نکال دیا۔ دوسری مرتبہ پھر وہ گائے مکان میں آئی اور اس شخص نے گائے کو باہر نکال کر دروازہ پر قفل لگا دیا۔

تیسری مرتبہ وہ گائے اپنے سینگوں سے دروازہ توڑ کر مکان میں گھس آئی تب اس عورت نے کہا کہ تین مرتبہ یہ گائے مکان میں گھس آئی ہے ضرور اس میں ہمارا کچھ حق ہے اور اس نے اپنے شوہر کو راضی کر لیا اور اس نے گائے کو ذبح کر دیا اور کچھ گوشت کے کباب تیار کئے جب کباب کی بو ہمسایہ کے دماغ میں پہنچی جو ان کا مخالف تھا تو اس نے کوٹھے پر چڑھ کر حقیقت معلوم کی اور جا کر گائے کے مالک کو اطلاع دی کہ فلاں شخص نے تیری گائے ذبح کر دی۔ گائے والے نے فوراً چند اہل محلہ کو جمع کر کے گواہی حاصل کر لی اور اس مرد درویش کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تونے اسکی گائے کو کیوں ذبح کیا اس نے وہی دلیل پیش کی جو اسکی عورت نے بیان کی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے شخص کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے؟ لوگوں کی گائے کو دلیل اس سے ذبح نہیں کر سکتے پھر حکم دیا کہ اسکے ہاتھ کاٹ ڈالیں جب اسکو ہاتھ کاٹنے لیجا رہے تھے وہ شور و غل مچا رہا تھا راستہ میں حضرت علیؑ نے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے اور حقیقت حال سے مطلع ہو کر فرمایا کہ "صدق یا رسول اللہ" اور حکم دیا کہ اس شخص کو دار الشرع لے چلو میں بھی آتا ہوں۔ دار الشرع آکر آپ نے فرمایا کہ اے ابا حفص! کیا میں اس مرد کے بارے میں وہ حکم دوں جو رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ضرور جاری کیجئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گائے کے مالک کو قتل کر دیا جائے اور اس کے سر کے برابر رکھکر عدل خداوندی کا تماشہ دیکھا جائے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ابو الحسن آپ نے اس گائے والے کو کیوں قتل کیا حضرت نے جواب دیا کہ اے ابو حفص رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ حضرت کی وفات کے بعد یہ واقعہ پیش آئے گا۔ لہٰذا مجھ کو چاہیئے کہ گائے والے کا سر کاٹ کر گائے کے ساتھ رکھوں کہ خضر کے واقعہ کی طرح اسرار الٰہی سے ایک سر ظاہر ہوگا۔ پس ان دونوں سروں کو ایک جگہ رکھنے کے بعد حضرت نے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم اس طرح پڑھا کہ کوئی سمجھ نہ سکا اور اسکے ساتھ ہی اس مرد کا سر بلند آواز سے کہنے لگا کہ اے مسلمانو! گواہ رہو کہ میں نے اس شخص کے باپ کو ناحق قتل کیا تھا اور گائے کو غصب کر کے اپنے گھر لے گیا تھا حق تعالیٰ امیر المومنینؑ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے دار دنیا میں مجھ سے قصاص لے لیا اور عاقبت کے دائمی عذاب سے نجات دلائی۔ اسکے بعد گائے کا سر گویا ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اس واقعہ کے مشاہدے سے اہل مدینہ میں ایک شور بلند ہوا اور سب حضرت علیؑ کی مدح و ثنا کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی دونوں بھوؤں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا "لولا علی لھلک عمر"

(۹) ایک عورت پر تہمت زنا: حضرت دانیال کا واقعہ

چند عورتوں نے ایک حسین لڑکی کو حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا، اور بیان کیا کہ اس نے زنا کیا ہے۔ حضرت عمرؓ سب کو حضرت علیؑ کے پاس لے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت علیؑ نے ہر ایک عورت کو جدا جدا کر کے بٹھایا اور مدعیہ کو علیحدہ مکان میں بھیجا۔ اسکے بعد ان میں سے ایک عورت کو بلا کر تلوار کھینچ کر فرمایا کہ صحیح واقعہ بیان کر، اگر جھوٹ کہے گی تو تیرا سر تن سے اڑا دوں گا جانتی ہے کہ میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین اصل قصہ یہ ہے کہ یہ لڑکی یتیم ہے اس کو اس مدعیہ کا شوہر اسکے سپرد کر کے سفر پر گیا ہے اور اس نے اس خیال سے کہ شوہر واپس آکر کہیں اس کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کر لے ہمسایہ کی عورتوں کو بلا کر انہیں شراب پلائی اور اس لڑکی کو بھی جبراً شراب پلا کر ہاتھ سے اسکی بکارت زائل کی۔

اسی طرح حضرت نے سب کے بیان لئے اور مقدمہ ثابت ہو گیا تو ارشاد فرمایا کہ دین محمدی میں آج تک میرے سوا کسی شخص نے گواہوں میں تفریق نہیں کی جیسا کہ حضرت دانیال نے اپنے بچپن میں کیا تھا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم نے دانیال کی حکایت نہیں سنی حضرت نے فرمایا کہ

دانیال یتیم تھے اور ایک ضعیفہ ان کی پرورش کرتی تھی۔ اس زمانہ میں بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جسکے دو قاضی تھے۔ ان کا ایک زاہد دوست تھا جو کبھی کبھی بادشاہ سے بھی ملنے جایا کرتا تھا ایک مرتبہ بادشاہ نے اس زاہد کو کسی کام سے باہر بھیجا۔ اس زاہد نے جاتے وقت دونوں قاضیوں سے کہا کہ اسکی واپسی تک ذرا اسکے گھر کی خبر گیری کرتے رہیں۔ پس زاہد کے جانے کے بعد دونوں قاضی روزانہ اسکے گھر جاکر خیر و عافیت پوچھ لیا کرتے تھے۔ ایک روز اتفاقاً ان کی نظر زاہد کی زوجہ پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل تھی۔ ایک ہی نظر میں وہ اسکے فریفتہ ہوگئے اور اس سے کار بد کی خواہش کی اور دھمکی دی کہ اگر اس نے انکار کیا تو اس پر زنا کی تہمت لگا کر سزا دلادیں گے۔ عورت چونکہ عبادت گزار اور خدا ترس تھی اس امر قبیح کو قبول نہ کیا اور جواب دی کہ سنگسار ہونا قبول ہے مگر ارتکابِ زنا قبول نہیں۔ پس دونوں قاضیوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ زاہد نے اپنی بیوی کو ہماری نگرانی میں چھوڑ گیا ہے مگر اس نے زنا کا ارتکاب کیا جسکو ہم دونوں نے دیکھا۔ بادشاہ یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ تین روز کے بعد احکامِ سزا جاری کروں گا۔ تیسرے روز وزیر بادشاہ سے کہنے لگا کہ شہر میں ہر طرف یہی چرچا ہے۔ کوئی بھی یہ یقین نہیں کرتا کہ اس عورت نے ارتکابِ زنا کیا ہو اس لئے کہ وہ اپنے شوہر سے زیادہ عابدہ و زاہدہ ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ کوئی تدبیر بتا کہ اسکے سنگسار کرنے میں تاخیر ہو۔ وزیر باہر نکلا کہ کچھ غور کرکے جواب دے اور ایک راستہ سے گزر رہا تھا دیکھا کہ ایک لڑکا دانیال چند لڑکوں میں کھیل رہا ہے۔ دانیال نے کہا کہ اے لڑکو میں تمہارا بادشاہ بنتا ہوں، فلاں لڑکا زاہد کی بیوی اور فلاں فلاں لڑکے قاضی جنہوں نے زاہد کی بیوی پر تہمت لگائی ہے۔ آؤ میں اس قضیہ کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اس نے ایک مٹی کا ڈھیر جمع کیا اور لکڑی کی تلوار اپنے آگے رکھی اور کہا کہ ایک قاضی کو فلاں جگہ دور لے جاؤ اور دوسرے کو بلا کر پوچھا کہ اس عابدہ نے کس شخص سے اور کس جگہ زنا کیا۔ اس نے جواب دیا کہ فلاں شخص سے فلاں مقام پر کیا۔ پھر دوسرے قاضی کو بلا کر یہی سوال کیا تو اس نے کسی اور شخص کا نام اور کوئی دوسری جگہ بیان کیا چونکہ دونوں کے بیانات میں اختلاف تھا اس لئے دانیال نے کہا کہ دونوں قاضی جھوٹے ہیں۔ اپنا مطلب حاصل نہ ہونے کی وجہ انہوں نے اس عابدہ عورت پر اتہام لگایا ہے اے لڑکو اعلان کر دو کہ قاضیوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ اس لئے دونوں کو قتل کیا جائے گا۔

جب وزیر نے دانیال سے یہ فیصلہ سنا فوراً بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیان کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی اسی طرح قاضیوں کا بیان لیا اور دونوں میں اختلاف پاکر ایک پاکباز عورت کو زنا سے متہم کرنے کی پاداش میں دونوں کو قتل کر دیا۔ پس حضرت نے حکم دیا کہ اس عورت پر حد جاری کی جائے اور اس کو شوہر سے دور کر دیا جائے اس شخص نے حسب الحکم اس عورت کو طلاق دیدی اور اس لڑکی سے عقد کر لیا۔ حضرت نے ہر گواہ پر عقر (یعنی چار سو درہم) واجب کیا اور اس شخص کی جانب سے لڑکی کو مہر ادا کیا۔ (کوکب دری۔ کتاب عجائب الاحکام)

(۱۰) حضرت عمرؓ اور حجرِ اسود

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے جب ہم حجرِ اسود کے قریب پہنچے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے حجرِ اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک سیاہ پتھر ہے اور کسی کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اگر رسول خدا نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی ہرگز تجھ کو بوسہ نہ دیتا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے ابو حفص! چپ رہو کیونکہ وہ نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کس طرح؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِىْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ (اعراف ۱۷۲)

ترجمہ :- (اور جب تیرے پروردگار نے نبی آدم کی ذریات کو ان کی پشتوں سے لیا اور ان کے اپنے نفسوں پر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بیشک تو ہمارا پروردگار ہے ۔ ہم نے گواہ بنایا ہے کہ قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ اس بات سے غافل تھے)

یعنی خدا نے آدم کی ذریت کو پیدا کیا اور ان کو معلوم کرا دیا کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور وہ اُسکے بندے ۔ پس ان کے لئے ایک تحریر لکھی اور اس پتھر کے درمیان رکھ دی کہ اے حجر اسود جو شخص تیرے پاس آئے اور تجھ کو بوسہ دے تو اسکے لئے قیامت کے روز گواہی دینا۔ پس یہ پتھر نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی"

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس مشکل قضیہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں۔ (احیاء العلوم) (۱۱)

(۱۱) ایک سنگسار کا حکم اور حضرت علیؑ کی مداخلت

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مرتبہ جب ایک قافلہ حج کے لئے جارہا تھا صحابئ رسول ثابت اسکے ساتھ تھے ۔ ثابت چونکہ ایک نہایت خوبصورت جوان تھے ایک عورت نے اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا چونکہ وہ بڑے زاہد اور عابد تھے ۔ اس عورت کی طرف ذرا بھی التفات نہ کی ۔ عورت نے کہا کہ اچھا اب میں تجھ کو اس طرح متہم کروں گی کہ تو شرمندگی سے کبھی نہ چھوٹے گا۔ ثابت نے جواب دیا کہ اللہ عادل ہے ۔ عورت نے اپنی خواہش کسی غلام سے رفع کروالی اور حاملہ بھی ہوگئی ۔ ایک رات جب ثابت سو رہا تھا اس عورت نے موقع پاکر اپنے زیورات کا ڈبہ ثابت کے اسباب میں چھپا دیا اور صبح کو شور مچایا کہ اس کا ڈبہ چوری ہوگیا ۔ قافلہ سالار نے سب کے سامان کی تلاشی شروع کی تو وہ ڈبہ ثابت کے سامان میں سے نکلا اسکے ساتھ ہی اس عورت نے کہا کہ ثابت نے ایک شب مجھ سے زنا بالجبر بھی کیا تھا جسکی وجہ سے حمل قرار پاگیا ۔ اب یہ زیورات کا ڈبہ چرا لیا ۔ زنا اور چوری ثابت ہونے پر قافلہ سالار نے ثابت کو مع اس عورت کے خلیفۂ وقت کے پاس بھیج دیا اور حضرت عمرؓ نے ثابت کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔

جب امیر المومنین کو اسکی خبر پہنچی تو آپ نے امام حسنؑ کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ میرے آنے تک ثابت کو سزا نہ دیں اور اسکے ساتھ ہی حضرت تشریف لاکر حضرت عمرؓ سے فرمانے لگے کہ احکام جاری کرنے سے قبل تم سوچ کیوں نہیں لیتے اور خصوصاً سزائے قتل میں ۔ اسکے بعد حضرت نے اس عورت کو بلوایا ۔ عورت نے پوچھا کہ مجھ کو کس نے بلوایا ۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امیر المومنین علیؑ نے ۔ عورت دل میں کہنے لگی کہ افسوس اب رسوائی کا وقت آگیا اور جب حاضر دربار ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ آیا تو جانتی ہے کہ میں کون ہوں ؟ میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں میرے سامنے غلط نہیں کہنا ۔ جو بھی واقعہ ہو سچ سچ کہہ دینا بتا کہ یہ حمل کس کا ہے ۔ وہ بولی کہ خلیفہ زماں کے سامنے ثابت ہوچکا ہے کہ یہ حمل ثابت کا ہے اور اس نے چوری بھی کی ہے ۔ جب حضرت نے دیکھا کہ عورت جھوٹ کہہ رہی ہے اور اپنے قول پر مُصر ہے ۔ امام حسنؑ سے فرمایا کہ وہ نیم عصا اور پلاس کا ٹکڑا جو گھر کے ایک گوشہ میں رکھا ہے لے آؤ ۔ اسکے بعد عورت کو پھر تاکید کی کہ سچ سچ کہہ دے کہ واقعہ کیا ہے مگر جب اس نے نہ مانا تو عورت کو لٹا کر وہ نیم عصا اور کپڑا اسکے پیٹ پر رکھا اور فرمایا کہ اے جنین جو کچھ حق ہے بیان کر ۔ بچہ بحکم خدا کہنے لگا کہ اللہ ایک ہے ۔ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا اور علیؑ مرتضیٰ ان کے وصی ہیں ۔ حضرت نے فرمایا کہ میں یہ نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ یہ بتا کہ تو کس کا نطفہ ہے اور زیور کا ڈبہ ثابت کے سامان میں کس طرح گیا ۔ بچہ نے جواب دیا کہ اے وصئ رسول اس عورت نے کئی بار اپنے کو ثابت کے پاس پیش کیا اور جب وہ اسکی طرف

ملتفت نہ ہوا تو اس نے ایک غلام سے فعل بد کیا میں اسکا نطفہ ہوں۔ اس جذبۂ انتقام میں اس نے زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان میں چھپا دیا۔ پس حضرت علیؑ کے حکم سے عورت کو سنگسار کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا ابوالحسنؑ یہ نیم عصا اور پارچہ پلاس کیا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز رسول خدا نے فرمایا تھا کہ ایک روز ایک عورت ثابت پر زنا اور چوری کا اتہام لگائے گی۔ اور اسکے لئے سنگساری کا حکم دیا جائے گا یہ لکڑی اور گزی کا کپڑا لو اور اس کو احتیاط سے رکھو جب یہ قضیہ پیش آئے تو ان دونوں چیزوں کو عورت کے پیٹ پر رکھنا۔ نطفہ جو رحم میں ہوگا کلام کرے گا اور حق بات کو ظاہر کر دے گا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کی قسم یا علیؑ آنحضرت کے جانشین آپ ہی ہیں۔ خدا عمرؓ کو آپ کے بعد ایک لحظہ بھی زندہ نہ رکھے۔ (کوکب دری)

(۱۲) دو وارثاں کا قضیہ

دو اشخاص نے حضرت عمرؓ کے سامنے اپنا میراث کا مقدمہ اس طرح پیش کیا کہ ہر ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ وہ اسکے باپ کا بیٹا نہیں ہے مگر ان کے پاس کوئی گواہ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ پریشان ہوئے کہ بغیر گواہ کے مقدمہ کا فیصلہ کس طرح کریں۔ بہت سوچے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا اس وقت وہاں عمار یاسر بھی موجود تھے عرض کی کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ "اقضاکم علی والقضاء تحتاج الی جمیع العلوم" (یعنی تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علیؑ ہے۔ اور قضات تمام علوم کی محتاج ہے) یہ سن کر حضرت عمرؓ ان دونوں اشخاص کو عمار کے ساتھ حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ باب شہر علوم کے دروازہ پر پہنچے، اندر سے حضرت کی آواز آئی کہ اے عمار ان دونوں کو دارالشرع لیجا میں خود وہاں آتا ہوں چنانچہ حضرت دارالشرع تشریف لاکر دونوں اشخاص سے فرمایا کہ سچ سچ کہہ دیں کہ دونوں میں کون اس شخص مرحوم کا صلبی بیٹا ہے مگر دونوں اپنے قول پر مصر رہے۔ پھر حضرت نے حکم دیا کہ ان کے باپ کی قبر کھود کر اسکی ایک ہڈی نکال لائیں۔ جب ہڈی آگئی تو حجام سے دونوں کی فصد کھلوائی اور ہر ایک کا خون علیحدہ علیحدہ برتن میں لیا اور اس ہڈی کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا ان برتنوں میں ڈال کر ڈھانک کر رکھ دیا جب ایک ساعت کے بعد کھولا تو سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک برتن میں ہڈی نے سارا خون چوس لیا تھا اور دوسرے برتن میں جوں کا توں موجود تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ اگر تو صلبی بیٹا ہوتا ہڈی تیرے خون کو بھی جذب کر لیتی اور جسکے خون کو ہڈی نے جذب کر لیا تھا حضرت نے حکم دیا کہ وہ صلبی بیٹا ہے تمام میراث اس کے حوالے کی جائے۔

یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا مجھے اس روز کے لئے زندہ نہ رکھے جبکہ علیؑ نہ ہوں۔ (کوکب دری) بـا

(۱۳) ماں کا بیٹے کی فرزندی سے انکار

احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک جوان کو یہ دعا کرتے سنا کہ خداوندا میرے اور میری ماں کے درمیان عدل کر کیونکہ وہ مجھ پر ظلم کر رہی ہے اور اس سے پوچھا کہ تو اپنی بیوہ ماں کے لئے کیوں بد دعا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میری ماں نے مجھے دس ماہ پیٹ میں رکھا اور دو سال دودھ پلایا اور اب کہتی ہے تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو بھیج کر اسکی ماں کو بلوایا اور عورت اپنے چار بھائیوں اور چالیس گواہوں کو لے کر حاضر ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے عورت یہ جوان کہتا ہے کہ تو اس کی ماں ہے مگر کسی خاص غرض سے اسکی فرزندی کا انکار کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم

یہ جھوٹا ہے میں اس کو جانتی بھی نہیں کہ یہ کون ہے اور یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے قبیلے میں رسوا کرے چنانچہ اس نے اپنے تمام گواہوں کو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ جوان جھوٹا ہے لہٰذا اس کو قید کر دیا جائے۔ جب جوان کو قید خانہ لیجا رہے تھے راستہ میں حضرت علیؑ نظر آئے اور اس جوان نے فریاد کی کہ اے مشکلکشا میری مشکل کو حل کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جوان کو دارالشرع واپس لے چلو میں بھی آتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت امیرالمومنین نے دارالشرع تشریف لائے، حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ میں اس جوان اور عورت کے باب میں وہ حکم جاری کروں جس میں خدا کی خوشنودی ہو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر قاضی علیؑ ہیں۔ آپ ضرور حکم جاری کریں پس حضرت نے عورت سے پوچھا کہ کیا تو اس اس جوان کی ماں نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ کیا تو مجھے اپنا ولی مقرر کرتی ہے اس نے عرض کی کہ بیشک۔ حضرت نے قنبر سے چار سو درہم منگوا کر اس جوان کو دیئے اور فرمایا کہ یہ رقم اس عورت کو ادا کر اور چار سو درہم پر اس جوان کا عقد عورت کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ اس کو اپنے گھر لے جا جوان نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین یہ کام مجھ سے کس طرح ہو گا فرمایا کہ میرے کہنے پر عمل تو کر اور اس کو گھر تک لے جا۔ چنانچہ وہ جوان اس عورت کو گھر لے جانے لگا تو عورت نے شور مچایا اور فریاد کی کہ یا امیرالمومنین مجھ کو خدا اور خلق خدا کے سامنے رسوا نہ کیجئے یہ میرا حقیقی بیٹا ہے حقیقت امر یہ ہے کہ میرے بھائیوں نے مجھ کو اس بات پر مجبور کیا کہ میں اس کو اپنے پاس سے نکال دوں تاکہ یہ اپنے باپ کی میراث کا دعویٰ نہ کرے اب میں توبہ کرتی ہوں۔

حضرت نے تمام گواہوں پر حد جاری کی اور ماں اور بیٹا اپنے گھر گئے۔ حضرت علیؑ کے اس فیصلہ کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا لولا علی لھلک عمرؓ

(کوکب دری)

(۱۴) حق گوئی اور حکم موت

ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ میں حق سے بیزار ہوں، فتنہ کو دوست رکھتا ہوں، بغیر دیکھے گواہی دیتا ہوں۔ بیجان کو امام بناتا ہوں اور مرغ بسمل کو بغیر ذبح کئے کھاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص اس قسم کی برائیوں سے موصوف ہو وہ واجب القتل ہے اور اپنے اصحاب سے مشورہ کر کے اسکے قتل کا حکم جاری کیا۔ جب یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ میرے آنے تک اس کو قتل نہ کریں۔

اس کے بعد آپ نے دارالشرع تشریف لا کر فرمایا اے ابو حفص یہ شخص تو صادق القول ہے نے اسکے قتل کا حکم کس طرح دیا۔ وہ جو کہتا ہے کہ میں حق سے بیزار ہوں۔ وہ موت ہے۔ وَ الْمَوْتُ حَقٌّ (یعنی موت حق ہے) دوسرے وہ یہ کہتا ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں۔ اس امر میں بھی وہ درست کہتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے "اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ" (یعنی تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے) کون مال و اولاد کو دوست نہیں رکھتا۔ تیسرے اسکا کہنا کہ بغیر دیکھے گواہی دیتا ہوں بھی صحیح ہے۔ اس لئے کہ کسی شخص نے خداوند تعالیٰ کو آنکھ سے نہیں دیکھا مگر سب اسکی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ قرآن مجید جملہ کائنات کا امام ہے جو بے جان ہے۔ پانچویں مرغ بسمل مچھلی ہے جس کو بغیر ذبح کئے ہی کھاتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور باآواز بلند فرمایا کہ اے مسلمانو! گواہ رہنا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا یعنی

"لولا علی لھلک عمر" اس کے بعد اس جوان کو بری کر دیا۔

(احسن الکبار (کوکب دری باب))

(۱۵) حقیقی فرزند اور پانچ غلام

احسن الکبار میں لکھا ہے کہ مدینہ میں ایک مالدار سوداگر رہتا تھا۔ چند روز کے بعد میاں اور بیوی" دونوں کا انتقال ہوگیا اولاد میں ان کا صرف ایک سیاہ فام لڑکا تھا اور متروکہ میں ایک گورا و خوبصورت غلام چار اور غلام بہت سی کنیزیں اور زیبنات و جائیداد تھی۔ چند روز بعد سوداگر کے بیٹے اور گورے غلام میں جھگڑا ہوگیا اور اس نے غلام کو خوب زدوکوب کیا۔ غلام نے دارالشرع جاکر خلیفہ سے عرض کیا کہ میں فلاں سوداگر کا بیٹا ہوں جسکا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ میرا ایک غلام ہے جس نے مجھ پر دست درازی کی ہے میری داد رسی کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے گواہ طلب کئے تو اس نے دوسرے چار غلاموں سے کہا کہ اسکے موافق گواہی دیں تو وہ سب کو آزاد کردے گا مگر صرف دو غلام اس پر آمادہ ہوکر دارالشرع میں جھوٹی گواہی دی۔ حضرت عمرؓ نے سوداگر کے لڑکے کو بلاکر پوچھا کہ کیا تو سوداگر کا غلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ غلام نہیں بلکہ صلبی بیٹا ہوں اور گواہی میں بقیہ دو غلاموں کو پیش کیا جنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تینوں غلام جھوٹے ہیں۔

حضرت عمرؓ پریشان ہوگئے کہ آخر کیا فیصلہ کریں اس لئے کہ دونوں جانب سے گواہ موجود تھے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اے مسلمانو! کون اس مشکل عقدہ کو حل کرسکتا ہے اور اس معاملہ میں کون کیا حکم دے سکتا ہے۔ بعض وقت دل میں آتا ہے کہ خلافت ہی کو چھوڑ دوں اس لئے کہ یہ ایک مشکل امر ہے۔ مسلمان جو وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ ایسے مشکل مقدمات میں حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرنا چاہئیے کیونکہ رسول خدا نے بارہا فرمایا ہے کہ خدا نے حکمت کو دس حصوں پر تقسیم فرمایا ہے جس میں سے نو حصّے علیؑ ابن ابی طالب کو عطا فرمائے اور ایک حصہ باقی مخلوقات میں تقسیم کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ خدا کی قسم وہ اس دسویں حصہ میں بھی ہمارے شریک ہیں اور ہم سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کیونکہ ابوالحسنؑ کے فضائل و مناقب میں نے رسول خدا سے سنے ہیں اگر بیان کروں تو لوگ ان کی پرستش کرنے لگیں جس طرح نصاریٰ عیسیٰ کے پرستش کرتے ہیں۔

الغرض حضرت علیؑ دارالشرع بلائے گئے اور آپ نے ان کا مناقشہ سن کر فرمایا کہ قنبر! ان دونوں کو مسجد کے دریچہ میں اس طرح بٹھاؤ کہ ان کے سر باہر کی طرف نکلے رہیں۔ جب اس ارشاد کی تعمیل ہوچکی تو حضرت نے قنبر کے ہاتھ میں تلوار دے کر فرمایا کہ فوراً غلام کی گردن اتار دے۔ تلوار نیام سے نکلی اور بلند ہوئی ہی تھی کہ غلام نے فوراً اپنا سر دریچہ کے اندر کرلیا اور سوداگر کا بیٹا اسی طرح بیٹھا رہا۔ اس نظارہ نے حاضرین پر ثابت کردیا کہ غلام کون تھا اور آقازادہ کون" اسکے بعد غلام نے اپنے غلام ہونے کا اقرار کیا اور توبہ کی۔

حضرت عمرؓ نے اس فیصلہ کو دیکھ کر فرمایا کہ "لولا علیؑ لھلک عمرؓ"

(کوکب دری ۔ ب)

(۱۶) ایک امیر کی لڑکی اور تین غلام

احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک امیر نے جب کہ وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا وصیت کی کہ اسکے ایک غلام کو اسکی لڑکی اور تمام جائیداد حوالے کردیں۔ ایک غلام کو ہزار دینار لے کر آزاد کردیں اور تیسرے کو قتل کردیں۔ امیر کے انتقال کے بعد جھگڑا ہوا کہ کس غلام کے حوالہ لڑکی کو کریں اور کس کو آزاد کریں اور کس کو قتل کریں۔

لہٰذا اس لڑکی نے تینوں غلاموں کو لے کر دارالشرع میں حاضر ہوئی اور پورا واقعہ خلیفہ کو سنایا۔ حضرت عمرؓ نے اصحاب سے مشورہ کیا اور ہر چند کوشش کی کہ اس قضیہ کا فیصلہ کریں مگر کوئی تجویز سمجھ میں نہ آئی جو شرع کے مطابق ہو۔ ناچار حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ سنایا۔ حضرت امیر المومنین دارالشرع تشریف لا کر ایک چھری ایک غلام کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اپنے آقا کی قبر پر جا اور قبر کھود کر اپنے آقا کا سر کاٹ کر لا۔ اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین ایسی بے ادبی مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پھر چھری دوسرے غلام کو دے کر یہی فرمایا۔ اس نے چند قدم جا کر واپس آیا اور کہا کہ ایسی گستاخی اس سے نہیں ہو سکتی۔ پھر حضرت نے چھری تیسرے غلام کو دے کر وہی حکم دیا۔ وہ چھری لے کر روانہ ہوا اور جب کچھ راستہ طے کر چکا تو حضرت نے ایک آدمی کو پیچھے بھیجا کہ اگر وہ قبر کھودنا شروع کرے تو اس کو روک دے اور واپس بلا لا۔ کیونکہ بلا ضرورت قبر کا کھودنا جائز نہیں۔ الغرض جب وہ غلام قبرستان پہنچ کر قبر کھودنے لگا تو اس شخص نے اس کو منع کیا اور دارالشرع واپس بلا لایا۔

حضرت نے فیصلہ فرمایا کہ جس غلام نے اپنے آقا کے حقوق نمک کے پیش نظر چھری کو ہاتھ تک نہ لگایا لڑکی اور جائیداد اسکے حوالے کئے جائیں۔ جو غلام تھوڑی دور جا کر واپس آیا اسکو ایک ہزار دینار دے کر آزاد کر دیا جائے۔ تیسرے غلام کے متعلق فرمایا کہ اسکے آقا کی وصیت کے موافق وہ قابل گردن زدنی ہے مگر احکام شریعت کے پیش نظر اسکا قتل جائز نہیں لہٰذا۔ اس غلام کا خدمت گار رہے جس کو لڑکی دی گئی کیونکہ یہ بھی قتل کا قائم مقام ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے دونوں ابروؤں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا کہ خدا بغیر آپ کے عمر کو زندہ نہ رکھے۔ (کوکب دری پ۱)

(۱۷) دو سر، اور چار آنکھ والا بچہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کے دو پیٹ، دو سر، دو ناک، دو منہ، چار آنکھیں اور چار ہاتھ تھے۔ لیکن نیچے کے اعضا میں کمی و بیشی نہ تھی۔ اس بچہ کے پیدا ہونے کے چند روز بعد اسکا باپ جو ایک بڑا سوداگر تھا مر گیا۔ اسکے بعد اسکے ورثا میں اختلاف پیدا ہوا کہ اس بچہ کو ایک حصہ ملنا چاہیئے یا دو، یہاں تک کہ جھگڑا خلیفہ کے پاس پیش ہوا مگر مسئلہ کا حل نہ ہو سکا۔ بالآخر حضرت عمرؓ نے اس مجمع کو حضرت علیؑ کے پاس لے جا کر پورا واقعہ سنایا۔ حضرت نے فوراً جواب دیا کہ جب بچہ سوئے یا روئے تو دیکھو کہ چاروں آنکھیں سوتی یا روتی ہیں یا صرف دو اور چاروں آنکھیں ایک ہی دفعہ سوئیں یا روئیں تو سمجھ لو کہ یہ ایک آدمی ہے اور اگر دو سوئیں یا دو نہ سوئیں یا دو روئیں اور دو نہ روئیں تو سمجھو کہ یہ دو آدمی ہیں۔

(کوکب دری پ۱)

(۱۸) ایک بچہ پر دو عورتوں میں جھگڑا

احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں دو شخص ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ دونوں مل کر ایک مرتبہ سفر پہ گئے۔ ایک کی عورت نو مہینے کی حاملہ تھی اور دوسرے کی عورت کو ایک ماہ کا بچہ تھا۔ پہلی عورت کے وضع حمل کے زمانہ میں اتفاقاً دوسری عورت کا بچہ مر گیا۔ اس پسر مردہ نے دوسری عورت سے کہا کہ تو اپنے بچہ کو میرے حوالے کر تو میں اس کو دودھ بھی پلاؤں گی اور خدمت بھی کروں گی۔ اس طرح تجھے ایک گونہ آرام ملے گا اور

مجھے بھی ایک حد تک اطمینان حاصل ہوگا۔ بچہ کی ماں نے اس بات کو مان لیا۔ چند ماہ بعد جب بچہ دودھ پلانے والی عورت سے مانوس ہوگیا اتفاقاً ایک روز دونوں عورتوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور بچہ کی ماں نے اپنا بچہ طلب کیا۔ اس عورت نے جواب دیا کہ تو پاگل ہوگئی ہے جو بچہ کو مجھ سے مانگتی ہے۔ یہ تو میرا بچہ ہے۔ اگر یہ تیرا بچہ ہوتا تو میں دودھ کیوں پلاتی اور تیرا دودھ کیوں خشک ہوجاتا۔ جھگڑا بڑھتا گیا یہاں تک کہ خلیفۂ وقت کے دربار میں پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ بہت سوچے مگر حل نہ ملا۔ بالآخر حضرت علیؑ کو اس مشکل کے حل کرنے کے لئے بلایا گیا۔

حضرت نے تمام واقعہ سُن کر قنبر کو حکم دیا کہ آرہ لے آؤ۔ جب آرہ آگیا تو حکم دیا کہ بچہ کو دو حصوں میں چیر دیا جائے اور دونوں عورتوں کو نصف نصف دے دیا جائے۔ دودھ پلانے والی اس فیصلہ پر راضی ہوگئی اور دوسری عورت نے رونا پیٹنا شروع کردیا اور عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اُسی عورت کا ہے۔ اس کو دو ٹکڑے نہ کیجئے اور اسی کو دیدیجئے۔

حضرت نے فرمایا کہ اے عورت بیشک یہ بچہ تیرا ہی ہے۔ اس کو لے اور چلی جا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا ابوالحسنؑ اس امر کا کس طرح یقین حاصل ہوسکتا ہے کہ جب کہ اسکے پاس دو گواہ عادل یعنی دودھ اور بچہ کا مانوس ہونا موجود ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ مادری محبت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ بچہ کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور جس عورت کا وہ بچہ نہیں ہے اس کو اس بچہ کے مرنے کا کیا غم۔ یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ نے آپ کی فراست کی بہت تعریف کی اور اس جھوٹی عورت نے بھی اپنے جھوٹ کا اقرار کرلیا۔

(لطائف الطوائف، کوکب دری ب۱)

(۱۹) شتر مرغ کے انڈے کھاجانے والے حاجی

محمد ابن زبیر سے مروی ہے کہ ہم ایک روز مسجد دمشق میں داخل ہوئے وہاں میں نے ایک بہت ہی ضعیف العمر آدمی کو دیکھا جس کے دونوں شانے بوجہ کبرِ سنی جھک گئے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ اے شیخ تم نے کس کا زمانہ دیکھا ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت عمرؓ کا۔ میں نے خواہش کی کہ کوئی روایت سنائیے۔ اس نے کہا کہ ایک دن ہم نے قطیبہ کے ساتھ حج کیا اور بحالتِ احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے اور جب ہم نے رسومات حج ادا کرلئے تو ہم نے اسکا ذکر حضرت عمرؓ سے کیا۔ وہ ہم کو حضرت علیؑ کے پاس لے گئے اور واقعہ سنا کر عرض کیا کہ اسکا کفارہ بتائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جتنے انڈے ان لوگوں نے کھائے ہیں اتنی ہی اونٹنیوں کو گابھہ کرکے ان کے بچوں کو ہدیہ کردیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ بعض اونٹنیوں کے حمل ساقط ہوجاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ ہاں بعض انڈے بھی تو گندے ہوجاتے ہیں۔ پس حضرت عمرؓ وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ خداوند میرے اوپر کوئی ایسی مصیبت نہ ڈال جسکے حل کرنے کے لئے ابوالحسنؑ میرے پاس نہ ہوں۔

(البلاغ المبین)

(۲۰) تہمتِ زنا

ایک عورت ایک نوجوان کی خواہشمند تھی مگر اس جوان نے اسکی خواہش پوری نہ کی تو اس عورت نے جذبۂ انتقام میں انڈے کی سفیدی لے کر اپنے جسم اور کپڑوں پر لگاکر خشک کرلی۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس پہنچ کر شکایت کی کہ فلاں انصاری نے مجھ سے زنا بالجبر کیا ہے جسکا ثبوت میرے کپڑوں اور جسم پر موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے دیگر عورتوں کے ذریعہ

تصدیق چاہی۔ چنانچہ انہوں نے کپڑوں اور جسم پر جو سفیدی کے دھبے تھے بیان کئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس جوان پر حد شرعی جاری کرنے کا حکم دے دیا۔ اور اس نے شور و فریاد بلند کی کہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا ہے۔ یہ سزا کیسی، پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا اور آپ نے کپڑوں کے دھبوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے۔ چنانچہ کپڑا پانی میں ڈالا گیا اور اسکے ساتھ ہی سفیدی جم کر سفید اور سخت ہوگئی مزید اسکی بُو نے ثابت کر دیا کہ یہ انڈہ کی سفیدی تھی۔ پس وہ جوان بری کر دیا گیا۔

(کتاب عجائب احکام)

(۲۱) دو سر اور چار ہاتھ پاؤں والے کی میراث

حضرت عمرؓ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس کے دو سر، دو منہ، چار آنکھیں، چار ہاتھ، چار پاؤں، دو ذکر اور دو شرم گاہیں تھیں اور دریافت کیا کہ اس کو متروکہ سے ایک حصہ ملنا چاہیئے یا دو۔ حضرت عمرؓ نے اس معاملہ کو حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس امر کو دو طرح جانچا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جب یہ سو جائیں تو دیکھا جائے کہ یہ دونوں سروں کے منہ سے سانس لیتے ہیں یا ایک سے اور نیند میں دونوں منہ سے خراٹے لیتے ہیں یا ایک سے اگر صرف ایک سر سے سانس آتی ہے اور ایک ہی منہ سے خراٹے لیتے ہیں تو ایک ہی آدمی ہے اور دونوں سے لیتے ہیں تو دو آدمی ہیں۔

دوسرے یہ کہ کھانے پینے کے بعد اگر دونوں سے بیک وقت پیشاب نکلے تو ایک ہے اور علیحدہ علیحدہ دونوں سے مختلف طور پر نکلے تو دو ہیں۔ اور اگر انہیں تحریکِ شہوت ہو اور ان میں سے ایک عورت سے ہم بستر ہو اور دوسرا دیکھتا رہے یہ ناجائز ہے۔ پھر فرمایا کہ جب ان پر شہوت غالب ہوگی تو یہ دونوں فوراً مر جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(نجم الثاقب)

(۲۲) زنِ حاملہ کا خوفِ خلیفہ سے حمل ساقط ہو جانا

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو ایک عورت کے پاس بھیجا کہ اس کو بلا لائے کیونکہ وہ غائب تھی۔ اس شخص نے جا کر اس عورت سے کہا کہ چل اور حضرت عمرؓ کے ان سوالات کا جواب دے کر تو کہاں تھی۔ اس نے کہا کہ ہائے مصیبت یہ کیا ہو گیا بھلا مجھے حضرت عمرؓ سے کیا کام۔ اسکے دل میں دہشت پیدا ہوگئی اور وہ مجبوراً روانہ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ وہ حاملہ تھی راستہ میں چلتے چلتے خوف کے مارے دردِ زہ شروع ہوگئے اور وہ ایک گھر میں گھس گئی اور اسکا حمل ساقط ہو گیا اور وہ بچہ کو ٹیک دی اور بچہ ایک چیخ مار کر مر گیا۔ جب اسکی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچی آپ نے تمام اصحاب رسولؐ سے جو وہاں موجود تھے واقعہ بیان کیا اور ان کی رائے طلب کی سب نے کہا کہ اس میں ہم آپ کی کوئی غلطی تو نہیں پاتے۔ حضرت علیؑ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے مگر خاموش تھے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اے ابو الحسنؑ اس قضیہ میں آپ کا کیا حکم ہے۔ حضرتؑ نے پوچھا کہ ان لوگوں نے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے سن لیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کا کیا حکم ہے۔ پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ قوم نے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے سن لیا۔ حضرت عمرؓ نے سن لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اپنے حکم سے آگاہ کریں۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اگر اس قوم کا مقصد اپنی اس رائے کے دینے سے تم سے تقرب حاصل کرنا تھا تو انہوں نے تم سے خیر خواہی نہ کی اور اگر انہوں نے حکمِ خدا کے مقابلہ میں اپنی رائے دی ہے تو غلطی کی ہے اس عورت کی دیت تم ہو کیونکہ بچہ کی ہلاکت کا باعث تم ہی ہو کہ اس عورت کو بلا کر خوف و دہشت میں مبتلا کیا جسکی وجہ راستہ میں اسکا حمل ساقط ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ خدا کی قسم آپ نے اس قوم کے درمیان مجھے نصیحت کی۔ آپ یہاں سے اس وقت تک نہ جائیے جب تک پسران عدی پر دیت جاری کر کے وصول نہ کر لیں۔ حضرت امیرؑ نے اس کام کو انجام دیا۔

(احیاالعربی غزالی۔ مناقب شہر آشوب۔ کنزالعمال ج ۶)

(۲۳) زن اعرابیہ وزانی اعرابی

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ چند آدمیوں نے حضرت عمرؓ کے پاس شہادت دی کہ ایک شوہر دار عورت نے ایک غیر مرد سے مرتکب زنا ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ فریاد کرنے لگی کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں گناہ سے بری ہوں۔ حضرت عمرؓ بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے کہ تو گواہوں پر جرح کرتی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اسکا جو بھی عذر ہو سن لو اسکے بعد فیصلہ کرنا۔ عورت سے سوال کرنے پر اس نے جواب دیا کہ میں اونٹ پر سفر کر رہی تھی اور ایک آدمی ایک دودھ دینے والی اونٹنی پر میرا ہمسفر تھا چونکہ اسکے ساتھ پانی نہ تھا۔ دوران سفر میں اس نے مجھ سے کئی مرتبہ پانی مانگا اور میں دیتی رہی۔ جب میرا پانی ختم ہو گیا اور میں پیاسی ہوگئی میں نے اس سے دودھ مانگا مگر اس نے اس وقت تک دودھ دینے سے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو قربت کی اجازت نہ دوں۔ میں انکار کرتی رہی یہاں تک کہ تشنگی سے میری حالت اتنی خراب ہوگئی کہ اگر تھوڑی دیر اسی طرح گزر جاتی تو میں ہلاک ہو جاتی پس میں نے کراہت و مجبوری سے اس سے مقاربت پر رضامندی ہوئی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ" جب حضرت عمرؓ نے اس آیت کو سنا اسکو رہا کر دیا۔

(۲۴) عورت و مرد کا ایک دوسرے کو زانی وزانیہ کہنا

ایک عورت اور مرد کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے جن میں سے مرد نے عورت کو "اے زانیہ" کہہ کر مخاطب کیا تھا اور عورت نے جواب میں کہا تھا کہ "تو مجھ سے زیادہ زنا کار ہے"، حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ دونوں کو تازیانے لگائے جائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس امر میں تعجیل نہ کریں کیونکہ اس عورت پر دو حدیں ہیں اور مرد پر کوئی حد نہیں۔ عورت پر ایک حد مرد پر بدکاری کا اتہام لگانے کی ہے اور دوسری حد اپنے زنا کے اقرار کی۔ اسکی توضیح یہ ہے کہ مرد کا بیان صحیح تھا کیونکہ عورت نے اسکی تصدیق کر لی تھی۔

(مناقب شہر آشوب)

(۲۵) ایک آدمی کی موت اور دوسرے مرد پر اس کی بیوی حرام

عمر ابن داؤد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عقبہ ابن ابی عقبہ کا انتقال ہوا، حضرت امیرؑ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت عمرؓ بھی تھے تشریف لائے اور اس آدمی سے جو جنازہ کے سرہانے کھڑا تھا فرمایا کہ چونکہ عقبہ دنیا سے چلا گیا ہے تیری عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔ تجھے چاہیئے کہ خدا سے خوف کرے اور اس سے مقاربت نہ کرے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا ابوالحسن آپ کے احکام ہمیشہ حیرت انگیز ہی ہوا کرتے ہیں اور یہ حکم تو تمام احکام سے عجیب ترین ہے کہ ایک آدمی مرتا ہے اور دوسرے آدمی کی بیوی اس پر حرام ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ شخص عقبہ کا زرخرید غلام تھا اور ایک آزاد عورت سے شادی کرلی تھی۔ یہ آزاد عورت جو اسکی بیوی تھی عقبہ سے میراث پا رہی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسکے بعض شوہر اسکے غلام ہیں۔ کسی کی میراث کسی عورت کو پہنچنے کی وجہ وہ عورت اپنے غلام پر حرام ہوجاتی ہے اور اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کہ وہ عورت اپنے غلام کو آزاد کرکے دوبارہ ترویج نہ کرے۔

(مناقب شہر آشوب)

(۲۶) زن شوہر دار و نابالغ زانی

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شوہر والی عورت اور ایک نابالغ بچہ کو پیش کیا گیا۔ جنہوں نے زنا کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس عورت کو سنگسار کیا جائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس عورت پر رجم واجب نہیں بلکہ حد جاری کرنی چاہیئے اس لئے کہ زانی بالغ نہیں ہے۔

(۲۷) ایک یمنی کا مدینہ میں زنا کرنا

ایک یمنی شخص نے مدینہ میں ایک عورت سے زنا کیا جسکے لئے حضرت عمرؓ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے رجم نہیں ہے اس لئے کہ یہ اپنی اہلیہ سے دور ہے اور اسکی اہلیہ دوسرے شہر میں ہے۔ پس حد اس عورت پر واجب ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ :۔

”لا ابقانی اللہ لمعضلۃ لم یکن لہا ابو الحسن۔ (مناقب)

(۲۸) چور جس کا ہاتھ پہلی مرتبہ اور پیر دوسری مرتبہ قطع کیا گیا

ایک چور کو حضرت عمرؓ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ کے حکم سے اسکا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ دوسری مرتبہ اس نے پھر چوری کی تو حضرت عمرؓ نے اسکا پاؤں قطع کردیا۔ تیسری مرتبہ اس نے پھر چوری کی تو حضرت عمرؓ اسکا دوسرا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب اسکا ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے ہو۔ اب اس کو حبس کردو۔ (مناقب شہر آشوب)

(۲۹) پیر فرتوت سے ایک عورت کی ترویج

ایک عورت کو حضرت عمرؓ کے پاس پیش کرکے شکایت کی گئی کہ ایک بوڑھے فرتوت نے اس سے ترویج کی تھی اور مجامعت کے وقت ہی علیحدہ ہونے سے قبل اسکا انتقال ہوگیا۔ عورت اسی سے حاملہ ہوگئی اور ایک لڑکا اس سے تولد ہوا۔ چند روز بعد اس بچہ کے سوتیلے بھائیوں نے خلیفۂ وقت کے پاس شکایت کی کہ یہ بچہ زنا زادہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے گواہوں کے بیان سننے کے بعد اس عورت کو رجم کرنے کا حکم دیدیا۔ حضرت علیؑ نے اس عورت کو رجم کرنے سے روک دیا اور حکم دیا کہ اسے دوسرے روز حاضر کریں۔ حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ اس کے بچہ کے ہم عمر چند بچے لائے جائیں اور سب کو کھیل میں مشغول کیا جائے چنانچہ بچے لائے گئے اور جب سب بچے بیٹھے ہوئے کھیل رہے تھے یکایک بڑی آواز سے ان کو پکارا گیا۔ پکار کے ساتھ ہی

تمام بچے چُستی کے ساتھ دوڑے اور یہ بچہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر تکلف سے اٹھا۔ پس حضرت نے فیصلہ فرمایا کہ یہ بچہ اُسی بوڑھے کا ہے اور اس کو باپ کی میراث دلوائی اور عورت پر زنا کی تہمت لگانے والوں کو سزا دی۔ (کتاب عجائب احکام)

(۳۰) سوتیلی ماں اور اس کے رفیق کا سوتیلے فرزند کو قتل کرنا

ایک شخص کو اسکی سوتیلی ماں اور اسکے رفیق نے قتل کر دیا۔ جب قضیہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا حضرت عمرؓ سوچنے لگے کہ ایک مقتول کے ایک سے زائد قاتل ہوں تو کیا حکم دوں بالآخر آپ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر چند آدمی مشترکہ ایک اونٹ چرا کر کاٹ لیں اور ایک ایک جوڑ اسکا ایک ایک عضو لے لے تو ہر چور کا ہاتھ قطع کروگے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہاں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ قضیہ بھی اسی طرح ہے۔ پس حضرت عمرؓ نے حکم جاری کیا کہ دونوں کو سزا میں قتل کیا جائے۔ (اعلام المومنین)

(۳۱) ایک شخص کی اپنے غلام کو قید سے رہا کرنے کی شرط

حضرت عمرؓ کے عہد میں دو شخصوں نے ایک قیدی غلام کو دیکھا اور ایک نے کہا کہ اگر اسکی بیڑیوں کا وزن اس قدر نہ ہو تو میری بیوی پر تین طلاق۔ دوسرے نے کہا کہ اسکا وزن اگر اتنا ہی ہے جو تو کہہ رہا ہے تو میری بیوی پر تین طلاق ہوں۔ پھر ان دونوں نے اس قیدی کے آقا سے خواہش کی کہ اس کے پیر سے بیڑیاں نکال کر دے اس نے جواب دیا کہ اسکی بیڑیوں کے وزن کے برابر جب تک میں تصدق نہ کروں اور بیڑیوں کو نکال دوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہو جائیں گے۔ جب قضیہ خلیفۂ وقت کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا کہ اس غلام کا مالک اسکے تصفیہ کے لئے زیادہ سزاوار ہے۔ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی عورتوں سے دوری اختیار کرو۔ انہوں نے حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں بھیجے جانے معروضہ کیا اور آپ کی خدمت میں پہنچ کر پورا واقعہ سنایا۔ حضرت نے ایک بڑا کاسہ منگوایا اور بیڑیوں کو ایک رسی سے باندھ کر غلام سے فرمایا کہ اس کاسہ میں کھڑا ہو جائے۔ اسکے بعد اس کاسہ میں پانی ڈالا گیا یہاں تک کہ کاسہ بھر گیا۔ پھر فرمایا کہ رسی کو اوپر کھینچ کر بیڑیوں کو پانی سے باہر کر دیں پھر برادۂ آہن اس میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ پانی کا لیول پہلے کے برابر ہو جائے پھر اس برادۂ آہن کو نکال کر وزن کر لیں تو یہ بیڑیوں کا وزن ہوگا۔

(جواہر الفقہ)

(۳۲) دو اشخاص کا ایک عورت کے پاس امانت رکھنا

سید بحرانی نے غایت المرام میں موفق بن احمد خوارزمی سے روایت کی ہے کہ دو اشخاص نے ایک عورت کے پاس ایک سو دینار بطور امانت رکھے اور کہا کہ جب تک ہم دونوں مل کر نہ آئیں یہ رقم واپس نہ کرنا اگر صرف ایک آدمی آکر رقم طلب کرے تو رقم نہ دینا۔ ایک سال بعد ان میں سے ایک آدمی نے آکر کہا کہ اسکا ساتھی مر گیا لہٰذا وہ رقم واپس کر دے۔ اس عورت نے انکار کیا اس مرد نے تمام ہمسایوں کو بلا کر لایا اور

اور سب نے عورت کو مجبور کیا کہ رقم واپس کر دے اس لئے کہ اسکا ساتھی مر چکا ہے۔ بالآخر اس عورت نے امانت واپس کر دی۔ اسکے ایک سال بعد دوسرے آدمی نے امانت طلب کی۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی یہ کہہ کر رقم لے گیا کہ تو مر گیا ہے۔ جھگڑا بڑھا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے پاس تصفیہ کے لئے پیش ہوا حضرت عمرؓ نے کہا کہ عورت رقم کی ذمہ دار اور ضامن ہے۔ اس پر عورت نے حضرت علیؑ سے داد خواہی کی حضرت نے فرمایا کہ رقم کی واپسی کی شرط یہ ہے کہ ایک آدمی کو نہ دی جائے۔ تیری امانت سمجھ لے کہ میرے پاس ہے پس تو جا اور تیرے ساتھی کو لے آ تو میں تیری رقم ادا کرتا ہوں۔ وہ شخص چلا گیا اور واپس نہ آیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اشخاص اس فریب سے عورت کا مال حاصل کرنا چاہتے تھے۔

(کتاب اذکیا۔ سبط ابن جوزی)

(۳۳) ایک شخص کا اپنے سیاہ لڑکے سے انکار کرنا

حضرت عمرؓ کے پاس ایک سیاہ لڑکا لایا گیا جسکا باپ اسکی اولاد ہونے سے انکار کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ اس مرد کو سزا دے مگر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھے اس سے کچھ سوال کر لینے دو اور اس شخص سے دریافت کیا کہ آیا وہ اپنی بیوی سے ایام حیض میں تو ہم بستر نہ ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی لئے خدا نے اسکے چہرے کو سیاہ کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ "لولا علی لھلک عمر" (مناقب، فضائل العترت)

روایت کلبی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ جب خون نطفہ پر غلبہ کرتا ہے۔ جنین کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔

(۳۴) مال غنیمت کی تقسیم

ایک مرتبہ خلیفہ ثانی کے پاس کچھ مال تقسیم کے لئے آیا تقسیم کے بعد کچھ مال بچ گیا حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اس کو کیا کیا جائے۔ سب نے جواب دیا کہ یہ آپ ہی لے لیجئے اگر سب کو تقسیم کریں تو ہر حصہ بہت ہی تھوڑا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے قبول کر لیا حضرت علی نے فرمایا کہ اے عمر یہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ مال ہے۔ چند آدمیوں کے کہنے سے تم اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ بلا لحاظ کمی و زیادتی یہ مال بھی سب لوگوں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے اسی طرح تقسیم کیا اور کہا "ویدلک مع ایادلی اجزک بھا"۔ (مناقب شہر آشوب)

(۳۵) ایک شخص کا اپنی بیوی کو ایک مرتبہ جاہلیت میں اور دو مرتبہ اسلام میں طلاق دینا

ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اس نے زمانہ کفر میں ایک مرتبہ اور اسلام قبول کرنے کے بعد دو مرتبہ اپنی عورت کو طلاق دی۔ اب اسکے لئے کیا حکم ہے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ قبول اسلام سے قبل اس نے جو کچھ کیا ہے اسکو اسلام نے باطل کر دیا پس ایک طلاق اور

باقی رہی ــــــــــــــــــــ (مناقب شہر آشوب)

(۳۶) ایک غلام کا اپنے آقا کو قتل کر دینا

حضرت عمرؓ کے پاس ایک غلام لایا گیا جس نے اپنے آقا کو قتل کیا تھا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اسکی گردن مار دیں حضرت علی علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آیا تو نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں سبب دریافت کرنے پر غلام نے کہا کہ اس نے مجھ سے بالجبر بدکاری کی تھی حضرت نے مقتول کے اولیاء سے فرمایا کہ تین روز کے بعد آئیں اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تین روز تک اس لڑکے کو بغیر سزا کے رکھو۔ تین روز کے بعد حضرت علیؑ حضرت عمرؓ اور اولیائے مقتول کو لے کر قبر پر پہنچے اور فرمایا کہ قبر کھول کر مردہ کو باہر نکالیں۔ جب قبر کھولی گئی تو اس میں مردہ کا نشان و پتہ تک نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ اکبر رسول اللہؐ نے سچ فرمایا کہ میری امت سے جو شخص قوم لوط کا سا عمل کرے گا اور اسی حالت میں مر جائیگا۔ قبر میں تین روز سے زیادہ نہ رہے گا۔ زمین اسکی لاش کو قوم لوط کے درمیان پھینک دے گی تا کہ یہ ان کے ساتھ محشور ہو۔

(مناقب شہر آشوب)

(۳۷) ایک شوہر سے زیادہ نہ کرنے کی وجہ

روضۃ الجنان میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ چالیس عورتیں حضرت عمرؓ کے پاس آئیں اور کہا کہ جب مردوں کو وقت واحد میں ایک سے زیادہ عورتیں عقد میں رکھنے کی اجازت ہے۔ تو عورتوں کو ایک سے زائد شوہر کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی۔ حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور تمام عورتوں کو لے کر حضرت علیؑ کے پاس پہنچے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر عورت ایک شیشی میں پانی لائے۔ پھر فرمایا کہ ہر عورت اپنا اپنا پانی ایک کاسہ میں ڈال دے۔ جب سب نے پانی ڈال دیا حضرت نے فرمایا کہ ہر عورت اپنا اپنا پانی نکال لے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت ایک سے زائد شوہر کی ایک عورت کو اجازت نہیں دی گئی۔ اگر ایسا ہوتا تو اولاد میں تفرقہ پڑ جاتا۔ نسب و میراث باطل ہو جاتے یہ کس طرح معلوم ہوتا کہ یہ کس شخص کی اولاد ہے۔

یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ "یا علیؑ آپ کے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے"۔ (ناسخ التواریخ)

(۳۸) لباس کعبہ اور فروختگی

ایک روز مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ خانۂ کعبہ کا لباس و زیور نکال کر اگر لشکر اسلام میں تقسیم کر دیں تو کیا زیادہ ثواب نہ ہوگا۔ خانۂ کعبہ کو آخر اسکی کیا حاجت ہے۔ حضرت عمرؓ سوچنے لگے اور تصفیہ نہ کر سکے۔ بالآخر حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ اسکا جواب دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ قرآن رسول خدا پر نازل ہوا۔ اس میں مال کی چار قسمیں کی گئی ہیں ایک مسلمانوں کا مال ہے جو ورثہ میں تقسیم کیا جاتا ہے دوسرا

مال غنیمت ہے جو مستحقین پر تقسیم کیا جاتا ہے تیسرا خمس ہے جسکے لئے خدا نے ایک محل قرار دیا ہے چوتھے صدقات ہیں کہ ان کا ایک مقام قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح خدا نے لباس کعبہ کے لئے بھی ایک مقام قرار دیا ہے اور اسکو اسکی حالت پر چھوڑ دیا ہے۔ اور فراموشی کی وجہ ترک نہیں کر دیا۔ کوئی مقام خدا سے مخفی نہیں ہے۔ تم بھی خدا اور رسول کی طرح اس پر دست درازی نہ کرو۔ اور اس کو انہوں نے جہاں چھوڑا ہے وہیں رہنے دو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ نہ ہوتے تو میں رسوا ہو جاتا۔ (غایۃ المرام شرح نہج البلاغہ)

(۳۹) کنیز کی شبیہ اختیار کرنے والی عورت

شیخ طوسی نے ابو روح سے روایت کی ہے کہ ایک شب ایک عورت کنیز کی شکل بنا کر ایک مرد کے پاس گئی۔ اس نے خیال کیا کہ یہ اسکی کنیز ہے اور اس سے مواقعہ کیا۔ اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے مگر آپ فیصلہ نہ کر سکے۔ اور حضرت علیؑ کی رائے چاہی۔ حضرت نے فرمایا کہ مرد پر پوشیدہ طور پر حد جاری کی جائے اور عورت پر آشکارا طور پر۔ (غایت المرام)

(۴۰) اغلام کی سزا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خلافت دوم کے زمانہ میں ایک شخص نے اغلام کیا۔ جب لوگوں نے دیکھ لیا تو ایک آدمی فرار ہو گیا اور دوسرے کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پوچھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے مگر ہر شخص نے ایک نیا جواب دیا۔ بالآخر حضرت علیؑ سے مشورہ کیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اسکی گردن ماردی جائے اور اسکی لاش کو جلا دیا جائے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسکی گردن مار کر لاش جلوادی۔ (غایت المرام۔ اصول کافی)

(۴۱) قاتل کا قصاص میں نہ مرنا دوبارہ قصاص کی درخواست

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس نے ایک دوسرے شخص کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا۔ مقتول کے باپ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے قاتل کو تلوار کی دو ضربیں لگائیں اور یہ سمجھ کر چلا گیا کہ وہ مر گیا مگر اس میں کسی قدر جان باقی رہ گئی تھی لوگ اسکو اٹھا کر لے گئے اور اسکا علاج کیا اور وہ چھ ماہ میں تندرست ہو گیا۔ ایک روز جب وہ بازار میں نکلا تھا مقتول کے باپ نے دیکھ لیا اور اسکو پکڑ کر پھر خلیفہ کے پاس لے گیا اور حضرت عمرؓ نے پھر اسکی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت علیؑ سے استغاثہ کیا تو آپ نے پوچھا کہ اے عمر یہ کیا حکم ہے جو تم نے دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے جان کے عوض جان لینے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا تم نے اسے ایک مرتبہ قتل نہیں کیا۔ عرض کیا کہ ہاں مگر وہ زندہ رہ گیا۔ فرمایا کہ کیا اسکو دوسری مرتبہ قتل کرو گے؟ حضرت عمرؓ نے متحیر ہو کر خاموشی اختیار کی اور مقتول کے باپ نے پوچھا کہ آیا میرے لڑکے کا خون باطل ہو گیا؟ فرمایا کہ نہیں، مگر اب حکم یہ ہے کہ شمشیر کے دو زخم جو تو نے اس پر لگائے تھے وہ شخص پہلے تجھ سے اسکا قصاص لے۔ اسکے بعد تو اسکو قتل کرے اس نے عرض کیا کہ یا ابو الحسنؑ یہ قصاص موت سے زیادہ شدید ہے میں نے اپنے بیٹے

کے خون کو معاف کیا۔ پس ایک صلحنامہ لکھا گیا اور ایک نے دوسرے کو معاف کر دیا؛
حضرت عمرؓ ہاتھ بلند کر کے کہا کہ الحمدللہ اے ابوالحسنؑ تم لوگ اہلبیت رحمت ہو۔
پھر کہا "لولا علی لھلک عمر" (ناسخ التواریخ)

(۴۲) شاہِ مجوس کا فعلِ قبیح

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ مجوسیوں کا کیا حال ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ لوگ نہ ہی یہودی ہیں اور نہ نصرانی اور نہ ان کے پاس کوئی کتاب ہے۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ ان کے پاس کتاب تھی مگر وہ اٹھالی گئی اسکی وجہ یہ تھی کہ ان کا ایک بادشاہ تھا جس نے حالتِ نشہ میں اپنی بہن اور بیٹی سے مقاربت کی تھی۔ نشہ اترنے کے بعد اس زشتت کردار سے برأت حاصل کرنے کے لئے اس نے حکم دیا کہ تمام اراکین سلطنت جمع ہوں اور انہیں اپنے خیال سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تمام رعایا کو مجبور کیا جائے کہ اس فعل کو رواج دیں۔ بادشاہ کا حکم سُن کر اکثر لوگوں نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے غصہ میں آکر ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں بہت سی آگ روشن کی اور حکم دیا کہ ہر انکار کرنے والے کو اس گڑھے میں ڈال دیا جائے اور قبول کرنے والے کو چھوڑ دیا جائے۔
اس رسم بد کے رائج ہونے کی وجہ کتابِ خدا ان کے درمیان سے اٹھ گئی۔

(نزھتہ الابرار، کتابِ بسیط)

(۴۳) یتیم کی تشخیص اور متروکہ کی تقسیم

ایک لڑکا حضرت عمرؓ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں اسکا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کا جو کچھ مال آپ کے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہے مجھے دیدو حضرت عمرؓ نے اُسے ڈانٹ کر نکال دیا کہ میں تجھے نہیں جانتا۔ لڑکا روتا ہوا حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچ کر واقعہ سنایا۔ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کے پاس آکر فرمایا کہ میں آج تمہارے اور اس لڑکے کے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جو خداوند عالم ساتویں آسمان پر کرتا۔ پھر حضرت نے قبر کھدوا کر ایک ہڈی منگوائی اور لڑکے سے فرمایا کہ سونگھے۔ سونگھنے سے لڑکے کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ اور حضرت نے فرمایا کہ بے شک یہ اُسی کا لڑکا ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ ناک سے خون جاری ہونے سے میں اسکا مال تو واپس نہ کروں گا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ لڑکا بہ نسبت تمہارے اس مال کا زیادہ مستحق ہے تمہیں ضرور مال دینا ہوگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آزما لو۔ چنانچہ تمام حاضرین کو ہڈی سونگھائی گئی مگر کسی کی ناک سے خون نہ نکلا۔ دوبارہ پھر جب اسی لڑکے کو سونگھائی گئی پھر خون جاری ہو گیا۔ سب لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے باپ کی امانت واپس کر دی۔

(۴۴) زنانہ لباس پہننے والا زانی

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جب نماز صبح کے لئے مسجد پہنچے کسی شخص کو محراب میں سوتا ہوا پایا اور اپنے غلام یرقی کو حکم دیا کہ اس کو نماز کے لئے بیدار کرے۔ یرقی نے قریب آکر دیکھا کہ وہ زنانی لباس پہنا ہوا تھا ہلا کر بیدار کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سر کٹے ہوئے مرد کی لاش ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس لاش کو مسجد کے ایک گوشہ میں رکھوا کر نماز فجر ادا کی اور نماز کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہنچ کر واقعہ سنایا اور پوچھا کہ اس سے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو دفن کر دیں اور اس وقت تک انتظار کرتے رہیں کہ اس محراب میں ایک بچہ نظر آئے اس وقت تمام حال معلوم ہو جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ یہ کس طرح کہہ رہے ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ میرے بھائی اور حبیب، رسول خدا نے مجھے اطلاع دی تھی۔ جب اس واقعہ کو نو ماہ گزر گئے۔ ایک صبح جب حضرت عمرؓ مسجد پہنچے، ایک بچہ کو محراب میں روتا پایا۔ آپ نے کہا کہ بیشک اللہ، اسکا رسول اور اسکا ابن عم سب سچے ہیں۔

نماز کے بعد حضرت عمرؓ اس بچہ کو حضرت علیؑ کے پاس لے چلے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسکے لئے انصار کی عورتوں میں سے کسی دایہ کو بلائیں اور بیت المال سے اسکا معاوضہ مقرر کر کے اس بچہ کو دودھ پلانے کا انتظام کیا۔ بچہ کی عمر محرم میں ایک سال ہوگئی اور اسکے نو ماہ بعد عید رمضان پر حضرت نے دایہ کو حکم دیا کہ بچہ کو کپڑے پہنا کر مسجد میں جا کر دیکھتی رہے کہ کون سی عورت قریب آکر بچہ کو لے کر پیار کرتی اور کہتی ہے کہ "اے مظلوم اے پسر مظلومہ، اے پسر ظالم" پس اس عورت کو میرے پاس لے آ۔ پس دوسری صبح دایہ بچہ کو عید گاہ لے گئی۔ اس نے دیکھا کہ یکایک ایک نہایت حسین عورت پیچھے سے آئی اور بچہ کو لے کر بوسہ دینے لگی اور کہی کہ اے مظلوم اے پسر مظلومہ، اے پسر ظالم تو میرے بچہ کے بہت مشابہ ہے جو مر گیا۔ جب وہ جانے لگی دایہ نے اسکے دامن کو تھام کر کہا کہ جب تک تو حضرت علی ابن ابی طالب کی خدمت میں نہ چلے گی جا نہیں سکتی۔ وہ پریشان ہو کر کہنے لگی کہ علیؑ سب کے سامنے میری فضیحت کریں گے مجھے چھوڑ دے میں نہیں آتی۔ جب دایہ اسے چھوڑنے کے لئے راضی نہ ہوئی اس عورت نے دایہ کو برد یمانی، حلہ صنائی اور تین سو درہم بطور رشوت دے کر کہا کہ تو علیؑ سے کہہ دے کہ تو نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔ عید الضحیٰ میں اگر تو اس بچہ کو میرے پاس پہنچا دے اسی طرح اور چیزیں دوں گی۔ پس جب دایہ واپس گئی تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے دشمن خدا میرے حکم کی تعمیل کس طرح کی۔ دایہ نے جواب دیا کہ اس بچہ کے لئے کوئی عورت نہ آئی۔ فرمایا کہ اس صاحب قبر کی قسم تو جھوٹ کہہ رہی ہے وہ عورت آئی اور بچہ کو گود میں لے کر بوسہ دیا اور گریہ کی اور تجھے رشوت دی اور ایسی ہی رشوت دینے کا وعدہ کیا۔ دایہ کانپنے لگی اور عرض کیا اے رسول خدا کے بھائی کیا آپ علم غیب جانتے ہیں۔ فرمایا کہ غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا مگر یہ سب رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا۔ دایہ نے عرض کیا کہ بہترین بات صدق ہے اور حقیقت یہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اگر حکم ہو تو اس عورت کو گرفتار کر کے حاضر کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ تجھ کو یہ چیزیں دینے کے بعد اس نے اپنا مقام بدل دیا اور اب تو عید الضحیٰ تک توقف کر اور اس عورت کو لے آ۔ خدا تجھے معاف کرے۔

پس عید الضحیٰ کو دایہ بچہ کو لے کر عید گاہ پہنچی اور عورت پھر اکر بچہ کو پیار کرنے لگی۔ دایہ نے اس کے دامن کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب ممکن نہیں کہ تجھ کو بغیر حضرت علیؑ کی خدمت میں لے جانے کے چھوڑ دوں۔ اس عورت نے آسمان کی طرف سر بلند کرکے کہا "یا غیاث المستغثین ویا جار المستجیرین" اور حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت نے پوچھا کہ تو اپنا قصہ میرے لئے بیان کرتی ہے یا میں تیرے لئے بیان کروں۔ عورت نے عرض کیا کہ میں خود بیان کرتی ہوں اور کہنا شروع کیا کہ میرا باپ عامر بن سعد خزرجی انصاری تھا جو رسول خدا کی ہمرکابی میں شہید ہوگیا۔ میری ماں نے خلافت ابوبکر میں انتقال کیا۔ میں فریدہ، وحیدہ بغیر کسی خدمت گار و غمخوار کے باقی رہ گئی۔ چند ہمسایہ عورتوں سے مانوس ہو کر ان کے ساتھ وقت گزارتی تھی۔ ایک روز چند مہاجر و انصار کی عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک فرتوت ضعیفہ آئی جس کے ایک ہاتھ میں تسبیح تھی اور دوسرے ہاتھ میں عصا۔ سب کو سلام کرکے ہر ایک کا نام دریافت کیا۔ مجھ سے سوال کرنے پر میں نے جواب دیا کہ میرا نام جمیلہ اور میرے باپ کا نام عامر انصاری ہے، پھر اس نے سوال کیا کہ تیرا باپ کہاں ہے میں نے جواب دیا کہ انتقال ہوگیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ تجھے شوہر ہے یا نہیں میں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ تو کیسی لڑکی ہے کہ بغیر شوہر کے اس طرح زندگی گزار رہی ہے اسکے بعد اس نے میرے ساتھ بہت ہی ہمدردی کا اظہار کیا اور میرے حال زار پر رونے لگی اور کہا کہ کیا تو اپنی خدمت کے لئے کوئی عورت چاہتی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ میں تیری خدمت کرنے اور تیری شفیق ماں بننے کے لئے تیار ہوں۔ میں بہت خوش ہوگئی اور اس کو اپنے گھر لے گئی اور کہی یہ مکان آپ کا ہے میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔

اس نے سب سے پہلے پانی لے کر وضو کیا اور میں نے اسکے لئے روٹی، دودھ اور کھجور کا انتظام کیا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر وہ بری طرح رونے لگی اور کہا کہ اے دختر یہ میری غذا نہیں ہے۔ میں صرف نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھاتی ہوں اور وہ بھی نماز عشاء کے بعد۔ اسکے بعد وہ نماز کے لئے کھڑی ہوگئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے جو کی روٹی اور نمک پیش کیا۔ اس نے نمک میں تھوڑی سی مٹی ملا کر روٹی کے تین لقموں سے افطار کیا اور پھر جو نماز میں مشغول ہوگئی تو صبح کر دی۔ میں نے اس سے کہا کہ دعا کرو کہ خدا مجھے معاف کر دے میں سمجھتی ہوں کہ خدا تیری دعا کو رد نہ کرے گا۔ اس عورت نے کہا کہ تو ایک خوبصورت لڑکی ہے۔ میں خوف کرتی ہوں کہ میں کسی حاجت کے لئے باہر جاؤں تو تنہا رہ جائے گی۔ تیرے لئے ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے۔ اگر تو چاہتی ہے تو میں اپنی بیٹی کو لے آتی ہوں جو عاقل و دانا اور عابد و زاہد اور عمر میں تیرے برابر ہی ہوگی۔ یہ تیری بہت اچھی ساتھی ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ کیوں میں ایسی صحبت نہ چاہوں گی۔ پس وہ عورت اٹھ کر چلی گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد تنہا واپس آئی تو میں نے دریافت کیا کہ میری بہن کیوں نہیں آئی۔ اس نے جواب دیا کہ میری لڑکی عبادت خدا میں بہت زیادہ مشغول رہتی ہے۔ لوگوں کی زیادہ آمد و رفت پسند نہیں کرتی۔ تیرے مکان میں مہاجرین و انصار کی آمد و رفت بہت زیادہ رہتی ہے۔ جو اس کی عبادت میں مخل ہوگی۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں اپنے مکان میں کسی کو بھی آنے نہ دوں گی۔ پس وہ عورت گئی اور تھوڑی ہی دیر میں ایک جوان عورت کے ساتھ آئی وہ اپنے جسم کو لباس سے اس قدر بری طرح ڈھانکی ہوئی تھی کہ سوائے اسکی دو آنکھوں کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ وہ کمرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوگئی۔ میں نے پوچھا کہ اندر کیوں نہیں آتی۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ تیرے دیدار کی خوشی و فرحت کی وجہ۔ اچھا میں جا کر اپنے گھر کو مقفل کرکے آتی ہوں کہیں چوری نہ ہو جائے۔ یہ کہہ کر بڑھیا چلی گئی۔ اور میں اس لڑکی پر اصرار کرنے لگی کہ اپنے چہرے پر سے نقاب اور برقعہ نکال کر بے تکلف ہو کر بیٹھے مگر وہ نہ مانی۔ میں رونے لگی اور

اس کے سر سے کپڑا کھینچ کر نکال دی۔ بمجرد کپڑا نکلنے کے میں نے دیکھا کہ وہ عورت نہ تھی بلکہ سیاہ داڑھی والا ایک مرد تھا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں کو خضاب کیا ہوا تھا۔ میں آپے سے باہر ہو گئی اور میں نے اس سے سوال کیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ اپنی فضیحت اور میری رسوائی کر رہا ہے۔ اٹھ اور جہاں سے آیا ہے فوراً اسی برقعہ میں واپس چلا جا۔ کیا تو عمر بن خطاب کی سزا سے بھی نہیں ڈرتا۔ یہ کہہ کر اسکے قریب سے اٹھنا چاہتی تھی کہ اُس نے جست لگا کر مجھے اپنی گرفت میں لے لیا اور میں اس خوف سے کہ ہمسائے مطلع نہ ہوں چیخ نہ سکی اور اس کے چنگل میں اس طرح گرفتار تھی کہ جیسے ایک چڑیا عقاب کے پنجوں میں ہو۔ بالآخر اس نے میرے جامۂ دوشیزگی کو چاک کیا اسکے بعد مستی کی شدت میں مدہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ یکایک میری نظر ایک چھری پر پڑی جو اسکے لباس میں پوشیدہ تھی میں نے ہاتھ بڑھا کر اس چھری سے اسکا سر علیحدہ کر دیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ " الٰھی و سیدی تعلم فلاناً ظلمنی و فضحنی وھتک ستری و انا توکلت علیک یا من اذا توکل العبد علیہ کفاہ یا جمیل الستر "

اور جب رات ہوئی تو اسکی لاش لیجا کر مسجد کے محراب میں رکھ دیا۔ مجھے اس سے استقرار حمل ہوا جس کو میں نے کئی مرتبہ ساقط کرنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ وضع حمل ہوا اور میں نے بچہ کے قتل کا ارادہ کیا پھر اسکو گناہ عظیم سمجھ کر مسجد میں لے جا کر رکھ دیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ " میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں شہر علم ہوں اور علی اسکے دروازہ ہیں اور میرا بھائی علیؑ ہمیشہ زبانِ حق سے بات کرتا ہے " اے ابوالحسن فرمائیے کہ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس مقتول کا خون بہا کچھ بھی نہیں کیونکہ یہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا ہے اور اس عورت پر کوئی حد نہیں اس لئے کہ اسکی رضامندی کے بغیر وہ شخص اس پر غالب ہوا اسکے بعد فرمایا کہ اس بڑھیا کو حاضر کرے تاکہ حق کو اس سے طلب کروں۔ جمیلہ نے عرض کیا کہ تین روز کی مہلت دیں۔

حضرت علیؑ نے دایہ کو حکم دیا کہ اس بچہ کو اسکی ماں کے سپرد کیا جائے۔ جمیلہ اپنے بچے کو لے کر چلی گئی اور دوسرے روز بڑھیا کی تلاش میں نکلی ناگاہ محلہ کی ایک گلی میں بڑھیا نظر آئی اور اس کو پکڑ کر کشاں کشاں حضرت علیؑ کے پاس لے آئی اور حضرت نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تو جانتی ہے کہ میں علی ابن ابیطالب ہوں اور میرا علم رسول خدا کا علم ہے۔ صحیح صحیح کہہ کہ اسکا کیا واقعہ ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میں نہ ہی اس عورت کو جانتی ہوں اور نہ اس مرد کو اور مجھے ان کے واقعات کا کوئی علم ہی نہیں۔ فرمایا کہ آیا تو اس بات پر قسم کھاتی ہے کہ تو نہیں جانتی۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ رسولِ خدا کی قبر پر چل اور قسم کھا کہ تو اس واقعہ سے واقف نہیں۔ بڑھیا نے قبرِ رسول پر چل کر قسم کھا کر کہا کہ میں اس قضیہ سے واقف نہیں ہوں اس کے ساتھ اسکا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ذرا آئینہ لے کر اپنا چہرہ دیکھ۔ چہرے کو دیکھ کر بڑھیا فریاد کرنے لگی کہ اے رسول کے بھائی میں اپنے کردار سے تائب ہوئی مجھے معاف کر دیجئے۔ حضرت نے دعا کی کہ خداوندا اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور درحقیقت تائب ہوئی ہے تو اسکو پہلے حال پر پلٹا دے مگر اُسکے چہرے کی سیاہی زائل نہ ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ملعونہ تو کس طرح تائب ہوئی کہ خدا نے تجھے معاف ہی نہ کیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس بڑھیا کو مدینہ سے باہر لے جا کر رجم کریں۔

(غایت المرام، دار المطالب)

زمانہ خلافت سوم

(۱) سنگساری کا غلط حکم روضۃ الاحباب اور حبیب السیر میں مرقوم ہے کہ ۲۹ھ میں قبیلہ جہینہ کی ایک عورت کو حضرت عثمانؓ کے پاس لاکر کہا گیا کہ وہ چھ ماہ میں بچہ جنی ہے۔ حضرت عثمان نے فوراً اسکو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ جب حضرت علیؑ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے دار الشرع تشریف لاکر فرمایا کہ عثمان تم کو اس حکم کے جاری کرنے میں تاخیر کرنا چاہیئے تھا۔ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ خدا فرماتا ہے "وحملہ وفصالہ ثلثون شھراً" یعنی اسکا حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے اور دودھ پلانے کی مدت کے لئے خدا فرماتا ہے "والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین" یعنی مائیں اپنی اولاد کو کامل دوسال دودھ پلائیں۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے اس لئے اس عورت کا زنا ثابت نہیں ہوا۔

حضرت عثمان نے اس کے بعد آدمی کو بھیجا کہ عورت کو واپس لائیں مگر اسکا کام تمام ہوچکا تھا۔

(کوکب دری)

(۲) آنکھ کا قصاص حضرت عثمان کے غلام نے ایک اعرابی کے سر پر اس طرح ضرب لگائی جس سے اسکی ایک آنکھ ضائع ہوگئی جب قضیہ حضرت عثمان کے پاس پہنچا تو آپ نے آنکھ کی دیت دینی چاہی مگر اعرابی رضامند نہ ہوا۔ بالآخر اس قضیہ کو حضرت عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس پیش کیا۔ اعرابی نے دیت سے انکار کرکے قصاص کی خواہش کرنے پر حضرت نے کچھ روئی اور آئینہ منگوایا اور روئی کو تر کرکے غلام کی آنکھ کے اطراف رکھا اور آئینہ کو دھوپ میں اس طرح رکھا کہ آفتاب کی شعاعیں منعکس ہوکر اسکے چہرے پر گریں اور اس کو حکم دیا کہ آئینہ کو دیکھتا رہے۔ وہ دیکھتا رہا یہاں تک کہ اسکی آنکھ کی چربی پگھل کر بہہ گئی اور وہ آنکھ نابینا ہوگئی۔ (اصول کافی، عجائب احکام)

(۳) ارث میں ملنے والا شوہر

ایک شخص کی ایک کنیز تھی جس سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ پھر اس شخص نے اس کو معزول کرکے اپنے غلام کے ساتھ نکاح کردیا۔ چند روز گزرنے پر اسکا انتقال ہوگیا اور بچہ کی میراث میں یہ کنیز بھی اپنے بیٹے کی موروثی کنیز بن گئی اسی طرح اسکا شوہر بھی اس بچہ کا موروثی غلام بن گیا۔ چند روز کے بعد یہ لڑکا بھی مرگیا اور کنیز اپنے بیٹے کی میراث پائی اسی طرح اسکا شوہر اسکا غلام بن گیا۔ اس قضیہ کو حضرت عثمان کے پاس پیش کیا گیا۔ عورت کہتی تھی کہ میرا غلام ہے اور مرد کہتا تھا کہ یہ میری زوجہ ہے۔ حضرت عثمان سے اسکا فیصلہ نہ ہوسکا ناچار حضرت علی علیہ السلام سے رائے لی گئی تو آپ نے فرمایا کہ عورت سے پوچھیں کہ عورت کی میراث میں آنے کے بعد اس شخص نے مجامعت تو نہ کی۔ عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا تو میں اس کو سزا دیتا۔ جا یہ تیرا غلام ہے چاہے اس کو آزاد کر یا غلام رکھ

یا پیج ڈال ۔ (کتاب الارشاد ۔ شیخ مفید)

(۴) زانی مکاتبہ کنیز

ایک کنیز مکاتبہ (یعنی ایسی کنیز جس نے اپنی قیمت ادا کر کے خود کو آزاد کرا لیا ہو) جس نے اپنی قیمت کے تین حصے ادا کر کے تین چوتھائی حد تک اپنے کو آزاد کرا لیا تھا زنا کیا۔ حضرت عثمان نے اس مسئلہ کا جواب حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس پر حد اس طرح جاری کی جائے جو ایک حصہ بندگی کی ہو اور تین حصہ آزاد کی ۔

(کتاب الارشاد شیخ مفید)

(۵) ایک انصاریہ اور ایک بنی ہاشم عورت

ایک شخص کی دو بیبیاں تھیں ایک انصاریہ اور دوسری ہاشمیہ ۔ اس شخص نے انصاریہ کو طلاق دیدی اور چند روز کے بعد مرگیا۔ پس انصاریہ نے خلیفۂ وقت کے پاس دعوی دائر کیا کہ اسے میراث دلائے ۔ کیونکہ اسکی عدت ختم ہونے سے پہلے اسکا شوہر مرگیا۔ حضرت عثمان نے حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ انصاریہ قسم کھا کر کہے کہ تاریخ طلاق کے بعد تین طہر گزر گئے اور حیض نہ آیا۔ ایسی صورت میں وہ میراث کی مستحق ہوگی۔ انصاریہ نے قسم نہ کھا کر میراث چھوڑ دی ۔

(مستدرک حصہ سوم، مناقب شہر آشوب)

زمانہ خلافت چہارم

(۱) روٹیوں کا جھگڑا

دو آدمی کھانے پر بیٹھے تھے جن میں سے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اتنے میں ایک تیسرا آدمی آکر کھانے میں شریک ہوگیا۔ جب کھانا ختم ہو چکا تو تیسرے آدمی نے روٹیوں کے عوض آٹھ درہم دے کر چلا گیا۔ پانچ روٹیوں والے نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا۔ اس لئے کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تو تین درہم لے اس لئے کہ تیرے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اس نے جواب دیا کہ دونوں چار چار درہم تقسیم کرلیں گے۔ جھگڑا بڑھا یہاں تک دونوں تصفیہ کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے پورا جھگڑا سُن کر، تین روٹیوں والے سے فرمایا کہ تیرا ساتھی جو کچھ دے رہا ہے ۔ لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تجھ سے زیادہ تھیں ۔ اس نے جواب دیا کہ جب تک میرا حق مجھ کو معلوم نہ ہو جائے نہ لوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زائد نہیں اس لئے کہ آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں اور یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ سب نے برابر کھایا۔ اس طرح تو نے اپنی تین روٹیوں کی نو تہائیوں میں سے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیرے دوست

نے پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیوں میں سے آٹھ تہائیاں کھائیں۔ پس اس کی سات تہائیاں اور تیری ایک تہائی درہم والے نے کھائی اور تجھ کو ایک تہائی کے عوض ایک درہم اور تیرے دوست کو سات تہائیوں کے عوض سات درہم ملیں گے۔ (سراج المبین)

(۲) مسئلہ رکابیہ

ایک وقت جبکہ حضرت علیؑ کہیں جانے کیلئے گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے کہ ایک یہودی نے سوال کیا کہ وہ کون سا عدد ہے جسکے نو کسور ہوں، یعنی اسکا نصف ہو، ثلث ہو، ربع ہو، یا پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں اور نواں اور دسواں حصہ ہو۔ حضرت نے فوراً جواب دیا کہ ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں سے ضرب دو تو حاصل ضرب تیرا جواب ہوگا۔ (یعنی ۷×۳۶۰ = ۲۵۲۰) یہودی نے حاصل ضرب کو جانچا اور اسلام سے مشرف ہوگیا۔ چونکہ حضرت اس سوال کے وقت گھوڑے کے رکاب میں قدم رکھ رہے تھے۔ اس مسئلہ کا نام مسئلہ رکابیہ پڑ گیا۔ (ینابیع المودۃ)

(۳) ایک عورت اور مرد کا جھگڑا

ایک روز کوفہ میں حضرت امیر المومنینؑ نے نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص کو حکم دیا کہ فلاں مسجد کے متصلہ مکان میں ایک میں ایک عورت اور ایک مرد آپس میں جھگڑ رہے ہیں دونوں کو میرے پاس حاضر کرے۔ جب دونوں حاضر ہوئے حضرت نے اس مرد سے پوچھا کہ آج کی رات تم دونوں میں کیوں جھگڑا ہوتا رہا۔ اس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے لیکن جب میں اسکے قریب گیا تو مجھے اس سے سخت نفرت پیدا ہوئی اگر ممکن ہوتا تو میں اُسی وقت اس کو گھر سے نکال دیتا بس اُسی وقت سے ہمارے درمیان مسلسل جھگڑا ہے۔

حضرت نے حاضرین سے فرمایا کہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے مخاطب کے سوا دوسرے کو آگاہ کرنا مناسب نہیں۔ یہ سنتے ہی سب لوگ اٹھ کر باہر چلے گئے تب آپ نے عورت سے دریافت کیا کہ کیا تو اس جوان کو جانتی ہے۔ وہ بولی کہ نہیں، فرمایا کہ میں اسکا پورا واقعہ بیان کرتا ہوں اور تجھے چاہیئے کہ سچائی کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔ عورت نے عرض کی کہ میں راستی سے ہرگز نہیں ہٹوں گی۔

بس حضرت نے فرمایا کہ تو فلاں بنت فلاں ہے۔ تیرا ایک چچازاد بھائی تھا اور تم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ ایک شب تو جب قضائے حاجت کے لئے باہر گئی ہوئی تھی اس نے تجھ سے مقاربت کی اور تو حاملہ ہوگئی۔ اور اس کو اپنی ماں پر ظاہر کیا۔ اور باپ سے پوشیدہ رکھا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو رات کا وقت تھا اور تیری ماں تجھ کو گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے رکھ دیا، جہاں لوگ قضائے حاجت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک کتے نے اس بچہ کو سونگھا تو، تو نے اسکی طرف ایک پتھر پھینکا جو اتفاقاً بچہ کے سر پہ لگا اور سر کو زخمی کر دیا۔ تیری ماں نے اسکے سر کو باندھ کر وہیں چھوڑ دیا اور تم دونوں چلی گئیں۔ جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ کے ایک شخص نے اس بچہ کو لیجا کر پرورش کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا اور ان لوگوں کے ہمراہ کوفہ آ کر تجھ سے نکاح کیا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ اپنے سر کو ننگا کرے۔ جب اس نے سر کو ننگا کیا تو زخم کا نشان صاف طور پر موجود پایا۔ پھر حضرت نے عورت سے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور تو اسکی ماں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے تجھ کو فعل حرام سے محفوظ رکھا۔

(۴) ایک مخنث کا سوال ایک روز ایک خنثیٰ ایک مرد اور ایک بچہ کو لے کر قاضی شہر کوفہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے مسلمانوں کے قاضی! میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء رکھتا ہوں چنانچہ یہ لڑکا میرا بیٹا اور یہ مرد میرا شوہر ہے اب مجھے عورت کی خواہش ہو رہی ہے کیا حکم دیتے ہو۔ قاضی صاحب جواب نہ دے سکے اور پریشان ہو کر حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت پہنچے اور اس شخص نے اپنا حال عرض کیا۔ حضرت نے قصاب کو بلا کر اس شخص کی ہڈیاں گنوائیں تو معلوم ہوا کہ دائیں جانب آٹھ اور بائیں جانب سات ہڈیاں تھیں پس حضرت نے فرمایا کہ اے شخص تو مرد ہے نہ کہ عورت۔ آئندہ سے تجھے نہ سر پہ چادر اوڑھنی چاہئیے اور نہ عورتوں میں جانا چاہئیے۔ کیونکہ تو نامحرم ہے۔

(احسن الکبار۔ کوکب دری ب۱)

(۵) سر کے چوٹ کی سزا ایک شخص نے دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے اسکے سر پہ مارنے سے بصارت جاتی رہی اور وہ گونگا بھی ہو گیا حضرت علیؑ نے فیصلہ فرمایا کہ مضروب علیہ کی زبان کا خون سوئی سے نکالا جائے اگر خون سرخ ہے تو سمجھنا کہ وہ اچھا ہے اور اگر خون سیاہ ہے تو وہ گونگا ہے۔

(۶) وصیت میں خیانت ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو وصیت کی کہ وہ ایک ہزار دینار چھوڑ کر مر رہا ہے اس میں سے جس قدر وہ چاہے خیرات کر کے باقی لے لے چنانچہ اسکے مرنے کے بعد اس شخص نے ایک سو دینار خیرات کر کے بقیہ لے لیا۔ خیرات خوروں نے کہا کہ نصف تقسیم کر کے نصف لے لے۔ مگر اس نے نہ مانا اور فریاد حضرت علیؑ کے دربار میں پہنچی۔ حضرت نے فرمایا کہ ان لوگوں نے تو تجھ سے انصاف چاہا اور آدھی رقم مانگ رہے ہیں اور آدھی تیرے لئے چھوڑ رہے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ مرحوم نے وصیت کی تھی کہ اس میں سے جتنا میں چاہوں خیرات کر کے باقی لے لوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بس تجھ کو چاہئیے کہ نو سو دینار خیرات کر دے۔ اس نے پوچھا کہ کیوں؟ فرمایا کہ موصی کی وصیت تھی کہ اس میں سے جتنا تجھ کو پسند ہو خیرات کر دے۔ تو تو نے نو سو دینار پسند کئے اس لئے ایک سو رکھ اور نو سو خیرات کر دے۔

(۷) دلہن اور دو قتل ایک عورت کی شادی ہوئی اور اس نے شب زفاف اپنے آشنا کو پلنگ کے نیچے پوشیدہ کر دیا اور جب دولہا کمرہ میں آیا تو اس پر حملہ کرا دی، دونوں میں لڑائی ہوئی اور دولہا نے اس شخص کو مار دیا۔ آشنا کو مرتے دیکھ کر عورت غصہ میں آئی اور اپنے دولہا کو مار دی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ عورت پہلے اپنے آشنا کا خوں بہا ادا کرے پھر اپنے شوہر کے قصاص میں قتل کی جائے۔

(۸) قاتل اور شریک قتل ایک شخص بھاگ رہا تھا اور دوسرا اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ایک تیسرے شخص نے مفرور کو پکڑ کر قاتل کے حوالہ کر دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ چوتھا شخص یہ سب دیکھ رہا تھا اور مقتول کو چھڑا سکتا تھا مگر نہ چھڑایا اور قاتل کو بھی منع نہ کیا۔ حضرت نے فیصلہ کیا کہ قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو حبس دوام کی سزا دی جائے۔ دیکھنے والے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں کہ باوجود قدرت کے دیکھ کر خاموش رہا اور مقتول کی مدد نہ کی۔

(۹) ایک شخص کا بیوی پر ظلم، جس سے وہ ہمیشہ کیلئے بیکار ہو گئی

ایک شخص نے اپنی عورت کی شرمگاہ کو اس طرح کاٹ دیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے کسی دوسرے کے قابل نہ رہی۔ حضرت علی علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ شوہر اس کی دیت ادا کرے اور تاحیات اس عورت کو پاس رکھے اور اس کو نفقہ دیا کرے اگرچہ اس کو طلاق بھی دے دے۔

(۱۰) دوسر اور ایک دھڑ کے بچہ کی میراث

حضرت کی خدمت میں ایک ایسے مولود کی میراث کا جھگڑا پیش ہوا جس کے دوسر اور دو سینے تھے مگر نیچے کا دھڑ ایک ہی تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اسکو متروکہ ایک ملنا چاہیئے یا دو آدمیوں کا۔ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ سو جائے اگر سانس دونوں سروں سے برابر آتی ہے تو دو کا حصہ پائے گا اور اگر ایک ہی سر سے سانس آتی ہے اور دوسرے سے نہیں تو ایک حصہ پائے گا۔

(۱۱) ایک قاتل کا فیصلہ

حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک ایسے آدمی کو گرفتار کر کے لائے جسکے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اور ایک گلی میں اسکے سامنے ایک مقتول پڑا خون میں لوٹ رہا تھا جب اسکے قاتل کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں ہی قاتل ہوں۔ حضرت نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیں جب اس کو قتل کرنے لے چلے سامنے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اسکے قتل میں جلدی نہ کرو اور اس کو امیر المومنینؑ کے پاس لے چلو۔ جب سب حضرت کے سامنے آئے تو اس نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ اسکا قاتل نہیں ہے بلکہ میں اسکا قاتل ہوں۔ حضرت نے پہلے شخص سے پوچھا کہ تو نے کیوں اسکے قتل کا اعتراف کیا۔ اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین مقتول اندھیرے میں خون آلود پڑا ہوا تھا میں اسکے نزدیک تھا اور میرے ہاتھ میں خون بھری چھری تھی اس حالت میں اس گروہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ چونکہ اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ ان لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور مجھ پر خوف طاری ہونے کی وجہ سے میں نے اقبال کر لیا کہ اسکا حساب خدا کے پاس ہوگا۔

حضرت نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کیا۔ مگر حقیقت واقعہ کیا ہے بیان کر۔ اس نے جواب دیا کہ میں قصاب ہوں۔ شب کا آخری حصہ تھا کہ میں گائے کو ذبح کر کے اسکا چمڑا نکال کر ٹکڑے کر رہا تھا کہ مجھے پیشاب آیا۔ میرے ہاتھ میں چھری تھی اسی حالت میں باہر آگیا اور پیشاب سے فارغ ہو کر جب واپس ہوا تو مقتول کو سامنے پڑا ہوا پایا۔ ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور کہا کہ یہی قاتل ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ ان سے رہائی ممکن نہیں اس لئے اپنے قاتل ہونے کا اعتراف کر لیا۔

حضرت نے دوسرے آدمی سے پوچھا کہ تیرا کیا واقعہ ہے اس نے کہا کہ میں بہت مفلس و محتاج تھا۔ صرف مال کی طمع میں اس کو قتل کیا اور جب یہ گروہ سامنے آیا تو میں فرار ہو گیا اور یہ قصاب گرفتار ہو گیا اور جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اسکے لئے قصاص کا حکم دیا تو مجھے خوف دامنگیر ہوا کہ میری گردن پر دو خون عائد ہوتے ہیں خدا کو کیا جواب دوں گا اس لئے میں نے حق بات کا اعتراف کر لیا۔

حضرت علیؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ اسکا فیصلہ کریں آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے ایک نفس کو موت سے

بچایا گویا اس نے تمام لوگوں کو موت سے بچایا۔ اس شخص نے ایک کو قتل کیا ہے اور دوسرے کی جان بچائی ہے۔ پس حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ دونوں کو چھوڑ دیا جائے اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے۔ (النجم الثاقب)

(۱۲) بچوں کا کھیل اور ایک کی گردن کا ٹوٹنا

تین لڑکیاں قامصہ، قارصہ اور واقصہ آپس میں ایک دوسرے پر سوار ہو کر کھیل رہی تھیں۔ نیچے والی نے اپنے اوپر والی کو گرادیا تو تیسری بھی گر گئی اور اسکی گردن ٹوٹ گئی۔ جب یہ قضیہ حضرت کے پاس پیش ہوا تو آپ نے پہلی اور دوسری پر دو ثلث دیت مقرر فرمائی اور تیسری کی نسبت فرمایا کہ اس نے اپنے نفس پر اعانت کی ہے یعنی ان دونوں کی وجہ سے تیسری کو گردن ٹوٹنے کی دو ثلث دیت دی جائے۔

(نہایہ ۔ ابن کثیر)

(۱۳) قتل شبہ عمد

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ شبہ عمد بڑی لکڑی یا بڑے پتھر سے مارنے کو کہتے ہیں جس سے موت واقع ہو۔ قتل شبہ عمد میں دیت کا نصاب تین دو سالہ اونٹ، تین جوان اونٹ اور تین دو تا دس سال کے اونٹ ہیں۔ (کنز العمال ج ۷)

(۱۴) انس و نفرت اور حفظ و نسیان وغیرہ

ایک بار دو نصرانیوں نے سوال کیا کہ بعض مرتبہ کسی پر محبت آتی ہے اور کسی سے نفرت ہوتی ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے حالانکہ دونوں کا معدن ایک ہی ہے۔ اسی طرح رویائے صادقہ و کاذبہ کا سبب کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے خلقتِ اجسام سے دو ہزار سال قبل روحوں کو پیدا کر کے ان کی جگہ ہوا میں قرار دی۔ پس جن ارواح میں اس عالم میں دوستی ہو گئی یہاں بھی وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور جن میں وہاں کراہت تھی وہ یہاں بھی ایک دوسرے کو بُرا سمجھتے ہیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ خداوند عالم نے روح کو خلق فرما کر نفس کو اس پر سلطان قرار دیا۔ پس جب آدمی سوتا ہے تو روح نکل جاتی ہے اور سلطان باقی رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جب گروہ ملائکہ یا گروہ جنات کا گزر اس کی طرف ہوتا ہے تو خواب نظر آتے ہیں۔ رویائے صادقہ ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور رویا کے کاذبہ اجنہ کی طرف سے۔

پھر اُن لوگوں نے حفظ و نسیان کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا کہ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا ان کے قلب پر ایک پردہ بھی ڈالا۔ پس جب کوئی بات دل پر گزرتی ہے اور وہ پردہ کھلا رہتا ہے تو انسان اس کو یاد رکھتا ہے اور جب پردہ کھلا نہیں رہتا تو بھول جاتا ہے۔ یہ جوابات سُن کر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(۱۵) مردہ مرغی کا انڈا

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے مری ہوئی مرغی کا پیٹ دبایا تو اس سے ایک انڈا نکلا، میں اس کو کھا سکتا ہوں یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ عرض کیا کہ اگر انڈے کا بچہ نکلوالوں فرمایا کہ ہاں اس بچہ کو

کھا سکتا ہے۔ عرض کیا کہ اسکا سبب۔ فرمایا کہ یہ زندہ مردہ سے نکلا ہے، وہ مردہ مردے سے نکلا ہے۔

(۱۶) دلہن کا بدل دیا جانا

ایک شخص نے ایک شخص کی لڑکی کو جو زنِ عربیہ سے تھی پیغام دیا اور لڑکی کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا لیکن بنتِ عربیہ کی بجائے بنت عجمیہ کو دولہا کے گھر بھیج دیا۔ جب شوہر کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی وہ نہیں ہے جسکے لئے پیغام دیا گیا تھا تو معاویہ کے پاس گیا اور تمام واقعہ بیان کیا معاویہ نے جواب دیا کہ اسکا فیصلہ علیؑ سے بہتر کوئی نہ کر سکے گا۔ چنانچہ وہ کوفہ جا کر حضرت امیرالمومنینؑ سے سارا واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ لڑکی کے باپ کو چاہیئے کہ بنتِ عربیہ کے اُس مہر سے جو اس کے شوہر نے قرار دیا تھا بنتِ عجمیہ کے لئے یہ سبب حلت سامان خرید کر دے یہی اسکا مہر ہوگا اور اس شخص کو حکم دیا کہ اس لڑکی کو مس نہ کرے یہاں تک کہ اسکا عدہ ختم نہ ہو جائے اور دھوکہ کی سزا میں باپ کو کوڑے لگائے جائیں۔

(۱۷) جگر اور تلی میں فرق

جب حضرت علی علیہ السلام نے تلی کھانے سے منع فرمایا تو قصاب نے جگر و طحال میں فرق پوچھا کہ آپ نے جگر کھانے کی تو اجازت دی مگر تلی کھانے سے منع فرما رہے ہیں۔ حضرت نے ایک خالی ظرف میں پانی منگوایا اور قصاب سے فرمایا کہ جگر اور طحال کو درمیان سے چیر کر پانی میں ڈال دے پس تھوڑی دیر بعد تلی سے تمام خون بہہ کر صرف پوست اور رگیں باقی رہ گئیں۔ اور جگر صرف سفید ہو کر جیسے کا ویسا رہ گیا۔ اور اسکی مقدار میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھ دونوں میں یہی فرق ہے کہ جگر گوشت ہے اور تلی خون۔

(۱۸) مردانہ و زنانہ علامات رکھنے والا مرد

قاضی شریح کے پاس ایک مرد لایا گیا جس نے بیان کیا کہ مجھ میں مرد اور عورت دونوں کی علامات ہیں۔ اور میں، دونوں مقامات سے پیشاب کرتا ہوں جو ایک ساتھ منقطع ہو جاتا ہے۔ میں اپنے شوہر سے حاملہ ہوئی اور مجھ سے بچہ پیدا ہوا نیز میں نے ایک جاریہ سے جماع کیا اور وہ مجھ سے حاملہ ہوئی۔ شریح بیحد متحیر ہوا اور اس کو حضرت علیؑ کی خدمت میں لے گیا اور پورا واقعہ سنایا۔ حضرت نے اسکے شوہر سے دریافت فرمایا تو اس نے اس کے بیان کی تصدیق کی۔ پھر حضرت نے چار عورتوں کو بلا کر کہا کہ اس کو کمرہ میں لے جائیں اور اسکی پسلیاں شمار کریں۔ پس معلوم ہوا کہ اس کو بائیں جانب سات اور دائیں جانب آٹھ پسلیاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ مرد ہے اسکے شوہر نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور مجھ سے اسکا لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ آپ اس کو مردوں میں شامل کئے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسکے بارے میں وہی حکم دیا ہے جو حکم خدا ہے چونکہ خدا نے حوا کو آدم کی آخری پسلی سے پیدا کیا۔ مرد کی پسلیاں کم ہوتی ہیں اور عورت کی پوری۔

(۱۹) فروع دین اور چند اجتنابی احکام کے وجوہ

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کپڑے پہن کر ہی نماز ادا کرنے کے کیا وجوہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب انسان نماز پڑھتا ہے اس کا جسم، کپڑے اور ہر وہ شے جو اسکے گرد ہوتی ہے تسبیح کرتی ہے۔

پھر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند تعالیٰ نے ایمان کو فرض قرار دیا تاکہ شرک سے طہارت ہو جائے، نماز کو واجب کیا تاکہ انسان کبر سے

بچے۔ زکوٰۃ کو زیادتی رزق کا سبب قرار دیا۔ روزہ کو اہلِ حق کے خلوص کی آزمائش کے لئے واجب کیا۔ حج میں تقویتِ دین قرار دیا۔ جہاد میں سلامتی، امر بالمعروف میں مصلحت عوام اور نہی عن المنکر کو احمقوں کے لئے زرہ قرار دیا۔ صلۂ رحم باعثِ زیادتی جمعیت اور قصاص جانوں کی حفاظت کا باعث ہے۔ حدود کی حفاظت سے محارم کی عظمت کا اظہار، ترکِ شراب سے حفاظتِ عقل۔ اجتناب سرقہ میں قیامِ عفت، ترکِ زنا میں تحقیقِ نسب، ترکِ لواطہ میں کثرتِ نسل، ترکِ کذب میں عظمتِ صدق، صلح میں خوف سے امان۔ امانت میں نظامِ امت اور اطاعت میں تعظیم سلطان مقصود ہے۔

(۲۰) وقوف حل

ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا امیرالمومنینؑ وقوفِ حل کا کیا سبب ہے۔ حرم میں جانے کی اجازت کیوں نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کعبہ بیتِ خدا ہے اور حرم دارِ خدا ہے پس جب آنے والے قصد کرتے ہیں تو ان کو دروازہ پر روکا جاتا ہے تاکہ اندر آنے کے لئے تضرع و زاری کریں۔

عرض کی کہ مشعر الحرام حرم میں کیوں داخل ہے۔ فرمایا کہ جب اس میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے تو حجاب ثانی پر کھڑے ہوں اور اپنی تضرع و زاری کو زیادہ کریں تاکہ قریب آنے کا اذن مل جائے۔ پھر جب اپنے تفث (ارکانِ حج میں سے ایک رکن) کو ادا کرلیں اور اس کے ان گناہوں سے پاک ہو جائیں جو خدا اور ان کے درمیان حجاب ہے تو پھر زیارت کی اجازت دی جائے۔

(۲۱) ایام تشریق کے روزے

ایک شخص نے پوچھا کہ ایام تشریق کے روزے کیوں حرام کئے گئے۔ فرمایا کہ ان دنوں میں لوگ خدا کے زوار ہو کر اسکی ضیافت میں رہتے ہیں پس مضیف کے لئے سزاوار نہیں کہ اس کے مہمان روزہ رکھیں۔

پھر سوال کیا کہ خانۂ کعبہ سے چمٹنے کا حکم کیوں ہے۔ فرمایا کہ اسکی مثال یوں سمجھ لو کہ جیسے کوئی شخص کسی کا قصور کرے اور اس سے اس امید میں تضرع و زاری کے ساتھ لپٹ جائے کہ وہ اس کے گناہ معاف کر دے۔

(۲۲) قاتلین کا اقبال اور مال کی واپسی

حضرت امیر علیہ السلام نے ایک جوان کو دیکھا کہ رو رہا ہے۔ دریافت کرنے پر کہا کہ میرے باپ نے چند لوگوں کے ہمراہ بہت سے سامان کے ساتھ سفر کیا تھا۔ وہ سب لوگ تو واپس آگئے مگر میرا باپ نہ لوٹا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں حضرت داؤد کا سا فیصلہ کروں گا۔ پھر حضرت نے ان سب لوگوں کو بلایا جو اسکے باپ کے ساتھ گئے تھے۔ اور فرمایا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا اچھا تم سب اس مقام پر بیٹھ جاؤ۔ پھر ایک شخص کو علیحدہ لے جا کر فرمایا کہ میں جو کچھ سوال کروں دھیمی آواز سے جواب دینا پھر حضرت نے ان لوگوں کے جانے، اترنے، سال، مہینہ، دن، اس شخص کی بیماری، موت، غسل و کفن اور نماز و دفن اور مقام قبر کا سوال کیا۔ اور عبداللہ ابن رافع کو اس کے قلمبند کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کا بیان ختم ہوا تو حضرت نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی حضرت کے ساتھ تکبیر کہی۔ یہ آواز سن کر اس شخص کے ساتھیوں نے سمجھا کہ حضرت کو سچا واقعہ معلوم ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت نے دوسرے

شخص کو بلایا اور وہی سوالات کئے اس شخص نے پہلے آدمی کے بیان سے اختلاف کیا حضرت نے تکبیر کہی اور تیسرے کو بلایا اور وہی سوالات کئے اس شخص نے پہلے آدمی کے بیان سے اختلاف کیا۔ حضرت نے تکبیر کہی اور تیسرے کو بلایا۔ پھر چوتھے کو بلا کر نصیحت کی پھر ڈرایا۔ پس اس نے اقرار کر لیا کہ بیشک انہوں نے اس کو قتل کر کے اسکا مال لے لیا اور اس کو کوفہ کے قریب فلاں مقام پر دفن کیا۔ اسکے بعد حضرت نے پھر پہلے اشخاص کو بلا کر فرمایا کہ صحیح صحیح واقعہ کہہ دو ورنہ سزا دوں گا۔ حقیقت امر مجھ پر ظاہر ہو چکی ہے۔ سب نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا۔ حضرت نے مال واپس کرنے کا حکم دیا اسکے ساتھ ہی مقتول کے فرزند نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا۔

لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ حضرت داؤد کا فیصلہ کیا تھا حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت داؤد کچھ لڑکوں کی طرف سے گزرے جو کھیل میں مصروف تھے ان میں سے کسی نے ایک لڑکے کو "مات الدین" کہہ کر پکارا حضرت داؤد نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرا یہ نام کس نے رکھا۔ اس نے جواب دیا کہ میری ماں نے پھر حضرت داؤد نے اسکی ماں کے پاس پہنچ کر پوچھا کہ اے کنیز خدا تیرے لڑکے کا کیا نام ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مات الدین۔ کہا کہ کیوں؟ عرض کی کہ اسکا باپ چند آدمیوں کے ساتھ سفر پر گیا تھا اور میں حاملہ تھی۔ جب وہ لوگ واپس آئے میرا شوہر نہ آیا۔ جب میں نے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اسکا مال کہاں ہے، جواب دیا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ آیا اس نے کوئی وصیت کی ہے جواب دیا کہ اگر میری بیوی کو لڑکا تولد ہو تو اس کا نام مات الدین رکھنا۔ اس لئے میں نے اس کا نام مات الدین رکھا ہے۔ حضرت داؤد اس عورت کو اس گروہ کے پاس لے کر گئے اور اسی طرح فیصلہ کیا جس طرح آج میں نے کیا۔ چنانچہ اسکا خون بھی ان لوگوں پر ثابت ہوا اور مقتول کا مال ان کے پاس سے نکلا۔ اس کے بعد حضرت داؤد نے کہا کہ آج سے تو اس لڑکے کو عاش الدین کہہ کر پکارنا۔

(۲۳) آقازادہ اور غلام

ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ہمراہ کوفہ بھیجا۔ اتفاقاً وہ دونوں راستہ میں لڑ پڑے۔ لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اس کو گالیاں دیں اور کہنے لگا کہ وہ لڑکا اسکا غلام ہے۔ جب یہ قضیہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس پہنچا حضرت نے قنبر کو حکم دیا کہ دیوار میں دو سوراخ بنائے اور ان دونوں سے کہے کہ اپنے اپنے سر ان سوراخوں سے باہر نکالے۔ جب وہ دونوں اس طرح بیٹھ گئے حضرت نے قنبر کو حکم دیا کہ رسول اللہؐ کی تلوار لے اور جلدی سے غلام کا سر کاٹ لے۔ قنبر تلوار چلانے ہی والے تھے کہ غلام نے مارے خوف کے اپنا سر اندر کھینچ لیا۔ اور دوسرا ویسا ہی رہا۔ پس حضرت نے اس غلام کو سزا دی اور اس کے آقا کی طرف لوٹا دیا اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا کرے گا تو تیرا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

(۲۴) تین شخص اور ایک اونٹ

تین شخص ایک اونٹ کے مالک تھے۔ دو شریکوں نے تیسرے سے کہا کہ ہم کچھ ضرورت سے جاتے ہیں تم اسکی حفاظت کرتے رہنا کچھ دیر کے بعد اس کو بھی کسی حاجت سے جانا پڑا اس لئے اس نے اونٹ کے چاروں پیر رسی سے باندھ کر چلا گیا اسکے واپس ہونے سے پہلے دونوں شریک واپس آئے اور اونٹ کے دو پیر کھول کر کسی کام میں مشغول ہو گئے۔ اونٹ دو پیر سے لنگڑاتے لنگڑاتے ایک کنوئیں میں گر گیا اور اسکی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ پس ان دونوں نے

اس کو نحر کر کے اس کا گوشت فروخت کر ڈالا۔ جب تیسرا شخص لوٹا تو کہا کہ تم نے اسے کیوں کھولا اگر کھولا تو حفاظت کیوں نہ کی۔ جب یہ قضیہ حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں شریک دو ثلث تیسرے کو دیں اس لئے کہ اسکی کوئی کوتاہی نہ تھی اور ایک ثلث دونوں تقسیم کرلیں۔

(۲۵) غلام مالِ خدا اور غلام دیگر ایک بار حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس دو آدمی پیش کئے گئے جنہوں نے مالِ خدا میں سرقہ کیا تھا۔ ان میں کا ایک مالِ خدا سے تھا اور دوسرا کسی شخص کا غلام تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ اس غلام پر جو مالِ خدا سے ہے کوئی حد نہیں کیونکہ بعض مالِ خدا نے بعض کو کھالیا لیکن دوسرے پر حد جاری کی اور اسکا ہاتھ قطع کردیا۔

متفرقات

(شروط لا الہ الاّ اللہ)

حضرت امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ لا الہ الاّ اللہ (دین کی) شرائط میں سے ایک شرط ہے، میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ ہمارا امر سخت اور بعید دشوار ہے اس کا متحمل صرف وہی بندہ ہوسکتا ہے جسکے قلب کا امتحان خداوند تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔ ہماری حدیث کو وہی لوگ سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں جو امانت دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حق راستوں کو واضح اور اس کے طریقوں کو روشن کردیا ہے (نافرمانی کی صورت میں) ہمیشہ کی بدبختی طاری ہوتی ہے اور (فرمانبرداری کی صورت میں انسان) ابدی نیک بختی سے مالا مال ہوجاتا ہے۔ انا قسیم النار و خازن الجنان صاحب الحوض و صاحب الاعراف ولیس منا اھل البیت امام" الا دھو عارف" باھل ولایۃ وذالک قول اللہ تعالیٰ "انما انت منذر" ولکل قوم ھاد" انا یعسوب المومنین والمال یعسوب الفجار۔ انی لعلی بینۃ من ربی وبصیرۃ من دینی ویقین من امری انی لعلی جادۃ الحق وانھم لعلی منزلۃ الباطل اقول ما تسمعون و استغفر اللہ لی ولکم لا یفوز بالنجاۃ الا من قام بشرایط الایمان۔

ترجمہ:۔ میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں اور بہشت کا خازن ہوں حوض و اعراف کا مالک ہوں۔ ہم اہلبیت میں جو امامت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے محبوں کو بخوبی جانتا ہے اس بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ تم ڈرانے والے ہو اور تمام قوم کے لئے ہدایت کرنے والے ہو میں مومنین کا سردار ہوں۔ اور مال فاجرین کا سردار ہے میں اپنے رب کی دلیل اور بصیرت کے ذریعہ دین پر قائم ہوں مجھے میرے امر کا یقین ہے۔ میں حق کے راستہ پر گامزن ہوں اور (ہمارے مخالف) باطل کی منزلت میں گرفتار ہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ میں اللہ سے تمہارے اور میرے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں (روز قیامت) وہی شخص رستگاری حاصل کرے گا جو (دنیا میں) شرایط ایمان کے ساتھ قائم رہا۔ (ینابیع المودۃ ص ۴۹)

اس کونحر کرکے اس کا گوشت فروخت کر ڈالا۔ جب تیسرا شخص لوٹا تو کہا کہ تم نے اسے کیوں کھولا اگر کھولا تو حفاظت کیوں نہ کی۔ جب یہ قضیہ حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں شریک دو ثلث تیسرے کو دیں اس لئے کہ اسکی کوئی کوتاہی نہ تھی اور ایک ثلث دونوں تقسیم کرلیں۔

(۲۵) غلام مال خدا اور غلام دیگر

ایک بار حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس دو آدمی پیش کئے گئے جنہوں نے مال خدا میں سرقہ کیا تھا۔ ان میں کا ایک مال خدا سے تھا اور دوسرا کسی شخص کا غلام تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ اس غلام پر جو مال خدا سے ہے کوئی حد نہیں کیونکہ بعض مال خدا نے بعض کو کھالیا لیکن دوسرے پر حد جاری کی اور اسکا ہاتھ قطع کردیا۔

متفرقات

(شروط لا الہ الا اللہ)

حضرت امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ (دین کی) شرائط میں سے ایک شرط ہے، میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ ہمارا امر سخت اور بعید دشوار ہے اس کا متحمل صرف وہی بندہ ہوسکتا ہے جسکے قلب کا امتحان خداوند تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔ ہماری حدیث کو وہی لوگ سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں جو امانت دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حق راستوں کو واضح اور اس کے طریقوں کو روشن کر دیا ہے (نافرمانی کی صورت میں) ہمیشہ کی بدبختی طاری ہوتی ہے اور (فرمانبرداری کی صورت میں انسان) ابدی نیک بختی سے مالامال ہوجاتا ہے۔ انا قسیم النار و خازن الجنان صاحب الحوض و صاحب الاعراف ولیس منا اھل البیت امام الا وھو عارف باھل ولایتہ وذالک قول اللہ تعالیٰ "انما انت منذر ولکل قوم ھاد" انا یعسوب المومنین والمال یعسوب الفجار۔ انی لعلی بینۃ من ربی و بصیرۃ من دینی و یقین من امری انی لعلی جادۃ الحق وانھم لعلی منزلۃ الباطل اقول ما تسمعون و استغفر اللہ لی ولکم لا یفوز بالنجاۃ الا من قام بشرایط الایمان۔

ترجمہ:۔ میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں اور بہشت کا خازن ہوں حوض و اعراف کا مالک ہوں۔ ہم اہلبیت میں جو امامت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے محبوں کو بخوبی جانتا ہے اس بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ تم ڈرانے والے ہو اور تمام قوم کے لئے ہدایت کرنے والے ہو میں مومنین کا سردار ہوں۔ اور مال فاجرین کا سردار ہے میں اپنے رب کی دلیل اور بصیرت کے ذریعہ دین پر قائم ہوں مجھے میرے امر کا یقین ہے۔ میں حق کے راستہ پر گامزن ہوں اور (ہمارے مخالف) باطل کی منزلت میں گرفتار ہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ میں اللہ سے تمہارے اور میرے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں (روز قیامت) وہی شخص رستگاری حاصل کرے گا جو (دنیا میں) شرایط ایمان کے ساتھ قائم رہا۔

(ینابیع المودۃ ص۲۹)

متفرقات

عقل و جہل ۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدم زمین پر آئے تو جبرئیل نے نازل ہو کر کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو تین چیزوں سے ایک کے لینے اور دو کے چھوڑ دینے کا اختیار دوں۔ آدم نے پوچھا کہ وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ عقل، حیا و دین۔ آدم نے کہا میں نے عقل کو لے لیا اور جبرئیل نے حیا و دین سے کہا کہ تم دونوں واپس جاؤ اور عقل کو چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کہ اے جبرئیل ہمارے لئے حکم ہے کہ عقل جہاں کہیں بھی رہے ہم اس کے ساتھ رہیں جبرئیل نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آسمان پر چلے گئے۔

۲) اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حیا اور دین عقل کے ساتھ ہیں اگر عقل نہیں تو پھر انسان کا واسطہ نہ حیا سے رہتا ہے اور نہ دین خدا سے۔

(۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام سے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ عقل سے بہتر خدا کی عبادت کسی نے نہیں کی۔ آدمی کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں چند خصلتیں نہ ہوں۔

(۱) اس کے کفر و شرک سے لوگ مامون رہیں (۲) اس سے نیکی اور خیر کی امید ہو (۳) ضرورت سے زیادہ مال راہ خدا میں خرچ کرے۔ (۴) دنیا سے اس کا حصہ قوت لایموت ہو (۵) علم کی تحصیل سے سیر نہ ہو (۶) راہ خدا میں ذلت اس کے نزدیک اس عزت سے زیادہ محبوب ہو جو غیر سے ملے (۷) غیر کا تھوڑا احسان زیادہ جانے (۸) اپنا احسان دوسرے کے ساتھ کم سمجھے (۹) سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے بدتر جانے۔

عقلمند کی علامت یہ ہے کہ اس میں تین خصلتیں ہوں (۱) جب سوال کیا جائے تو جواب دے جب قوم عاجز ہو تو خود بولے (۲) ایسی رائے سے مشورہ دے جس سے اس کے اہل کی اصلاح ہو۔

مجلس کے صدر میں نہ بیٹھے مگر وہ شخص جس میں یہ تین خصلتیں ہوں یا کم از کم ان میں سے ایک ہو اور جس میں ایک بھی خصلت نہ ہو وہ احمق ہے۔ (اصول کافی، ج ۱ ۔ ب)

علم و فضیلت علم حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو سمجھ لو کہ دین کا کمال طلب علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ آگاہ ہو کہ علم کا طلب کرنا تمہارے لئے مال کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے کیونکہ مال تمہارے لئے تقسیم شدہ ہے اور خدا اس کا ضامن ہے وہ تم تک ضرور پہنچائے گا علم اس کے اہل کے پاس محفوظ ہے اور اس کی طلب کا تم کو حکم دیا گیا ہے کہ اس کے اہل سے (یعنی ائمہ طاہرین سے) طلب کرو۔

عالم دین: حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سچا عالم دین کون ہے۔ سچا عالم دین وہ ہے جو نہ

عالم دین لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرے نہ ان کو عذاب خدا سے بے خوف کرے اور نہ خدا کی نافرمانی کی اجازت دے اور جو قرآن کی تلاوت ترک نہ کرے۔

اس علم میں بہتری نہیں جس میں فہم نہ ہو، اس قرأت میں بہتری نہیں جس میں تدبر نہ ہو، اس عبادت میں بہتری نہیں جو علم دین کی واقفیت کے بغیر ہو اور جس میں پرہیزگاری نہ ہو۔

عالم کے دل میں دو چیزیں شیطانی فریب ہیں انا اور کمینہ پن نہیں ہوتے۔

عالم دین کی تین علامتیں ہیں۔ علم، حلم، اور خاموشی۔ اور متکلف کی تین علامتیں ہیں معصیت میں اپنے مافوق سے تنازعہ، اپنے سے کم پر غلبہ اور ظالموں کی مدد۔ (باب ۶)

عالم کا حق عالم کا یہ حق ہے کہ اس سے بہت زیادہ سوال نہ کرو۔ اگر وہ مجلس سے اٹھنا چاہے تو اس کا دامن نہ پکڑو۔ جب اس کے پاس جاؤ اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو سب کو سلام کرو اور اس کو خصوصیت سے سلام کرو۔ اس کے سامنے بیٹھو پیچھے نہ بیٹھو اور اپنی آنکھ و ہاتھ سے اشارے نہ کرو زیادہ باتیں نہ کرو کہ فلاں اور فلاں نے آپ کے خلاف یہ کہا۔ طویل صحبت سے اسے پریشان نہ کرو، عالم کی مثال درخت کی سی ہے کیا تم انتظار کرتے ہو کہ اس سے کوئی شے تم پر گرے۔ عالم کا اجر روزہ دار، نماز گذار اور غازی فی سبیل اللہ سے زیادہ ہے۔

(اصول کافی ب)

استعمال علم لوگو جب تم علم حاصل کرو اس پر عمل بھی کرو تاکہ ہدایت پاؤ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے۔ وہ اس حیران جاہل کی مانند ہے جس کو جہالت سے افاقہ نہیں ملتا میں نے کتاب خدا میں دیکھا ہے کہ ایسے عالم پر جس سے علم علیحدہ ہو گیا خدا کی بڑی حجت تمام ہوگی اور ہمیشہ حسرت کا شکار رہتا ہے گا اور اس کے اہل جو جہالت کی وجہ حیرت میں رہتے ہیں دونوں درماندہ اور جہنمی ہیں۔

شک کو طلب نہ کرو ورنہ شک میں پڑ جاؤ گے اور خدا کی شکایت نہ کرو کافر ہو جاؤ گے اپنے نفسوں کو اجازت نہ دو کہ وہ ظن کی پیروی کریں ورنہ سہل انگاری کرنے لگو گے اور امر حق میں سہل انگاری سے خسارہ پاؤ گے۔ حق بات یہ ہے کہ علم دین حاصل کرو تاکہ ٹھوکر نہ کھاؤ۔ بیشک تم میں از روئے نفس اخلاص مندوہ ہے جو اللہ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی معصیت کرتا ہے جو اللہ کی اطاعت کرے گا امن میں رہے گا اور اس کو بشارت دی جائے گی اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ ناکام اور نادم رہے گا۔

اے طالب علم علم کے تئے کثیر فضیلتیں ہیں۔ اس کا سر تواضع ہے۔ آنکھ حسد سے دور رہنا ہے۔ اس کا کان مسائل دین کو سننا ہے اس کی زبان صدق ہے حفاظت علم تلاش حق ہے اچھی نیت اس کا دل ہے۔ اس کی عقل اشیاء اور امور کی معرفت ہے۔ اس کا ہاتھ رحم ہے اس کا پاؤں زیارت علما۔

سلامتی نفس اور اس کی حکمت پرہیزگاری ہے۔ اس کی جائے قرار نجات ہے۔ اس کا رہنما عافیت ہے۔ اس کی سواری وفا ہے۔ اس کا ہتھیار نرم گفتگو ہے۔ اس کی تلوار رضائے خدا ہے اس کی کمان ہمدردی ہے اس کی مجلس صحبت علماء ہے۔ اس کا مال ادب ہے اس کا ذخیرہ گناہوں سے اجتناب ہے اس کا زاد راہ نیکی ہے اس کی ابرو جھگڑوں کا ترک کرنا ہے اس کا رہبر ہدایت ہے اس کا رفیق خیر کی طرف رغبت ہے۔

روایت حدیث جب تم کوئی حدیث نقل کرو تو اس کے راوی کا بھی ذکر کرو جس سے تم نے سنی ہے پس اگر وہ سچی ہے تو اس کا فائدہ تمہیں پہنچے گا اور اگر جھوٹی ہے تو اس کا نقصان اس جھوٹے راوی کو پہنچے گا۔

کتاب وسنت

(۱۸ باب ")

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بھیجے اور ان پر کتاب حق نازل کی جب کہ تم ان پڑھ تھے نہ کتاب کو جانتے تھے نہ اس کے نازل کرنے والے کو نہ رسول کو جانتے تھے اور نہ اس کو جس نے ان کو رسول بنا کر بھیجا۔

خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو اس وقت رسولؐ بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا اور لوگوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی اور جہالت و فتنوں کا دور دورہ تھا۔ پیغمبروں کے احکام سے روگردانی امر حق میں اندھا پن ظلم و جبر کی زیادتی آتش حرب کی ہر وقت شعلہ فشانی اور دنیا کے باغوں پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی شاخیں سوکھی ہوئی۔ پتے بکھرے ہوئے، پھل مرجھائے ہوئے، پانی زمین کی تہ میں گھسا ہوا۔ ہدایت کے نشانات مٹے ہوئے اور ہلاکت کے نشانات ابھرے ہوئے تھے۔

دنیا اپنے اہل کے ساتھ ترش رو ہے۔ منہ چڑھائے ہوئے پیچھے کو جاتی ہے آگے نہیں آتی اس کے پھل فتنہ اس کا کھانا مردار ہے اس کا شعار (یعنی وہ کپڑا جو نیچے پہنا جاتا ہے) خوف ہے اس کا دثار (یعنی وہ کپڑا جو اوپر پہنا جاتا ہے) تلوار ہے۔ اس نے اپنے اہل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان کے ایام کو تاریک بنا دیا۔ ان دنیا والوں نے اپنے رحم کو قطع کیا۔ آپس میں خوں ریزی کی اپنی لڑکیوں کو زمین میں زندہ دفن کر دیا حالانکہ وہ انہی کی اولاد تھی۔ انہوں نے دنیا میں عیش و راحت کو طلب کیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھی اور نہ اس کے عذاب سے ڈرے ان کے زندہ اندھے اور ستمگار اور ان کے مردے دوزخی اور نجات سے مایوس ہیں۔

پس رسالت مآب ان کے لئے ایک دستور لے آئے جس کا بیان کتب سابقہ میں مذکور ہے اور تصدیق کی اس کی جو سامنے موجود ہے اور حلال و حرام کی جو قرآن میں مرقوم ہے پس اس کی صفات کو بیان کرو گو وہ تم سے بات نہیں کرے گا۔ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اس میں ان چیزوں کا بھی علم ہے جو گذر چکیں اور وہ جو قیامت تک آنے والی ہیں۔ اور اس میں تمہارے اختلافات اور نزاعات کا فیصلہ بھی ہے۔ اگر تم مجھ سے سوال کرو تو تمہیں یہ باتیں بتا دوں۔

(اصول کافی۔ ج ۱۔ ب ۲۱)

حجر اسود کی اہمیت

ایک مرتبہ حضرت عمر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو کہا کہ اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک سیاہ پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر رسول اللہ نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حضرت علیؑ بھی وہیں موجود تھے اور فرمایا کہ اے ابوحفص خاموش رہو کہ وہ فائدہ بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی۔

حضرت عمر: یا ابوالحسن آپ یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہیں۔

حضرت علی: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ " (اعراف ۱۷۲)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب کہ تمہارے پروردگار نے بنی آدم کی ذرّیات کو ان کی پشتوں سے لیا اور ان کو ان کے نفوس پر گواہ بنایا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ ہم نے گواہ کیا ہے کہ قیامت کے روز یہ نہ کہنا کہ اس بات سے غافل و بے خبر تھے۔

تفسیر: خدا نے حضرت آدمؑ کی ذریت کو پیدا کیا اور ان کو معلوم کرایا کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور پھر ان کے لئے ایک تحریر لکھی اور اس تحریر کو پتھر کے بیچ میں رکھ دیا اور فرمایا کہ اے حجر تو گواہ رہنا اور جو شخص تیرے پاس آئے اور تجھ کو بوسہ دے قیامت کے روز اسی کے لئے گواہی دینا۔ پس یہ پتھر نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی۔

یہ سن کر حضرت عمر نے کہا کہ میں اس مشکل قضیہ سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن نہ ہوں۔
(کوکب دری)

خراسان کے بعض مقامات اور ان کی خصوصیات

ابوموسیٰ اشعری نے فارس و کرمان فتح کرنے کے بعد حضرت عمر کو اطلاع بھیجی۔ حضرت عمر نے اس کے جواب میں لکھا کہ جو شہر فتح ہو چکے ہیں وہاں ایک نیک خصال نائب مقرر کر کے بصرہ واپس ہو جائے اور ملک خراسان کی فتح کا ارادہ نہ کرے۔ کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان لوہے کا پہاڑ، آگ کے دریا اور سد سکندری کی طرح ہزاروں دیواریں حائل ہوتیں۔ اسی اثناء میں حضرت علیؑ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ

" اے ابوحفص! تم نے ایسا کیوں لکھا" حضرت عمر نے جواب دیا کہ خراسان ایک ایسی ولایت ہے جو شور و شر سے معمور یہاں سے بہت دور اور وہاں کے باشندے حیلہ ساز اور منافق ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "خراسان اگرچہ دور ہے لیکن وہاں کے خصائص و آثار بے شمار ہیں۔ ان میں کے چند اور سنو کہ وہاں ایک شہر ہے جس کو ہرات کہتے ہیں اس کی بنا ذوالقرنین نے ڈالی تھی۔ عزیز پیغمبرؑ نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ زمین پاک ہے اور وہاں نہریں جاری ہیں اس شہر کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ متعین ہے اور تلوار سے تمام بلاؤں کو ہنکاتا رہتا ہے۔ اس سے پہلے کسی شخص نے اس شہر کو فتح نہیں کیا۔ خراسان میں ایک اور شہر خوارزم ہے وہاں حدود اسلام سے ایک حد ہے جو شخص وہاں قیام کرے اس کو راہ خدا میں جہاد کا ثواب ملتا ہے خوش نصیب ہے وہ شخص جو وہاں قیام کرے اور اس سرزمین پر رکوع و سجود کرے۔ خراسان میں ایک اور شہر بخارا ہے یہاں کچھ مرد ہوں گے جو کثرت ریاضت سے اپنے قالب عنصری کو چمڑے کی طرح ملیں گے۔ اہلِ سمرقند کا بھلا ہو کہ وہ زمین اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کا مقام ہے مگر آخری زمانہ میں وہ لوگ ترکوں کے ہاتھوں سے ہلاک ہوں گے۔ اہلِ شاشہ و اہلِ فرغانہ کے حق میں خدائے تعالیٰ کی تقدیرات ہیں خوشا بحال اس شخص کا جو ان مقامات پر چند رکعت نماز پڑھے۔ خراسان میں ایک اور شہر ہے جس کا نام سنجاب ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جو وہاں مرے کیونکہ جو وہاں مرے گا شہید متصور ہوگا۔ شہر بلخ ایک مرتبہ تباہ ہو چکا ہے دوسری مرتبہ ویران ہوگا تو پھر کبھی آباد نہ ہوگا۔ خوشا بحال اہل طالقان کا کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں مگر سونے چاندی کے نہیں بلکہ وہ مرد ہیں جو حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جو حق اس کو پہچاننے کا ہے۔ جب میرا فرزند مہدیؑ ظاہر ہوگا تو یہ اس کے اصحاب ہوں گے۔ اہلِ ترمذ کا خدا بھلا کرے کہ وہاں ایسے مومن ہوں گے کہ خدا کی رضا و خوشنودی اور محمدؐ و اہلبیتؑ محمدؐ کی دوستی کے سوا ان کے دل میں کچھ نہ ہوگا لیکن ان کی ہلاکت طاعون سے ہوگی۔ شہر اسنجر پر آخری زمانہ میں ایک دشمن غالب ہوگا اور وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کرے گا۔ سرخس میں ایک بڑا زلزلہ آئے گا اور اکثر باشندے خوف سے ہلاک ہوں گے۔ سجستان میں کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہ اترے گا۔ (یعنی دل پر اثر نہ کرے گا۔) اور وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور آخری زمانہ میں ان پر اتنی ریت برسے گی کہ اہل شہر ریت میں دب کر مر جائیں گے لیکن عذاب نازل ہو کوشنگ پر کہ وہاں سے بتیس دجال نکلیں گے اور ہر دجال اس قدر بیباک اور ناپاک ہوگا کہ اس کو تمام بندگان خدا کو قتل کرنے میں بھی کوئی باک نہ ہوگا۔ اہل نیشاپور بجلی اور گرج سے ہلاک ہوں گے وہ شہر کثرت آبادی کے بعد ایسا ویران ہوگا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوگا۔ گرگان میں ایسے مرد ہوں گے جن کے دل سخت اور وہ فاسق ہوں گے۔ بھلا ہو قومش کا کہ وہاں نیک لوگ بہت ہوں گے اور وہ سرزمین اصلاح کرنے والوں سے کبھی خالی نہ ہوگی۔ دامغان میں جب باشندوں کی کثرت ہو جائے گی تو وہ شہر ویران ہو جائے گا۔ اہلِ سمنان مہدی آخر الزمانؑ کے ظہور تک تنگ دست اور پریشان حال رہیں گے۔ طبرستان میں نیک اور صالح آدمی بہت کم ہوں گے اور فاسق و بدکاروں کی کثرت ہوگی کوہ مون سے اس شہر کے باشندوں کو نفع پہنچے گا۔ شہر رے میں فتنہ پرور لوگ ہی ہوں گے اور ہمیشہ وہاں سے فتنے اٹھتے رہیں گے۔ یہ آخری زمانہ میں دیلمیوں کے ہاتھ سے تباہ اور ویران ہوگا اور دروازہ پر جو پہاڑ

سے متصل ہے اس قدر خلقت ماری جائے گی جس کا شمار خدا کے سوا کوئی نہ جانے گا۔ اس دروازہ پر بنی ہاشم سے بیس آدمی نماز پڑھیں گے جن میں سے ایک خلافت کا دعویدار ہوگا اور ایک بزرگ شخص کو جو ایک پیغمبر کا ہم نام ہوگا۔ چالیس شب و روز قید رکھ کر قتل کریں گے۔ اصفہان کے کاشتکاروں اور اہل رے کو قحط اور وبا کے سبب بہت صدمہ پہنچے گا۔"

حضرت عمر نے کہا کہ یا ابوالحسن آپ نے مجھ کو خراسان فتح کرنے کی ترغیب دلائی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ خراسان کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف متوجہ ہو کیونکہ خراسان کی فتح بنی امیہ کے لئے ہے اور آخر میں یہ بنی ہاشم کیلئے ہے۔

(کوکب دری)

(۱۹) حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا: کنتُ نبیاً و آدم بین الماء و الطین

حضرت امیرالمومنین نے فرمایا: کنتُ ولیاً و آدم بین الماء و الطین

(بحر المعارف صہ ۳۱۱)

(۲۰) **تکوین کائنات** حضرت امیرالمومنین نے فرمایا "اے عمار کائنات اور اشیاء کی تکوین میرے اسم سے ہوئی۔ میرے نام کے ساتھ تمام انبیاءؑ کو مدعو کیا گیا۔ میں لوح و قلم ہوں۔ میں عرش و کرسی ہوں۔ میں ساتوں آسمان (کا پیدا) کرنے والا ہوں۔ میں اسمائے حسنیٰ و کلمات علیا ہوں۔ (بحر المعارف صہ ۴۲۴)

بندوں کو سب سے زیادہ رحمت خدا کی امیدوار بنانے والی آیت

ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ اپنے چند اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک قرآن میں کون سی آیت ایسی ہے جو سب سے زیادہ بندوں کو رحمت خدا کی امیدوار بنانے والی ہے۔ ایک نے کہا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ حضرت نے فرمایا یہ ایک نیکی ہے وہ آیت نہیں۔

دوسرے شخص نے کہا کہ: یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی ایک نیکی ہے یہ وہ آیت نہیں۔

تیسرے شخص نے کہا کہ: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی حسنہ ہے یہ وہ آیت نہیں۔

سب نے سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ ہمیں کوئی اور آیت معلوم نہیں آپ ہی بتائیں کہ وہ کون سی آیت ہے۔ تب حضرت نے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ۔

پھر فرمایا کہ آنحضرت نے اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا تھا کہ یا علیؑ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق

بشیر ونذیر بنا کر بھیجا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضائے وضو کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ظاہر و باطن کو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اپنی نماز کو مکمل کرتا ہے تو گناہوں سے اس طرح باہر آتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو اس کے بعد اگر وہ پھر گناہ کرے گا تو دوسری نماز میں اس کی پھر وہی حالت ہوگی۔

یا علیؑ یہ پنج وقتہ نماز میری امت کے لئے اس نہر جاری کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر بہتی ہو۔ یہ نماز (بشرط قبولیت) گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ (ضمیمہ ص ۲۴۷)

معاویہ سے جنگ کرنے اور ابوبکر و عمر سے جنگ نہ کرنے کا سبب

جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد ایک مرتبہ حضرت ایک محفل میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس طرح آپ نے معاویہ اور طلحہ وزبیر سے جنگ کی ابوبکر و عمر سے کیوں نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا:

"انی کنت لم ازل مظلوماً ممتازاً علی حقی۔"

میں ہمیشہ سے مظلوم رہا میرے حق پر انہوں نے اپنے کو ترجیح دی۔

اشعث ابن قیس کھڑا ہوا اور کہا:

یا امیرالمومنین لِمَ لم تضرب بسیفک ولم تطلب بحقک؟

اشعث: یا امیرالمومنین آپ نے اپنی تلوار کی ضرب کیوں نہیں لگائی اور اپنا حق طلب کیوں نہیں کیا۔

فقالؑ: یا اشعث قد قلت قولا نا سمع الجواب وعه، واستشعر الحجة ان لی اسوة بستة من الانبیاء۔

اولهم نوح حیث قال "رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔" (سورہ قمر) فان قال قائل: انه قال هذا لغیر خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر۔ وثانیهم لوط حیث "قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ" (سورہ ہود ع۸)

حضرت: اے اشعث تو اپنی بات تو کہہ دی اب اس کا جواب بھی سن اور اس کو یاد رکھ اور حجت کو اپنا شعار بنا لے کہ میرا اقتدا اچھے پیغمبروں کی طرح ہے۔ اُن کے اوّل نوح ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "پروردگارا بیشک میں مغلوب ہوں میری مدد کر" (قمر) پھر کہنے والوں نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا (مگر ان کی امت نے) انکار کیا پس وصی اس کا ذمہ دار نہیں اور ان میں کے دوسرے لوط ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "کاش تم سے بچنے کی مجھ میں قوت ہوتی یا میں کسی زبردست پناہ میں جا کر بیٹھ جاتا۔" (ہود ع۸)

فان قال قائل: انه قال هذا لغير خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر

وثالثهم ابراهیم خلیل اللہ حیث قال "وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ" (سورہ مریم ۴۹) فان قال قائل: انه قال هذا بغیر خوف فقد کفر والا فالوصی اعذر

ورابعهم موسیٰ حیث قال "فَفَرَرۡتُ مِنۡكُمۡ لَمَّا خِفۡتُكُمۡ" (سورۃ العشراء ۲۱) فان قال قائل: انه قال هذا بغیر خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر

وخامسهم اخوه هارون حیث قال: "یَا ابۡنَ اُمَّ اِنَّ الۡقَوۡمَ اسۡتَضۡعَفُوۡنِیۡ وَكَادُوۡا یَقۡتُلُوۡنَنِیۡ" (الاعراف ۱۵۰)

فان قال قائل: انه قال هذا بغیر خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر۔

وسادسهم اخی محمدؐ خیر البشر حیث ذهب الی الغار ونومنی علی فراشه، فان قال قائل: انه ذهب الی الغار لغیر خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر

فقام الیه الناس باجمعهم فقالوا: یا امیر المومنین قد علمنا ان القول قولك ونحن المذنبون التائبون وقد عذرك اللہ

پس کہنے والے نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا تھا۔ (مگر ان کی امت نے) انکار کیا پس وصی معذور ہے۔

ان میں کے تیسرے ابراہیم خلیل اللہ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "میں تم سے اور جن جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں" (سورہ مریم ۴۸) پس کہنے والے نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا (مگر انکی امت نے) انکار کیا پس وصی معذور ہے۔

ان میں کے چوتھے موسیٰ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ اس وقت جب کہ میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ گیا تھا" (العشراء ۲۱) پس کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے یہ بغیر کسی خوف کے کہا تھا مگر (ان کی امت نے) کفر کیا پس وصی معذور ہے۔

ان کے پانچویں ان کے بھائی ہارون ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "اے میرے ماں جائے تحقیق کہ قوم نے مجھے ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کردے۔ (اعراف ع ۱۵۱)

پس کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے یہ بغیر کسی خوف کے کہا تھا پس ان لوگوں نے انکار کیا جس کا وصی ذمہ دار نہیں۔

اور ان کے چھٹے میرے بھائی خیر البشر ہیں، جب وہ غار گئے اور مجھ کو اپنے بستر پر سلایا تھا کہنے والے نے کہا کہ وہ غار میں بغیر کسی کے خوف کے گئے تھے (مگر امت نے) انکار کیا تھا۔ پس وصی اس کا ذمہ دار نہیں۔

سب لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ہم آپ کی ہر بات سمجھ گئے۔ ہم گناہ گار ہیں اور توبہ کرتے ہیں خدا آپ کو کامیابی عطا کرے۔

(کتاب الاحتجاج۔ ج ا۔ ص)

خدا کی پوشیدگی

"والذی احتجب

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیر المومنینؑ کو کہتے سنا کہ وہ ہستی جو پوشیدہ ہے سات پردوں میں اپنے تمام

لسبع طباق" فعلاہ بالدراۃ
ثم قال له : یا ویلك ان الله اجل من ان یحتجب من شئ، او یحتجب عنه شئ، سبحان الذی لا یحویه مکان، ولا یخفی علیه شئ فی الارض ولا فی السماء۔
فقال الرجل : فاکفر عن یمینی یا امیرالمومنینؑ
قالؑ : لم تحلف باللہ فیلزمك کفارۃ، فانما حلفت بغیرہ۔

(〃 ص۸۳)

صفات حسنہ و بزرگی کے ساتھ ظاہر ہے۔
حضرتؑ : وائے ہو تجھ پر خدا تمام چیزوں سے حجاب میں ہے یا اس سے تمام چیزیں محجوب ہیں۔ پاک ہے وہ پروردگار جس کو کوئی مکان گھیر نہیں سکتا۔ اور نہ آسمان و زمین میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے۔
شخص : یا امیرالمومنین آیا میری قسم کے لئے کفارہ ہے۔
حضرتؑ : تو نے خدا کی قسم نہیں کھائی پس تیرے لئے کفارہ لازم ہے بیشک تو نے غیر کی قسم کھائی۔

خدا کب سے ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے ایک یہودی نے سوال کیا

یہودی : یا امیرالمومنینؑ متیٰ کان ربك ؟
قالؑ : ثکلتك امك ومتیٰ لم یکن حتی یقال متی کان ؟ کان ربی قبل القبل بلا قبل وبعد البعد، ولا غایۃ ولا منتھی لغایتہ انقطعت الغایات عندہ فھو منتھی کل غایۃ
فقال : یا امیرالمومنین افنبی انت ؟
قالؑ : ویلك انما انا عبد من عبید محمدؐ

(〃 ص۳۱۲)

یہودی : یا امیرالمومنین آپ کا رب کب سے ہے۔
حضرتؑ : تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے وہ کب نہیں تھا تاکہ یہ کہہ سکیں کہ کب تھا۔ میرا رب بغیر قبل کے قبل سے ہے۔ اور بلا بعد، بعد کے بعد بھی ہے۔ نہ اس کی کوئی غایت ہے اور نہ منتھی اس کی غایت سے غایت منقطع کردی گئیں پس وہ تمام غایتوں کا منتھی ہے۔
یہودی : یا امیرالمومنینؑ آپ اپنے متعلق کچھ خبر دیجئے۔
حضرتؑ : وائے ہو تجھ پر بہ تحقیق کہ محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

نہروان جاتے وقت

روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امیرالمومنینؑ کا لشکر نہروان جارہا تھا۔ راستہ میں ایک دیر سے ایک بوڑھے نصرانی نے چلا کر کہا کہ اے سردار لشکر اسلام کہاں جارہے ہو۔
حضرت نے فرمایا کہ دشمنان دین سے جنگ کرنے کے لئے۔ اس نے عرض کیا کہ اس وقت جنگ کے لئے مت جاؤ

اس لئے کہ مسلمانوں کا ستارہ پستی میں ہے اور طالع کمزور ہے اگر جاؤ گے تو شکست فاش ہوگی لہذا مناسب ہے کہ چند روز ٹھہر کر جاؤ۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ تو علم آسمانی کا دعویٰ کرتا ہے! اچھا بتلا کہ اس وقت فلاں ستارہ کہاں ہے۔ بوڑھے آدمی نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آج تک میں نے اس ستارہ کا نام بھی نہ سنا۔ اس کے بعد آپؑ نے اور ایک سوال کیا مگر وہ اس کا بھی جواب نہ دے سکا پھر فرمایا کہ تو آسمان کے حالات سے تو واقف نہیں کچھ زمین کے حالات بھی جانتا ہے؟ ذرا یہ تو بتا کہ تیرے قدم کے نیچے کیا چیز دفن ہے۔ عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک برتن ہے جس میں اتنے دینار ہیں اور اس کے سکّہ کا نقشہ ایسا ہے۔ بوڑھے نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی مہربانی سے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ جب میں اس قوم مخالف سے جنگ کروں گا تو لشکر اسلام کے دس سے کم آدمی مارے جائیں گے اور مخالفین کے لشکر میں دس سے کم زندہ باقی بچیں گے۔ اس کے بعد وہاں کی زمین کھودی گئی تو ایک برتن نکلا جس میں حضرت کے ارشاد کے مطابق دینار بھرے ہوئے تھے۔ بوڑھا متحیّر ہو گیا پھر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت جنگ پر روانہ ہوئے مخالفین کا لشکر چار ہزار کا تھا جس میں سے ۳۹۹۱ فوجی مارے گئے اور حضرت کے لشکر سے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔

مست اونٹ کا واقعہ

کفایت المومنین میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں آذربائیجان کے علاقہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی گذر بسر ایک اونٹ پر تھی۔ ایک روز مستی کی حالت میں اونٹ مہار توڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا اور باوجود کوشش بلیغ کے قابو میں نہ آسکا۔ سب نے رائے دی کہ جا کر خلیفہ وقت سے اس واقعہ کو بیان کرے تاکہ ان کی دعا کی برکت سے اونٹ قابو میں آجائے۔ چنانچہ وہ حضرت عمر کی خدمت میں پہنچا، اپنا پورا حال سنایا تو آپ نے کہا کہ تجھ کو استغفار پڑھنا چاہیئے تاکہ تیرا مدعا حاصل ہو۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیر میں نے بہت کچھ استغفار پڑھا مگر کچھ بھی نہ ہوا۔

اس کے بعد حضرت عمر نے ایک خط لکھ کر اس کو دیا اور فرمایا کہ اس خط کو اونٹ کے سامنے ڈال دے تیرا مدعا حاصل ہو جائے گا۔ خط کا مضمون تھا۔

"اے جماعت ہائے جن وگروہ شیاطین! یہ خط امیر المومنین عمر کی جانب سے تمہارے نام ہے تم کو چاہیئے

کہ اس نافرمان اونٹ کو مطیع و فرمانبردار کردو اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرو۔"
اس شخص نے اس خط کو اونٹ کے آگے ڈالا ہی تھا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کرکے زمین پر گرا دیا۔ چند لوگ جمع ہوکر بڑی دقت سے اس کو بچا کر نکالا اور وہ ایک عرصہ دراز تک بیمار رہا۔ صحت حاصل ہونے کے بعد پھر خلیفۂ زماں کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے چہرے وغیرہ کے زخم بتلا کر پورا ماجرا سنایا اور التماس کیا کہ اس کے اہل و عیال کے لئے کچھ معاش کا انتظام کردیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک شخص کو پیدا کیا ہے۔ اے ابن عباس تم اس شخص کو علیؑ ابن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت کی خدمت میں پہنچے اور پورا ماجرا سنایا۔ حضرتؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ جہاں تیرا اونٹ ہے وہاں جاکر یہ دعا پڑھ:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَاَھْلِ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ اخْتَرْتَھُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ذَلِّلْ لِیْ صُعُوْبَتَھَا وَاکْفِنِیْ شَرَّھَا فَاِنَّکَ الْکَافِیْ وَالْمُعَافِیْ وَالْغَالِبُ وَالْقَاھِرُ۔"

ترجمہ: بار الہا۔ تیرے نبیؐ کا واسطہ جو نبی رحمتؐ ہیں اور ان کے اہلبیتؑ کا واسطہ جن کو تونے تمام عوالم پر فوقیت دی ہے میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اس مصیبت کی سختی کو میرے لئے آسان کردے اور مجھ کو اس کے شر سے بچا اس لئے کہ تو ہی بچانے والا عافیت دینے والا اور غالب و قاہر ہے۔

وہ شخص واپس گیا اور دوسرے سال جب حج کے لئے آیا تو اسی اونٹ پر بیٹھ کر آیا اور حضرت علیؑ کی خدمت میں تحائف پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا کہ تیرا حال تو خود بیان کرتا ہے یا میں بیان کروں۔ عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ آپ ہی بیان کیجئے۔
آپؑ نے فرمایا کہ جب تیری نظر اونٹ پر پڑی اور تو نے وہ دعا پڑھی تو اونٹ نہایت عجز و نیاز کے ساتھ آکر تیرے سامنے بیٹھ گیا۔
اس نے عرض کیا کہ آپؑ نے بالکل سچ فرمایا۔
حضرت نے فرمایا کہ اے ابن عباس اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے یا مال میں کچھ نقصان ہو یا اہل و عیال میں کوئی بیمار ہو تو خضوع و خشوع کے ساتھ اس کو چاہیئے کہ دعا مذکور پڑھے اور تضرع و زاری کے ساتھ اپنی حاجت طلب کرے خداوند عالم اس کی حاجت بر لائے گا۔

حضرت علیؑ اور زمین میں گفتگو

ایک روز امام حسین علیہ السلام سورۂ زلزلت پڑھ رہے تھے جب آیت "وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا" پر پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ انسان جو زمین سے سوال کریگا اور زمین اس سے اپنی خبریں بیان کرے گی، میں ہوں۔

محبان اہلبیت

ایک اور شخص حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا امیر المومنینؑ میں آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دوست رکھتا ہوں اور ساتھ ہی اہلبیت کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کرنے لگا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے شخص تو جو کچھ کہہ رہا ہے تیرا دل اس کی تصدیق نہیں کرتا ہم اپنے سچے محبوں اور مخلصوں کے آثار و علامات خوب جانتے ہیں۔ پانچ شخص ہمارے خاندان کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ ذیوث، مخنث، لپشت اندان، والدالحرام اور ولدالحیض۔ وہ شخص اس جواب کو سن کر معاویہ کے پاس چلا گیا اور صفین میں حضرت علیؑ کے خلاف جنگ میں مارا گیا۔

خلوص و صدق کا امتحان

چند اشخاص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ باقی عمر آپؑ کی خدمت میں بسر کریں اور آپ کے دشمنوں سے لڑیں یہاں تک کہ شہادت کا درجہ پائیں۔ حضرت نے محسوس کر لیا کہ ان میں خلوص نہیں ہے۔ اس لئے اتمام حجت اور امتحاناً فرمایا کہ اچھا جاؤ اپنے سر منڈا کر آؤ وہ لوگ گئے اور سروں کو صرف اطراف سے منڈا کر دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کہتے ہو اس میں صدق و اخلاص نہیں ہے کیونکہ جب تم سر کے چند بال دینا نہیں چاہتے تو سر کیسے دو گے۔ (")

طلحہ و زبیر کے لئے بددعا

طلحہ و زبیر نے حضرت امیرؑ کی بیعت کرنے کے بعد جب دیکھا کہ ان کا مقصد بر نہ آیا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم مکہ معظمہ جا کر عمرہ بجا لائیں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ تم عمرہ کیلئے نہیں جا رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں کیا خیال ہے۔ میں نے ابتداہی میں تم سے بکرا کہا تھا کہ مجھ کو خلافت ظاہری کی مطلق خواہش نہیں جو کچھ میں نے پہلے تین خلفاء کیلئے تجویز کی تھی تمہارے لئے بھی کرتا ہوں مگر تم نے نے اور قسمیں کھائیں کہ نفاق کو چھوڑ کر میرے ساتھ رہیں گے اور اپنے قول و عہد پر ثابت قدم رہیں گے۔ آج دوسرا خیال کر کے تم مکر و بے وفا کر رہے ہو۔ حق تعالیٰ دل کا حال خوب جانتا ہے جہاں چاہو جاؤ کل خدا کو ضرور جواب دینا ہو گا۔ دونوں سر جھکائے ہوئے مسجد سے اٹھ کر

چلے گئے اور مکہ جاکر حضرت عائشہ کو ہموار کرکے لشکر جمع کیا اور بصرہ کا رخ کیا۔ جب حضرت امیرؑ کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو حضرت نے ہاتھ اٹھاکر بد دعا کی کہ "خداوندا! طلحہ نے اپنی خواہش سے میری بیعت کرکے بیعت شکنی کی اس کو اس سے زیادہ مہلت نہ دے اور مجھ کو اس کے کید و مکر سے چھڑا دے اور زبیر نے صلہ' کے حق کو پیش نظر نہ رکھا اور مجھ میں اور اہل اسلام میں لڑائی ڈلوائی۔ وہ اپنے ظلم کو جانتا ہے مگر پشیمان نہیں ہوتا۔ خداوندا اس کے شر کو مجھ سے دور کر"

حضرت کی دعا قبول ہوئی اور دونوں قتل ہوگئے۔ (//)

محبّان امیرالمومنینؑ اور میوہ ہائے جنّت

مصابیح القلوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ ایک انار کے خشک درخت کے نیچے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے۔

آپؑ نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل پر مائدہ نازل ہوا تھا میں بھی تمہیں ایک نشانی دکھاتا ہوں اور درخت کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سرسبز اور بارآور ہوگیا۔

آپؑ نے مزید فرمایا کہ ایک ایک آدمی اٹھ کر بسم اللہ کہہ کر انار توڑے۔ حاضرین نے حکم کی تعمیل کی اور بعض نے ہاتھ پھیلا کر انار توڑ لئے اور بعض جس قدر ہاتھ دراز کرتے گئے ڈالی اونچی ہوتی گئی اور وہ انار توڑ نہ سکے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ اس کا کیا سبب ہے کہ بعض کے ہاتھ تو انار تک پہنچ گئے اور بعض کے ہاتھ ٹہنی تک بھی نہ پہنچ سکے۔

حضرت نے فرمایا کہ ان اناروں تک صرف ان ہی کے ہاتھ پہنچ سکتے ہیں جو میرے محب ہیں اور ان کے ہاتھ نہیں پہنچ سکتے ہیں جو میرے دشمن ہیں۔ کل قیامت کے روز بھی یہی ہوگا کہ ہمارے دوست بہشتوں میں مرصع تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور جب کسی میوے کی خواہش کریں گے۔ درخت خود جھک جائے گا اور میوہ ان کے قریب آجائے گا اور یہ لوگ میوہ چن لیں گے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: "وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا" (میوے اہلِ بہشت کے لئے جھک جائیں گے) اور دشمن دوزخ سے اہلِ بہشت کو مخاطب کرکے کہیں گے کہ "اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ"

(یعنی بہشت کا پانی یا رزق جو تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے کچھ ہم کو بھی دے دو)

لیکن وہ لوگ جواب میں کہیں گے کہ "اِنَّ اللهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ"

(//)

امیرالمومنین کے اقتدارات اور گستاخی کی سزا

آقا یت المومنین میں مرقوم ہے کہ ایک خارجی اور ایک مومن ایک مقدمہ کے فیصلے کے لئے حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت نے مومن کو حق پر پاکر اس کے موافق فیصلہ کیا خارجی نے کہا کہ یا علیؑ آپ نے اس معاملہ میں عدالت سے کام نہیں لیا۔ حضرت امیرؑ نے غضب ناک ہو کر فرمایا بلے دشمن خدا تو مسخ ہو جا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کتے کی شکل میں مسخ ہو گیا پھر اپنی صورت حال پر گریہ کرنے لگا۔ حضرت علیؑ کو اس پر رحم آیا اور دعا کی اور وہ پھر اپنی اصلی صورت پر آگیا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ آصف بن برخیا جو سلیمانؑ کے وصی تھے۔ ایک چشم زدن میں تخت بلقیس لانے پر قادر تھے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ خدا کے نزدیک سلیمان زیادہ افضل ہیں یا رسالت مآب حاضرین نے جواب دیا کہ خاتم الانبیا افضل ہیں۔ فرمایا کہ اگر حضرت کے وصی سے ایسا معجزہ ظاہر ہو تو کچھ تعجب کا مقام نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ آپ کو معاویہ سے جنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کو بھی ایک اشارہ میں کتے کی شکل میں کیوں مسخ نہیں کر دیا۔ حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی "فلا تعجل علیھم انما نعد لھم عدا"۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جلدی نہ کرو کیونکہ ہم ان کے لئے عذاب تیار کر رہے ہیں۔ (کوکب دری)

طئ الارض

مصابیح القلوب میں ہبیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ میں ایک روز کوفہ میں حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرے میں نے آنکھیں بند کریں پھر فرمایا کہ کھول دے۔ جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنے کو امیرالمومنین کے ہمراہ اپنے مدینہ کے گھر کی چھت پر پایا۔ فرمایا کہ جا اور اپنے اہل و عیال سے مل کر آ۔ چنانچہ میں ان سے مل کر آیا اور پھر حسب الحکم آنکھیں بند کر لیں اور چشم زدن میں ہم کوفہ پہنچ گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ "اے ہبیرہ! لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے وہ باوجود کفر کے اس بات پر قادر ہے اور ہم ایماندار ہو کر کیا اس پر قادر نہیں ہو سکتے (نیز معلوم ہو کہ آصف بن برخیا کے پاس کتاب خدا سے کچھ جس کی وجہ انہوں نے تخت بلقیس کو شہر سبا سے جو ایک مہینہ کی راہ پر تھا چشم زدن میں حضرت سلیمان کے سامنے پہونچا دیا میں تو خیر المرسلین کا وصی ہوں اور چاروں کتابوں کا عالم میں کس طرح اپنی خواہش پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ (کوکب دری)

واقعہ کربلا کا خواب

شام کو جاتے ہوئے جب حضرت امیرالمومنین سرزمین کربلا پہونچے تو دریائے فرات کے کنارے چند کھجور کے درخت دیکھ کر آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس! جانتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ اگر تم جانتے تو تم بھی اس طرح روتے جس طرح میں گریہ کر رہا ہوں اور حضرت اس قدر روئے کہ آپ کی ریش

اقدس آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ایک آہ پر درد کے بعد فرمایا کہ مجھ کو آل ابو سفیان سے کیا واسطہ۔ پھر امام حسینؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے جگر گوشۂ رسول و نور دیدۂ بتول۔ بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کرنا جو مصائب آج تمہارا باپ آل ابوسفیان سے دیکھ رہا ہے کل تم بھی ان کے ہاتھ سے دیکھو گے۔

پھر گھوڑے پر سوار ہو کر تھوڑی دیر تک زمین کربلا پر اس طرح چکر لگایا کہ جیسے کوئی گم شدہ چیز ڈھونڈی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور تکیہ پر سر رکھ کر سو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد نہایت بیقراری سے اٹھے اور ابن عباس کو بلا کر فرمایا کہ اے بھائی میں نے ابھی ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ مردان سفید رو کی ایک جماعت ہے کہ تلواریں حمائل کئے اور سفید علم ہاتھوں میں لئے آسمان سے اتری اور اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا اور ان درختوں نے اپنی شاخیں زمین پر ماریں اور تازہ خون کی ایک ندی جاری ہو گئی اور میرا فرزند حسینؑ اس خون کی ندی میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور کوئی شخص اس کی فریاد کو نہیں پہونچتا۔

وہ مدد طلب کر رہا ہے مگر کوئی اس کی مدد نہیں کرتا۔ ان مردوں نے کہا کہ اے فرزند مصطفےٰ دمرتضےٰ صبر کرو۔ اور جان لو کہ تم بدترین مخلوق کے ہاتھ سے شہید ہو گے۔ بہشت و رضوان تمہارے دیدار کے مشتاق ہیں۔ پھر مجھے تعزیت دیتے ہوئے کہا کہ اے ابو الحسن خداوند تعالیٰ قیامت کے روز حسینؑ کے دیدار سے تمہاری آنکھوں کو منور کرے گا۔"

اے ابن عباس! خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علیؑ کی جان ہے مخبر صادقؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل بغاوت کی جنگ پر جاتے وقت تم ارض کربلا پر ایک ایسا خواب دیکھو گے۔ اے ابن عباس! اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ میرے حسینؑ اس کے شیعوں اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے ایک جماعت کو یہاں قتل کریں گے۔ اس سرزمین سے قیامت کے روز ایک جماعت کو اٹھائیں گے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائے گی اے ابن عباس آؤ اس زمین کے گرد پھریں ممکن ہے ہرنوں کی آرام گاہ مل جائے۔ پس حضرت ہرنوں کی آرام گاہ پہونچے وہاں چند مینگنیاں زعفرانی رنگ کی تھیں جن سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ فرمایا کہ اے ابن عباس جب عیسیٰؑ مع اپنے حواریوں کے یہاں سے گذر رہے تھے تو کچھ مینگنیاں اٹھا کر سونگھیں اور بہت روئے۔ حواریوں نے پوچھا کہ یا روح اللہ مینگنیوں کو سونگھنے اور رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ خاتم الانبیاءؐ کے فرزند کو یہاں ناحق قتل کریں گے۔ یہ مینگنیاں اس لئے خوشبودار ہیں کہ ہرنوں نے اس سرزمین کی گھاس چری ہے۔ اس کے بعد حضرت نے دیر تک گریہ فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ اے فرزند صبر میں ثابت قدم رہنا۔ رنج و بلا دوستان خدا کا حصہ ہے۔ دنیا رنج و مصیبت کا مقام ہے۔ یہاں کا رنج بہت جلد گذر جاتا ہے۔

پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ بلند کر کے بد دعا فرمائی کہ خداوندا میرے فرزندوں کے قاتلوں کی عمروں سے

برکتیں اٹھائے اور ان کو بے یار و مددگار مغلوب کر۔ اور کچھ مینگنیاں ابن عباس کو دے کر فرمایا کہ جب ان کا رنگ تبدیل ہو کر خون کا رنگ ہو جائے تو سمجھ لو کہ میرا حسین شہید ہو گیا۔

(کوکب دری ب ۵)

دنیا اور حضرت علیؑ

تفسیر حافظی، ہدایت السعداء اور ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز حضرت امیرؑ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے جب کہ ایک پرانا لباس جس میں بہت سے پیوند تھے آپ کے زیب تن تھا۔ عبداللہ ابن عباس کے دل میں خیال گذرا کہ یہ حالت امیر المومنین کے شایان شان اور سزاوار نہیں اس کے ساتھ ہی حضرت نے فرمایا کہ " میں نے اس قدر پیوند پر پیوند لگائے ہیں کہ اب پیوند لگانے والے سے حیا آنے لگی ہے۔ علیؑ کو دنیا کی زینت و آرائش سے کیا سروکار جس کا پھول کانٹا اور جس کا شہد زہر ہے میں کیونکر اس لذت سے خوش ہو سکتا ہوں جو تھوڑی دیر میں فنا ہونے والی ہے اور میں کس طرح پیٹ بھر کھا سکتا ہوں جب کہ ملک حجاز میں بہت سے پیٹ خالی اور بھوکے ہیں اور بھوک کی شدت سے بیتاب ہیں میں کس طرح اس بات سے خوش ہوں کہ لوگ مجھ کو امیر المومنین کہیں اور مسلمان اپنا مقتدا اور پیشوا جانیں اور میں سختیوں اور مشکلوں میں ان کا شریک نہ ہوں اور بھوک و تنگی معاش و احتیاج میں ان کے ساتھ موافقت نہ کروں۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ ان کلمات کے سننے سے سامعین پر رقت طاری ہوئی اور زار زار رونے لگے۔

(کوکب دری)

حضرت امیر المومنین اور حضرت عقیل

حبیب السیر جلد اول میں مرقوم ہے کہ حضرت عقیل کو بیت المال سے روزانہ دو درہم وظیفہ ملتا تھا جس سے آپ کے اوقات تنگی سے بسر ہوتے تھے اس لئے آپ نے ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ وظیفہ میں کچھ اضافہ کریں مگر حضرت نے نہ مانا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت عقیل نے حضرت امیر المومنین کو رات کے کھانے کی دعوت دی اور اثنائے گفتگو میں پھر اپنی مفلسی کا اظہار کیا اور وظیفہ میں زیادتی کی خواہش کی۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ ضیافت کا انتظام کس طرح ہوا عرض کیا کہ کئی روز سے روزانہ نصف درہم بچا کر اس دعوت پر صرف کیا فرمایا کہ جب تم کو ڈیڑھ درہم کافی ہو سکتا ہے تو پھر کیوں زیادتی کی خواہش کرتے ہو۔ عقیل نے پھر اصرار کیا تو حضرت نے شمع ان کے ہاتھ کے اس قدر قریب کی کہ ہاتھ جلنے لگے عقیل نے عرض کیا کہ اے بھائی میرا ہاتھ کیوں جلانا چاہتے ہو۔ فرمایا کہ اے عقیل جب تم اس آگ کو برداشت نہیں کر سکتے تو اس بات کو کیونکر جائز رکھتے ہو کہ میں اہل اسلام کے حقوق میں سے تمہارے حصہ سے زیادہ تم کو دے کر آتش آخرت کا سزاوار بنوں عقیل اس بات کو سمجھ نہ سکے اور رنجیدہ ہو کر معاویہ کے پاس چلے گئے جس سے امیر المومنین بہت آزردہ خاطر ہوئے معاویہ نے ان کی خاطر و تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا آخر کار ایک

روز یہ درخواست کی کہ منبر پر جا کر امیر المومنین اور سبطین کو برا کہیں عقیل نے انکار کیا اور وہاں سے واپس ہو کر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کر لی۔

(کوکب دری)

مزاح لطیف

ایک روز رسالت مآبؐ اپنے چند اصحاب اور حضرت علیؑ کے ہمراہ کھجور اس طرح تناول فرما رہے تھے کہ درمیان میں کھجور رکھے ہوئے تھے اور اس کے اطراف رسول خدا، حضرت علی اور چند اصحاب بیٹھے تھے ہر شخص کھجور کھا کر اس کی گٹھلیاں اپنے سامنے جمع کرتا تھا تا کہ بعد میں پھینک دے مگر رسول خداؐ اپنی گٹھلیاں حضرت علیؑ کے سامنے رکھتے گئے جب کھجور ختم ہو گئے تو رسول خداؐ نے فرمایا کہ ذرا دیکھو تو کس کے سامنے زیادہ گٹھلیاں ہیں کس نے سب سے زیادہ خرمے کھائے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حیرت تو ان پر ہے جنہوں نے خرمے مع گٹھلیوں کھائے۔

(کوکب دری ب)

ایک اور مزاح

ایک روز حضرت ابوبکر و عمر حضرت علیؑ کے ہمراہ اس طرح پیادہ چل رہے تھے کہ حضرت علیؑ درمیان میں تھے اور دونوں اصحاب دو بازو تھے چونکہ دونوں اصحاب بہ نسبت حضرت علیؑ کے طویل قامت تھے حضرت علیؑ سے کہنے لگے یا علی انت بیننا کالنون فی لنا یعنی یا علیؑ آپ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے "لنا" میں نون۔ حضرت نے فرمایا "لا اما بینکما لکنتما لا" یعنی اگر میں تمہارے درمیان نہ رہوں تو تم 'لا' ہو جاؤ گے یعنی فنا ہو جاؤ گے۔

چار اصول صحت

حضرت امیرؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ یا حسن اعلمک اربع خصال تستغنی بھا عن الطب۔ قال بلٰی یا ابہ قال لا تجلس علی الطعام الا وانت جایع " ولا تقم عن الطعام الا وتشتھیہ وجود المضغ واذا نمت فاعرض نفسک علی الخلاء اذا استعملت ھذا استغنیت عن الطب

ترجمہ: اے حسن کیا میں تمہیں وہ چار خصائل بتاؤں جو تمہیں طبیب سے مستغنی کر دیں۔ امام حسنؑ نے کہا کہ ہاں بابا فرمایئے۔ فرمایا جب تک بھوک نہ لگے کھانے مت بیٹھو اور جب تک اشتہا باقی ہے دستر خوان سے نہ اٹھو۔ کھانا خوب چبا کر کھاؤ۔ اور جب کھا چکو کچھ آرام لے لو۔ جب تم اس پر عمل کرو گے طب سے مستغنی ہو جاؤ گے۔

(تمت)

نہج الاسرار جلد دوم وسوم

کے

ملنے کا پتہ

محمد بشارت علی

نمبر مکان A-68 بہار سوسائٹی عقب شہید ملت روڈ

کراچی

مولوی سید رضا آقا صاحب قبلہ 761-2-22

بازار نور الامرا حیدر آباد 500024

مولوی سید تقی حسن صاحب قبلہ وفا 325-8-22

دار الشفاء۔ حیدر آباد

محمد احمد علی صاحب نمبر مکان ۲۷۵/۱۲

نصیر آباد فیڈرل بی ایریا۔ کراچی